



شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی (مجلس المدینۃ العلمیۃ) کے تحت 2015 تا
2019 میں ہفتہ وار اجتماعات کیلئے اصلاحی موضوعات پر تیار کئے گئے

جُمَادِی الْأُولٰی کے 22 بیانات

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
(شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

پہلے اسے پڑھیں.....

گزشتہ کئی سالوں سے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت ملک و بیرون ملک اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کے ہزاروں ہفتہ وار اجتماعات ہونے کا سلسلہ جاری ہے۔ ان اجتماعات میں لاکھوں لاکھ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں شرکت کرتی ہیں۔ مبلغین و مبلغات اپنے پاس سے بیانات کی ترکیب کیا کرتے تھے کہ پھر دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے طے کیا کہ ایک ہی بیان تیار کیا جائے جو دنیا بھر کے ہفتہ وار اجتماعات کے مبلغین و مبلغات تک پہنچایا جائے۔ جون 2014ء مطابق شعبان المعظم 1435ھ میں دعوتِ اسلامی کے تحقیقی و علمی ادارے المدینۃ العلمیۃ کے تحت شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی قائم کیا گیا، ہفتہ وار اجتماعات میں ہونے والے بیانات تیار کرنے کی سعادت اس شعبہ کا مقدر بنی۔ بیان کو تمام مراحل سے گزار کر فائل کرنا اور ہفتہ وار اجتماع میں ہونے سے ایک ماہ قبل متعلقہ مجلس کو پیش کرنا اس شعبہ کا ہدف قرار پایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ 2014 سے اب تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اولاً صرف پاکستان میں ہونے والے بیانات تیار کئے جاتے تھے مگر اب پاکستان سمیت بیرون ملک میں ہونے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کے تمام ہفتہ وار اجتماعات کے بیانات بھی کم و بیش 15 مراحل سے گزار کر اسی شعبہ میں فائل کئے جاتے ہیں۔ جون 2014 سے اب تک ہفتہ وار اور دیگر اجتماعات کیلئے سوا چار سو (425) سے زائد بیانات اس شعبہ میں تیار ہو چکے ہیں۔

نگران المدینۃ العلمیۃ و رکن مرکزی مجلس شوریٰ حاجی ابوجامد محمد شاہد عطاری مدظلہ العالی نے ناظم المدینۃ العلمیۃ اور شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے ذمہ داران کے ساتھ ایک میٹنگ میں یہ قیمتی تجویز عطا فرمائی کہ ہر اسلامی ماہ کے تحت ہونے والے اب تک کے تمام بیانات کو جمع کر کے کتابی صورت میں دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر اپ لوڈ کیا جائے۔ اس سے اب تک کا ترتیب شدہ صحت مند مواد عوام الناس بالخصوص مبلغین و مبلغات کیلئے بیانات کی صورت میں سامنے آئے گا اور انہیں اس سے استفادہ کرنے میں

آسانی رہے گی۔ اسی سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے شعبہ بیانات دعوتِ اسلامی کے تحت جمادی الاولیٰ کے تمام بیانات اجتماعی صورت میں آپ کے سامنے ہیں۔ یہاں چند باتوں کی وضاحت ضروری ہے:

❁ اس مجموعہ میں وہ بیانات بھی شامل ہیں جو کافی پہلے تیار ہوئے۔ اس دوران دعوتِ اسلامی کی اصطلاحات بھی تبدیل ہوئی ہیں اور بیانات کے انداز میں بھی کافی تبدیلی آئی ہے۔ وہ اصطلاحات وغیرہ ان بیانات میں برقرار ہیں، استفادہ کرنے والے قارئین بالخصوص مبلغین ان تبدیلیوں کا لحاظ رکھیں۔

❁ ہفتہ وار اجتماع میں ہونے والے بیان کے آخر میں 6 درودِ پاک اور 2 دعائیں بھی شامل ہوتی ہیں، تکرار سے بچنے کیلئے ان تمام بیانات سے درودِ پاک اور دعائیں ختم کر دی گئی ہیں۔

❁ بیان کا نام اور جس تاریخ کو بیان ہفتہ وار اجتماع میں ہوا تھا وہ ہر بیان کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے۔ مزید برآں کہ شروع میں اجمالی فہرست بھی بڑھائی گئی ہے تاکہ استفادہ میں آسانی رہے۔

❁ طوالت و تاخیر سے بچنے کیلئے کتاب کے دیگر لوازمات (تفصیلی فہرست، مأخذ و مراجع وغیرہ) شامل نہیں کئے گئے۔

اللہ پاک ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول ”المدینۃ العلییۃ“ کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی

المدینۃ العلییۃ (دعوتِ اسلامی)

اجمالی فہرست

نمبر شمار	بیان کا نام	صفحہ نمبر
1	پہلے اسے پڑھیں.....	1
2	اجمالی فہرست	3
3	رپاکاری کی تباہ کاریاں	4
4	نیکی کی دعوت کی بہاریں	39
5	نیکی کی دعوت ترک کرنے کے نقصانات	74
6	فیضانِ امامِ غزالی	108
7	عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں	139
8	حُسنِ ظن کی برکتیں	173
9	صلہ رحمی	202
10	لمبی اُمیدوں کے نقصانات	233
11	مسجد کے آداب	258
12	فضلیت کا معیار تقویٰ ہے	287
13	نامحرموں سے میل جول کا وبال	321
14	رزق میں تنگی کے اسباب	350
15	بڑوں کا احترام کیجئے	383
16	حسنِ اخلاق کی برکتیں	414
17	ہم ڈرتے کیوں نہیں؟	439
18	مرض سے قبر تک	465
19	ماں کی دعا کا اثر	492
20	نگاہوں کی حفاظت کیجئے	520
21	معاشرے کی اصلاح	547
22	خود کشی پر ابھارنے والے اسباب	571
23	اچھے اعمال کی برکتیں	595
24	شیطان کی انسان سے دشمنی	619

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

دُرود شریف کی فضیلت:

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اَوَّلِ النَّاسِ بِیَوْمِ النِّیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلٰی صَلَٰةٍ، یعنی قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہو گا۔“

(ترمذی، أبواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ۲/۲۷، حدیث: ۴۸۴)

مفسرِ شہیر، حکیمُ الاُمّت حضرت مُفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ”قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہو گا، جو حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رہے اور حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ دُرود شریف کی کثرت ہے۔ اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ دُرود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جَنّتِ ملتی ہے اور اس (نیکی) سے بزمِ جَنّت کے دُولہا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملتے ہیں۔“ (مراۃ، ۲/۱۰۰)

خَشْر میں کیا کیا مزے وارفستگی کے لُوں رَضا	لوٹ جاؤں پا کے وہ دامنِ عالی ہاتھ میں
	(حدائقِ بخشش، ص ۱۰۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ خَيْرٌ لَّكُمْ فِي تَطَوُّعِكُمْ مِنْ تَطَوُّعِ الْغَنِيِّ“ مُسلمان کی نیت اُس کے عمل سے

بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا ❁ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❁ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ❁ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ❁ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❁ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ❁ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ❁ دیکھ کر بیان کروں گا ❁ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالنُّعْظَةِ الْحَسَنَةِ (ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ

ایۃ۔ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا
 ❁ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ❁ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشکِل اَلْفَاظ
 بولتے وقت دل کے اِغْلَاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلْمِیَّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے
 بچوں گا ❁ مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علاقائی دَوْرہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَعْبَتِ دِلَاوَس
 گا ❁ تَهَنُّتہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ❁ نظر کی حِفَاظَت کا ذہن بنانے کی خاطر حَتّٰی اَلْاِمْکَان نگاہیں نیچی
 رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

بیان کے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے ایک مُہْمِدِک (یعنی ہلاک کرنے) اور باطنی
 مَرَض، ”ریکاری“ کے مُتَعَلِّق کچھ مَدَنی پھول پیش کرنے کی سَعَادَت حاصل کروں گا، سب سے پہلے
 ریکاری سے مُتَعَلِّق ایک روایت بیان کروں گا، پھر ریکاری کی مذمت پر چند آیات قرآنی و احادیثِ
 مُبَارکہ کے ساتھ ساتھ ریکاری کی تعریف، چند مثالیں، پہچان کا طریقہ اور شرعی حکم بیان کرنے کی
 کوشش کروں گا۔ اُس کے بعد مَرَضِ ریکار کا علاج آپ کے گوش گزار کروں گا اور اگر علاج کارگر ثابت
 نہ ہو تو ایک مشورہ بھی عرض کروں گا۔ اور آخر میں جو تا پہننے کے مدنی پھول بھی بیان کرنے کی سَعَادَت
 حاصل کروں گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

ریکار کے چار نام

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 165 صفحات پر مُشمّل کتاب ”ریکاری“ کے صفحہ 16 پر ہے۔ ایک شخص نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عَرَض کی: ”کل بروزِ قیامت کون سی چیز نجات دلائے گی؟“ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بدِ دینائی نہ کرنا۔ تو اس نے پھر عرض کی: ”بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بدِ دینائی کیسے کر سکتا ہے؟“ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس طرح کہ تم کوئی ایسا کام کرو جس کا حکم تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیا ہو، لیکن تمہارا مقصود غیڑا اللہ کی رضا کا حصول ہو، لہذا ریکاری سے بچتے رہو، کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک ہے اور قیامت کے دن ریکار کو لوگوں کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا یعنی ”اے بدکار! اے دھوکے باز! اے کافر! اے خسارہ پانے والے! تیرا عمل خراب ہوا اور تیرا اجر برباد ہوا، لہذا آج تیرے لئے کوئی حصہ نہیں، اے دھوکا دینے کی کوشش کرنے والے! اب تُو اپنا ثواب اس کے پاس جا کر تلاش کر جس کے لئے تُو عمل کیا کرتا تھا۔“ (الزواجر عن اقتراف الكبائر، الکبیرۃ الفانیۃ، الشرح، ج ۱، ص ۶۸)

اے اخلاص تُو کہاں ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ روایت سے ہمیں بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ لوگوں کو دکھانے کیلئے عمل کرنے والے کو قیامت کے دن کس قدر ندامت و شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اوّل تو نفْس و شیطان ہمیں نیکیاں کرنے نہیں دیتے اور اگر ہم خُوب کوشش کر کے نیک عمل کرنے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو نفْس و شیطان ہماری عبادت کو مقبُول ہونے سے روکنے کے لئے اپنا

پورا زور لگادیتے ہیں، اس کے لئے ہماری عبادت میں کوئی ایسی غلطی کروادیتے ہیں، جو اسے ضائع کردیتی ہے یا پھر عبادت کے بعد ہمارے دل میں نام و نمود کی خواہش گھر کر لیتی ہے، کوئی ہماری نیکیوں کا چرچا کرے نہ کرے، ہم خود بلا ضرورت شرعی اپنی نیکیوں کا اظہار کر کے "اپنے منہ میاں مٹھو" بننے سے باز نہیں آتے اور یوں نفس و شیطان کے پھیلانے ہوئے جال یعنی ریکاری میں جا پھنستے ہیں۔ مثلاً کوئی کہتا ہے: میں ہر سال رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں (حالانکہ ماہ رمضان المبارک کے روزے تو فرض ہیں پھر بھی وہ ریکار جو کہ دو ماہ کے نفلی روزے رکھتا ہے اپنی ریکاری کا وزن بڑھانے کیلئے کہتا ہے میں ہر سال تین ماہ یعنی رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) کوئی کہتا ہے: میں اتنے سال سے ہر ماہ ایام بیض (یعنی چاند کی 15، 14، 13 تاریخ) کے روزے رکھ رہا ہوں، کوئی اپنے حج کی تعداد کا تو کوئی عمرے کی گنتی کا اعلان کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے: میں روزانہ اتنے دُرود شریف پڑھتا ہوں، اتنے عرصے سے دلائل الخیرات شریف کا وِرد کر رہا ہوں۔ اتنی تلاوت کرتا ہوں، ہر ماہ فلاں مدرسے کو اتنا چندہ پیش کرتا ہوں۔ اَلْعَرَضُ خَوَاخِوَاہ اپنے نوافل، تہجد، نفلی روزوں اور عبادتوں کا خوب چرچا کیا جاتا ہے۔ آہ! اے اخلاص تو کہاں ہے؟

(افادات: امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

نفسِ بدکار نے دل پہ یہ قیامت توڑی

عملِ نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

(سامانِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

اعمال ضائع ہو جائیں گے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری سے بچنے بچانے کا جذبہ بڑھانے کی نیت سے اس ضمن میں بطور ”نیکی کی دعوت“ چند آیات مبارکہ سماعت فرمائیے۔ یقیناً دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے نادان ریاکاروں کے عمل کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔ چنانچہ پارہ 12، سورہ ہود آیت نمبر 15 میں رَبُّ الْعِبَادِ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے:

تَرْجَمَهُ كُنْزُ الْإِيْمَانِ: جو دُنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔	مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيٰتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ (پ ۱۲، ہود: ۱۵)
---	---

حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ریاکاروں کو دُنیا میں ہی ان کی نیکیوں کا بدلہ دے دیا جاتا ہے اور ان پر ذرہ بھر ظلم نہیں کیا جاتا۔ (تفسیر طبری ج ۷ ص ۱۳) جبکہ ایک اور آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَبْطُلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالسَّيِّئِ وَالَّذِيْ كٰلٰذِيْ يَفِيْقُ مٰلَهُ سَرَاۤءُ النَّاسِ وَلَا يُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَنَسْلُهٗ كَسَلٍ صَفْوٰنٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَاٰبَلٌ فَتَرَكَهٗ صُلْدًا ۚ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ﴿٣٣﴾﴾ (پ ۳، البقرة: ۲۶۳)

تَرْجَمَهُ كُنْزُ الْإِيْمَانِ: ”اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اُس

کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اُس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اُس پر مٹی ہے، اب اُس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا، اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔“

صَدْرُ الْاَافِاضِلِ حَضْرَتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِیْ خَزَانُ الْعِرْفَانِ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”جس طرح مُنافِق کو رِضائے الہی مقصود نہیں ہوتی، وہ اپنا مال رِیا کاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے، اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجڑ ضائع نہ کرو۔ یہ (آیت مبارکہ) مُنافِق ریا کار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دُور ہو جاتی ہے، خالی پتھر رہ جاتا ہے، یہی حال مُنافِق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روزِ قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے، کیونکہ رِضائے الہی کے لئے نہ تھے۔“ (خزائن العرفان، پ ۳، البقرة، تحت الآية: ۲۶۴)

کمر توڑی ہے عصیاں نے، دیا بائفس و شیطان نے

نہ کرنا حشر میں رُسوا، مِرار کھنا بھرم مولیٰ

گناہوں نے مجھے ہائے! کہیں کا بھی نہیں چھوڑا

کرم ہوا ز طفیل سیدِ عرب و عجم مولیٰ!

(وسائل بخشش ص 97)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب ذرا غور کیجئے کہ قیامت کے دن جب ہر کسی کو اپنے اعمال کی فکر ہوگی، ایسے میں اگر کسی کا نامہ اعمال پیش کیا جائے اور اُسے پتا چلے کہ اس کے بہت سے نیک اعمال فقط رِیا کاری

کی وجہ سے ضائع ہو چکے ہیں، تو ذرا سوچئے اُس مشکل گھڑی میں اُس شخص کی کیفیت کیا ہوگی؟ اور اُسے کتنا افسوس ہوگا کہ زندگی بھر جن اعمال کو وہ اپنے لیے توشہ آخرت اور نجات کا ذریعہ سمجھتا رہا، اب یومِ حساب ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا، زندگی بھر کی کمائی ہاتھ سے جاتی رہی۔ تمام عمر یہی سوچتا رہا کہ میرے پاس نیکیوں کا خزانہ ہے، اور بروزِ قیامت حسرت و یاس (ناامیدی) کی تصویر بنا کھڑا ہوگا۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم اس دُنیا ہی میں اپنے اعمال پر غور کر کے ”ریکاری“ جیسی خوفناک اور ہولناک آفت سے پیچھا پھڑالیں۔ ہمیں اپنے اعمال پر غور کرنا چاہیے کہ کہیں ہمارے کسی نیک عمل میں دکھاو تو شامل نہیں؟ ہم جب بھی کوئی نیک عمل کرتے ہیں تو اُس سے مقصود، رَبِّ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہوتی ہے یا مال و زر کا حصول یا کوئی اور دُنیاوی فائدہ؟ لوگوں کے سامنے تو نیک اعمال بڑی خوش اُسٹوبی اور اچھے انداز سے کرتے ہیں، تنہائی میں ہمیں کیا ہو جاتا ہے، کہیں اس کی وجہ ریکاری تو نہیں؟ لہذا آج ہی اپنے اعمال کا مُحاسبہ کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لیجئے! ورنہ کل بروزِ قیامت سوائے افسوس و ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اگر اپنا مُحاسبہ کرنے کا ذہن نہیں بنتا یا اس بات کی وجہ سے پریشان ہیں کہ میں اپنے اعمال کا مُحاسبہ کس طرح کروں؟ مجھے تو صحیح طور پر اپنا مُحاسبہ کرنا بھی نہیں آتا، تو گھبرا ئیے مت! صرف ایسے افراد کی صحبت اختیار کر لیجئے کہ جو اپنے اعمال کا مُحاسبہ کرنا جانتے ہوں، ایسے ماحول کو اپنا لیجئے جہاں مُحاسبہ کرنے کا مدنی ذہن دیا جاتا ہو۔ یاد رکھیے! کہ اصلاح و تربیت کے معاملے میں ماحول کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے، اگر ماحول تبدیل نہ کیا جائے تو اصلاح و تربیت کی تمام تر کوششیں بھی اکثر رائیگاں ہو جاتی ہیں، اچھی صحبت اور پاکیزہ ماحول پانے کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اور خصوصاً مدنی قافلوں میں سفر اور مدنی انعامات پر عمل کرنا بھی ہے۔ جی ہاں! جب آپ عاشقانِ رسول کے ہمراہ مدنی قافلوں میں سفر کریں

گے، تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو مدنی انعامات پر عمل اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے سببِ اعمال پر غور و فکر کرنے کا موقع ملے گا اور گزشتہ گناہوں سے تائب ہو کر آئندہ ان سے بچنے کا بھی ذہن بنے گا۔

اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

اچھی صحبت ملے، خوب برکت ملے چل پڑو، چل پڑیں، قافلے میں چلو
کفر کی کالکیں، دُور ہوں ظلمتیں آؤ کوشش کریں، قافلے میں چلو
بے شک اعمالِ بد، اور افعالِ بد کی پھٹیں عادتیں، قافلے میں چلو
(وسائلِ بخشش، ص ۶۷۱-۶۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریکارانہ عمل قبول نہیں ہوتا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریکاری ایک ایسی تباہ کن بیماری ہے کہ جو نیک عمل کی روح کو بُری طرح متاثر کرتی ہے، یہاں تک کہ وہ نیک عمل ریکاری کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر پاتا۔ آئیے! احادیثِ طیبہ کی روشنی میں ریکاری کی تباہ کاریاں سنئے ہیں۔

”إِخْلَاص“ کے پانچ حروف کی نسبت سے ریا کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفیٰ

1. تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جب کوئی قوم آخرت (کے اعمال) سے آراستہ ہو کر (مُحْضُول) دُنیا کے لئے حُسن و جمال کا پیکر بنے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔“
(جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۱۶۹، ج ۱، ص ۱۸۳)

2. شہنشاہِ دو جہاں، مکے مدینے کے سلاطین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”اِنَّ اللہَ حَرَّمَ الْجَنَّةَ عَلٰی كُلِّ مُرَاۤءٍ“ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہر ریکار پر جنتِ حرام کر دی ہے۔ (جَمْعُ الْجَوَامِعِ لِلْسَّيُوطِ ج ۲ ص ۲۴۲ حدیث ۵۳۲۹)

3. ایک مرتبہ اُمَیْزُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنَا عُمَرُ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سَیِّدُنَا مُعَاذِ بنِ جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو روتے دیکھا تو پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ عَزْض کی: میرے رونے کا سبب وہ حدیثِ پاک ہے جو میں نے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّ اَحَدَ الرِّیَاءِ شَرُّکٌ“ یعنی اَدُوں ریا بھی شرک ہے۔ (المستدرک، کتابِ معرفۃ الصحابة، استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ بن جبل علی مکہ، ۳۰۶/۴، حدیث: ۵۲۳۱)

4. سَیِّدُ الْمُبْلِغِیْنَ، رَحْمَةُ لِلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے، مگر آخرت کے عمل سے دُنیا طلب کرنے والا اسے نہ پاسکے گا۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاحوال، باب الریاء، الحدیث: ۴۸۹، ج ۳، ص ۱۹۰)

5. رسولِ اکرم، نُورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو شہرت کے لئے عمل کریگا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے رُسوا کریگا، جو دکھاوے کے لئے عمل کریگا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے عذاب دے گا۔“ (جامع الاحادیث، قسم الاحوال، الحدیث: ۲۰۷۴۰، ج ۷، ص ۴۴)

بنادے مجھ کو الہی خلوص کا پیکر قریب آئے نہ میرے کبھی ریا یازب!
اندھیری قبر کا دل سے نہیں نکلتا ڈر کروں گا کیا جو تو ناراض ہو گیا یازب!
(وسائلِ بخشش، ص ۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ریکاری کیسی منحوس آفت ہے کہ اس کے سبب نیک اَعمال قبول نہیں ہوتے، ریکاری کرنے والا جَنّت سے محروم رہتا ہے، اسے بروزِ قیامت رُساوا کیا جائے گا، ریکاری کے سبب نیک عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایسا مَرْدود ہوتا ہے کہ اس پر کوئی بھی اَجرو ثواب نہیں ملتا بلکہ ریکاری والا عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا سبب ہے۔

چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1286 صفحات پر مُشمّل کتاب ”احیاءُ العلوم“ جلد 3 صفحہ 890 پر حُجَّۃُ الاسلام حضرت سَیِّدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدنا قَادِرِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”جب بندہ ریکاری کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے فرماتا ہے: اِسے دیکھو یہ میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔“ اسے آپ مثال سے یوں سمجھیں کہ کوئی خادمِ پورا دن بادشاہ کے دربار میں اُس کے سامنے رہتا ہے، جیسا کہ خادموں کی عادت ہوتی ہے، لیکن اس ٹھہرنے میں اس کا مقصد بادشاہ کی کسی لونڈی یا غلام کو دیکھنا ہے، تو یہ بادشاہ کے ساتھ مذاق ہے، کیونکہ اُس نے بادشاہ کا قُرب، اُس کی خِدْمَت کے لئے نہیں، بلکہ اُس کے غلام کے لئے اِختیار کیا ہے، لہذا اس سے بڑھ کر (قابلِ تحقار) بات) کیا ہوگی کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت ایک ایسے کمزور و ناتواں بندے کو دیکھانے کے لئے کرے جو (ذاتی طور پر) اس کے کسی نفع و نقصان کا مالک نہ ہو۔

(احیاءُ العلوم ج 3، ص 890)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ریکاری کا مَرَض انتہائی مُہلک ہے اور اس سے بچنا بے حد ضروری ہے، لہذا کسی بھی نیک عمل سے پہلے دل کے ارادے پر خُوب غور کر لینا چاہیئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ

ریکاری کے سبب وہ عمل کسی کام نہ آئے۔ آئیے ”ریکاری“ کی تعریف سنتے ہیں تاکہ اس کی اچھی طرح پہچان حاصل ہو جائے اور اس سے بچنے میں بھی آسانی ملے۔ چنانچہ،

”ریا“ کی تعریف

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ 616 صفحات پر مشتمل کتاب ”نیکی کی دعوت“ کے صفحہ 66 پر تحریر فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا۔ ”گویا عبادت سے یہ غرض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزت وغیرہ دیں۔ (اثر و اجر ص ۷۶)

ریکاری کی مثالیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی بڑا نازک معاملہ ہے کہ ذرا سی نیت بہکتی ہے اور نیک عمل کرنے والا ریکاری کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔ آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی مایہ ناز کتاب ”نیکی کی دعوت“ حصہ اول، صفحہ 73 سے ریکاری سے متعلق چند مثالیں سماعت کرتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ریکاری ہمارے اعمال میں کس طرح چھپی ہوتی ہے۔ ہم بعض اوقات لفظوں میں اس کا برعلاظ ظہار کر رہے ہوتے ہیں لیکن نہ تو اس طرف ہمارا دھیان ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے بچنے کا مدنی ذہن ہوتا ہے۔ لہذا ریکاری کی ان مثالوں کو سن کر اس سے بچنے کی کوشش کیجئے، مگر خیال رہے کہ ریکاری ایک ایسا عمل ہے کہ جس کا سارا دار و مدار نیت پر ہے، لہذا جو مثالیں پیش کی جا رہی ہیں وہ اگر

چہ ریکاری ہی کی ہیں لیکن کئی جگہ نیت کے فرق سے احکام میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

”ریکار جہنم میں جائے گا“ کے انیس حروف کی نسبت سے ریکاری کی 19 مثالیں

(1) فنِ قراءت اس لئے سیکھنا کہ لوگ ”قاری صاحب“ کہیں۔ (2) قاری صاحب کا اجتماعات میں حاضرین کی مقدار کے مطابق تجوید کے قواعد کی رعایت اور آواز کے اتار چڑھاؤ میں کمی بیشی کرنے سے مقصود حاضرین کی خوشنودی ہو۔ (3) اپنے لئے عاجزی کے الفاظ مثلاً فقیر، گنہگار، ناکارہ وغیرہ اس لئے بولنا یا لکھنا کہ لوگ مُنْكَسِمُ الزَّجَاجِ سمجھیں اور عاجزی کی تعریف کریں۔ (4) لوگوں سے اس لئے پُر تپاک طریقے سے ملنا کہ ملنسار اور بااخلاق کہلائے۔ (5) دُعا وغیرہ میں سب کے سامنے رونا آجائے تو اس لئے آنسو پونچھتے رہنا کہ لوگوں پر یہ تاثر قائم ہو کہ یہ ریکاری سے بچنے کیلئے جلدی جلدی آنسو پونچھ لیتا ہے۔ (6) لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کیلئے اس طرح کے جملے کہنا: مجھے گناہوں سے بڑا ڈر لگتا ہے، مجھے بُرے خاتمے کا خوف رہتا ہے، ہائے! اندھیری قبر میں کیا ہو گا! آہ! قیامت میں حساب کیسے دوں گا! وغیرہ (7) لوگوں پر اپنی دُنیا سے لا تعلقی اور پارسائی کی چھاپ ڈالنے کیلئے کہنا: میں تو مالداروں اور شخصیات سے ملنے سے بچتا ہوں۔ (8) کسی کی مُصِیبت کا سُن کر ہمدردانہ جملے کہنا کہ لوگ رَحْم دل کہیں۔ (9) ہاتھ میں اس لئے تَسْبِيح رکھنا، اور نمایاں کرنا، یا لوگوں کے سامنے اس لئے ہونٹ ہلا کر یا انہیں آواز پہنچے، اس طرح دُرود و اذکار پڑھنا کہ نیک سمجھا جائے۔ (10) جَلَوْتُ میں (یعنی لوگوں کے سامنے) کھاتے پیتے، اُٹھتے بیٹھتے وغیرہ وغیرہ مواقع پر سُنّتوں کا اچھی طرح خیال رکھنا جبکہ اکیلے میں سُنّتوں کا اہتمام

نہ کرنا۔ (11) دعوت میں یا دوسروں کی موجودگی میں اس لئے کم کھانا کہ دیکھنے والے اسے مُتَّبِعِ سُنَّت (یعنی سُنَّت کی پیروی کرنے والا) اور قَلِيلُ الْغِذَاء (یعنی کم کھانے والا) تصور کریں۔ (12) کسی کو اپنے نیک کام بتا کر یہ کہنا کہ ”آپ کسی اور کو مت بتانا۔“ تاکہ سامنے والا مُتَأَثِّر ہو کہ بہت مُخلص شخص ہے کہ کسی پر اپنا نیک عمل ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ (13) رَمَضَانَ الْمُبَارَك کا اس لئے اِغْتِکَاف کرنا کہ مُفْت میں سحری اور افطاری کی ترکیب بن جائے۔ (14) اپنے دینی کارنامے اس لئے بیان کرنا کہ سُننے والے اسے دین کا بہت بڑا خادم تصور کریں اور اس کی عظمتوں کے مُعْتَرِف ہوں۔ (15) اپنی فِی سَبِيلِ اللہ امامت یا دینی تدریس کا اس لئے دوسروں سے تذکرہ کرنا کہ لوگ اس سے مُتَأَثِّر ہوں، قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ (16) خریداری کرتے وقت یا ہجرت پر کسی سے کوئی کام کرواتے وقت اپنے دینی منصب مثلاً دینی طالب علم یا حافظ قرآن یا امام مسجد یا موذن یا مُسَلِّخ وغیرہ ہونے کا اس لئے اظہار کرنا کہ وہ رعایت کر دے یا پھر پیسے ہی نہ لے۔ (17) کتاب یا رسالہ لکھتے وقت اس نیت سے عِبْرَت انگیز روایات و خُوب دِلچُشپ حکایات اور عُمہ عُمہ مدنی پُھول شامل کرنا کہ پڑھنے والے داد و تحسین دینے پر مجبور ہو جائیں۔ (18) اپنے حج و عمرے کی تعداد، تلاوت قرآن کی یومیہ مقدار، رَجَبُ الْمُرَجَّب و شَعْبَانُ الْمُعْظَم کے مکمل اور دیگر نفلی روزوں، نوافل، زُروُد شریف کی کثرت وغیرہ کا اس لئے اظہار کرنا کہ واہ واہ ہو اور لوگوں کے دلوں میں احترام پیدا ہو۔ (19) دوسروں کی موجودگی میں اس لئے چُپ چاپ رہنا یا اشارے سے یا لکھ کر گُفتگو کرنا کہ لوگ سنجیدہ، خاموش طبیعت اور زبَان کا قُفْلِ مدینہ لگانے والا تصور کریں۔ جبکہ گھر میں اور بے تَکَلُّف دوستوں میں خُوب قہقہے لگاتا اور شیر بَر کی طرح دُہاڑا یعنی چیختا ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

ریکاری تعریف اور مثالوں پر غور کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ مثالوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ریکاری کی تعریف پر ایک بار پھر نظر ڈال لیجئے۔ کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا، ریکاری کہلاتا ہے۔ گویا لوگوں پر اپنی عبادت گزاری کی دھاک بٹھانا، اپنی تعریف، واہ واہ اور عزت چاہنا یا اُس نیک کام سے سُوٹ پیس، یا رتم کالفافہ یا کھانا یا میٹھائی یا کسی قسم کے نذرانے کا حصول مقصود ہونا یہ سب ریکاری کی ہی صورتیں ہیں۔ نیز پیش کردہ مثالوں میں ”حُبِ جاہ“ یعنی ”شہرت و عزت کی خواہش کرنا“ بھی موجود ہے۔ کیوں کہ ریکاری کا ایک بہت بڑا سبب ”حُبِ جاہ“ بھی ہے۔ اس سے بھی بچنا اُز حد ضروری ہے اور یہ بھی یاد رکھیے! کہ ریکاری کی یہ تمام مثالیں اس لیے بیان کی گئی ہیں کہ ہم خود اپنے اعمال کا مُحاسبہ کر لیں۔ ان مثالوں کو بیان کرنے کا ہر گز یہ مقصد نہیں کہ ہم ان مثالوں کو بنیاد بنا کر کسی دوسرے کو ریکار کہتے پھریں۔ کیونکہ ریکاری کا تعلق دل سے ہے اور کسی کے دل کے حالات پر ہر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ لہذا ان مثالوں پر قیاس کرتے ہوئے کسی مسلمان پر بدگمانی نہ کی جائے، کیونکہ بدگمانی بذاتِ خود حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور اسی طرح کسی کے بارے میں تجسس یعنی گناہ کی تلاش کرنا، اس کی پردہ داری یعنی عیب کھولنا اور اُس میں ریکاری کی علامات تلاش کرنا تا کہ اس کو بدنام کیا جائے، یہ بھی حرام ہے۔ ان مثالوں کو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی نیکیوں کو خود ڈیٹو لیں اور غور کریں کہ کہیں ہمارے کسی عمل میں ریاچھپی ہوئی تو نہیں؟ کیوں کہ ریاچھپی نئی کے چلنے کی آہٹ سے بھی زیادہ پوشیدہ طریقے سے عمل خیر میں داخل ہو جاتی ہے،

اور اُس عمل کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیتی ہے اور اس میں مبتلا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ”ریا“ میں جو لذت ہے وہ نہ عمدہ غذاؤں میں ہے نہ ہی مال و دولت کی کثرت میں، اس سے بچنا بہت بہت بہت ضروری ہے کہ یہ ”لذت“ جہنم میں پہنچانے والی ہے، لہذا اگر اپنے کسی نیک عمل میں ریا کا شائبہ یعنی شک بھی پائیں تو توبہ کریں اور اپنے آپ کو ڈرائیں کہ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ وادی اُمّتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اُن ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے، جو قرآنِ پاک کے حافظ، غیر اللہ کے لئے صدقہ کرنے والے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کے حاجی اور راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں نکلنے والے ہوں گے۔“ (الْاَمَانُ وَالْحَفِیْظ - (الْمُعْجَمُ الْکَبِیْر) ج ۲ ص ۱۳۶ حدیث ۱۲۸۰۳)

بچا لے ریا سے بچا یا الہی تُوِ اِخلاص کر دے عطا یا الہی
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(نیکی کی دعوت، حصہ اول، ص ۷۳ تا ۷۹، ملخصاً)

عمل نہ چھوڑیے، علاج کیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے کہ ریاکاری کیسا خطرناک عمل ہے کہ دنیا میں ہونے والی تھوڑی سی واہ واہ، جھوٹی عزت اور دوسروں سے چند سیکوں کے حصول کے لئے اپنے اعمال کی تشہیر کرنا کل بروز قیامت جہنم کی اُس وادی میں ڈلواسکتا ہے جس سے خود جہنم بھی روزانہ چار سو بار پناہ مانگتا ہے۔ اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ اعمال کرتے ہوئے دوسروں کی رضا پر نظر رکھنے کی بجائے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر ہی نظر رکھی جائے اور اگر کوئی شخص شیطان کی باتوں اور نَفْسِ اَمَّارَہ کی چالوں میں آکر ریکاری میں مبتلا ہو جائے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ریا سے بچنا تو بہت مشکل ہے، میں کس طرح نَفْسِ اَمَّارَہ کی چال کو ناکام بناؤں؟ میں کس طرح شیطان کے مَضْبُوطِ جال کو توڑ کر باہر آؤں؟ اور پھر بعض اوقات ایسے افراد اس خیال کو اپنے ذہن میں بٹھالیتے ہیں کہ جب ہم ریکاری کے بغیر نیک اعمال نہیں کر سکتے تو ایسے اعمال کرنے کا کیا فائدہ؟ یوں آہستہ آہستہ نیک اعمال سے دُور ہوتے جاتے ہیں اور خُوش بختی اور سَعَادَتِ مَنَدِی سے مُنہ موڑ لیتے ہیں۔ تو ایسے اسلامی بھائیوں کی خِدْمَت میں مَدَنی اِتِّجاء ہے کہ اگر اپنا مُجَاسَبَہ کرتے ہوئے ریکاری ظاہر ہو تو اُس کا علاج کریں، کیونکہ کسی بھی مَرَض کو لا علاج سمجھ کر اس سے بے پرواہی برتنا، عقلمندی کا تقاضا نہیں بلکہ جو مَرَض جس شِدَّت سے بڑھے، اس کے علاج میں بھی اُتنا ہی اہتمام کیا جاتا ہے۔ چونکہ ریکاری بھی ایک باطنی بیماری ہے، لہذا اس کا علاج کرنا ہی مُناسِب ہے نہ کہ اس کو لا علاج سمجھ کے چھوڑ دیا جائے، کیونکہ اگر مکھی، ناک پر بیٹھ جائے تو مکھی کو اُڑایا جاتا ہے، ناک نہیں کاٹی جاتی۔ اس لئے ریکاری کے دُور سے نیک اعمال کو ترک نہ کیا جائے بلکہ ریکاری سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی جائے۔ چُنانچہ،

ریکاری کا حکم

مُفسِّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ رِیْکَارِی کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: خیال رہے کہ ریا سے عبادت ناجائز نہیں ہو جاتی (یعنی ایسا نہیں کہ ریکاری سے نماز پڑھی تو اسے ترک نماز سمجھا جائے) بلکہ نامقبول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اگر ریا کار آخر میں ریا سے (سچی) توبہ

کرے تو اس پر ریا کی عبادت کی قضا واجب نہیں، بلکہ اُس توبہ کی برگت سے گزشتہ نامقبول ریا کی عبادت بھی قبول ہو جائیں گی۔ مطلقاً ریا سے خالی ہونا بہت مشکل ہے، کوئی شخص ریا کے اندیشے سے عبادت نہ چھوڑے، بلکہ ریا سے بچنے کی دعا کرے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۱۷۷)

ریکاری کی علامات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح ہر مَرَض کی کچھ علامتیں ہوتی ہیں، جن سے اُس مرض کی تشخیص (پہچان) ہوتی ہے، اسی طرح مرضِ ریا کی بھی کچھ علامتیں ہیں۔ آئیے! اس کی چند علامات سننے ہیں تاکہ اس مرض کی اچھی طرح تشخیص ہو جائے تو اس کا علاج کرنے میں آسانی رہے۔ چنانچہ اُمیدُ المؤمنین، مولائے کائنات، حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ریاکار کی تین علامتیں ہیں: (1) تنہائی میں ہو تو عمل میں سُستی کرے اور لوگوں کے سامنے ہو تو چُستی دکھائے (2) تعریف کی جائے تو عمل میں اضافہ کر دے اور (3) مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کر دے۔ (الذَّوْاجِزُ عَنْ اَقْتِدَارِ الْکَبَائِرِ ج ۱ ص ۸۶) (نیکی کی دعوت ص 80)

اب ہمیں دیانت داری کے ساتھ اپنی حالت پر غور کرنا چاہیے کہ عبادت کے معاملے میں کہیں ہم تنہائی میں سُستی اور لوگوں کے سامنے چُستی کا مظاہرہ تو نہیں کرتے؟ کہیں ہم نیکی کرنے کے بعد اس کا لوگوں پر بلا ضرورت اظہار تو نہیں کر دیا کرتے؟ پھر اگر کوئی اس پر ہماری تعریف کر دے تو ”چُھول کر“ عمل میں اضافہ تو نہیں کر دیتے؟ اور تعریف نہ ہونے کی صورت میں کہیں غمگین تو نہیں ہو جاتے اور اس عمل میں کمی تو نہیں آ جاتی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمیں لوگوں کے سامنے نیکی کرنے میں بڑی لذت

ملتی ہو، مگر تنہائی میں مزا بالکل نہ آتا ہو؟ کہیں ہم اپنے بارے میں سیاہ کار، گنہگار، مجرم، فقیر، حقیر اور عاجز و مسکین جیسے الفاظ لوگوں کے سامنے کہہ کر انہیں متاثر کرنے کی کوشش تو نہیں کرتے؟ ہم کہیں مذہبی حلیے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سے متاثر ہونے والے دکانداروں سے اس لئے سودا نہیں لیتے کہ وہ ہمیں مفت یا سستے داموں میں دے؟ اگر ان سوالات کے جوابات، ہاں میں آئیں تو فوراً سے پیشتر توبہ کر لیجئے اور حصولِ اخلاص کی کوششوں میں لگ جائیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ توبہ سے پہلے موت آجائے اور ریکاری کے سبب دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ (نیکی کی دعوت ص 82)

عطا کر دے اخلاص کی مجھ کو نعمت نہ نزدیک آئے ریا یا الہی
مری زندگی بس تری بندگی میں ہی اے کاش گزرے سدا یا الہی
(وسائلِ بخشش)

مرضِ ریا کا علاج کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اپنے دل میں مرضِ ریا کی علامات محسوس کریں تو بعدِ توبہ، علاج میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ جب ہم اپنے باطن کو پاکیزہ کرنے کی کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ظاہر بھی ستھرا ہو جائے گا۔ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”جو اپنے باطن کی اصلاح کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے ظاہر کی (بھی) اصلاح فرما دے گا۔“ (الجامع الصغیر للشیوطی ص ۵۰۸ حدیث ۸۳۹) (نیکی کی دعوت ص 83)

آئیے! ریکاری کی تباہ کاریوں سے پیچھا چھڑانے کیلئے اس کے چند علاج سنتے ہیں۔

﴿1﴾ دُعا کے ذریعے مدد طلب کیجئے!

ریکاری کا سب سے پہلا علاج یہ ہے کہ خدائے غفار عَزَّوَجَلَّ کے دربارِ کرم بار میں یوں دُعا کیجئے:

یَا رَبِّ مُصْطَفٰی (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! مجھے ریکاری کی بیماری سے شفا عطا فرما، میری خالی جھولی اخلاص کی لازوال دولت سے بھر دے۔ میرا سامنا اُس دشمن (یعنی شیطان) سے ہے جو مجھے دیکھتا ہے مگر خود دکھائی نہیں دیتا، لیکن تُو اُس کو ملاحظہ فرما رہا ہے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اس دشمن کے مکر و فریب سے بچالے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کی نظر میں تو میرا حال بہت اچھا ہو، وہ مجھے نیک اور پرہیزگار سمجھتے رہیں مگر تیرے دربار میں سزا کا حقدار ٹھہروں۔

(نیکی کی دعوت ص 84)

حُبِّ دُنیا سے تُو بچا یَا رَبِّ عاشقِ مُصْطَفٰی بنا یَا رَبِّ
حِرْصِ دُنیا نکال دے دل سے بس رہوں طالبِ رِضا یَا رَبِّ

(وسائلِ بخشش، ص ۷۹، ۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿2﴾ ریکاری کے نقصانات پیش نظر رکھیے!

ریکاری کا دوسرا علاج یہ ہے کہ ہم اس کی آفتوں کو پیش نظر رکھیں، کیونکہ آدمی کا دل کسی چیز کو اُس وقت تک ہی پسند کرتا ہے جب تک وہ اُسے نفع بخش اور لذیذ نظر آتی ہے، مگر جب اُسے اُس شے کے نقصان دہ ہونے کا پتہ چلتا ہے تو وہ اُس سے بچتا ہے، مثلاً ایک اسلامی بھائی شہد کو اس کی لذت اور

مٹھاس کی وجہ سے بہت پسند کرتا ہے، لیکن اگر اُسے یہ بتا دیا جائے کہ یہ شہد جسے تم پینے جا رہے ہو، اُس میں زہر ملا ہوا ہے، تو وہ اُس میں موجود مٹھاس کو نہیں زہر کو دیکھے گا اور اسے ہر گز ہر گز نہیں پیئے گا۔ اسی طرح لوگوں پر اپنانیک عمل ظاہر کرنے اور ان کی طرف سے واہ واہ ہونے میں یقیناً نفس کو بڑی لذت ملتی ہے، لیکن اگر ہم اِس لذت کے بجائے ریکاری کے نقصانات ذہن میں رکھیں، تو اس سے بچنا ہمارے لئے قدرے آسان ہو جائے گا۔ (نیکی کی دعوت ص 84 لکھا)

﴿3﴾ ریکا کے اسباب کا خاتمہ کیجئے

مرضِ ریکا کا تیسرا علاج، اس مرض کے اسباب کا خاتمہ ہے۔ کیونکہ ہر بیماری کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے، اگر سبب مٹا دیا جائے تو بیماری بھی رُخصت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ریکاری کے بھی بنیادی طور پر تین اسباب ہیں، اگر ان تینوں سے جان چُھڑالی جائے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ریکاری سے بچنا بے حد آسان ہو جائے گا۔ وہ تین اسباب یہ ہیں: (۱) حُبِ جاہ یعنی شہرت کی خواہش (۲) مذمت کا خوف اور (۳) مال و دولت کی حرص۔ (نیکی کی دعوت ص 86)

پیچھا مرا دُنیا کی محبت سے چُھڑا دے یا رَبِّ مجھے دیوانہ مدینے کا بنا دے

(وسائلِ بخشش، ص ۱۱۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿4﴾ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کیجئے

ریکاری کا چوتھا علاج، اخلاص ہے۔ چنانچہ سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرو، کیونکہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ وہی اعمال قبول فرماتا ہے، جو اُس کے لئے اخلاص کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور یہ مت کہا کرو کہ میں نے یہ کام اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رشتہ داری کی وجہ سے کیا ہے۔“

(سُننِ دارقطنی ج ۱ ص ۷۳، حدیث ۱۳۰) (نیکی کی دعوت ص 89)

مُخلص کسے کہتے ہیں؟

کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ مُخلص کون ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: مُخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنی بُرائیاں چھپاتا ہے۔ ایک اور بزرگ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے عَرَض کی گئی: اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: وہ یہ کہ تم لوگوں سے تعریف کی خواہش نہ کرو۔

(الزواج، الكبيرة الثانية الشراك الاصغر... الخ، خاتمة فی الاخلاص، ج ۱، ص ۹۰) (نیکی کی دعوت ص 91)

یکساں ہو مَدَح و ذَم مجھ پہ کر دو کرم نہ خُوشی ہو نہ غم تاجدارِ حرم

(وسائلِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿5﴾ نیت کی حفاظت کیجئے

ریکاری کا پانچواں علاج یہ ہے کہ نیت کی حفاظت کیجئے۔ سرورِ دو عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔“ (بخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال... الخ، الحدیث: ۵۴، ص ۷) اس لئے عمل شروع کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ میں جو عمل کرنے جا رہا ہوں، اس کا مقصد کیا ہے؟ اگر دکھاوے کی بُ

پائیں تو فوراً اپنی نیت کی اصلاح فرمائیں اور یہ ذمہ بنائیں کہ صرف وہی عمل مقبول ہوگا، جو رضائے الہی کیلئے کیا جائے گا، اگر میں نے لوگوں کو دکھانے یا سننے کی خاطر کوئی نیکی کی تو قبول ہونا تو ایک طرف رہا، جہنم کے عذاب کا خفقہ ہو جاؤں گا! شیطان اگرچہ لاکھ رکاوٹ ڈالے مگر ریا اور دکھاوے کی نیت سے بچنا اور اچھی نیت کرنی ہی ہوگی۔

(نیکی کی دعوت ص 92)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿6﴾ دورانِ عبادتِ شیطانی و سوسوں سے بچنے

مرضِ ریا کا چھٹا علاج یہ ہے کہ عبادت کے دوران بھی شیطانی و سوسوں سے بچنے کی کوشش کریں کیونکہ شیطان مسلسل ہمارے دل میں وسوسے ڈالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، لہذا جس طرح نیک عمل سے پہلے دل میں اخلاص ہونا ضروری ہے، اسی طرح ہر نیکی و عبادت کے دوران اسے قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ عبادت کے دوران شیطانی و سوسوں سے جھٹکارے کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں:

(۱) اُس وسوسے کو پہچانا (۲) اُسے ناپسند کرنا اور (۳) اُسے قبول کرنے سے انکار کرنا۔ مثلاً کسی نے اچھی اچھی نیتیں کر کے نماز تہجد شروع کی، اب دورانِ نماز شیطان نے دل میں ریاکاری کا وسوسہ ڈالا کہ جب لوگوں کو میری تہجد گزاری کا پتا چلے گا تو وہ مجھ سے بہت متاثر ہوں گے، اب اس وسوسے کو فوری طور پر پہچانا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، اُس نمازی کے لئے بہت ضروری ہے۔ پھر اسے ناپسند بھی جانے کہ خالقِ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے کیے جانے والے عمل سے مخلوق کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا غَضَبِ الہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے، پھر اُس وسوسے سے اپنی توجہ ہٹالے۔ اگرچہ یہ کام بہت

مشکل سہی مگر ناممکن نہیں، آغاز میں یہ کام بے حد مشکل محسوس ہوتا ہے، لیکن جب تکلف کر کے ایک عرصے تک اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حُسنِ توفیق سے یہ کام آسان ہو جاتا ہے، ہمارا کام کوشش کرنا ہے، کامیابی دینے والی ذاتِ رَبِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی ہے۔ (نیکی کی دعوت ص 94)

﴿7﴾ نیکیاں چھپائیے!

مرضِ ریاکاساتواں علاج ”نیکیاں چھپانا“ ہے۔ اے کاش! ہم اپنی نیکیوں کو بھی اُسی طرح چھپائیں جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں اور بس اسی کو کافی سمجھیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری نیکیاں جانتا ہے۔ بالخصوص پوشیدہ نیکی کرنے کے بعد نفس کی خُوب نگرانی کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نفس میں اس عبادت کو ظاہر کرنے کی حرصِ جوش مارے اور یوں کہے کہ اگر تیرے اس عظیم عمل پر لوگوں کو اطلاع ہو جائے تو وہ بھی عبادات میں مشغول ہو جائیں۔ تو اپنے عمل کو چھپانے پر کیسے راضی ہو گیا؟ اس طرح تو لوگوں کو تیرے مقام و مرتبے کا علم نہیں ہو گا، چنانچہ وہ تیری قدروں و منزلت کا انکار کریں گے اور تیری پیروی سے محروم رہ جائیں گے، ایسے میں تو لوگوں کا مُقتدا (یعنی پیشوا اور رہنما) کیسے بن سکے گا؟ نیکی کی دعوت کیسے عام ہوگی؟ وغیرہ۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کی دُعا کرنی چاہیے اور اپنے بڑے عمل کے مقابلے میں آخرت کی بہت بڑی ملکیت یعنی جنت کی نعمتوں کو یاد کیجئے، جو ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے اس کے بندوں سے آخر کا طالب ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا غَضَب نازل ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسروں کے سامنے عمل کو ظاہر کرنے کی صورت میں وہ لوگوں کے نزدیک تو محبوب ہو جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کا مقام گر جائے! پھر نفس

کو اس طرح بھی سمجھائے کہ میں کس طرح اس عمل کو لوگوں کی تعریف کے بدلے بیچ دوں، وہ تو خود عاجز ہیں، نہ تو وہ مجھے رِزق دے سکتے ہیں اور نہ ہی موت و حیات کے مالک ہیں۔ (نیکی کی دعوت ص 96) جب اس طرح کی مدنی سوچ اپنائیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مرض سے جھٹکار پانے میں آسانی ہوگی۔

نیکیاں چھپ کر کریں ایسی ہدایت دے خدا ہم کو پوشیدہ عبادت کی تُو لَدّت دے خدا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿8﴾ اُوراد و وظائف کا معمول بنالیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریکاری سے بچنے کے لئے بیان کردہ مُعَالَجَات کے ساتھ ساتھ ریکاری سے بچنے کے رُوحانی علاج بھی سماعت فرمالیجئے اور حسبِ توفیق اوّل آخر ایک بار دُرود شریف کے ساتھ پڑھنے کا معمول بنالیجئے۔

1 روزانہ یہ دُعاتین بار پڑھ لیجئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ چھوٹی بڑی ہر طرح کی ریا (سے) دُور رکھے گا۔ دعایہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرَکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ (اے اللہ عَزَّوَجَلَّ، میں جان بوجھ کر تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور لا علمی میں ایسا عمل کرنے پر تجھ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں)۔

2 جب بھی دل میں ریکاری کا خیال آئے تو ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ“ ایک بار پڑھنے کے بعد اُلٹے کندھے کی طرف تین بار تھو تھو کر دیجئے۔

3 سُورَةُ الْاِخْلَاص گیارہ بار صُبح (یعنی آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے کے درمیان) پڑھنے

والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو نہ کر سکے، جب تک کہ یہ (پڑھنے والا) خود نہ کرے۔ (الوظیفۃ الکریمہ ص ۲۱)

4 **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** ① (پ ۷۲ الحدید ۳) کہنے سے فوراً

وَسَوْسَه دُور ہو جاتا ہے۔ (مُلَخَّص از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّج ج ۱ ص ۷۷۰) (نیکی کی دعوت ص 105)

کاش لب پر مرے رہے جاری ذِکر آٹھوں پہر ترا یارب
(وسائل بخشش، ص ۷۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

علاج کے باوجود افاقہ نہ ہو تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر بھرپور علاج کے بعد بھی افاقہ نہ ہو تو گھبراہٹ نہیں بلکہ علاج جاری رکھئے کہ ”دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا۔“ کیونکہ اگر ہم نے علاج ترک کر دیا تو گویا خود کو مکمل طور پر شیطان کے حوالے کر دیا کہ اس طرح تو وہ ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ریکاری سے جان چھڑانے کی کوشش جاری رکھیں۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ منہاج العابدین میں حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے فرمان کا خلاصہ ہے: اگر آپ یہ محسوس کریں کہ شیطان، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگنے کے باوجود پیچھا نہیں چھوڑ رہا اور غالب آنے کی کوشش میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو آپ کے مجاہدے، قوت اور صبر کا امتحان مطلوب ہے، یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ آزما رہا ہے کہ آپ شیطان سے مقابلہ اور

مُحَارَبَہ (یعنی جنگ) کرتے ہیں یا اُس سے مغلوب (یعنی ہار) جاتے ہیں۔

(منہاج العابدین (عربی) ص ۶۴) (نیکی کی دعوت ص 106)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ریکاری کے مَرَض سے شفا عطا فرمائے اور ہمارے سینوں کو اخلاص کے نُور سے مُتَوَر کر دے۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ ہمیں ریکاری کی تباہ کاری سے بچائے، ریکار کی کس قدر رسوائی ہو گی جب اُسے بروز قیامت بدکار، دھوکے باز، کافر، خسارہ پانے والا کہہ کر، اُس کا عمل رد کر دیا جائے گا اور اُس کا اجر و ثواب برباد ہو جائے گا۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظ ریکار کو اُس کے عمل کا دنیا میں بدلہ دے دیا جائے گا اور آخرت میں اُس کا عمل باطل ہو گا کیونکہ اُس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے کے لئے نیک عمل نہیں کیا تھا بلکہ دکھاوے کے لئے کیا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ ادنیٰ ریا بھی شرک ہے، ریکار جہنم کا حقدار ہے، ریکار پر جنت حرام ہے، ریکاری کرنے والے کو اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ مذاق کرنے والا کہا گیا، توبہ توبہ ریکاری انتہائی خطرناک باطنی بیماری ہے۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تجھے تیرے محبوب کا صدقہ ہمیں تمام ظاہری اور باطنی بیماریوں سے شفا عطا فرما، ریکاری کی تباہ کاری سے بھی بچا، ہمیں اپنا مخلص بندہ بنا۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ریکاری کے علاج اور مزید معلومات کے ساتھ ساتھ دیگر باطنی مہلکات کے بارے میں جاننے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتب ”ریکاری“ ”باطنی بیماریوں کی معلومات“ اور ”احیاء العلوم جلد 3“ کا مطالعہ کیجئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بے حد مفید ثابت ہو گا اور اگر آپ نے فیضانِ سنت جلد دُوم کا باب ”نیکی کی دعوت“ صفحہ نمبر 63 سے صفحہ نمبر 106 تک کا مطالعہ کر لیا، تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ریکاری کی تعریف معلوم ہو گی، ریکاری کی 80 مثالیں پتا چلیں گی جو آپ کو ریکاری سے بچنے میں مددگار ہوں گی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے فیضانِ سنت جلد دُوم کے باب نیکی کی دعوت میں نماز کے متعلق ریکاری کی 11 مثالیں، مبلغین کی ریکاری کی 18 مثالیں، نعت شریف پڑھنے، سننے والوں کے لئے ریکاری کی 16 مثالیں، راہِ خدا میں خرچ کرنے والوں کے لئے ریکاری کی 3 مثالیں اور پھر متفرق 32 مثالیں بھی بیان کی ہیں۔ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے اس کتاب میں ریکار کی علامات بھی لکھی ہیں اور ریکاری کے 10 علاج بھی بیان فرمائے ہیں، اس کتاب کو مکتبۃ المدینہ سے ہدیۂ طلب کیجئے، اس کتاب کو دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے پڑھا (Read) جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Down Load) کیا جاسکتا ہے اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

مجلس مدنی مذاکرہ کا تعارف!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم ایک لازوال دولت ہے اور ہمارے دین اسلام میں تو علم دین حاصل کرنے کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ”علم بے شمار خزانوں کا مجموعہ ہے، جن کے حصول کا ذریعہ سوال ہے۔“ کے قول کو عملی جامہ پہناتے ہوئے سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا، جسے تنظیمی اصطلاح میں ”مدنی مذاکرہ“ کہا جاتا ہے۔ کثیر اسلامی بھائی، مدنی مذاکروں میں عقائد و اعمال، فضائل و مناقب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، سائنس و طب، اخلاقیات و اسلامی معلومات، معاشی و معاشرتی و تنظیمی معاملات اور دیگر بہت سے موضوعات کے متعلق مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ انہیں حکمت آموز و عشق رسول میں ڈوبے ہوئے جوابات سے نوازتے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ان عطا کردہ دلچسپ اور علم و حکمت سے لبریز مدنی پھولوں کی خوشبوؤں سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو مہکانے کے مقدس جذبے کے تحت ”مجلس مدنی مذاکرہ“ ان مدنی مذاکروں کو تحریری اور آڈیو، ویڈیو سی ڈیز کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اب تک مجلس مدنی مذاکرہ 319 آڈیو کیسٹیں اور ویڈیو سی ڈیز اور 5 تحریری مدنی مذاکرے، مکتبۃ المدینہ سے رسائل کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے، اور مزید کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی مذاکروں کے مدنی پھول پڑھنے و سننے سے عقائد و اعمال اور ظاہر و باطن کی اصلاح، محبت الہی و عشق رسول کی لازوال دولت کے ساتھ ساتھ نہ صرف شرعی، طبی، تاریخی اور تنظیمی معلومات کا لا جواب خزانہ ہاتھ آتا ہے بلکہ مزید حصولِ علم دین کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔

مدنی کاموں میں حصہ لیجئے:

آپ سے بھی مدنی التجا ہے کہ نہ صرف خود بلکہ دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی شرکت کی

دعوت دیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدنی مذاکروں میں شرکت ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام بھی ہے۔ یاد رکھئے! وَعِظْ وَنَصِيحَتِ کے لیے اجتماعات مُتَعَقِدِ کر کے اُن میں لوگوں کی اصلاح کی نیت سے عِلْم و حکمت بھرے مدنی پھول لٹانا یہ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ التَّيِّبِينَ کا طریقہ رہا ہے۔

منقول ہے شیخ المشائخ حضرت سَيِّدُنَا ابُو مَدَّيْنِ شُعَيْبِ مَغْبِي رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بَلَد مرتبہ کے مالک اور ابدال میں سے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَنَدُلُس کی جامع مسجد خضر میں نماز فجر کے بعد بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چند راہب بھی امتحاناً مسلمانوں کے لباس پہن کر مسجد میں لوگوں کے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔ جب آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان شروع کرنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے، پھر ایک درزی حاضر ہوا۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اِسْتَفْسار فرمایا: اتنی دیر کیوں لگا دی؟ اس نے عرض کی، حُضُور! آپ کے حکم پر رات کو ٹوپیاں بناتے ہوئے دیر ہو گئی۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس سے ٹوپیاں لیں اور کھڑے ہو کر سب راہبوں کو پہنا دیں۔ لوگوں کو اس سے بڑا تعجب ہوا، لیکن معاملہ ابھی تک واضح نہ ہوا تھا۔ پھر آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بیان شروع کر دیا، جس میں یہ جملہ بھی فرمایا: اے فقراء! جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے توفیق کی ہوائیں، سَعَادَت مند دلوں پر چلتی ہیں تو وہ ہر روشنی کو بُجھا دیتی ہیں۔ پھر آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سانس لیا، جس سے مسجد کی تقریباً تیس (30) قندیلیں بجھ گئیں۔ پھر آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اے فقراء! جب عنایت کے انوار، مُردہ دلوں پر روشنی کرتے ہیں تو وہ راحت و سکون سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر ظلمت ان کے لئے روشن ہو جاتی ہے۔ پھر آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سانس لیا تو تمام قندیلوں کی روشنی لوٹ آئی۔ پھر آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے آیتِ سجدہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جب سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا تو راہب بھی رُسوائی کے خوف سے لوگوں کے ساتھ سجدہ میں گر گئے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سجدے میں یوں دعا کی: "یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تُو اپنی مخلوق کی تدبیر اور اپنے

بندوں کی مصلحت بہتر جانتا ہے، یہ راہب مسلمانوں کے لباس میں مسلمانوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں سجدہ کئے ہوئے ہیں، میں نے ان کے ظاہر کو تبدیل کر دیا، ان کے باطن کو تبدیل کرنے پر تیرے سوا کوئی قادر نہیں، میں نے انہیں تیرے دستِ خوانِ کرم پر بٹھا دیا ہے، تُو ان کو کُفر کی تاریکی سے نکال کر نُورِ ایمان میں داخل فرما دے۔ راہبوں نے ابھی سر سجدے سے نہ اٹھائے تھے کہ ان سے کُفر و شرک کی ناپاکی دُور ہو گئی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے اور آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی خِدْمَت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دَسْتِ اَقدس پر توبہ کر لی۔ (حکایتیں اور نصیحتیں، ص ۳۱۳، طبعاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اَوَّلِیاءُ اللّٰہ کے بیان اور ان کی صُحبت میں کیسی تاثیر ہوتی ہے؟ کہ اگر کوئی غیر مُسلم بھی ان کی مجلس میں آکر بیٹھ جائے، تو ان کی صُحبت کی بَرَکت سے اُن کے بیان کردہ مَدَنی پُھول تاثیر کا تیر بن کر اس کے دِل میں پیوست ہو جاتے ہیں اور وہ دولتِ ایمان سے مالا مال ہو کر ہی وہاں سے رُخصت ہوتا ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے یہ نیک بندے ہمیشہ وعظ و نصیحت کے ذَرِیعے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ منقول ہے کہ ہمارے پیرانِ پیر، پیرِ دُستگیر حضرت سَیِّدنا شیخِ مَحْمُود الدِّین سَیِّد عبدُ القادر جیلانی قُدسِ سَمَاءُ التُّوَرانی نے 521ھ سے 561ھ تک چالیس سال مخلوق کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۸۴) اور آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ خود ارشاد فرماتے ہیں: میرے ہاتھ پر پانچ سو سے زائد غیر مُسلموں نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فُساق و فُجّار، فسادِی اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۸۴) سَیِّدنا شیخ عبدُ القادر جیلانی قُدسِ سَمَاءُ التُّوَرانی کے فیضانِ کرم سے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بھی مدنی مذاکروں کے ذَرِیعے وعظ و نصیحت کے مَدَنی پُھول لٹاتے رہتے

ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدنی مذاکرے نہ صرف اہم معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں بلکہ ان کی برکت سے بہت سے لوگوں کی اصلاح بھی ہوتی ہے یہاں تک کہ بہت سے کفار کی اسلام آوری کی بھی خبریں ہیں اور کئی بد عقیدہ لوگ اپنے بُرے عقائد سے توبہ کر کے سُنَّی صَحیحُ الْعَقِیدَہ مُسلمان بن جاتے ہیں۔ آئیے! اس ضمن میں ایک مدنی بہار سُنے اور خوشی سے جھومیے۔

بد عقیدہ لوگوں سے نجات مل گئی

باب الاسلام (سندھ، پاکستان) کے شہر شہدادپور میں مقیم اسلامی بھائی کے تحریری بیان کا خلاصہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ مدنی ماحول سے وابستگی سے قبل عقائد کے متعلق معلومات نہ ہونے کے باعث میری زندگی کا ابتدائی حصہ بد عقیدہ لوگوں کی صحبت میں گزرا تھا، جس کے سبب میرے عقائد بھی بگڑے ہوئے تھے اور میں عقائدِ اہلسنت کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار تھا۔ خوش قسمتی سے مجھے دعوتِ اسلامی کا پیارا پیارا مدنی ماحول میسر آگیا، ورنہ نجانے میرا آخرت میں کیا بنتا، ایک دن مسجد جانا ہوا، وہاں دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے وابستہ ایک عاشقِ رسول اسلامی بھائی نے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف ”فیضانِ سنت“ سے دُرس دیا، میں بھی دُرس کی برکتیں پانے کے لیے قریب جا کر بیٹھ گیا، درس سنا تو دل کو بہت بھلا لگا، یوں میں روزانہ نماز کے بعد ہونے والے دُرس میں شرکت کرنے لگا۔ دُرس کے بعد اسلامی بھائی انفرادی کوشش کرنے، نیکیوں بھری راہ اختیار کرنے کا ذہن دیتے، کرم بالائے کرم، رَمَضَانُ الْمُبَارَک کے مہینے میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے سُنّتوں بھرے دس روزہ اجتماعی اعتکاف میں شرکت کی سعادت نصیب

ہو گئی۔ اعتکاف میں ہونے والے سنتوں بھرے بیانات اور بالخصوص شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے علم و حکمت کے موتیوں بھرے ”مدنی مذاکروں“ نے میرے دل میں خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کی شمع روشن کر دی، میرے دل میں موجود تمام شکوک و شبہات دُور ہو گئے، میں نے اپنے تمام بُرے عقائد اور بُرے دوستوں کی صحبت سے توبہ کی اور عاشقانِ رسول کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو گیا، دورانِ اعتکاف، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے زہد و تقویٰ، حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر آپ دامت برکاتہم العالیہ کی غلامی کا پٹہ بھی گلے میں ڈال لیا اور اعتکاف مکمل ہو جانے کے بعد اپنے علاقے کے اسلامی بھائیوں کے ساتھ مل کر دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں حصہ لینے لگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تا دمِ تحریر دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ (کراچی) میں فرضِ علوم کورس کر رہا ہوں اور اپنے علاقے میں حلقہ سطح پر مدنی انعامات کا ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے مدنی کاموں کی ترقی و عروج کے لیے کوشاں ہوں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، نوشہِ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنتِ نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۷۵ ادار الکتب العلمیہ بیروت)

سُنَّتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں

نیک ہو جائیں مسلمان مدینے والے

”چل مدینہ“ کے سات حُرُوف کی نسبت سے جُوتے پہننے کے 7 مَدَنی پُھول

- 1 فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جُوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوتا ہے گویا وہ سوار ہوتا ہے۔ (یعنی کم تھکتا ہے) (مسلم ص ۱۶۱ احادیث ۲۰۹۶)
 - 2 جُوتے پہننے سے پہلے جھاڑ لیجئے تاکہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے۔
 - 3 پہلے سیدھا جُوتا پہنئے پھر اُٹا اور اتار تے وقت پہلے اُٹا جُوتا اتاریئے پھر سیدھا۔
 - 4 مرد مردانہ اور عورت زَنانہ جُوتا استعمال کرے۔
 - 5 صدرُ الشَّرِیعہ، بدرُ الطَّرِیقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: عورتوں کو مردانہ جُوتا نہیں پہننا چاہیے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وَضْع اختیار کرنے (یعنی نقالی کرنے) سے مُمَالَعَت ہے، نہ مرد عورت کی وَضْع (طرز) اختیار کرے، نہ عورت مرد کی۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۶۵ مکتبۃ المدینہ)
 - 6 جب بیٹھیں تو جُوتے اتار لیجئے کہ اس سے قدم آرام پاتے ہیں۔
 - 7 (تنگدستی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ) اوندھے جُوتے کو دیکھنا اور اس کو سیدھا نہ کرنا، لہذا استعمالی جُوتا اُٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیجئے۔
- طرح طرح کی ہزاروں سُنتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتب، بہارِ شریعت حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات کی کتاب ”سُنتیں اور آداب“ ہدیۃ حَاصِل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنتوں کی تَرْبِیَّت کا ایک بہترین ذَرِیعہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

خوب ہو گا ثواب اور ٹلے گا عذاب پاؤ گے بخششیں، قافلے میں چلو
 دل پہ گر زنگ ہو، سارا گھر تنگ ہو داغ سارے دھلیں، قافلے میں چلو
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دُرود شریف کی فضیلت:

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ، رَحْمَۃُ لِّلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: ”مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَمَدَ الرَّبَّ وَصَلَّى عَلَی النَّبِیِّ وَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ، یعنی جس نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور رَبِّ تَعَالٰی کی حمد بیان کی اور پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرود شریف پڑھ کر اپنے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ سے مَغْفِرَت طلب کی، فَقَدْ طَلَبَ الْخَیْرَ مَکَانَہٗ، تو یقیناً اس نے بھلائی کو اپنی جگہ سے تلاش کر لیا۔“

(درمئثور، پ ۳۰، ذکر دعاء ختم القرآن، ۸/۶۹۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی بھلائی اور مغفرت کے طلبگار اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رِضا کے خواہش مند ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ شوق و محبت کے ساتھ خُشوع و خُضوع سے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف مُتوجَّہ ہو کر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ذاتِ گرامی پر دُرود و سلام کے گجرے بچھاور کرتے رہیں، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت ہمارے دلوں میں بس جائے گی اور جسے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت نصیب ہو گئی یقیناً وہ دُنیا و آخرت میں سُرخ رو ہو گیا۔

یا نبی! تجھ پہ لاکھوں دُرود و سلام، اس پہ ہے ناز مجھ کو ہوں تیرا غلام

اپنی رحمت سے توشاہِ خیرُ الانام، مجھ سے عاصی کا بھی نازِ بردار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَتَّبِعُ الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ“ مُسْلِمَان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجمُ الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دوہدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سُننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا

❁ دیکھ کر بیان کروں گا ❁ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالنُّعْظَةِ الْحَسَنَةِ (تَرْجِمَةُ كُنُزِ الْاَيَانَ: اپنے رَب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اِیَّةً۔ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا ❁ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ❁ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشْکِلِ الْاَفْظِ بولتے وقت دل کے اِغْلَاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلِّیَّت کی دھاک بٹھانی مُقْصُود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ❁ مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علاقائی دُورہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَعْبَتِ دِلَاوَلں گا ❁ تہنّہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ❁ نظر کی حِفَاظَت کا ذہن بنانے کی خاطر حَتّٰی الْاِمْکَانَ نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے نیکی کی دعوت کی بہاریں بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ سب سے پہلے ایک وَلِیُّ اللہ کی نیکی کی دعوت کی برکت سے تائب ہونے والے نوجوان کی حکایت سناؤں گا۔ اس کے بعد آیاتِ مُبَارکہ اور تفسیر کی روشنی میں نیکی کی دعوت کی اہمیت و فضیلت پھر دَرس دینے کا ثواب اور نیکی کی دعوت کے فضائل پر مُشْتَمِل احادیثِ مُبَارکہ آپ کے گوش گزار کروں گا۔ نیکی کی دعوت دینا کس پر لازم ہے؟ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نیکی کی دعوت دینے کا عملی

طریقہ بھی عرض کروں گا، نیز بیان کے آخر میں سُر مہ لگانے کی سُنَّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شرابی پر انفرادی کوشش کا نتیجہ:

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز کتاب ”نیکی کی دعوت“ صفحہ نمبر 502 پر ہے حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی ”اَحْیَاءُ الْعُلُوم“ میں نقل کرتے ہیں: حضرت سَیِّدنا محمد بن زکریّا عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَبِیْرُا فرماتے ہیں: ایک بار میں حضرت عبدُ اللہ بن محمد بن عائشہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پاس حاضر ہوا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نماز مغرب کے بعد مسجد سے گھر کی جانب روانہ ہوئے، راستے میں ایک قریشی نوجوان نَشے میں دُھت نظر آیا، اس نے ایک عورت کو پکڑ لیا، عورت چلائی، لوگ لپکے اور اس نوجوان پر ٹوٹ پڑے، حضرت سَیِّدنا ابنِ عائشہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے پہچانا اور لوگوں سے جھڑا کر شَفَقَت کے ساتھ سینے سے لگا لیا، اپنے گھر لائے اور اسے سُلا دیا۔ جب وہ جاگا تو اس کا نَشہ اُتر چکا تھا۔ اسے نَشے کے دوران ہونے والے بے حیائی کے قصے اور پٹائی کا مَعْلُوم ہو ا تو مارے شرم کے رو پڑا اور جانے لگا۔ حضرت سَیِّدنا ابنِ عائشہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کو روکا اور نہایت نرمی کے ساتھ نیکی کی دعوت دی اور اِحْساس دِلا یا کہ بیٹا! آپ تو قریشی ہیں، آپ کی خاندانی شَرافت مر حبا! یہ تو غور فرمائیے کہ آپ کس عظیم ہستی کی اُولا د ہیں! بیٹا! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈریئے اور ہمیشہ کیلئے شراب نوشی اور دیگر گناہوں

سے توبہ کر لیجئے۔ وہ نوجوان اس پیار بھری نیکی کی دعوت سے پانی پانی ہو گیا اور اس نے رور و کر توبہ کی۔ شراب اور دیگر گناہوں کے قریب نہ جانے کا عہد کیا۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے شَفَقَت سے اس کا ماتھا چُوما اور خُوب حوصلہ افزائی فرمائی۔ وہ بے حد متاثر ہوا اور آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی صُحبت میں رہنے لگا اور احادیثِ مبارکہ لکھنے پر مامور ہوا۔ (ماخوذ از: احیاء العلوم ج ۲ ص ۴۱۱)

ہے فلاح و کامرانی نرِمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے کہ دیکھا کہ نیکی کی دعوت دینے کی کیسی بَرَکتیں ظاہر ہوئیں۔ وہ نوجوان جو نشتے کی لت میں بد مست ہو کر دِن بدن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیوں کے دَلَدَل میں غرق ہوتا جا رہا تھا۔ حضرت سَیِّدنا ابنِ عائشہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اُسے خوفِ خدا دلاتے ہوئے نیکی کی دعوت دی تو وہ نہ صرف اپنی گناہوں بھری زندگی پر نادم ہو کر تائب ہو گیا بلکہ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بارگاہ میں رہ کر عِلْمِ دین کی بَرَکتیں سمیٹنے لگا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ جب کسی کو فلمیں ڈرامے دیکھتا، گانے باجے سُنتا، جھوٹ، غیبت، چُغلی اور دِل آزاری یا کسی بھی گناہ میں مبتلا دیکھیں تو اس کے پاس جا کر حُسنِ اخلاق اور اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ انفرادی کوشش کرتے ہوئے نیکی کی دعوت پیش کریں۔ اگر ہم رضائے الہی کی خاطر حُسنِ اخلاق و اخلاص کے ساتھ نیکی کی دعوت دیں گے، تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ حیرت انگیز نَتیجے سامنے آئیں گے اور اگر ہماری نیکی کی دعوت سے کوئی اسلامی بھائی گناہوں کی وادیوں

سے نکل کر نیکیوں کی راہ پر گامزن ہو گیا تو ہمارے لئے صدقہ جاریہ ہو گا۔ یاد رکھئے! نیکی کی دعوت دینا ایسا عظیم کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے وَقْتًا وَقْتًا رُسُلٌ وَأَنْبِيَاءٌ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو مبعوث فرمایا (یعنی بھیجا)۔ وہ اگر چاہے تو انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بغیر بھی بگڑے ہوئے انسانوں کی اصلاح کر سکتا ہے، لیکن اُس کی مَشِيَّت (یعنی مرضی) کچھ اس طرح ہے کہ میرے بندے نیکی کی دعوت دیں، میری راہ میں مَشَقَّتیں جھیلیں اور میری بارگاہِ عالی سے دَرَجاتِ رفیعہ (یعنی بلند درجے) حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے رُسُلوں اور نبیوں عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو نیکی کی دعوت کیلئے دُنیا میں بھیجتا رہا اور آخر میں اپنے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مبعوث کیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سلسلہٴ نبوت ختم فرمایا۔ پھر یہ عظیم الشان مَنْصَب اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری اُمّت کے سپرد کیا کہ خود ہی آپس میں ایک دوسرے کی اصلاح کرتے رہیں اور نیکی کی دعوت کے اس اہم فریضے کو سرانجام دیں۔ (نیکی کی دعوت ص: ۲۸)

میں بس دیتا پھروں نیکی کی دعوت یا رسول اللہ
(وسائلِ بخشش، ص: ۳۳۳)

عطا کر دو مجھے اسلام کی تبلیغ کا جذبہ

نیکی کی دعوت کی اہمیت

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پاک قرآن میں مُخْتَلِف مقامات پر نیکی کی دعوت دینے کی رَغْبَت دلائی ہے، چنانچہ سورہ آل عمران، پارہ 4 کی آیت نمبر 104 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ
وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔

مفسرِ شہیر، حکیمُ الاُمت، حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ ”تفسیرِ نعیمی“ میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: اے مسلمانو! تم سب کو ایسا گروہ ہونا چاہیے یا ایسی تَنْظِیم بنو یا ایسی تَنْظِیم بن کر رہو جو تمام ٹیڑھے (یعنی بگڑے ہوئے) لوگوں کو خیر (یعنی نیکی) کی دعوت دے، کافروں کو ایمان کی، فاسقوں کو تقویٰ کی، غافلوں کو بیداری کی، جاہلوں کو علم و معرفت کی، خُشک مزاجوں کو لذتِ عشق کی، سونے والوں کو بیداری کی اور اچھی باتوں، اچھے عقیدوں، اچھے عَمَلوں کا زبانی، قلمی، عملی، قوت سے، نرمی سے (اور حاکم اپنے محکوم و ماتحت کو) گرمی سے حکم دے اور بُری باتوں، بُرے عقیدے، بُرے کاموں، بُرے خیالات سے لوگوں کو (اپنے منصب کے مطابق) زبان، دل، عمل، قلم، تلوار سے روکے۔ سارے مسلمان مُبَدِّلِ عینِ سب پر ہی فرض ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ ”اسلام میں تبلیغ بڑی اہم عبادت ہے کہ تمام عبادتوں کا فائدہ خود اپنے کو ہوتا ہے مگر تبلیغ کا فائدہ دوسروں کو بھی (ہوتا ہے)۔“ (تفسیرِ نعیمی ج ۴ ص ۷۲، بتغیر و ملقطاً)

میں نیکی کی دعوت کی دھو میں مچا دوں
ہو توفیق ایسی عطا یا الہی!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہر مسلمان مُبَلِّغ ہے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ مُسلِّغ ہے خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو، یعنی وہ عالم ہو یا امام مسجد، پیر ہو یا مرید، تاجر ہو یا ملازم، افسر ہو یا مَزدور، حاکم ہو یا محکوم، اَلْفَرَض جہاں جہاں وہ رہتا ہو، کام کاج کرتا ہو، اپنی صلاحیت کے مطابق اپنے گرد و پیش کے ماحول کو سُنّتوں کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے کوشاں رہے اور نیکی کی دعوت کا مَدَنی کام جاری رکھے۔

(نیکی کی دعوت، ص: ۲۹)

جو لوگ نیکی کی دعوت کے اس فریضے کو بحسن و خوبی انجام دیتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ان کے لیے بطور انعام فلاح و کامیابی کی خوشخبری ہے۔ چنانچہ پارہ 24 سُورَةُ حَمِ السَّجْدَةِ کی آیت نمبر 33 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ
وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾
(پ ۲۳، حَمِ السَّجْدَةِ: ۳۳)

تَرْجَمَہ کنزالایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْأَمّت، مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس (نیکی کی طرف بلائے) میں اوّل نمبر (پر) حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُراد ہیں۔ ان کے صدقے سے اولیاء اور علماء جو تبلیغ کریں بلکہ مُؤَدِّن، تکبیر کہنے والے اور ہر وہ مومن جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کو کسی نیکی کی طرف بلائے (وہ بھی یہاں مُراد ہیں)۔ معلوم ہوا کہ رَبِّ (عَزَّوَجَلَّ) کو اس کی بولی بڑی پیاری مَغْلُوم ہوتی ہے جو دعوتِ خَیْرِ دے اگرچہ اس کی آواز موٹی اور باتیں مَغْمُولی ہوں۔ (تفسیر

نور العرفان، ص ۷۶۶)

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِیْ نُقْل فرماتے ہیں: ایک بار حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ سَلَام نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عَرَض کی: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو اپنے بھائی کو نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے روکے۔ اُس کی جزا کیا ہے؟ اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے ارشاد فرمایا: میں اُس کے ہر کلمے کے بدلے ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہوں اور اُسے جہنم کی سزا دینے میں مجھے حیا آتی ہے۔ (مُکَاشَفَةُ الْقُلُوب ص ۴۸)

نیکیوں کا انبار:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے! اگر ہم کسی کو نیکی کی دعوت دیں گے تو ہر کلمے (بات) کے بدلے ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب پائیں گے، فرض کیجئے! کسی دن مسجد میں صُرف ایک اسلامی بھائی کے سامنے ”فیضانِ سُنَّت“ سے دَرس دیا اور اُس میں دو صفحات پڑھ کر سُنائے، اب اگر ان میں 20 باتیں نیکی و بھلائی کی بیان ہوئیں، تو دَرس سُننے والا وہ اسلامی بھائی ان پر عمل کرے یا نہ کرے، ہمارے نامہ اعمال میں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ 20 سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر دَرس سُن کر اُس اسلامی بھائی نے عمل کرنا شروع کر دیا تو وہ جب تک عمل کرتا رہے گا، ہمیں بھی برابر اس عمل کا ثواب ملتا رہے گا اور اگر اُس نے سیکھی ہوئی کوئی سُنَّت کسی اور تک پہنچائی تو اس کا ثواب اس پہنچانے والے کو بھی ملے گا اور ہمیں بھی، اِس طرح اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ثواب بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

(نیکی کی دعوت، ص: ۲۳۱)

کرم سے ”نیکی کی دعوت کا“ خوب جذبہ دے	دو دھوم سُنَّتِ محبوب کی مچا یا رُب!
	(وسائلِ بخشش، ص: ۷۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دَرس دینے کا ثواب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمت کیجئے، شیطان سے پیچھا چھڑائیے، سستی اڑائیے اور روزانہ کم از کم ”دو درس“ ضرور دیجئے۔ مسجد درس، چوک درس، بازار درس وغیرہ میں سے کم از کم ایک کی تو ضرور ترکیب فرمائیے نیز وقت مقرر کر کے روزانہ ضرور بالضرور گھر درس کے ذریعے بھی خوب خوب سنتوں کے مدنی پھول لٹائیے اور ڈھیروں ڈھیروں ثواب کمائیے۔ اس ضمن میں دو فرامینِ مصطفیٰ سنئے اور جھومئے:

(1) جو شخص میری اُمت تک کوئی اسلامی بات پہنچائے تاکہ اس سے سنت قائم کی جائے یا اُس سے بد مذہبی دور کی جائے تو وہ جنتی ہے۔ (جلیلۃ الاولیاء ج ۱۰ ص ۳۵ حدیث ۱۳۶۶)

(2) دعائے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”اللہ تعالیٰ اُس کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو سنئے، یاد رکھے اور دوسروں تک پہنچائے۔“ (سنن ترمذی ج ۴ ص ۲۹۸ حدیث ۲۶۶۵) (نیکی کی دعوت، ص: ۲۳۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج غیر مسلموں کی مذموم تحریکیں دُنیا میں ہر جگہ اپنے مذہب کی سالمیت (سال-می-یت) و بقا بلکہ ارتقاء (یعنی ترقی) کے لیے سرگرم عمل ہیں، مگر افسوس! دُنیا کی محبت میں مَسْتُت مسلمان کو دُنیا کے دھندوں ہی سے فرصت نہیں، افسوس صد کروڑ افسوس! اس دور کے مسلمانوں کی اکثریت نے فقط ”کھاؤ پیو اور جان بناؤ“ کو ہی گویا مقصدِ حیات سمجھ رکھا ہے، دوسروں کو صلوة و سنت کی تلقین کی کس کو پڑی ہے! بلکہ ان کے پاس تو آخرت کی بھلائی پانے کیلئے اتنا وقت بھی نہیں جو اطمینان سے نماز ہی پڑھ سکیں اور وہ درد بھر ادل بھی کہاں سے لائیں جو سنت کی محبت سے لبریز ہو۔ بس ہر وقت دُنیا، دُنیا ہی کی بہتریوں کا تصوّر ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص: ۳۴)

یاد رکھئے! اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا، انتہائی اہم کام ہے اگر اس سے غفلت اور بے توجہی برتی گئی تو نیک اعمال میں کمزوری و سُستی پیدا ہو جائے گی، مگر اہی پھیلے گی، جہالت کا دور دورہ ہو گا۔ نیکی کی دعوت دینے کی اہمیت کا اندازہ اس روایت سے بھی لگائیے۔

حضرت سیدنا ابو الدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے رہنا اور بُرائی سے روکتے رہنا ورنہ تم پر ظالم بادشاہ مُسلط کر دیا جائے گا، جو تمہارے چھوٹے پر رُخ نہیں کرے گا اور تمہارے نیک لوگ دُعا کریں گے مگر ان کی دُعا میں قبول نہیں ہوں گی، وہ مُعافی مانگیں گے مگر ان کو مُعافی نہیں ملے گی۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۸۳) (نیکی کی دعوت، ص: ۵۰۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ دُعاؤں کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کے اہم فریضے کو ترک کر دینا بھی ہے۔ فی زمانہ ایک تعداد ہے جو دُعا میں قبول نہ ہونے کا رونا روتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شکوہ و شکایات کرتی نظر آتی ہے۔ یاد رکھئے ایسے جملے بولنا ایمان کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جب بھی کوئی آفت آپڑے تو صَبْر صَبْر اور صَبْر سے کام لینا چاہئے اور ہماری جن دُعاؤں کی قبولیت کا اثر دُنیا میں ظاہر نہیں ہوتا وہ بھی دُر حقیقت مقبول ہی ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: بندے کی دُعا تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی یا تو جلد ہی اس کی دُعا کا نتیجہ (زندگی) میں ظاہر ہو جاتا ہے یا اس کے لئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے یا پھر اس جیسی کوئی مُصیبت اس بندے سے دُور فرما دیتا ہے۔ (مسند امام احمد ج ۴ ص ۷۷ حدیث ۱۱۱۳۳) ایک دوسری روایت میں ہے (کہ جب بندہ آخرت میں اپنی دُعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دُنیا میں مقبول نہ ہوئی تھیں) تمنا کریگا، کاش! دُنیا میں میری کوئی دُعا قبول نہ ہوتی (یعنی سب آخرت کے واسطے جمع ہو جاتیں) (الْمُسْتَذْرَكَ لِلْحَاکِمِ)

ج ۲، ص ۱۶۳، حدیث: (۱۸۶۲) اس لیے دُعاؤں کے بظاہر دُنیا میں ثمرات ظاہر نہ ہونے پر شکوہ کرنا کسی طور بھی مُناسِب نہیں۔ بلکہ خُوب خُوب دُعایں کیجئے اور نیک کی دعوت کی دُھو میں مچانے والے بن جائیے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نیک کی دعوت دینے کی بَرکت سے دُعاں بھی ضرور مُقبول ہوں گی۔

یا الہی جو دُعا ئے نیک میں تجھ سے کروں
قَد سبوں کے لَب سے آمیں رَبَّنَا کا ساتھ ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیک کی دعوت دینے کی بہاریں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیک کی دعوت دینا اور بُرائی سے مُنَع کرنا، بہت عظیم فریضہ ہے۔ قرآنِ پاک میں تو ایسے لوگوں کی تعریف اور انہیں فلاح و نجات کی خُوشخبری سنائی گئی ہے بلکہ مُتَعَدَّد احادیثِ مُبارکہ میں بھی ان کیلئے بشارتیں بیان ہوئی ہیں، چنانچہ نیک کی دعوت کا جذبہ بڑھانے کیلئے چند احادیثِ مُبارکہ سُن لیجئے۔

1. اپنے (دینی) بھائی سے مُسکرا کر ملنا، تمہارے لیے صَدَقہ ہے اور نیک کی دعوت دینا اور بُرائی

سے مُنَع کرنا بھی صَدَقہ ہے۔ (سُنَن ترمذی ج ۳ ص ۳۸۴ حدیث ۱۹۶۳)

2. جَنَّتُ الْفِرْدَوْسَ خَاص اس شخص کے لئے سَجائی جاتی ہے جو نیک کا حکم کرے اور بُرائی سے

روکے۔ " (تنبیہ المغترین، ص ۲۹۰)

3. حضرت سَیدُنا کَعْبُ الْاَحْبَارِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تورات شریف میں

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: "اے موسیٰ (علیہ السلام)! جس نے نیکی کا حکم دیا، بُرائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلایا تو اسے دُنیا اور قبر میں میرا قرب اور قیامت کے دن میرے عرش کا سایہ نصیب ہو گا۔" (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۷۱۶، ج ۶، ص ۳۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کے کتنے فضائل و برکات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْبَرُّ اَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهًی عَنِ الْمُنْكَرِ (یعنی نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کا فریضہ سرانجام دینے میں سستی نہیں کرتے تھے۔ اگر ہم تاریخِ اسلام کا مطالعہ کریں تو ہم پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ہمارے اُولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ الْبَرُّ نے ہر دور میں اِحيائے سنّت و نیکی کی دعوت کے اس فریضہ کو خوب سرانجام دیا۔ ان بزرگ ہستیوں نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کرتے ہوئے آنے والی نسلوں کی آسانی اور اشاعتِ علمِ دین کے عظیم جذبے کے پیشِ نظر بے شمار علوم پر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْبَرُّ نے نیکی کی دعوت کے عظیم مقصد کے لئے اپنے وقت اور گھر بار کی قربانیاں دیں۔ تصوّر کریں تو تاریخ کے اوراق پر کہیں امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْاَکْبَرِ علمِ دین کی رعنائیاں بکھیرتے دکھائی دیتے ہیں، تو کہیں غوثِ پاک عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَدَّاقِ نورِ علم سے لوگوں کے قلوب کو منور فرماتے ہیں۔ کہیں امامِ غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِیِ اصلاحِ اُمت کے لیے کوشاں ہیں تو کہیں امامِ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن جیسی عظیم ہستی نے نایاب معلومات کے ذریعے تشنگانِ علم (علم کے پیاسوں) کو سیراب کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فی زمانہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ

مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ساری دُنیا میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے ”دعوتِ اسلامی“ جیسی تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک کی بنیاد رکھی جو دنیا کے تقریباً 195 ممالک میں اپنا پیغام پہنچا چکی ہے اور 92 سے زائد شعبہ جات میں مدنی کاموں کی دُھو میں مچا رہی ہے مزید کُوج جاری ہے۔ الغرض ان مُقَدَّس ہستیوں نے بیان و تدریس، تصنیف و تالیف اور نیکی کی دعوت وغیرہ کے ذریعے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن نبھایا۔ مگر افسوس کہ آج ہمیں نیکی کی دعوت دینے کے بے شمار مواقع و سُنّتیاب ہیں پھر بھی ہم سستی سے کام لیتے ہوئے نیکی کی دعوت نہیں دیتے۔ یاد رکھئے! اگر یہ مدنی کامِ اخلاص و انتہامت کے ساتھ کیا جائے تو خوب لذّت والی عبادت ہے۔ چُناچہ

امیدُ البومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ارشاد ہے: میں نے عبادت کی لذّت چار اشیاء میں پائی: (1) اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں (2) اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے میں (3) اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی غرض سے نیکی کا حکم دینے میں (4) اللہ تعالیٰ کے غَضَب سے محفوظ رہنے کے لئے بُرائی سے مُنَع کرنے میں۔ (المُنہبات ص ۳۷)

حضرت سیدنا ابوبکرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: کسی جاندار کی موت کے بجائے مجھے اپنی موت پسند ہے، یہ سُن کر حاضرین نے گہرا کر عرض کی: ایسا کیوں؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں جیتے جی ایسا زمانہ نہ دیکھوں جس میں نیکی کا حکم نہ کر سکوں اور بُرائی سے مُنَع نہ کر سکوں، کیوں کہ ایسے زمانے میں کوئی خیر (یعنی بھلائی) نہیں۔ (شَرْحُ الصُّدُور ص ۱۱، ابنِ عساکر ج ۲ ص ۲۱۵) (نیکی کی دعوت، ص: ۲۱۶)

مسلمانوں کی اکثریت بے عملی کا شکار ہے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیدنا ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نیکی کی دعوت

دینے کا کیسا جذبہ رکھتے تھے کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ (یعنی نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کے اہم فریضے کو اپنی زندگی پر بھی ترجیح دیتے، گویا نیکی کی دعوت دیئے بغیر ان کی زندگی بے مزہ تھی۔ جبکہ ہم نیکی کی دعوت دینے میں سُستی اور شرم محسوس کرتے ہیں، حالانکہ مسلمانوں میں ”نیکی کی دعوت“ عام کرنے کی جتنی ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ افسوس صد کروڑ افسوس! آج مسلمانوں کی بھاری اکثریت بے عملی کا شکار ہے، نیکیاں کرنا نفُس کیلئے بے حد دُشوار اور اڑتکاب گناہ بہت آسان ہو چکا ہے، مسجدوں کی ویرانی اور سینما گھروں اور ڈرامہ گاہوں کی رونق، دین کا درد رکھنے والوں کو آٹھ آٹھ آنسوؤں لاتی ہے۔ ٹی وی، ڈش اینٹیا، انٹرنیٹ اور کیبل کا غلط استعمال کرنے والوں نے گویا اپنی آنکھوں سے حیا ڈھو ڈالی ہے، تکمیل ضروریات و حصول سہولیات کی حد سے زیادہ جد و جہد نے مسلمانوں کی بھاری تعداد کو فکرِ آخرت سے یکسر غافل کر دیا ہے گالی دینا، شہت لگانا، بدگمانی کرنا، غیبت کرنا، چُغلی کھانا، لوگوں کے عیب جاننے کی جستجو میں رہنا، لوگوں کے عیب اُچھالنا، جھوٹ بولنا، جھوٹے وعدے کرنا، کسی کا مال ناحق کھانا، خُون بہانا، کسی کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینا، قرض دہالینا، کسی کی چیز عاریتاً (یعنی وقتی طور پر) لے کر واپس نہ کرنا، مسلمانوں کو بُرے القاب سے لُگانا، کسی کی چیز اُسے ناگوار گزرنے کے باوجود بلا اجازت استعمال کرنا، شراب پینا، جُوا کھیلنا، چوری کرنا، زنا کرنا، فلمیں ڈرامے دیکھنا، گانے باجے سُنانا، سود و رشوت کا لین دین کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا، امانت میں خیانت کرنا، بدنگاہی کرنا، عورتوں کا مردوں کی اور مردوں کا عورتوں کی مُشابہت (یعنی تقابلی) کرنا، بے

پر دگی، غرور، تکبر، حسد، ریاکاری، اپنے دل میں کسی مسلمان کا بغض و کینہ رکھنا، شامت (یعنی کسی مسلمان کو مرض، تکلیف یا نقصان پہنچنے پر خوش ہونا)، غصہ آجانے پر شریعت کی حد توڑ ڈالنا، گناہوں کی حرص، حُبِ جاہ، بخل، خود پسندی وغیرہ معاملات ہمارے معاشرے میں بڑی بے باکی کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔

کثیر گناہ ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے براہِ راست دوسروں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص چوری کا گناہ کرے گا، تو اُس شخص کا نقصان ہو گا جس کی چیز چرائی جائے گی، بالکل یہی معاملہ ڈاکہ ڈالنے، آسلحہ (آس۔ ل۔ ح) دکھا کر موبائل فون وغیرہ چھین لینے والوں کا ہے۔ دُنیوی نقصانات تو ایک طرف رہے، گناہ کرنے والے کا اصل بڑا نقصان تو آخرت کا ہے۔ اے سُتوں کا درد رکھنے والے عاشقانِ رسول! ذرا سوچئے!! گناہوں کی دلدل میں پھنسنے والوں کو کون نکالے گا؟ اخلاقی تنازوں اور پستیوں کی طرف گرتے چلے جانے والوں کو کردار کی بلندیوں کی جانب کون ابھارے گا؟ جہنم میں لے جانے والے اعمال میں مصروف رہنے والوں کو جنت میں لے جانے والے اعمال پر کون لگائے گا؟

(نیکی کی دعوت، ص: ۱۳۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں خود ہی ایک دوسرے کی اصلاح کی کوشش کرنی ہوگی اور نیکی کی دعوت کے ذریعے مسلمانوں کو نماز و روزے کا پابند بنانے، مدرسۃ المدینہ (بالغان) میں دُرُسٹِ مخارج کے ساتھ قرآنِ پاک سکھانے، سُتوں پر عمل کا جذبہ دِلانے، مدنی قافلوں میں سفر کرنے، مدنی انعامات پر عمل کرنے، خُوب خُوب نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا ذہن بنانے کی مہم تیز سے تیز تر کرنی ہوگی۔ جب بھی نمازِ باجماعت کیلئے سُوئے مسجد جانے لگیں تو امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی انعامات میں سے مدنی انعام نمبر 2 پر عمل کی نیت سے، دوسروں کو ترغیب دیکر

ساتھ لیتے جائیں، مدنی انعام نمبر 2 کیا ہے؟ آئیے سنتے ہیں "کیا آج آپ نے پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا فرمائیں؟ نیز بار کسی ایک کو اپنے ساتھ مسجد لے جانے کی کوشش فرمائی؟"

جنہیں نماز نہیں آتی انہیں نماز سکھائیے۔ اگر آپ کے سبب ایک بھی، نمازی بن گیا تو جب تک وہ نمازیں پڑھتا رہے گا، اُس کی ہر ہر نماز کا آپ کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح عموماً عشا کے بعد کم و بیش 40 منٹ چلنے والے دعوتِ اسلامی کے مدرسۃ المدینہ (بالغان) میں داخلہ لے لیجئے، اس میں خود بھی قرآنِ کریم سیکھئے اور دوسروں کو بھی سکھائیے۔ آپ سے سیکھنے والا جب جب تلاوت کرے گا، آپ کو بھی اُس کی تلاوت کا ثواب ملتا رہے گا۔ آپ بھی سنتوں پر عمل کیجئے اور دوسروں کو بھی عمل پر آمادہ کیجئے۔ اگر آپ نے کسی کو ایک سنت سکھا دی، تو اب وہ جب جب اُس سنت پر عمل کرے گا، آپ کو بھی اُس سنت پر عمل کرنے والے کی طرح ثواب ملتا رہے گا۔ (نیکی کی دعوت، ص: ۲۳۰) فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **اَلَدَّالُ عَلٰی الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ** یعنی بھلائی کی رہنمائی کرنے والا اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی طرح ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۲۲۸۰، ج ۳، ص ۴۵۲) لہذا اعلیٰ قائی دورہ برائے نیکی کی دعوت اور مدنی قافلوں میں سنتوں بھرے سفر کے ذریعے اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی زور دار مہم چلا کر مسلمانوں کو ”نیک“ بنانے کی ”مشین“ بن جائیے، اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ ثواب کا انبار لگ جائے گا اور دونوں جہانوں میں بیڑا پار ہو جائے گا۔ (نیکی کی دعوت، ص: ۲۳۰)

تیرے کرم سے اے کریم! مجھے کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکی کی دعوت اور دعوتِ اسلامی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو خوش نصیب اپنی نیکیوں پر پھولے گانہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی کو بھولے گانہیں، نیکیاں کرنے کے باوجود اخلاص کی کمی کے خوف سے لرزے گا اور اشکباری کرے گا وہ کامیاب ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے حُوشی حُوشی جنت میں جائے گا۔ جنت کی آرزو میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔ مدنی انعامات کے مطابق عمل کیجئے اور اخلاص و استقامت کے ساتھ نیکی کی دعوت کی دھو میں مچاتے رہئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ڈھیروں برکتیں ظاہر ہوں گی۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے جب نیکی کی دعوت عام کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا اور لوگوں کو بُرائی سے روکنے کی گڑھن دل میں پیدا ہوئی تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اُمّتِ مسلمہ کو نماز و روزہ کا پابند بنانے، سُنّتیں سیکھنے سکھانے، نیکیوں کا جذبہ دلانے، گناہوں سے بچنے کا ذہن بنانے کیلئے انفرادی کوشش شروع کر دی۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نہ صرف خود استقامت کے ساتھ نیکی کی دعوت کرتے رہے بلکہ وقتاً فوقتاً اسلامی بھائیوں کو بھی اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کا ذہن دیتے رہے۔ اس مدنی مقصد کو دُنیا کے کونے کونے میں عام کرنے کیلئے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے سُنّتوں بھرے بیانات اور تصنیف و تالیف کے ذریعے نیکی کی دعوت کی خوب خوب دھو میں مچائیں۔ آپ کی عام فہم، تاثیر کن تحریر اور سُنّتوں بھرے بیانات کی برکت سے لاکھوں مُسلمان بالخصوص نوجوانوں کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا اور وہ جُرم و عِصیاں کی دُنیا کو چھوڑ کر

صلوٰۃ و سنت کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ اگر ہم بھی نیکی کی دعوت دینے اور دوسروں کو بُرائی سے روکنے کا ذہن رکھتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں اور نیکی کی دعوت دینے کا طریقہ سیکھنے کیلئے عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کو اپنا معمول بنالیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے نہ صرف سُنَّتیں سیکھنے سیکھانے کا جذبہ ملے گا بلکہ وقتاً فوقتاً نیکی کی دعوت دینے کا موقع بھی ملے گا۔

یا الہی	بنا شائق قافلہ	نہ نیکی کی دعوت میں سُستی ہو مجھ سے
---------	----------------	-------------------------------------

نیکی کی دعوت اور مدنی چینل:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مُبْلِغِیْنِ دَعْوَتِ اِسْلَامِیْ نِیْکِی کی دعوت کو عام کرنے کیلئے 92 سے زائد شعبہ جات میں کام کر رہے ہیں، انہی میں سے ایک اِنْتہائی اَہم شعبہ مدنی چینل بھی ہے، جس کے ذریعے دعوتِ اسلامی کا مدنی پیغام گھر گھر میں عام ہو رہا ہے۔ مدنی چینل شروع کرنے سے پہلے جب یہ گمان غالب ہوا کہ مسلمانوں کے گھروں سے T.V. نکلوانا بہت ہی مشکل ہے تو بس ایک ہی صورت نظر آئی اور وہ یہ کہ جس طرح دریا میں طغیانی آتی ہے تو اُس کا رخ کھیتوں وغیرہ کی طرف موڑ دیا جاتا ہے تاکہ کھیت بھی سیراب ہوں اور آبادیوں کو بھی ہلاکت سے بچایا جاسکے، عین اسی طرح T.V. ہی کے ذریعے مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو کر ان کو غفلت کی نیند سے بیدار کرنے، گناہوں اور گمراہیوں کے سیلاب سے بچانے کیلئے مدنی چینل کا آغاز کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے خوب جدوجہد کر کے رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بمطابق ستمبر 2008ء سے مدنی چینل کے ذریعے گھر گھر سُنَّتوں کا پیغام عام کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے حیرت انگیز مدنی نتائج

نظر آنے لگے۔ مَدَنی چینل اپنے مقاصد میں کس حد تک پورا اُترتا ہے، اس کا اندازہ چند خصوصیات سے ہو سکتا ہے:

✽... مَدَنی چینل کا مقصد، باطل کی آمیزش سے پاک خالصتاً اسلام کے پیغام کو عام کرنا ہے۔
 ✽... مَدَنی چینل نے تحفِ عقائد اسلام کا علمبردار بن کر خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفیٰ کی شمع فروزاں رکھنے کا پیغام نہ صرف گھر گھر پہنچایا بلکہ اس کا سفر جاری ہے۔

✽... مَدَنی چینل نے بین الاقوامی سطح پر اسلام کے پیغام کو اس مؤثر اور دل نشین انداز میں دُنیا کے گوشے گوشے تک پہنچایا ہے، جہاں اس کے بغیر رسائی بے حد مشکل تھی۔

✽... مَدَنی چینل وہ واحد چینل ہے، جس پر عورتوں کو نہیں دکھایا جاتا۔ اس لحاظ سے اسے ایک آئیڈیل 100 فیصدی اسلامک چینل کہا جاسکتا ہے۔

✽... مَدَنی چینل، وہ واحد چینل ہے جو کمرشل (کاروباری) نہیں۔

✽... مَدَنی چینل بے حیائی اور فحاشی و عُریانی کی فضا میں بگڑی ہوئی معاشرتی اقدار کی اصلاح کے لیے روشن آفتاب کا کردار ادا کر رہا ہے۔

✽... مَدَنی چینل پر عقائد و عبادات، اخلاق، معاملات اور معاشرت سے متعلق مسائل کو انتہائی احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ سے بھی مَدَنی التجا ہے کہ مَدَنی چینل دیکھتے رہیے، اِنْ شَاءَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہزاروں سُنَّتیں سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کا جذبہ پانے کے ساتھ ساتھ فلمیں، ڈرامے،

گانے باجے وغیرہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے اور عشق رسول میں مُسْتَعْرِق رہنے کا ذہن بھی بنے گا۔

مدنی چینل کے سبب نیکی کی دعوت عام ہو	عام دنیا بھر میں یارب دین کا پیغام ہو
--------------------------------------	---------------------------------------

آئیے! امیر اہلسنت کے عطا کردہ، اس نعرے کو مل کر لگاتے ہیں!

مدنی چینل دیکھیں گے، دکھائیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

لوگ ہماری نہیں مانتے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت کی اہمیت و فضائل سن کر کئی اسلامی بھائیوں کا نیکی کی دعوت دینے کا ذہن بنا ہو گا، لیکن یاد رکھئے! شیطان کبھی نہیں چاہے گا کہ ہم اصلاح کی نیت سے کسی کو نیکی کی دعوت پیش کریں، کچھ بعید نہیں کہ یہ مَلْعُون ذہن میں مختلف وُسوسے ڈالے کہ تیری نیکی کی دعوت سے کوئی فائدہ تو ہوتا نہیں، نہ تو کوئی تیری بات سنتا ہے اور نہ ہی کوئی اپنی اصلاح کیلئے فکر مند ہوتا ہے، تیری اس قدر انفرادی کوشش کے باوجود بھی چوک درس، مسجد درس اور ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں تعداد بہت کم ہوتی ہے، بس انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے اور اپنے کام سے کام رکھ۔ اس شیطانی وار سے بعض اسلامی بھائی مدنی کاموں میں سُست ہو جاتے ہیں اور اپنی ناکامیوں کا شکوہ کرتے پھرتے ہیں۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبال محمد الیاس عطار قادری رَضَوٰی

ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ایسے لوگوں کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ نے اوّل تو کامیابی کا مطلب ہی نہیں سمجھا، اگر یہ ذہن بن جائے کہ کامیابی بھڑکھاڑ کا نام نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کو خوش کرنے کا نام ہے، تو کبھی دل برداشتہ نہ ہوتے۔ دوسری ٹھول یہ ہوئی کہ ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ”لوگ ہماری بات نہیں مانتے۔“ تو اَوَّل سے عرض ہے کہ آپ کو ”مَنوانے“ کا منصب کس نے سونپا؟ یاد رکھئے! انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بھی مَنوانے کی نہیں ”پہنچانے“ ہی کی ذمّے داری سونپی گئی۔ ان حضراتِ قُدسیّہ نے تبلیغ فرمائی اور تبلیغ کا مطلب ”پہنچانا“ ہے نہ کہ ”مَنوانا۔“ حضرت سَیِّدُنَا عِیْسٰی رُوحُ اللہ عَلَیْہِ سَلَوٰۃٌ وَّالسَّلَام کی اُمت کے مُبَلِّغِیْنَ کا قول نقل کرتے ہوئے پارہ 22 سورہ یس کی آیت نمبر 17 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۱﴾ تَرْجَمَہ کنزالایمان: اور ہمارے ذمّے نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔

مُفَسِّرِ شہیر، حکیم الاُمت حضرت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْکَرَام فرماتے ہیں: ”بعض نبی وہ بھی ہیں جن کی بات کسی نے نہ مانی اور بعض وہ کہ جن کی ایک یا دو آدمیوں نے ہی اطاعت کی۔“ (مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۵۹) یقیناً اس کے باوجود ہر نبی عَلَیْہِ سَلَوٰۃٌ وَّالسَّلَام نے تبلیغ کی ذمّے داری سو فیصد مکمل انجام دی، کسی نے بھی کوتاہی نہ کی، لہذا میرے بھولے بھالے مُبَلِّغُو! شیطان کے دامِ تَزْوِیر (دھوکے کے جال) میں مت پھنسئے، آپ کی اور ہم سب کی کامیابی کے لئے یہ شرط ہی نہیں کہ لوگ مان جائیں بلکہ ہم میں وہ اسلامی بھائی کامیاب ہے جو اخلاص کے ساتھ نیکی کی دعوت پہنچانے میں کامیاب ہو جائے۔ ہم نیکی کی دعوت دیتے ہیں، ”دعوت“ کے معنی ”لانا“ نہیں ”بلانا“ ہے۔ یعنی ہم نیکی کی طرف بلاتے ہیں، ہم لانے

یا مَنُوَانِے کے مُکَلَّف وِزَتے دار نہیں۔ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِمَّہ کرم پر ہے کہ جسے چاہے اسے ہماری دعوت قبول کرنے کی توفیق بخش دے۔ ہاں ایک مدنی پھول یہاں ضرور قابلِ توجہ ہے، وہ یہ کہ جب ہماری کوشش کے باوجود کوئی مُسلمان مائل نہ ہو تو ہمیں اُس کو مَعَاذَ اللہ سَخْتِ دل، ڈھیٹ وغیرہ کہہ کر غیبت بلکہ بُہتان کا اِز تکاب کرنے سے بچنا لازمی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مُسْتَحَب کام کرنے نکلیں اور کبیرہ گناہوں کا بوجھ سر پر لا د کر پلٹیں! وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ)۔ ایسے موقع پر ہمیں اپنے اخلاص ہی کی کمی اور اِنْدازِ دعوت کی کوتاہی تسلیم کرنی چاہئے اور خُوب توبہ و اِسْتِغْفَار کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بوسیلہ مُصْطَفٰے و انبیاء و صحابہ و اَوَلِیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و عَلَیْہِمُ السَّلَام لوگوں کی اِصلاح کی دُعا کرنی چاہئے۔ (نیکی کی دعوت ص: 522)

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" میں ہے:

حضرت سَیِّدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ السَّلَام کو مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا (اور جب سَیِّدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام (حکم خداوندی کی تعمیل میں) چلے تو نِدا ہوئی، مگر اے موسیٰ! فرعون ایمان نہ لائے گا۔ (تو حضرت) موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے دل میں کہا: پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر 12 علماء ملائکہ عظام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے کہا: اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جائیے، یہ وہ راز ہے کہ باوَصْفِ کوشش (یعنی کوشش کے باوجود) آج تک ہم پر بھی نہ گُھلا اور آخِر نَفْعِ بَعَثَتْ (یعنی رسول کے بھیجنے کا فائدہ) سب نے دیکھ لیا کہ دُشمنانِ خُدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خُدا ان کی (یعنی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلَام کی) غلامی اِختیار کر کے عذاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں ستر

(70) ہزار ساحر (جادوگر) سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے:

اَمْثَلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ﴿١٢٢﴾	تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْاِيْمَانِ: ہم ایمان لائے جہان کے رَبِّ پر، جو رَبِّ ہے موسیٰ اور ہارون کا۔
--	--

(پ ۹ الاعراف ۱۲۱، ۱۲۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ معصوم ہوتے ہیں وہ

ہرگز اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض نہیں کرتے۔ سیدنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَی نَبِیِّنَا وَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے دل میں خیال آنا مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بَرِئْنَا اے اعتراض نہیں بلکہ حکمت پر غور کرتے ہوئے تھا اور آپ عَلَی نَبِیِّنَا وَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو حکمت کانوں سے سنانے، بتانے کے بجائے آنکھوں سے دکھانے کی ترکیب فرمائی گئی اور وہ یہ کہ فرعون چونکہ شقی اَزَلِی (یعنی ہمیشہ کیلئے بد بخت) تھا، اس لئے ایمان نہ لایا، مگر آپ عَلَی نَبِیِّنَا وَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے اُس اَزَلِی کافر کے پاس نیکی کی دعوت دینے کا ثواب کمانے کیلئے تشریف لے جانے کی بَرَکت سے 70 ہزار جادوگر ایمان لے آئے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۴۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت دینے والے مُبْدِئ کو انتقامت کے ساتھ

اس عظیم فریضے کو ادا کرنا چاہیے۔ کوئی چاہے کتنا ہی بُرا بھلا کہے، مذاق اڑائے یا تکلیف پہنچائے لیکن کبھی بھی حسن اخلاق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہ الْوَالِی نیکی کی دعوت کے چند مراتب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (۱)۔ کسی جاہل کو حق بات بتانا۔ یعنی جسے شرعی حکم معلوم نہ ہو، اس کو شرعی حکم بتانا۔ (مثلاً سود کالین دین کرنے والے کو یہ بتانا کہ یہ کام حرام ہے، لہذا آپ کو اس سے ضرور بچنا چاہیے) (۲)۔ نَرَمُ گفتگو کے ذریعے وعظ و نصیحت کرنا۔ (جیسے غیبت کرنے

والے کو سمجھاتے ہوئے نرم لہجے میں کہنا: پیارے بھائی غیبت کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ پھر آپ کیوں غیبت کے گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں؟ براہ کرم! غیبت کرنے سے بچئے اور اپنا یہ ذہن بنائیے! غیبت کریں گے نہ غیبت سنیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ (۳)۔ (نیکی کی دعوت دینے کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ خلاف شریعت کام کرنے والے کو) بُرا بھلا کہنا اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔ بُرا بھلا کہنے سے مُراد یہاں فحش کلامی نہیں بلکہ (اُستاد کا اپنے شاگرد، والدین کا اپنی اولاد اور پیر کا اپنے مُرید کو) اس طرح کہنا: اے جاہل! اے نادان! اے ناسمجھ! "کیا تُو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا" یا اسی طرح کے دیگر الفاظ استعمال کرنا۔ (۴)۔ غلبہ کے ذریعے عملاً روکنا مثلاً آلاتِ لہو و لعب توڑ دینا، شراب کو بہادینا، ریشمی لباس کو پھاڑ دینا اور غاصب سے غصَب شدہ کپڑے چھین کر مالک کو لوٹا دینا۔ (یہ آخری درجہ اہل اقتدار کیلئے ہے)

(احیاء العلوم، ۲/۱۱۲۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت کے بیان کردہ مراتب پر ہر ایک کو عمل کرنا ضروری

نہیں بلکہ اس کی چند صورتیں ہیں۔ چنانچہ مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 615 پر ہے۔ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ (نیکی کی دعوت دینے والا) ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آجائیں گے، تو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ واجب ہے، اس (نیکی کی دعوت دینے والے شخص) کو باز رہنا جائز نہیں اور (۲) اگر گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ (جن کو نیکی کی دعوت دے گا تو وہ) طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو (پھر نیکی کی دعوت) ترک کرنا افضل ہے اور (۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے

اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا، آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی، جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور (۴) اگر معلوم ہو کہ وہ (لوگ جنہیں نیکی کی دعوت دی جائے گی) اگر اسے ماریں گے تو صبر کر لے گا، تو ان لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ (نیکی کی دعوت دینے والا) شخص مجاہد ہے اور (۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے، تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ آمر کرے۔ (نیکی کی دعوت دے اور بُرائی سے منع کرے)

جسے نیکی کی دعوت دُوں اسے دے دے ہدایت تو
زباں میں دے اثر کر دے عطا زورِ قلم مولیٰ
(وسائلِ بخشش، ص: ۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ خود پرہیز گار اور نیکو کار ہی سہی، مگر دوسروں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتے اور باوجود قدرت گناہوں سے نہیں روکتے، عام مسلمانوں بلکہ اپنے گھر والوں کو بُرائیوں میں مبتلا دیکھ کر جی میں کڑھتے تک نہیں، تو ایک حدیثِ مبارکہ سنئے اور خود کو عذابِ الہی سے ڈرا کر نیکی کی دعوت دینے پر کمر بستہ ہو جائیے۔ چنانچہ

سرکارِ مکہ مکرمہ، سلطانِ مدینہ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت جبرئیل (عَلِیْہِ السَّلَام) کو حکم فرمایا: فلاں شہر کو اُس کے رہنے والوں سمیت زیرِ زبر کر دو، حضرت جبرئیل (عَلِیْہِ السَّلَام) نے عرض کی: اے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں میں تیرا ایک فلاں نیک

بندہ بھی ہے، جس نے پلک جھپکنے کی مفہار بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اَقْبِلْهَا عَلَيْهِمْ فَإِنَّ وَجْهَهُ، لَمْ يَتَبَعْنِي سَاعَةً قَطُّ۔ یعنی شہر ان پر اُلٹ دو، کیونکہ اس کا چہرہ میری نافرمانیاں دیکھ کر کبھی مُتَغَيِّر (م۔ ت۔ غی۔ یعنی تبدیل) نہیں ہوا۔

(شُعَبُ الْإِيمَان ج ۶ ص ۹۷ حدیث ۵۹۵) (نیکی کی دعوت، ص ۶۴)

اس حدیث پاک کے تحت مِرَاةُ الْمَنَاجِيح میں ہے: اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں اعمالِ صالحہ (یعنی نیکیوں) سے تعلق اور بُرائیوں سے اجتناب (یعنی پرہیز) ضروری ہے، وہاں دین و ملت کے خلاف سازشوں اور مسلمانوں پر ظلم و ستم نیز معاشرتی بگاڑ کی وجہ سے پریشان ہونا بھی ایمان کا تقاضا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر معاشرتی بُرائیوں کے ازالے (یعنی خاتمے) کے لیے کوشاں نہیں رہتے اور عَدَمِ طاقت (یعنی قوت نہ ہونے) کی صورت میں اس پر پریشان بھی نہیں ہوتے، ان کا تقویٰ کس کام کا! لہذا اپنی اصلاح اور عبادتِ خداوندی میں مشغولیت کے ساتھ ساتھ ملک و ملت اور مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی کے خاتمے اور معاشرے کو غیر شرعی حرکات و سکنات سے پاک کرنے کے لیے کوشاں رہنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ (مِرَاةُ الْمَنَاجِيح ج ۶ ص ۵۱۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو خود نیکیوں کے حریص ہوتے ہیں، پابندیِ وقت کے ساتھ باجماعت نمازیں بھی پڑھتے ہیں، مگر داڑھی مُنڈے، ماڈرن دوستوں کی صُحبتوں سے کنارہ کشی کرنے کے بجائے مَحْضِ حَقِّ نَفْس کی خاطر (یعنی مزے لینے کیلئے) اُن کی بیٹھکوں کی رونق بنتے، اُن کی غیر محتاط اور گناہوں بھری باتوں میں اگرچہ چُپ رہتے، مگر دل ہی دل میں لُطفِ اَندوز ہوتے ہیں کہ ظاہر ہے نَفْس کو

مزانہ آتا ہوتا تو ایسوں کے ساتھ کیوں دوستیاں نبھاتے! اب جو روایت پیش کی جا رہی ہے، وہ ایسے لوگوں کیلئے تازیانہٴ عبرت (یعنی نصیحت و عبرت کا چابک) ہے چنانچہ منقول ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یوشع بن نون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے، جن میں چالیس ہزار نیک ہیں اور ساٹھ ہزار بد۔ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: یا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ! بد کرداروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”یہ نیک لوگ بھی ان بد کرداروں کے ساتھ کھاتے اور پیتے ہیں، میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر کبھی ان کے چہروں پر ناگواری کا اثر تک نہیں آتا۔“ (شُعَبُ الْإِيمَان ج ۷ ص ۵۳)

(رقم ۹۳۲۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے ضمیر سے سوال کیجئے کہ کسی کو گناہ کرتا دیکھ کر ہاتھ یا زبان سے روکنے میں خود کو لاچار پانے کی صورت میں آیا ہم نے دل میں بُرا جانا؟ صد کروڑ افسوس! بچوں کی امی کھانا پکانے میں تاخیر کر دے، کھانے میں نمک تیز ہو جائے، بیٹا اسکول کی چھٹی کر لے تو ضرور ناگوار گزرے، لیکن گھر والوں کی روزانہ پانچوں نمازیں قضا ہو رہی ہوں تو ماتھے پر بل تک نہ آئے، انہیں سمجھانے کی کوشش تک نہ کی جائے، آپ ہی کہیے! کیا ہماری یہ روش دُرست ہے؟ مثلاً محکوم اولاد کی بُرائی دیکھ کر حاکم (یعنی والد) ہاتھ سے بدلے، عالم زبان سے بدلے، جس کو یہ دونوں قدرتیں حاصل نہیں، وہ کم سے کم دل میں تو بُرا جانے، مگر اب ایسا ذہن کس کا رہا ہے! ذرا سوچئے! مثلاً میوزک بج رہا ہے، بے شک روکنے پر قدرت نہیں، مگر کیا یہ ہمارے دل میں کھٹک رہا ہے؟ کیا ہم اسے بُرا محسوس کر رہے

ہیں؟ جی نہیں، اس لئے کہ خود اپنے موبائل میں بھی تو مَعَاذَ اللہ ”میوزیکل ٹیون“ موجود ہے! دو افراد گلی میں گالم گلوچ کر رہے ہیں، بُرا لگا؟ جی نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ کبھی کبھی اپنے منہ سے بھی مَعَاذَ اللہ گالی نکل ہی جاتی ہے۔ فلاں نے جھوٹ بولا، آپ کو ناگوار گزرا؟ جی ہاں، کیوں؟ اس لئے کہ میرا ذاتی نقصان ہوا، باقی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے بُرا کہاں سے لگے گا کہ خود اپنی زبان سے بھی مَعَاذَ اللہ جھوٹ نکل ہی جاتا ہے۔ یہ مثالیں صرف چوٹ کرنے کیلئے ہیں، ورنہ بہت ساروں کی حالت یہ ہے کہ اپنے فون میں میوزیکل ٹیون نہیں۔ گالی اور جھوٹ کی عادت نہیں، پھر بھی ”دل میں بُرا جانے“ کا ذہن نہیں۔ اگر رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے حقیقی معنوں میں بُرائی کو دل میں بُرا جانے کی سوچ بن جائے، کُڑھنے کی عادت پڑ جائے، تب تو معاشرے میں اصلاح کا دور دورہ ہو جائے، کیوں کہ جب ہم بُرائیوں کو دل سے بُرا سمجھنے میں خود کپکپ ہو جائیں گے، تو دوسروں کو سمجھانا بھی شروع کر دیں گے۔ (نیک کی دعوت، ص ۴۶۶) لہذا ہمیں خود بھی نیک اعمال کرنے، گناہوں سے بچنے، دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے بچنے کا ذہن دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مُجھے تم ایسی دو، ہمت آقا	دو سب کو نیکی کی دعوت آقا
بنادو مجھ کو بھی نیک خصلت	نبی رَحْمَت شَفِیع اُمّت

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت دینے کی بھی کیا خوب بہاریں ہیں کہ نشے کی حالت میں بد مست نوجوان کو جب خوفِ خدا لایا گیا تو وہ گناہوں پر نادم ہو کر تائب ہوا اور راہِ جنت پر

چلنے لگا، اس اُمت کا طرہ امتیاز نیکی کی دعوت دینا ہے، نیکی کی دعوت دینا دین اسلام میں ایک اہم عبادت ہے، نیکی کی دعوت دینے والا خود کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے اور دوسروں کو بھی، نیکی کی دعوت دینے والا نیکی پر عمل کرنے والے کی طرح ہے، نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے فلاح و کامرانی کی خوشخبری ہے، نیکی کی دعوت دینے والے کی بولی بارگاہِ خداوندی میں انتہائی پسندیدہ ہے، نیکی کی دعوت دینے والے کو ہر ایک کلمے کے بدلے میں 1 سال کی عبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے، نیکی کی دعوت دینے والے کا ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے، نیکی کی دعوت دینا لذت والی عبادت ہے، نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے جنت کی بشارت ہے، نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے جنت سجائی جاتی ہے، نیکی کی دعوت دینے والے کو دنیا میں، قبر میں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا، نیکی کی دعوت دینے والے کو بروزِ قیامت اللہ ربُّ العزت کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا، نیکی کی دعوت دینا صلحاء، اولیاء، صحابہ بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے۔

نیکی کی دعوت کی ضرورت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! فی زمانہ نیکی کی دعوت دینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے، ہمارے معاشرے میں دن بدن گناہوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، لہذا ہمیں اپنی اصلاح کی کوشش کے ساتھ ساتھ ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ہماری نیکی کی دعوت سے کوئی راہِ راست پر نہ آئے تو دل چھوٹا نہ کیجئے اور کوشش جاری رکھئے۔ ہمارا کام صرف نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا ہے، کسی کو نیکیاں کرنے کی توفیق دینا اور بُرائیوں سے بچانا، اللہ عزَّوَجَلَّ کا کام ہے۔ شروع میں کافی مشکلات و مصائب بھی پیش آسکتی ہیں، لیکن یہ آنے والی مشکلات پیارے آقا صَدِّقِ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیش آنے والی تکلیفوں کا کروڑواں حصہ بھی نہ ہوں گی۔ اس لیے مشکلات کے

وَقْتُ بُرْگَانِ دین، اولیائے کاملین رَحِمَهُمُ اللہُ الْبَرُّ اور انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی تکالیف کو یاد کیجئے اور نیکی کی دعوت کی دھومیں مچاتے رہیے! اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ دونوں جہاں میں بیڑا پار ہوگا۔

نیکی کی دعوت کے مزید فضائل پڑھ کر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف ”نیکی کی دعوت“ کا مطالعہ کیجئے، اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ بے حد مفید ثابت ہوگا، کتاب ”نیکی کی دعوت“ فیضانِ سنت جلد دوم کا ایک باب ہے، اس کتاب میں نیکی کی دعوت کی ضرورت، نیکی کی دعوت کی فضیلت اور نیکی کی دعوت ترک کرنے کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں، ضمناً بھی بہت سے خوش رنگ و خوشنما دلکش و دلربا مدنی پھول جا بجا خوشبوئیں بکھیر رہے ہیں۔ مثلاً: اس کتاب میں خوفِ خدا سے رونے کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، ریاکاری کی 80 مثالیں بیان کی گئی ہیں، ریاکاری کے 10 علاج بھی اس کتاب میں درج ہیں، نیت کی اہمیت پر مبنی فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دلچسپ حکایات بھی بیان کی گئی ہیں، مدنی قافلے میں سفر کی 44 نیتیں، غسل کا طریقہ، صلہء رحمی کے 7 مدنی پھول، قسم اور اس کے کفارے کا بیان، دنیا کے بارے میں خصوصی معلومات پر مبنی مدنی پھول، گناہوں کے 6 علاج، حسابِ نعمت کے بارے میں لرزہ خیز 9 فرامینِ مصطفیٰ، مال و دولت کے متعلق اچھی اچھی نیتیں، علمِ غیب اور لوحِ محفوظ کے بارے میں مدنی پھول، وضو کا طریقہ، عیب ڈھونڈنے کی 59 مثالیں، نرمی کی اہمیت، ماں کے گستاخ کو زمین زندہ نگل گئی، شفاعت کی 8 قسمیں، مبلغین جمعہ کو بیان کیا کریں، داڑھی منڈے کی 30 شامتیں، جہنم کا تعارف، بچے کو سب سے پہلے دین سکھائیں، قبر کی دل ہلا دینے والی نیکی کی دعوت، درسِ فیضانِ سنت کے 22 مدنی پھول وغیرہ، اس عظیم الشان کتاب میں بیان کئے گئے ہیں اور ہاں عرض کروں کہ اس کتاب میں جا بجا

نیکی کی دعوت کی مدنی بہاریں بھی موجود ہیں، اس کتاب کو مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیہ طلب کیا جاسکتا ہے، دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے پڑھا (Read) بھی کیا جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Down Load) بھی کیا جاسکتا ہے اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں حصہ لیجئے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْی عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے مُنْع کرنے کا جذبہ پانا چاہتے ہیں اور اس بارے میں مُفید رہنمائی کے ساتھ اپنی تربیت بھی کرنا چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام ”علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت“ بھی ہے۔ نیکی کی دعوت دینا تو ایسا اہم فریضہ ہے کہ تمام ہی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور خود سیدُ الانبیاء، محبوبِ خدا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اسی مقصد کیلئے دُنیا میں بھیجا گیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف مشکلات و تکالیف برداشت کرنے کے بعد بھی اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْی عَنِ الْمُنْكَرِ کے اس عظیم فریضے کو بحسن و خوبی سرانجام دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ہمیں بھی اسی عظیم مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہر ہفتے ”علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت“ میں شرکت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے، ہم بھی وقت نکال کر اس عظیم مدنی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کے علاوہ ہر ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں اوّل تا آخر شرکت کے ساتھ ساتھ ہر ہفتے کو بعد نمازِ عشا ہونے والے مدنی مذاکرے میں شرکت کو بھی اپنا

معمول بنالیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ڈھیروں ڈھیروں برکتیں نصیب ہونے کے ساتھ ساتھ نیکی کی دعوت دینے کی کئی مفید معلومات بھی حاصل ہوں گی۔ آئیے! ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی ایک مدنی بہار سنتے ہیں:

والدین کا فرمانبردار بن گیا

بستی سمندری ہیر والا (ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب، پاکستان) کے ایک اسلامی بھائی (عمر تقریباً 20 سال) کے بیان کا لب لباب ہے: میں غالباً 2009ء میں مڈل کا امتحان دینے کے بعد چھٹیاں گزارنے گھر آیا ہوا تھا۔ ایک روز سبزی خریدنے نکلا تو راستے میں چند سبز سبز عمامہ شریف کا تاج پہنے عاشقان رسول سے آمنا سامنا ہو گیا، انہوں نے پُر تپاک انداز میں ملاقات فرمائی اور انفرادی کو شیش کرتے ہوئے کچھ ایسے دلربا انداز میں ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی کہ ہاں کہتے ہی بنی۔ جب طے شدہ وقت پر سنتوں بھرے اجتماع میں جانے کے لئے میں اسلامی بھائیوں کے پاس پہنچا، تو انہوں نے بڑی شفقت فرمائی اور نہایت ادب و احترام سے مجھے گاڑی میں بٹھایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ فیضانِ مدینہ جام پور (ضلع راجن پور) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے ہفتہ وار اجتماع میں اپنی زندگی کی پہلی حاضری سے مُشرّف ہوا۔ وہاں کی پُر سوز نعت شریف، سنتوں بھرے بیان، ذکرُ اللہ اور رِقّت انگیز دُعا نے میری زندگی میں مدنی انقلاب برپا کر دیا، بالخصوص دُعا کے دورانِ خوفِ خدا کے باعث میری آنکھوں سے آنسوؤں کے دھارے بہہ نکلے، میں نے گناہوں سے توبہ کی اور اجتماع سے واپسی کے بعد سے نمازوں کی پابندی شروع کر دی، کچھ ہی عرصے بعد داڑھی شریف رکھ لی اور سبز عمامہ شریف کا تاج بھی سجایا، میں جو کہ انتہائی بدزبان اور بے ادب انسان تھا، ماں باپ کے سامنے چیختا چلاتا اور ان کی توہین کیا کرتا تھا، اب والدین کا مُطیع و فرمانبردار بن چکا تھا اور ان کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا تھا۔ میری اس

مثبت تبدیلی پر نہ صرف گھر والے بلکہ سارا ہی خاندان حیران تھا۔ مدنی ماحول سے وابستگی سے پہلے مجھے ایک بیماری تھی، جس کے باعث کافی پریشانی رہتی تھی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس مَرَض سے شفا عطا فرما دی، میرا حُسنِ ظن ہے کہ یہ سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کی برکت تھی۔ یہ مدنی بہار دیکھ کر میری والدہ نے مجھے حکم دیا کہ تمہارے چھوٹے بھائی کو گُردوں کی تکلیف ہے، تم دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ”63 روزہ مدنی تربیتی کورس“ میں شامل ہو کر اپنے بھائی کی شفا کے لئے دعا کرو۔ میں حکم کی تعمیل میں مدنی تربیتی کورس کے لئے تقریباً 2010ء میں فیضانِ مدینہ ساہیوال جا پہنچا اور وہاں نہ صرف بھائی کے لئے خود دعائیں مانگتا بلکہ دیگر عاشقانِ رسول کو بھی دعا کے لئے کہا کرتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ابھی مجھے مدنی تربیتی کورس میں دو ہی ہفتے ہوئے تھے کہ میرے بھائی کی طبیعت بحال ہونے لگی، حالانکہ اس کے لئے ڈاکٹر آپریشن کا کہہ چکے تھے۔ جب دوبارہ چیک اپ ہوا تو ڈاکٹر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ اب آپریشن کی ضرورت نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میرا بھائی اب رُوبہ صحت ہو چکا ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص ۳۳۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنَّت کی فضیلت اور چند سُنَّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مصطفیٰ جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشہِ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سُنَّت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مشکاۃ المصابیح، ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۷۵۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا

جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت بركاتہم العالیہ کے رسالے

”101 مدنی پھول“ سے ”اشد“ کے چار حُرُوف کی نسبت سے سُر مہ لگانے کے 4 مدنی پھول سنتے ہیں:

❀ **سُنَنِ ابنِ ماجہ کی روایت میں ہے ”تمام سُر مہوں میں بہتر سُر مہ ”اشد“ (اِش۔مِد) ہے کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اُگاتا ہے۔“ (سُنَنِ ابنِ ماجہ ج ۳ ص ۱۱۵ حدیث ۳۴۹۷)**

❀ **پتھر کا سُر مہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سُر مہ یا کاجل بقصد زینت (یعنی زینت کی نیت سے) مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۹)**

❀ **سُر مہ سوتے وقت استعمال کرنا سُنت ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۶، ص ۱۸۰)**

❀ **سُر مہ استعمال کرنے کے تین منقول طریقوں کا خلاصہ پیش خدمت ہے: (۱) کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سلاسیاں (۲) کبھی دائیں (سیدھی) آنکھ میں تین اور بائیں (اٹلی) میں دو، (۳) تو کبھی دونوں آنکھوں میں دو دو اور پھر آخر میں ایک سلائی کو سُر مہ والی کر کے اُسی کو باری باری دونوں آنکھوں میں لگائیے۔ (شُعَبُ الْإِيمَان، ج ۵ ص ۲۱۸-۲۱۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت) اس طرح کرنے سے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تینوں پر عمل ہوتا رہے گا۔**

طرح طرح کی ہزاروں سننیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتب بہارِ شریعت حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات کی کتاب ”سننیں اور آداب“ ہدیہ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سننوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سننوں بھر اسفر بھی ہے۔ (101 مدنی پھول، ص ۲۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

دُرود شریف کی فضیلت:

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی ”تفسیر کبیر“ میں فرماتے ہیں: قیامت کے دن کسی مسلمان کی نیکیاں میزان (یعنی ترازو) میں ہلکی ہو جائیں گی تو سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک پرچہ اپنے پاس سے نکال کر نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے تو اس سے نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ وہ عَرَض کرے گا: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کتنے خوبصورت ہیں اور آپ کے اخلاق بھی کتنے عمدہ ہیں۔ بتائیں تو صحیح! آپ کون ہیں؟“ حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمائیں گے: ”میں تیرا نبی، محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہوں اور یہ تیرا وہ دُرودِ پاک ہے جو تُو نے مجھ پر پڑھا تھا۔“ (التفسیر الکبیر للرازی ۵/۲۰۴، سورۃ الاعراف تحت آیت ۹)

وہ پرچہ جس میں لکھا تھا دُرود اس نے کبھی

یہ اس سے نیکیاں اس کی بڑھانے آئے ہیں

(سلمان بخشش، ص ۱۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ روایت سے دُرودِ پاک کی برکت کا بخوبی اندازہ لگایا

جاسکتا ہے کہ جہاں دُنیا میں اس کے فوائد و ثمرات حاصل ہوتے ہیں، وہیں اخروی فضائل و برکات کا حصول بھی ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی پر خوب خوب

دُرو و دو سلام کے گجرے نچھاور کرتے رہنا چاہیے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”بَیِّنَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (العجم الکبیر للطبرانی ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دوہدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سُننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکادو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اذْکُرُوا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا

❁ دیکھ کر بیان کروں گا ❁ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ
وَالنُّعْظَةِ الْحَسَنَةِ (تَرْجِمَةُ كُنْزِ الْاَيَّانِ: اپنے رَب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے)
اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم : بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ
اِيَةً۔ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا
❁ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ❁ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشْکِلُ الْاَلْفَاظ
بولتے وقت دل کے اِغْلَاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عَلِیَّت کی دھاک بٹھانی مُقْصُود ہوئی تو بولنے سے
بچوں گا ❁ مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علا قائی دَوْرہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَعْبَتِ دِلَاوُس
گا ❁ تہمتہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ❁ نظر کی حِفَاظَت کا ذہن بنانے کی خاطر حَسْبِ الْاِمْکَان نگاہیں نیچی
رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے نیکی کی دعوت ترک کرنے کے نقصانات
بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ سب سے پہلے نیکی کی دعوت ترک کرنے کے سبب نیک
لوگوں کے عذابِ الہی میں مبتلا ہونے کی حکایت پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد نیکی کی دعوت ترک
کرنے کے نقصانات کی مذمت پر آیاتِ مبارکہ اور ان کی تفسیر سے چند مَدَنی پھول بھی پیش کئے جائیں

گے۔ قدرت کے باوجود گناہ سے نہ روکنے پر احادیثِ مبارکہ سے اس کی وعیدیں بھی بیان ہوں گا۔ اس کے بعد نیکی کی دعوت دینے والے کو کن کن آداب کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے یہ بیان ہو گا، پھر آخر میں سلام اور اس کا جواب دینے کی سنتیں اور آداب بھی عرض کروں گا، آئیے! پہلے ایک حکایت سنتے ہیں۔

نیک لوگوں کی ہلاکت کی وجہ:

منقول ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے، جن میں چالیس (40) ہزار نیک ہیں اور ساٹھ (60) ہزار بد۔ آپ علیہ السلام نے عرض کی: یا رب عَزَّوَجَلَّ! بد کرداروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے، لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”یہ نیک لوگ بھی ان بد کرداروں کے ساتھ کھاتے اور پیتے ہیں، میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر کبھی ان کے چہروں پر ناگواری کا اثر تک نہیں آتا۔“ (شُعَبُ الْإِيمَان ج ۷ ص ۵۳ رقم ۹۴۲۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ جو بُرائی سے روکنے پر قادر ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس بُرائی کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور نیکی کی دعوت دینے میں سستی سے کام لیتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم بھی خوب خوب نیکی کی دعوت دیں اور اگر کسی کو بُرائی میں مبتلا دیکھیں تو اسے ضرور منع کریں۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 743 صفحات پر مشتمل کتاب، ”جنت میں لے جانے والے اعمال“ صفحہ 595 پر ہے: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے

روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: تم میں سے کوئی جب کسی بُرائی کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ بُرائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور جو اپنے ہاتھ سے بدلنے کی استطاعت (یعنی ثَوْت) نہ رکھے، اُسے چاہیے کہ اپنی زَبان سے بدل دے اور جو اپنی زَبان سے بدلنے کی بھی استطاعت نہ رکھے، اُسے چاہیے کہ اپنے دل میں بُر اُجانے اور یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے۔ (صَحیحِ مُسلم ص ۴۴ حدیث ۴۹، سُنَنِ نَسَائی ص ۸۰۲ حدیث ۵۰۱۸)

شہا! دیتا پھروں نیکی کی دعوت یا رسول اللہ

مجھے تم یا رسول اللہ دے دو جذبہ تبلیغ

(وسائل بخشت ص ۳۳۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلِّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

عذاب الہی کا سبب!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَمْرٌ بِالْعُرْوَةِ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا، انتہائی اہمیت کا حامل ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن و احادیث میں جا بجا اس کے بے شمار فضائل و برکات موجود ہیں، لیکن جہاں نیکی کی دعوت دینے کی اس قدر فضیلتیں ہیں، وہیں نیکی کی دعوت ترک کرنے کے نقصانات اور وعیدیں بھی ہیں۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پارہ 6 سُورَةُ الْبَائِدَةِ کی آیت نمبر 78 اور 79 میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: لغت کئے گئے وہ جنہوں نے
گُفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی
زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بُری

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ
دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا
بَعَثُونَ ﴿٨﴾ كُلُّهُمْ إِنْ يَكُونُ عَنْهُ مُنْكَرٌ فَقُلُوهُ ۙ

لَيْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٥٩﴾

(پ ۶، المائدہ: ۷۹، ۷۸)

بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے
ضرور بہت ہی بُرے کام کرتے تھے۔

اس آیت میں بَشِدَّت بنی اسرائیل کے کافروں کے مُسْتَحَقِّ لعنت ہونے کی صُرف یہی وجہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اُنہوں نے بُرائی سے مُنْع کرنا ترک کر دیا تھا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نہی مُنْكَر یعنی بُرائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو مُنْع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے، ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اوّل تو انہیں مُنْع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے، ان کے اس عَصیان و تَعَدّی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حُدود سے تجاوز کرنے) کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حُضرت داؤد اور حُضرت عیسیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام کی زبان سے ان پر لعنت اُتاری۔
(خزائن العرفان، ص ۲۳۲)

اسی طرح پارہ 9 سُورَةُ الْأَنْفَال کی آیت نمبر 25 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَاتَّقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي بِئِنَّ ظَلَمُوا
مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٩﴾

تَرْجِمَہ کنز الایمان: اور اُس فتنے سے ڈرتے رہو جو
ہر گز تم میں خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا اور جان لو کہ
اللہ کا عذاب سخت ہے۔

صَدْرُ الْاَفَاضِل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی اس کے تحت فرماتے ہیں: بلکہ اگر تم اس سے نہ ڈرے اور اس کے اسباب یعنی ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازل ہوا تو یہ نہ ہو گا کہ اس میں خاص ظالم اور بدکار ہی مبتلا ہوں بلکہ وہ (فتنہ) نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا۔

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے درمیان ممنوعات نہ ہونے دیں، یعنی اپنے مقتدر تک (یعنی اپنے بس اور اختیار کے مطابق) برائیوں کو روکیں اور گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں، اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو عذاب ان سب کو عام ہوگا، خطاکار اور غیر خطاکار سب کو پہنچے گا۔ (تفسیر طبری ج ۶ ص ۶۱۷ رقم ۱۵۹۲۳)

حدیث شریف میں ہے سَيِّدِ عَالَمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا، جب تک کہ عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں کہ ممنوعات کو اپنے درمیان ہوتا دیکھتے رہیں اور اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادر ہوں، باوجود اس کے نہ روکیں، نہ منع کریں جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عذاب میں عام و خاص سب کو مبتلا کرتا ہے۔ (شرح السنۃ للبعوی ج ۷ ص ۳۵۸ حدیث ۴۰۵۰)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

”ابوداؤد“ کی حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم میں سرگرم معاصی (یعنی نافرمانیوں میں مبتلا) ہو اور وہ لوگ باوجود قدرت کے، اُس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ (ابوداؤد ج ۳ ص ۱۶۳ حدیث ۴۳۳۹) اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم نَهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ (یعنی بُرائی سے منع کرنا) ترک کرتی ہے اور لوگوں کو گناہوں سے نہیں روکتی، وہ اپنے اس ترک فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص: ۴۶۳)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

یاد رکھئے! اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ (نیکی کی دعوت دینے والا) ان سے کہے گا، تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آجائیں گے، تو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ واجب ہے، اس (نیکی کی دعوت دینے والے شخص) کو باز رہنا جائز نہیں اور (۲) اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ (جن کو نیکی کی دعوت دے گا تو وہ) طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو (پھر نیکی کی دعوت) ترک کرنا اَفْضَل ہے اور (۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صَبْر نہ کر سکے گا، یا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا، آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا اَفْضَل ہے اور (۴) اگر معلوم ہو کہ وہ (لوگ جنہیں نیکی کی دعوت دی جائے گی) اگر اسے ماریں گے تو صَبْر کر لے گا تو ان لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ (نیکی کی دعوت دینے والا) شخص مُجاہِد ہے اور (۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے، تو اسے اختیار ہے اور اَفْضَل یہ ہے کہ امر کرے۔ (یعنی نیکی کی دعوت دے اور بُرائی سے منع کرے) (بہارِ شریعت، ۳/۶۱۵) **میٹھے میٹھے اسلامی**

بھائیو! آپ نے نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی بُرائی سے نہ روکنے کی ہدایت پر آیاتِ مبارکہ اور تفسیر کے ضمن میں وعیدیں سماعت فرمائیں۔ لہذا ہمیں صرف اپنی اصلاح کی فکر میں لگے رہنے کے بجائے دُوسروں کی دُستی کی طرف بھی توجُّہ دینی چاہئے، کیونکہ کثیر گناہ ایسے ہیں کہ جن کا نُقصان دُوسروں کو بھی پہنچتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص چوری کا گناہ کرے تو اُس شخص کو بھی نُقصان ہوگا جس کی چیز چُرائی گئی، بالکل یہی معاملہ ڈاکہ ڈالنے، امانت میں خیانت کرنے، گالی دینے، تہمت لگانے، غیبت کرنے، چُغلی کھانے، کسی کے عیب اُچھالنے، ناحق کسی کا مال کھانے، خُون بہانے، کسی کو بلا اجازتِ شرعی تکلیف پہنچانے، قرض

دبالیئے، کسی کی چیز اُسے ناگوار گزرنے کے باوجود بلا اجازت استعمال کرنے، ماں باپ کو ستانے اور بد نگاہی کرنے وغیرہ کا ہے۔ اب اگر ہر ایک کو ان گناہوں کے ارتکاب کی کھلی چھوٹ دے دی جائے، پھر نہ تو کسی کا مال سلامت رہے گا اور نہ ہی عزت! بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہمارا معاشرہ ”دُرندوں کے جنگل“ کا منظر پیش کرنے لگے گا۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن کے ارتکاب سے انسان کی عزت کو بھی نقصان پہنچتا ہے مثلاً جو شخص چُغل خور یا زانی یا شرابی کے طور پر مشہور ہو جائے تو سب پر عیاں (یعنی ظاہر) ہے کہ معاشرے میں اس کا کیا مقام ہوتا ہے؟ اور بعض گناہ ایسے ہیں جو انسان کے مال کو نقصان پہنچاتے ہیں مثلاً جو اکیلے کی لت پڑ جانا، سود پر قرض لینا، کام کاج کرنے کے بجائے فلمیں ڈرامے دیکھنے میں مشغول رہنا، بیان کردہ کاموں میں ملوث افراد مالی طور پر جس طرح ”دن دُگنی رات چو گنی“ اُلٹی ترقی کرتے ہیں، یہ کسی صاحبِ عقل سے مخفی (یعنی چُھپا ہوا) نہیں۔ ان تمام دُنیاوی نقصانات کے ساتھ ساتھ ایسے شخص کو اخروی (اِخ۔ رَوی) طور پر بھی خسارے (یعنی نقصان) کا سامنا ہے، جو جہنم کے بھیانک اور ہولناک عذاب کی صورت میں پیش آسکتا ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

پانچ سے بچنے کیلئے پانچ سے بچو!

گناہوں کے دُنیاوی نقصانات کے ضمن میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 148 صفحات پر مشتمل کتاب، ”نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں“ صفحہ 51 پر ہے: حُضُورِ نبیؐ پاک، صاحبِ لَولاک، سَيَّاحِ أَفْلاک، صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرتِ نشان ہے: اے لوگو! پانچ باتوں سے بچنے کے لئے پانچ باتوں سے بچو (۱) جو قوم کم تولتی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں مہنگائی اور

بھگلوں کی کمی میں مبتلا کر دیتا ہے (۲) جو قوم بد عہدی (یعنی وعدہ خلافی) کرتی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن کے دشمنوں کو ان پر مُسلَّط کر دیتا ہے (۳) جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے بارش کا پانی روک لیتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو اُن کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا جاتا (۴) جس قوم میں فحاشی اور بے حیائی پھیل جاتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کو طاعون کے مرض میں مبتلا کر دیتا ہے اور (۵) جو قوم قرآن پاک کے بغیر فیصلہ کرتی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو زیادتی (یعنی غلط فیصلے) کا مزا چکھاتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کے ڈر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (فُرْقَةُ الْعَيْنُون ص ۳۹۲) (نیک کی دعوت ص: ۴۵۸)

مری عادتیں ہوں بہتر، بنوں سنتوں کا پیکر
مجھے مُتقی بنانا مدنی مدینے والے
شہا ایسا جذبہ پاؤں کہ میں خوب سیکھ جاؤں
تیری سنتیں سکھانا مدنی مدینے والے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارا معاشرہ اتنا بگڑ چکا ہے کہ کسی کو نیکی کی دعوت دینا کجا! نیکی کی دعوت دینے والے کی باضابطہ مخالفت کی جانے لگی ہے اور بُرائی سے کسی کو منع کرنا تو بہت دُور رہا! اب تو خوب خوب بُرائی کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔ آہ! نہ اپنی اصلاح کی فکر ہے نہ گھر بار کی سدھار کی پرواہ ہے اور نہ ہی پڑوسیوں کی آخرت بہتر بنانے کی سوچ ہے۔ بہر حال ہمیں چاہئے کہ ہم خود سدھرنے کی سعی (کوشش) کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی بھائیوں کو بھی نیکی کی دعوت پیش کریں، نیز اپنے پڑوسیوں پر بھی انفرادی کوشش کیا کریں۔ (نیک کی دعوت، ص: ۴۷۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے اپنا مدنی مقصد دُہرا لیتے ہیں، یہ مدنی مقصد ہمیں بانی دعوت اسلامی، شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے عطا فرمایا ہے، یہ مدنی مقصد اسلامی بھائیوں کے لئے بھی ہے اور اسلامی بہنوں کے لئے بھی ہے، مل کے باوازی بلند دُہرا لیجئے "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل"۔ اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے ہمیں مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہوگا، مدنی قافلوں میں سفر کا جدول یہ ہے: عمر بھر میں یکمشت کم از کم 1 بار 12 ماہ، ہر 12 ماہ میں یکمشت کم از کم 1 بار 1 ماہ اور ہر ماہ یکمشت کم از کم 1 بار 3 دن کے لئے سفر کرنا ہے اور ہاں! صرف سفر ہی نہیں کرنا بلکہ اوروں کو بھی دعوت دینی ہے، آئیے! سنئے مدنی انعام نمبر 22 میں امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ہمیں کیا فرما رہے ہیں: مدنی انعام نمبر 22: کیا آج آپ نے کم از کم 2 اسلامی بھائیوں کو انفرادی کوشش کے ذریعے مدنی قافلے و مدنی انعامات وغیرہ کی ترغیب دلائی؟ یہاں یہ وضاحت عرض کر دوں کہ دعوت اسلامی میں مدنی قافلے صرف اسلامی بھائیوں کے لئے ہیں اسلامی بہنوں کے لئے نہیں، ہاں اسلامی بہنوں کو چاہئے کہ اپنے بچوں کے ابو، جو ان بیٹے، بھائی وغیرہ کو مدنی قافلوں میں سفر کروائیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پڑوسیوں کو نیکی کی دعوت نہ دینے کا وبال:

ایک دن دافع رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور

مُسلما نوں کے کچھ گروہوں کی تعریف فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہے، جو اپنے پڑوسیوں کو نہیں سمجھاتے نہ سکھاتے، نہ نیکی کی دعوت دیتے اور نہ ہی بُرائی سے منع کرتے ہیں اور ان لوگوں کا کیا حال ہے، جو اپنے پڑوسیوں سے نہیں سیکھتے، نہ ان سے سمجھتے اور نہ ہی نصیحت طلب کرتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! چاہئے کہ ایک قوم اپنے پڑوسیوں کو ضرور دین سکھائے، سمجھائے، نصیحت کرے اور نیکی کی دعوت دے، اسی طرح دوسری قوم کو چاہئے کہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھے، سمجھے اور نصیحت حاصل کرے ورنہ جلد ہی انہیں اس کا انجام بُھگتنا پڑے گا۔“ (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی تعلیم من لا یعلم، الحدیث ۷۸، ج ۱، ص ۲۰۲، انفظ بدله "انفطن")

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پڑوسیوں کے بہت سارے حقوق ہیں، ان کی بجا آوری کیلئے ہمیں ہر دم کوشاں رہنا چاہئے۔ پڑوسیوں کو سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت اور مدنی قافلے میں سنتوں بھرے سفر وغیرہ کی دعوت دینے میں بھی غفلت نہیں برتنی چاہئے اور ان کو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گناہوں میں مبتلا دیکھیں تو انہیں ان سے باز رکھنے کیلئے بھی بھرپور سعی (کوشش) کرنی چاہئے۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْعَفَّار فرماتے ہیں: میں نے تورات شریف میں پڑھا کہ جس کا پڑوسی نافرمانی میں مبتلا ہو اور وہ اُسے نہ روکے تو وہ بھی اس گناہ میں شریک ہے۔ (الترغید للإمام احمد ص ۱۳۴ رقم ۵۲)

پڑوسی کو نیکی کی دعوت دینے اور گناہوں سے منع کرنے کی اَحْمِیَّت بہت زیادہ ہے، جیسا کہ اب جو روایت پیش کی جا رہی ہے، اُس سے ظاہر ہے چنانچہ حضرت سیدنا ابوبہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نے یہ بات سنی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص دوسرے کے خلاف دُغوی کرے گا حالانکہ وہ اُس

کو جانتا نہ ہو گا۔ مُدَّعی عَلَیْہ (یعنی جس پر دعویٰ کیا گیا) کہے گا: تیرا مجھ پر کیا حق ہے؟ میں تو تجھ کو (صحیح سے) جانتا تک بھی نہیں۔ مُدَّعی (یعنی دعویٰ کرنے والا) کہے گا: تو مجھ کو گناہ کرتے دیکھتا تھا اور مجھے منع نہیں کرتا تھا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۸۶ حدیث ۳۵۳۶) (نیکی کی دعوت، ص: ۴۷۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارا پڑوسی اگر بے نمازی ہے تو اُسے نماز کی دعوت دیجئے، اگر وہ نمازی ہے اور جماعت میں سُستی کرتا ہے تو اُسے جماعت کی تَلْقِیْن کیجئے، حتیٰ کہ اگر ہمارا ظنِ غالب ہے کہ سمجھائیں گے تو جماعت سے نماز پڑھنا شروع کر دیگا، تو اب اسے سمجھانا واجب ہو گیا، نہیں سمجھائیں گے تو گنہگار ہوں گے چنانچہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مُشمَل کتاب ”بہارِ شریعت جلد اوّل“ صفحہ 582 پر ہے: عاقل، بالغ، حُر (یعنی آزاد)، قادر (یعنی ثروت رکھنے والے) پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مُستَحِق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مَرْدُودُ الشَّہَادَۃ (یعنی اس کی گواہی قابلِ رد ہے) اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سُکوت کیا (یعنی خاموشی اختیار کی) تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ (نیکی کی دعوت، ص: ۴۷۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بہارِ شریعت کے حوالے سے آپ نے سنا کہ پڑوسیوں کو بھی نیکی کی دعوت دینی ہے، آئیے! ”بہارِ شریعت“ کے حوالے سے کچھ مدنی پھول آپ کی طرف بڑھاتا ہوں: کتاب ”بہارِ شریعت“ کے حوالے سے علماء اہلسنّت یہ فرماتے ہیں کہ یہ عالم بنانے والی کتاب ہے، اس کتاب کے مصنف صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ

اللہ القوی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں، بالخصوص اُردو پڑھنے والے مسلمانوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے، "بہارِ شریعت" میں ضخیم عربی کتب کے پھیلے ہوئے فقہی مسائل کو جمع کیا گیا ہے، انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک درپیش ہونے والے ہزار ہا مسائل کا بیان، بہارِ شریعت میں موجود ہے، "بہارِ شریعت" میں بے شمار مسائل ایسے بھی ہیں، جن کا سیکھنا ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن پر فرض عین ہے، "بہارِ شریعت" 27 سال میں بتدریج لکھی گئی، "بہارِ شریعت" کو عالم بنانے والی کتاب کا نام بھی صدر الشریعہ نے خود ہی دیا، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ "بہارِ شریعت" کا مطالعہ کرنے کی اپنے متعلقین و مریدین کو تاکید فرماتے ہی رہتے ہیں، نیک بننے کا نسخہ "72 مدنی انعامات" میں مدنی انعام نمبر 70 اور 72 بہارِ شریعت پڑھنے کی تاکید پر ہی مشتمل ہیں، دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ نے اس کتاب کو نرالی شان کے ساتھ 6 جلدوں میں شائع کیا ہے، بہترین چکنا پپر، حوالہ جات کی تخریج، مشکل الفاظ کے معانی اور زبر، زیر، پیش کا اہتمام اور اصطلاحات کی وضاحت وغیرہ۔ کاش! ہم یہ مکمل کتاب لینے، پڑھنے، عمل کرنے، دوسروں تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں، اب یہاں کسی کو شیطان سستی دلائے میں تو نہیں پڑھ سکوں گا، میری دینی تعلیم کم ہے، مجھے سمجھ میں نہیں آئے گا، تو اللہ آپ کا بھلا کرے! آپ پڑھنا تو شروع کریں اگر سمجھ میں نہ آئے تو کسی مدنی اسلامی بھائی سے یا ضرورتاً دارالافتاء اہلسنت کے مدنی عالم سے ان نمبرز پر رابطہ کر کے معلوم کر لیجئے گا۔

0300-0220112, 0300-0220113, 0300-0220114, 0300-0220115

مزید آپ کی معلومات کے لئے عرض کروں کہ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس کتاب کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے اور پرنٹ آؤٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

مسجد بھرو تحریک چلائیے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ ہماری مسجدیں نماز کے اوقات میں ویران نظر آتی ہیں جبکہ چوک، بازار سینما گھر اور تفریحی مقامات پر جم غفیر (بھیر) دکھائی دیتی ہے، لہذا مسجدوں کی ویرانی پر خوب دل جلایئے، اپنے گھر والوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو نماز کی ترغیب دلا کر مسجد میں لائیئے، زور شور سے ”مسجد بھرو تحریک“ چلائیئے، اور ایک ایک بے نمازی پر انفرادی کوشش کر کے اسے نمازی بنائیئے اور یوں اپنی مساجد کا تحفظ بھی فرمائیئے کہ جو مکان اپنے مکینوں (یعنی رہنے والوں) سے آباد ہو، اس پر کوئی قبضہ نہیں جما سکتا، ورنہ خالی مکان پر کوئی بھی قابض ہو سکتا ہے۔ مساجد کو آباد کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَ إِلَى اللَّهِ

(پ ۱۰، التوبة: ۱۸)

مفسرِ شہیر، حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنان ”تفسیرِ نعیمی“ میں فرماتے ہیں:

”خیال رہے کہ مسجد آباد کرنے کی گیارہ (11) صورتیں ہیں: (۱) مسجد تعمیر کرنا (۲) اس میں اضافہ کرنا (۳) اسے وسیع کرنا (۴) اس کی مرمت کرنا (۵) اس میں چٹایاں، فرش و فروش بچھانا (۶) اس کی قلعی چونا کرنا (۷) اس میں روشنی و زینت کرنا (۸) اس میں نماز و تلاوتِ قرآن کرنا (۹) اس میں دینی مدارس قائم کرنا (۱۰) وہاں داخل ہونا، وہاں اکثر جانا، آنا، رہنا (۱۱) وہاں اذان و تکبیر کہنا، امامت کرنا۔“ (تفسیرِ نعیمی، ج ۱، ص ۲۰۱) مزید فرماتے ہیں: ”مسجد بنانے یا اسے آباد کرنے یا وہاں باجماعت نماز ادا کرنے کا شوق صحیح مومن کی علامت ہے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ایسے لوگوں کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔“

(تفسیرِ نعیمی، ج ۱، ص ۲۰۴)

مجلسِ ائمہ مساجد:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ دعوتِ اسلامی نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے 92 سے زائد شعبہ جات میں کام کر رہی ہے، انہی میں سے ایک، مجلس ”ائمہ مساجد“ بھی ہے، جو مساجد کی آباد کاری کیلئے ائمہ و مؤذنین کی تقریری کا کام سرانجام دیتی ہے اور ان کی خیر خواہی کرتے ہوئے مناسب مشاہرے بھی مقرر کرتی ہے، تاکہ یہ اسلامی بھائی معاشی پریشانیوں سے آزاد ہو کر خوب خوب نیکی کی دعوت عام کرتے رہیں۔

مساجد کو آباد کرنے میں ائمہ و مؤذنین کا اہم کردار ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے منسلک ائمہ کرام، صدائے مدینہ، انفرادی کوشش کے ذریعے نماز باجماعت کی طرف رغبت، درسِ فیضانِ سنت، نمازِ فجر کے بعد مدنی حلقے میں

شرکت اور سنتوں کی تربیت کیلئے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں کی برکت سے مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے:

1 جو مسجد سے اُلفت رکھتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے محبت کرتا ہے۔ (مُعْجَمُ اَوْسَط، ۴/۲۰۰، حدیث: ۶۳۸۳)

حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی لکھتے ہیں: مسجد سے اُلفت، رضائے الہی کے لئے اس میں اعتکاف، نماز، ذکرِ اللہ اور شرعی مسائل سیکھنے سکھانے کے لئے بیٹھ رہنے کی عادت بنانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس بندے سے محبت کرنا اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہِ رحمت میں جگہ عطا فرماتا اور اس کو اپنی حفاظت میں داخل فرماتا ہے۔ (فیض القدیر، ۱۱۲/۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ بھی مسجد آباد کر کے اپنے قلبِ ناشاد کو شاد کرنے، پانچوں وقت مسجد میں حاضر ہو کر اپنے ربِّ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرنے، عشقِ رسول سے اپنے دل کی اُجڑی بستی آباد کرنے کیلئے دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اپنائے رہئے، خوب خوب مدنی قافلوں میں سنتوں بھر اسفر کیجئے اور ”فکرِ مدینہ“ کے ذریعے روزانہ مدنی انعامات کا رسالہ پُر کیجئے اور ہر مدنی ماہ کی 10 تاریخ کے اندر اندر اپنے یہاں کے دعوتِ اسلامی کے ذمے دار کو جمع کروادیتجئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے

ہو جائیں مولا مسجدیں آباد سب کی سب	سب کو نمازی دے بنا یاربِ مُصطفیٰ
احکامِ شرع کا مجھے دے دے عمل کا شوق	پیکرِ خُلوص کا بنا یاربِ مُصطفیٰ
	(وسائلِ بخشش، ص: ۱۳۱)

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رضائے الہی پانے، خوب اجر و ثواب کمانے اور لوگوں کو گناہوں سے بچانے کیلئے نیکی کی دعوت کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے مت دیجئے اور اخلاص و استقامت کے ساتھ اس فریضے کو انجام دیجئے۔ جو لوگ قدرت کے باوجود گناہ ہوتے دیکھ کر اس بُرائی سے منع نہیں کرتے وہ بھی گناہ گار ہوتے ہیں۔ آئیے اس ضمن میں تین احادیثِ مبارکہ سنئے ہیں: چنانچہ

(1) ”جو بڑے کی عزت نہ کرے، چھوٹے پر رحم نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور بُرائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔“

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الحدیث: ۲۳۲۹، ج ۱، ص ۵۵۴)

(2) خلیفۃ المسلیبین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم

اس آیت کو پڑھتے ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَصْرُكُمْ
مَنْ ضَلَّ إِذَا هْتَدَيْتُمْ

(پ ۷، المائدہ: ۱۰۵)

تَرْجِمَہ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو، تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔

(یعنی تم اس آیت سے یہ سمجھتے ہو گے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گمراہ کی گمراہی ہمارے لیے مُضِر (یعنی نقصان دہ) نہیں، ہم کو کسی گمراہ کو گمراہی سے منع کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے میٹھے مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ اگر بُری بات دیکھیں اور (قدرت کے باوجود) اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب میں مبتلا فرمادے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۴ ص ۳۵۹ حدیث ۴۰۰۵) (نیکی کی دعوت، ص: ۵۰۹)

(3) سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی اور تمہارے نوجوان بدکار ہو جائیں گے؟“ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ ہوگا۔“ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، جب تم اُمّویٰ بالِعُرْوَفِ وَنَہْیِ عَنِ الْبُنْکَرِ نہیں کرو گے؟“ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ ہوگا۔“ عرض کی گئی: اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، جب تم نیکی کو بُرائی اور بُرائی کو نیکی خیال کرو گے؟“ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ ہوگا۔“ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، جب تم بُرائی کا حکم دو گے اور نیکی سے منع کرو گے؟“ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ ہوگا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں ان لوگوں کو ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا کہ ان کے سمجھ دار لوگ بھی حیران ہو جائیں

گے۔“ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ اگر ہم اپنے معاشرے میں نظر دوڑائیں تو ہر فرد گناہوں کے سیلاب میں ڈوبا جا رہا ہے۔ آہ! گناہوں کا سلسلہ رکنے کا نام نہیں لیتا، مصیبت کی مصیبت جان نہیں چھوڑتی، افسوس! گناہوں کی عادت نے کچھ ایسا ڈھیٹ بنا دیا ہے کہ گناہ کرنے سے دل قطعاً نہیں لرزتا، اس کے علاوہ جو لوگ نیک و پرہیزگار نظر آتے ہیں، وہ بھی قدرت کے باوجود آمرِ بالِ معروف و نہی عَنِ الْمُنْكَرِ (نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کی ذمہ داری نبھانے میں سستی سے کام لیتے ہیں، مَعَآذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فلمیں ڈرامے، گانے باجوں کی آوازیں سُن کر ان کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی، بلکہ بعض تو اپنے گھر والوں کو بُرائیوں میں مبتلا دیکھ کر جی میں کڑھتے تک نہیں اور انفرادی کوشش کرنے کے بجائے، خود ان کے ساتھ مل کر گناہوں کا بازار گرم کرتے ہیں۔ یاد رکھئے! اِزْکَابِ گناہ کی مادرِ پدر آزادی، کیبل، وی سی آر اور انٹرنیٹ کی دستیابی، رقص و سرود کی محفلوں کی آبادی اور بگڑا ہوا گھریلو ماحول، یہ سب کچھ مل کر کردار کی عظمتوں کو بے انتہا داغدار کر دیتے ہیں اور پھر ایسے انسان سے پاکیزہ افعال کا صدور محال نہ سہی مگر نہایت دُشوار ضرور ہو جاتا ہے۔ اس لئے والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کی ظاہری زینب و زینت، اچھی غذا، عمدہ لباس اور دیگر ضروریات کی کفالت (یعنی ذمہ داری نبھانے) کے ساتھ ساتھ ان کی مدنی تربیت کے لئے بھی کوشاں رہیں۔ (نیکی کی دعوت، ص: ۵۴۸)

پارہ 28 سُورَةُ التَّحْرِيمِ کی آیت نمبر 6 میں اِشَادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ	تَرَجَمَةٌ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور
--	---

1... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الامر بالمعروف... الخ، ۲/ ۲۰۲، الحدیث: ۳۱، بتغیر قلیل

نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجِبَارَةُ

(پ، ۲۸ التحريم: ۶)

اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے
ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

صدرُ الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِیْ خَزَانُ الْعِرْفَان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری اختیار کر کے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کر کے انہیں علم و آداب سکھا کر۔ (اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں)

رَحْمَتِ عَالَم، نُورِ مُجَسِّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: ”کَلِّمُکُمْ رَایِعًا وَکَلِّمُکُمْ مَسْئُولًا عَنْ رَعِیَّتِہٖ، یعنی تم سب اپنے مُتَعَلِّقِین کے سردار و حاکم ہو اور تم سب سے روزِ قیامت اُس کی رَعِیَّت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، ۱، ۳۰۹/۱ حدیث ۸۹۳)

اس حدیثِ پاک کے تحت، شارحِ بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق انجیدی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِیْ فرماتے ہیں: ”رَعِیَّت سے مراد وہ ہے جو کسی کی نگہبانی میں ہو۔ اس طرح عوام، سلطان اور حاکم کے، اولاد، ماں باپ کے، تلامذہ (یعنی شاگرد) اساتذہ کے، مریدین، پیر کے رعایا ہوئے۔ یونہی جو مال زوجہ یا اولاد یا نوکر کی سپردگی میں ہو، اس کی نگہداشت ان پر واجب ہے۔ جس کے ماتحت کوئی نہ ہو وہ اپنے اعضاء و جوارح، افعال و اقوال، اپنے اوقات اپنے اُمور کا راعی (نگہبان) ہے۔ ان سب کے بارے میں وہ جوابدہ ہو گا۔“ (نزہۃ القاری، ۲/ ۵۳۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے ہم پر ہمارے اہل خانہ اور اولاد

کی خوب خوب مدنی تربیت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، بروز قیامت ہم سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، لہذا ہمیں اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی بھی فکر کرنی چاہئے، کیونکہ جو خود ڈوب رہا ہو وہ دوسروں کو کیا بچائے گا! جو خود خوابِ غفلت میں ہو، وہ دوسروں کو کیا جگائے گا، جو خود پستیوں کی طرف لڑھک رہا ہو وہ کسی اور کو بلند یوں پر کیونکر پہنچائے گا! لہذا ہمیں خود بھی نیکیاں اپنانا، رضائے الہی پانا، اپنے آپ کو جہنم میں لے جانے والے اعمال سے بچانا اور رَحْمَتِ الہی عَزَّوَجَلَّ سے جنتِ الفردوس میں جانا ہے اور اپنی پیاری پیاری اولاد کو بھی اسی ڈگر (یعنی راہ) پر چلانا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ایک زبردست نعمت ہے۔ قرآن و احادیث اور اُتوالِ بزرگانِ دین کی روشنی میں اولاد کی تربیت کا طریقہ جاننے کیلئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 188 صفحات پر مشتمل کتاب، ”تربیتِ اولاد“ کا ضرور مطالعہ کیجئے، یہ کتاب مکتبۃ المدینہ سے ہدیہ طلب کیجئے، یہ کتاب دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے پڑھی (Read) اور ڈاؤن لوڈ (Down Load) بھی کی جاسکتی ہے اور پرنٹ آؤٹ بھی کی جاسکتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حضرت سیدنا جریر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: کسی قوم میں مُعَزِّزین یعنی عزّت والے لوگ ایسی بُرائی کو نہ روکیں جسے روکنے پر وہ قدرت رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کر دیتا ہے۔ (تنبیہ المغترین ص ۲۳۶)

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جو کوئی سُنے کہ فلاں شخص فعل بد (یعنی گناہ) کا مُرتکب ہوا اور پھر (باجودِ قدرت) وہ اس گناہ کرنے والے کو نہ روکے تو قیامت کے روز وہ کٹے ہوئے

کانوں والا بہرہو گا۔ (ایضاً)

گناہ سے نہ روکنا کب گناہ ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ دونوں روایتوں پر بار بار غور کیجئے! گناہ کرنے والے کو باوجود قدرت گناہ سے باز نہ رکھنے والے کیلئے ذلت اور قیامت میں ”کان کٹے ہوئے بہرے“ کی صورت میں اٹھائے جانے کی وعید ہے۔ آدمی کو تقریباً روزانہ ہی ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ بعض لوگ لاعلمی کی وجہ سے یا بسبب غفلت ”گناہ بے لذت“ کر رہے ہوتے ہیں، اب اگر غور کیا جائے تو بارہا ایسا ذہن بنتا ہے کہ فلاں کو سمجھاؤں گا تو مان جائے گا۔ مگر آدمی سستی یا شرم و مروت کی وجہ سے منع کرنے سے باز رہتا اور یوں گنہگار و عذابِ نار کا حقدار ہو جاتا ہے۔ (شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:) میرا اپنا تجربہ ہے کہ ناجائز انگوٹھی پہننے والوں، گلے میں دھات (METAL) کی زنجیر (CHAIN) لٹکانے والوں وغیرہ کو جب سمجھایا ہے تو اکثر ہاتھوں ہاتھ اُتار دیتے ہیں، بعضوں کو توجوش میں آکر سونے کی زنجیر تک توڑ ڈالتے دیکھا ہے! ٹھیک ہے ہر ایک ایسا نہیں کرتا اور ہر ایک کا دوسروں پر اتنا اثر بھی نہیں ہوتا، مگر جو با اثر شخصیت ہو، اس کیلئے اس طرح کے گناہوں سے منع کرنا مشکل نہیں ہوتا اور گناہ کرنے والے کے مان جانے کے ظن غالب ہونے کی صورت میں تو منع کرنا واجب ہو جائے گا۔

مفتی اعظم کا نیکی کی دعوت کا انداز

شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلسنت، حضورِ مفتی اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَرِیْم اس طرح کے معاملات میں بہت زیادہ متحرک (م۔ت۔حر۔رک۔ACTIVE) تھے، چنانچہ ”مفتی اعظم کی استقامت و کرامت“

صفحہ 146 پر رئیس القلم حضرت علامہ ازشد القادری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّابِ کے حوالے سے نقل ہے: ان (یعنی سرکارِ مفتی اعظم ہند) کے لیے سب سے زیادہ تکلیف وہ منظر ہوتا تھا، جب وہ کسی مسلمان کو اسلامی شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاتے تھے۔ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ (یعنی نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کا فرض ادا کرتے وقت وہ چھوٹے بڑے، امیر و غریب اور حاکم و محکوم کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتے تھے۔ ان کے دربار کا عام معمول تھا کہ کوئی بڑے سے بڑا رئیس ہو یا اونچے سے اونچے منصب کا افسر، ان کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت اگر اس کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی ہوتی تو وہ فوراً اُتر دیتے اور نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ انہیں تلقین فرماتے کہ اُڑوئے شریعتِ محمدی (عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام) مردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام ہے۔ پھر دل کا کُشورِ فتح کر لینے والے لہجے میں اِرشاد فرماتے: کوئی گناہ لمحے دو لمحے یا گھنٹے دو گھنٹے کا ہوتا ہے، لیکن سونے کی انگوٹھی کا گناہ ایسا گناہ ہے کہ جب تک پہنے رہو مسلسل گناہ ہی گناہ ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص: ۵۹۵)

مفتی اعظم سے ہم کو پیار ہے
اِنْ شَاءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے

بندر اور خنزیر کی شکل والے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے مفتی اعظم ہند رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا معمول دیکھا کہ آپ اگر کسی مسلمان کو شریعت کی خلاف ورزی کرتا پاتے تو فوراً اس کی اصلاح فرماتے ہوئے شرعی حکم بتا دیا کرتے، اس واقعے سے بے نمازیوں، گالیاں بکنے والوں، غیبتوں اور چُغلیوں کے عادیوں، فلمیں ڈرامے دیکھنے والوں اور طرح طرح کے گناہوں کی گندگیوں میں لت پت رہنے والوں کی صحبتوں میں رہنے

والوں اور باوجودِ قدرت انہیں گناہوں سے نہ روکنے والوں کو ڈر جانا چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِرشاد فرماتے ہیں: اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضہٴ قدرت میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! میری اُمت میں سے بعض لوگ اپنی قبروں سے بندر اور خنزیر کی شکل میں اُٹھیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے گناہگاروں کے ساتھ تعلقات رکھے اور قدرت رکھنے کے باوجود انہیں گناہوں سے منع نہ کیا۔ (تفسیر دُرِّ منثور ج ۳ ص ۱۲۷)

اسی طرح چہرہ منسوخ ہونے یعنی بگڑ جانے سے متعلق ایک اور روایت سنئے اور کڑھے چُٹانچہ حضرت سَیِّدُنَا اَبُو اَمَامَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اس اُمت میں سے بعض لوگ قیامت کو بندر اور خنزیر کی شکل میں اُٹھیں گے، کیونکہ وہ نافرمانوں سے میل جول رکھتے ہیں اور ان کو (گناہوں سے) روکتے نہیں، حالانکہ وہ انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حضرت علامہ عبد الوہاب شَعْرَانِی قَدَسَ سِرُّہُ الْوَعْدِی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں جب نافرمانوں سے مُحَالَطَت (یعنی میل جول) کرنے والوں کا یہ حال ہو جو کہ خُود غافل نہ ہوں اور گناہوں میں مُلَوَّث بھی نہ ہوں تو خُود اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا، جن کے اَعْضَا گناہ سے نہیں رکتے! ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی مہربانی طلب کرتے ہیں۔ (تنبیہ المغترین ص ۲۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان دونوں روایتوں کو سُن کر کیا ہمیں کوئی تَشْوِیْش نہیں ہوئی؟ سوچئے تو سہی! آج اگر کسی کے چہرے پر کیل مہا سے نکل آئیں یا کوئی داغ دھبہ پاڑ جائے تو وہ ڈاکٹر وں کے پاس خُوب دھکے کھائے، یعنی آدمی اپنے چہرے کے رنگ رُوپ میں معمولی سی اور وہ بھی عارضی خامی بھی برداشت نہ کر پائے تو غور کیجئے کہ اگر کل قیامت میں مَعَاذَ اللہ شکل بگڑ کر بندر اور سور جیسی

ہو گئی تو کیا بنے گا! یہ تو گناہ سے نہ روکنے والے ہم صحبت کا حال ہے اور جو بذاتِ خود گناہ کرتا ہے اس کا اپنا تو نہ جانے کیا انجام ہو گا! (نیکی کی دعوت، ص: ۵۹۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکی کی دعوت کے آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے نیکی کی دعوت ترک کرنے کی وعیدیں اور اس کے سبب معاشرے میں ہونے والی خرابیوں کے بارے میں سنا۔ آپ کا بھی یہ مدنی ذہن بنا ہو گا کہ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں بھی اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے کی اس ذمہ داری کو اپنی قدرت کے مطابق نبھانے کی کوشش کروں۔ یقیناً اس طرح کی سوچ پیدا ہونا بہت بڑی سعادت کی بات ہے، مگر اس نیکی کے کام کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے بھی کچھ آداب ہیں، اگر ہم ان آداب کو مد نظر رکھتے ہوئے اس فریضہ کو انجام دیں گے تو بہت جلد اس کے بہترین نتائج نظر آئیں گے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 649 صفحات پر مشتمل کتاب ”حکایتیں اور نصیحتیں“ صفحہ 6 سے انفرادی و اجتماعی نیکی کی دعوت دینے کے چند آداب سن لیجئے۔

(1) مبلغ باعمل ہو۔ کیونکہ باعمل کی بات جلد اثر کرتی ہے۔ (2) جب کسی کو نیکی کی دعوت دیں (یعنی نصیحت کریں) تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آئیں اور گناہ کرتے دیکھیں تو نہایت ہی نرمی کے ساتھ اسے منع کریں اور بڑی محبت کے ساتھ اسے سمجھائیں۔ (3) بے جا جذباتی نہ بنیں۔ اگر جھڑک کر سمجھانے کی کوشش کریں گے تو الٹا ضد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ (4) اگر کوئی غلطی کر دے تو اسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں۔ اس سے آپ کی بات بے اثر ہو جائے گی اور اس کی دل آزاری ہو جانے

کا بھی قوی امکان ہے۔ لہذا موقع پا کر سمجھائیں۔

حضرت سیدنا ابو درداء رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: ”جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اس کو ذلیل کر دیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اس کو مُزین (آراستہ) کر دیا۔ (تفسیر کبیر، سورۃ الذاریت، تحت الایۃ ۵۵، ج ۱۰، ص ۱۹۱) (تنبیہ الغافلین، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ص ۴۹) (5) والدین اپنی اولاد کو، شوہر اپنی بیوی کو، اور استاد اپنے شاگرد کو ضرورتاً سختی سے بھی سمجھائیں تو حرج نہیں۔ (6) اُمّہ بالمعروف کرنے والے مُبلغ کے پاس علم ہونا ضروری ہے، ورنہ کس طرح سمجھائے گا؟ اس لئے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ (عوام مُبلغین) جتنا کتاب میں پڑھیں یا علمائے حقّہ سے سنیں وہی بیان کریں۔ اپنی طرف سے آیات و احادیث کی تفسیر و تشریح نہ کریں۔ (7) مُبلغ کی نیت صرف رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ کا حصول اور اسلام کی سر بلندی ہو۔ (8) مُبلغ صابر اور بُر ذبار بھی ہو، ہو سکتا ہے جس کو سمجھایا جا رہا ہے وہ پھر جائے یا گالی وغیرہ بک دے۔ مُبلغ کے لئے یہ موقع امتحان کا ہوتا ہے۔ اگر دامن صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور آپ نے بھی خدا نخواستہ غصّہ کا مظاہرہ کیا تو آپ بازی ہار گئے۔ (9) خوشی، غمی اور بیماری وغیرہ کے مواقع پر لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کریں۔ (10) لوگوں کو ان کی نفسیات کے مطابق محبت بھرے لہجے میں سمجھائیں۔ (11) دُفین (یعنی مشکل) مضامین اور پیچیدہ مسائل نہ چھیڑیں۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا فرمانِ عالیشان ہے: ”ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“ تَرْجَمَہ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔“ (پ ۱۳، النحل: ۱۲۵) (اور) منقول ہے: کَلِمَاتُ النَّاسِ عَلَى قَدَرِ عُقُولِهِمْ یعنی: لوگوں سے ان کی عقول کے مطابق کلام کرو۔ (12)

نیکی کی دعوت دینے کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال

کریں اور صبر و استقامت کا پہاڑ بن جائیں۔ (چنانچہ) تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جس پر مُصِیبت آئے اور صبر کرنا دُشوار معلوم ہو، وہ میرے مَصائب کو یاد کر لے۔“ (تنبیہ الغافلین، باب الصبر علی البلاء والشدۃ ص ۱۳۸) ظاہر ہے جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں تکالیف اُٹھانا یاد کریں گے تو ہمیں اپنی تکالیف اس کے آگے ہیچ نظر آئیں گی۔ (13) عامی مُبْلِغین کو چاہیے کہ وہ بَحْث و مُباحِثہ (جدل و مُناظرہ) میں نہ پڑیں بلکہ ایسے موقع پر علمائے حقّہ کی طرف رُجوع کریں کہ یہ انہی حضرات کا شُعبہ ہے۔ اَلْبَتَّہ! اپنے عقائد و اعمال میں پُختہ ضرور رہیں۔ (14) والدین یا بڑے بہن بھائی اگر خطا کے مُرتکب ہوں تو ہر گز ان پر شدّت نہ کریں، نہایت ہی عاجزی اور نرمی کے ساتھ اِصلاح کی درخواست کریں۔ ان سے اُلجھانہ کریں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم ان آداب کا خیال رکھتے ہوئے نیکی کی دعوت دیں گے، تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ڈھیروں برکتیں ظاہر ہوگی۔ اس پُر فتن دَور میں دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے مُنہج کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مُبْلِغینِ دعوتِ اسلامی کی شَفَقَت و مَحَبَّت بھری نیکی کی دعوت سے بے شمار اُفرا د گناہوں بھری زندگی سے تائب ہو کر صلوٰۃ و سُنّت کی راہ پر گامزن ہو رہے ہیں۔ آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، نیکی کی دعوت کی دُھو میں پچانے کیلئے عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کو معمول بنالیجئے اور مدنی اِنعامات پر عمل کے ذریعے اپنی اِصلاح کی کوشش کا سامان کیجئے۔

یا خُدا مدنی قافلوں پر بھی	تُو عنایت مُداومت فرما
کاش چھوڑوں نہ مدنی اِنعامات	تُو عنایت مُداومت فرما

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم نے نیکی کی دعوت ترک کرنے کی ہدایت کے حوالے سے سنا۔ سب سے پہلے ایک واقعہ سنا، کھنکھرت سیدنا یوشع بن نون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے چالیس (40) ہزار نیک لوگ صرف اس وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے کہ وہ بدکاروں کے ساتھ کھاتے، پیتے تھے اور اللہ عزوجل کی نافرمانیاں دیکھ کر بھی ان کے چہروں پر ناگواری کے اثرات تک نہیں آتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی دعوت نہ دینا، اللہ عزوجل کے نزدیک ناپسندیدہ کام ہے، یاد رکھئے! قدرت کے باوجود گناہوں سے نہ روکنے پر عذاب الہی کا خوف ہے، پڑوسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا دیکھ کر نہ روکا جائے تو نہ روکنے والا بھی گناہ میں شریک ہے، قدرت کے باوجود بُرائی سے نہ روکنے والے ڈریں کہ کہیں دنیا میں ذلت و خواری اور قیامت کے روز ناراضی رب باری عزوجل کہیں مقدر نہ ہو جائے۔ اے کاش! کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کے ساتھ ساتھ ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے کمر بستہ ہو جائیں اور دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں رہتے ہوئے مدنی کاموں کی دھو میں مچانے والے بن جائیں، آئیے مل کر ایک بار پھر مدنی مقصد دہرا لیتے ہیں: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں حصہ لیجئے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوت اسلامی کا مدنی ماحول نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے ہر دم کوشاں ہے،

آپ بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ رہیے اور ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی مسجد کے اطراف میں سُنّتوں کی مدنی بہاریں آجائیں گی، مسجد کو نمازیوں سے آباد کرنے کے لئے صدائے مدینہ، فجر کے بعد مدنی حلقہ، مسجد درس، مدرسۃ المدینہ بالغان، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت، ہفتہ وار اجتماع کی خوب خوب دھوم مچا دیجئے، اگر آپ نئے نئے اسلامی بھائیوں کو دعوت دے کر کسی گھر میں محدود وقت کے لئے جمع کر کے VCD اجتماع کریں گے اور امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکروں یا بیانات یا نگرانِ شوری کے بیانات دکھائیں گے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب خوب، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سُنّتیں عام ہوں گی، اگر ہم بعدِ عشاء یا کسی بھی مناسب وقت پر فیضانِ سُنّت سے چوک درس کی ترکیب کریں گے تو نئے نئے اسلامی بھائی، ہمارے قریب آئیں گے اور انفرادی کوشش کے ذریعے انہیں نیکی کی دعوت دینے کا بھرپور موقع مل جائے گا، ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں یوم تعطیل اعتکاف بھی ہے، اس مدنی کام کے ذریعے سے چُھٹی کے دن اپنے ہی شہر کے کمزور حلقوں کو مضبوط کیا جاسکتا ہے یا پھر کسی قریبی گاؤں میں دعوتِ اسلامی کا سُنّتوں بھرا پیغام بھی پہنچایا جاسکتا ہے، ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں ہفتہ وار مدنی مذاکرہ بھی ہے، اس مدنی کام کے تو کیا کہنے، ماشاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر ہفتے بعدِ عشاء وقت مناسب پر امیر اہلسنّت مدنی چینل کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کو علمِ دین کے رنگ برنگے، مہکے مہکے مدنی پھول خوشگوار و دلہار انداز میں عنایت فرماتے ہیں، ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں ایک مدنی کام مدنی انعامات پر عمل کرنا اور اس کے رسائل پہلے تقسیم کرنا، پھر وصول کرنا بھی ہے، یہ مدنی کام نیک بننے کا نسخہ ہے۔

ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ماہانہ ایک مدنی کام ہر ماہ عاشقانِ رسول کے ساتھ کم از کم 3

دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنا ہے۔ یاد رکھئے! مدنی قافلے، نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں، خود ہمارے مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے راہِ خدا میں مُتَعَدِّد سفر کئے، جن میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بہت سی تکالیف کا سامنا کیا، مصیبتیں جھیلیں، زخم سہے، پتھر کھائے، فاقوں کے سبب پیٹ پر پتھر باندھے، لیکن پھر بھی راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر، رو رو کر لوگوں کی ہدایت کے لئے دُعایں کیں اور راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کر کے لوگوں کے پاس جا جا کر اسلام کی دعوت کو عام کیا۔ اسی طرح صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جو علم دین حاصل کیا، اسے ساری دُنیا میں پھیلانے کے لئے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر اختیار کیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے مزارات صرف مدینہ طیبہ ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے مُتَعَدِّد مقامات پر بھی موجود ہیں۔ ان کے بعد تابعین، تبع تابعین، ائمہ مُجتہدین اور اُولیائے کاملین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ نے نیکی کی دعوت کے اس سلسلے کو قائم رکھا، یہ سب انہی کا فیضان ہے کہ آج دُنیا بھر میں کروڑوں مُسلمان موجود ہیں۔ لیکن افسوس! ان کی بھاری اَکْثَرِیَّت شرعی احکام پر عمل کے معاملے میں بے حد غفلت و سستی کا شکار ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور اپنی آخرت کی بہتری کے لئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد ”مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ“ کو اپنائیں۔ اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مدنی قافلوں کا مُسافر بننا بے حد ضروری ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں کی بڑی برکتیں ہیں۔ آئیے ترغیب کے لیے ایک مدنی بہار سُنتے ہیں:

ٹنڈو آدم (باب الاسلام سندھ، پاکستان کے) ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے، میں تقریباً دو سال سے بازو کے مسوں کی وجہ سے پریشان تھا۔ علاج پر کافی رقم خرچ کی، ایک بار آپریشن بھی کروایا مگر ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ کے مضداق مسوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا تھا، دل میں ایک خوف سا بیٹھ گیا تھا کہ ان مسوں میں شاید کینسر ہو جائیگا اور میرا بازو کاٹ دیا جائیگا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کو ہر آن سلامت رکھے۔ امین، کوئٹہ میں دوروزہ سنتوں بھرا اجتماع تھا۔ قسمت نے یاوری کی اور میں بھی سنتوں بھرے اجتماع میں شریک ہوا، دعوتِ اسلامی کے بے شمار مدنی قافلے دنیا کے مختلف ممالک میں ہر وقت سفر پر رہتے ہیں اور گاؤں گاؤں قریہ قریہ نیکی کی دعوت کی دھومیں مچاتے پھرتے ہیں، میں نے سُن رکھا تھا کہ مدنی قافلوں میں سفر کرنے والوں کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں، میں نے بھی ہمت کی اور کوئٹہ سے دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے 12 دن کے مدنی قافلے کا مسافر بن گیا۔ بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں بیٹھے بیٹھے مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا واسطہ پیش کر کے گڑ گڑا کر دُعا کی۔ مجھ گناہ گار پر کرم ہو گیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میرے سارے مسے جھڑ گئے، حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جن مسوں کا آپریشن کروایا تھا، ان کے نشانات باقی ہیں مگر 12 دن کے مدنی قافلے میں جھڑنے والے مسوں کے تو نشانات تک غائب ہو گئے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ کَرَمِہٖ

لوٹنے رحمتیں قافلے میں چلو	سیکنے سنتیں قافلے میں چلو
زخم بگڑے بھریں، پھوڑے پھنسی مٹیں	گر ہوں مسے، جھڑیں، قافلے میں چلو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند

سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مُصطفیٰ جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشہہ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنتِ نشان ہے: جس نے میری سُنَّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (ابنِ عساکر ج ۹ ص ۳۳۳)

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا

جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ“ کے گیارہ حُرُوف کی نسبت سے سلام کے 11 مَدَنی پھول

(1) مُسلمان سے ملاقات کرتے وقت اُسے سلام کرنا سُنَّت ہے۔ (2) مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 102 پر لکھے ہوئے جُزیئے کا خلاصہ ہے: ”سلام کرتے وقت دل میں یہ نیت ہو کہ جس کو سلام کرنے لگا ہوں اس کا مال اور عزّت و آبرو سب کچھ میری حفاظت میں ہے اور میں ان میں سے کسی چیز میں دخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں۔“ (3) دن میں کتنی ہی بار ملاقات ہو، ایک کمرہ سے دوسرے کمرے میں بار بار آنا جانا ہو وہاں موجود مُسلمانوں کو سلام کرنا کارِ ثواب ہے (4) سلام میں پہل کرنا سُنَّت ہے (5) سلام میں پہل کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مُقَرَّب ہے (6) سلام میں پہل کرنے والا تکبّر سے بھی بُری ہے۔ جیسا کہ میرے مکی مَدَنی آقا بیٹھے بیٹھے مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باصفا ہے: پہلے سلام کہنے والا تکبّر سے بُری ہے۔ (شُعَبُ الْاِیْمَان ج ۶ ص ۴۳۳) (7) سلام (میں پہل) کرنے والے پر 90 رحمتیں اور جواب دینے والے پر 10 رحمتیں نازل ہوتی ہیں (کیسے سعادت) (8) السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں۔ ساتھ میں وَرَحْمَةُ اللہ بھی کہیں گے تو 20 نیکیاں ہو جائیں گی۔ اور وَبَرَکَاتُہ، شامل کریں گے تو 30 نیکیاں ہو جائیں گی۔ بعض لوگ سلام کے ساتھ جنتِ المقام اور دوزخِ الحرام کے الفاظ بڑھادیتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے۔ بلکہ مَنْ چلے تو مَعَآذِ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہاں تک بک جاتے

ہیں: آپ کے بچے ہمارے غلام۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رَضَوِیَّہ جلد 22 صفحہ 409 پر فرماتے ہیں: کم از کم ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ“ اور اس سے بہتر ”وَرَحْمَةُ اللَّهِ“ ملانا اور سب سے بہتر ”وَبَرَکَاتُہ“ شامل کرنا اور اس پر زیادت نہیں۔ پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اعادہ تو ضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔ اس نے ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ“ کہا تو یہ ”وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ“ کہے۔ اور اگر اس نے ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ“ کہا تو یہ ”وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُہ“ کہے اور اگر اس نے ”وَبَرَکَاتُہ“ تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زیادت نہیں۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (9) اسی طرح جواب میں ”وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُہ“ کہہ کر 30 نیکیاں حاصل کی جاسکتی ہیں (10) سلام کا جواب فوراً اور اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سُن لے (11) سلام اور جواب سلام کا دُرُست تلفُّظ یاد فرمالیجئے۔ پہلے میں کہتا ہوں آپ سُن کر دوہرائیئے: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ (اَسْ - سَلا - مُ - عَلَے - کُمْ) اب پہلے میں جواب سناتا ہوں پھر آپ اس کو دوہرائیئے: وَعَلَیْکُمُ السَّلَام (و - عَ - لَیک - مُس - سَلام)۔ طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتُب بہارِ شریعت حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات کی کتاب ”سنتیں اور آداب“ ھدیّہ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھر اسفر بھی ہے۔

عاشقانِ رسول، آئیں سنت کے پھول	دینے لینے چلیں، قافلے میں چلو
--------------------------------	-------------------------------

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ
اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

دُرود شریف کی فضیلت:

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عطر دان ہے ”مجھ پر دُرود پاک کی کثرت کرو، بیشک یہ تمہارے لیے طہارت ہے۔“ (مُسْنَدُ ابْنِ یَعْلٰی، الحدیث ۶۳۸۳، ج ۵، ص ۵۸)

کثرت سے دُرود اُن پہ پڑھو رب نے جو چاہا
سینے میں اتر آئیں گے انوارِ مدینہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ خَيْرُ مَنْ عَمِلَ“ مُسْلِمَان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِي ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سُننے کی نیتیں:

لگا ہوں بچی کیسے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عَلَمِ دِیْن کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سَمٹ سرگ کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا

دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ﴿صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ﴾، اُدْکُرُوا اللّٰهَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد ا لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ﴿بِیَانِی﴾ کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرَادِی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ﴿اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ﴾ کی رِضَا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ﴿دیکھ کر بیان کروں گا﴾ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالنَّوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (تَرْجَمَةُ کُنز الدِیَان: اپنے رَب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 3461) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً۔ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا ﴿نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا﴾ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشْکِل اَلْفَاظ بولتے وقت دل کے اِغْلَاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلْمِیَّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ﴿مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علا قائی دَوْرَہ برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَغْبَت دِلاؤں گا﴾ تہتہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ﴿نظر کی حِفَاظَت کا ذہن بنانے کی خاطر حَتّٰی اَلْاِمْکَانَ نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی سیرتِ مبارکہ اور اس سے حاصل ہونے والے مدنی پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ سب سے پہلے ایک حکایت بیان کروں گا، جس سے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بارگاہِ رسالت میں مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نام و نسب، کُنیت و لقب اور حُصُولِ علم کیلئے مختلف شہروں کے سفر اور آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی پاکیزہ صفات مثلاً دنیا سے بے رَغْبَتی، سادگی و عاجزی اور شہرت و ناموری کے حُصُول کی تمثیل کرنے کے بارے میں سُنیں گے، بیان کے آخر میں بات چیت کرنے کی سُنّتیں اور آداب بھی آپ کے گوش گزار کروں گا۔ آئیے! پہلے ایک حکایت نما خواب سُنتے ہیں۔

بارگاہِ رسالت (صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں مقبولیت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1124 صفحات پر مشتمل کتاب احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 21 پر ہے: حضرت سیدنا امام راغب اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ الْاَلَوَدِّی نے مُحَاضرات میں ذِکْر فرمایا کہ صاحبِ حِزْبِ الْبَحْر، عارفِ بِاللہ حضرت سیدنا ابوالحسن علی بن عبد اللہ شاذلی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: میں مسجدِ اقصیٰ میں مَحْوِ حُوب تھا، میں نے دیکھا کہ مسجدِ اقصیٰ کے صحن میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور لوگوں کا ایک جَم غفیر گروہ در گروہ داخل ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا: ”یہ جَم غفیر کن لوگوں کا ہے؟“ بتایا گیا: ”یہ انبیائے کرام و رُسُلِ عِظَام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں، جو حضرت سیدنا حسین حلاج رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ظاہر ہونے والی ایک بات پر ان کی سفارش کے لئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے ہیں۔“ پھر میں نے تخت کی طرف دیکھا تو حُضُورِ نبی کریم، رُءُوفِ رَحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس پر

تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: اور تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ۔ (پ ۱۶، ط: ۱۷) ”تو اتنا عرض کر دینا کافی تھا کہ ”یہ میرا عصا ہے۔“ مگر آپ نے اس کی کئی خوبیاں بیان فرمائیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۸، ص ۴۱۰، اشارۃ)۔

حضراتِ علمائے کرام کَلَّمَہُ اللہ السَّلَام فرماتے ہیں کہ گویا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی حضرت سیدنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں کہ ”جب آپ کا ہم کلام، اللہ تعالیٰ تھا تو آپ نے مَحَبَّتِ الہی کے غلبہ میں اپنے کلام کو طول دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ ہم کلامی کا شرف حاصل ہو سکے اور اس وقت مجھے آپ سے ہم کلام ہونے کا موقع ملا ہے، میں کلیمِ خدا (حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام) سے گفتگو کا شرف پارہا ہوں، اس لئے میں نے اس شوق و مَحَبَّت سے کلام کو طوالت دی ہے۔“

(کوثر الخیرات، ص: ۴۰ منہوم)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے بارگاہِ رسالت میں بلند مقام و مرتبے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کا شمار ان مقدّس ہستیوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی ساری زندگی دُنیا کی ان فانی رونقوں اور لذتوں سے بیگانہ ہو کر رضائے الہی کی خاطر حُصُولِ علمِ دین اور پھر تبلیغِ دینِ مُبین کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ کی ہر ادا میں مَحَبَّتِ خدا اور عشقِ مُصطفیٰ کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں، سوچ و فکر اور تحریر پر اثر میں موجود معرفتِ خداوندی کی تجلیوں سے لوگوں کے سینے روشن ہوتے ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اِحیائے دینِ اسلام کے لیے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ اپنے وقت کے مُجدِّد بن کر اُنْفِقِ عالم پر چمکے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی آب و تاب اور علمی سَجّ دھج کی چمک سے آج بھی عالمِ اسلام منور ہو رہا ہے۔ آپ کی مُبارک زندگی سے اُمّتِ مُسلّمہ کو اطاعتِ خداوندی، سُنّتوں کی پاسداری، زہد و تقویٰ اور دیگر بہت سی نیک خُصلتیں اپنانے کا جذبہ ملتا ہے۔ آئیے! حُصُولِ بَرکت اور نُزولِ رَحْمَت کیلئے آپ کی مُبارک زندگی کے چند مُختَصَر گوشوں کے بارے میں سُنتے ہیں:

نام و نسب اور ولادتِ باسعادت:

آپ کی کنیت ابو حامد، لَقْب حُجَّةُ الْاِسْلَام (اسلام کی دلیل) اور نام نامی، اسمِ گرامی محمد بن محمد بن احمد طوسی غزالی شافعی رَحْمَتُ اللہِ تَعَالٰی ہے۔ آپ ۵۰۵ھ میں خُرَاسان کے ضلع طُوس کے علاقے ظاہِر ان میں پیدا ہوئے۔ (اتحاف السادة المتقين، مقدمہ الکتاب، ج ۱، ص: ۹) خُرَاسان، اِیْران کے مشرق میں واقع

ایک وسیع صوبہ تھا۔ موجودہ صوبہ خراسان میں قدیم خراسان کا نصف بھی شامل نہیں، کچھ افغانستان اور کچھ دیگر ممالک میں شامل ہو چکا ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۸، ص ۹۰) اور بروز پیر ۱۲ جمادی الآخر ۵۰۵ھ بمقام طاہران (طوس) میں انتقال فرمایا اور وہیں آپ کا مزار فائض الانوار ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

ابتدائی حالات:

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے والد ماجد حضرت سیدنا محمد بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الصَّمد شہر خراسان ہی میں اُون کات کر بیچا کرتے تھے، یعنی پیشے کے لحاظ سے دھاگے کے تاجر تھے (اور دھاگے کو فارسی میں غزل کہتے ہیں)، اسی نسبت سے آپ کا خاندان ”غزالی“ کہلاتا ہے۔ حضرت سیدنا تاج الدین عبد الوہاب سُبکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے والد ماجد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَاِجِد نیک اور متقی انسان تھے۔ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے، یعنی اُون کات کر فروخت کرتے تھے۔ حضرات فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی مجالس میں حاضر ہوتے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے، حتیٰ التَّقْدُور اُن پر خرچ کرتے اور ان کی مجالس میں خوفِ خدا سے گریہ وزاری (یعنی رویا) کرتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتے کہ ”مجھے بیٹا عطا کر اور اسے فقیہ (عالم) بنا۔“ نیز اسی طرح مجالس وَعَظ میں حاضر ہوتے۔ وہاں بھی رورور کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتے کہ ”مجھے بیٹا عطا کر اور اسے واعظ (مُبلِّغ) بنا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی یہ دونوں دُعائیں قبول فرمائیں۔

(طبقات الشافعية الكبرى، ج ۶، ص ۱۹۴)

حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے والدِ محترم رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اگرچہ خود باقاعدہ عالمِ دین نہ تھے، لیکن آپ کو علمِ دین کی اہمیت کا احساس تھا، اسی لیے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی دلی خواہش تھی کہ اُن کے دونوں صاحبزادے محمد غزالی اور احمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی زبورِ علمِ شریعت و طریقت سے آراستہ ہوں۔ ابھی سیدنا امام غزالی اور آپ کے بھائی کم عمر ہی تھے کہ ۳۶۵ھ میں والدِ محترم وصال فرما گئے۔ انتقال سے پہلے انہوں نے اپنے ایک صوفی دوست حضرت سیدنا ابو حامد احمد بن محمد راذکانی قَدِیْس سَمَاءُ التَّوْرَانِ کو وصیت کی تھی کہ ”میرا تمام اثاثہ میرے ان دونوں بیٹوں کی تعلیم و پرورش پر خرچ کر دیجئے گا۔“ وصیت کے مطابق ان کے والدِ گرامی کا سرمایہ ان کی تعلیم و پرورش پر صرف کر دیا گیا۔ (اتحاف السادة المتقين، مقدمة الكتاب، ج ۱، ص ۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے والدِ گرامی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اپنی اولاد کو علمِ دین سے آراستہ کرنے کا کس قدر شوق تھا کہ مرنے سے پہلے اپنے دوست کو اس کی وصیت کی اور ایک ہم ہیں کہ اس ترقی یافتہ دور میں جبکہ علمِ دین حاصل کرنا انتہائی آسان ہو چکا ہے، اس کے باوجود بھی حُصُولِ علم کیلئے نہ تو خود کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کیلئے انہیں دینی علوم کے زیور سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ایک تعداد ایسی بھی ہے جو صرف دُنیاوی عُلُوم و فنون ہی سکھاتے ہیں، اگر بچہ ذرا ذہین ہو تو اسے ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، کمپیوٹر پروگرامر بنانے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے اس کی دینی تربیت سے منہ موڑ کر مغربی تہذیب کے نمائندہ اداروں کے

مخلوط ماحول میں تعلیم دلوانے میں کوئی عار (شرم) محسوس نہیں کی جاتی بلکہ اسے ”اعلیٰ تعلیم“ کی خاطر سُفّار کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھئے! اگر ہم تربیتِ اولاد کی اہم ذمہ داری کو بوجھ تصور کر کے اس سے غفلت برتتے رہے اور بچوں کو ان خطرناک حالات میں آزاد چھوڑ دیا تو نفس و شیطان انہیں اپنا آلہ کار بنا سکتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ نفسانی خواہشات کی آندھیاں انہیں صحرائے عِصیایاں (یعنی گناہوں کے صحرا) میں گم کر دیں اور وہ عمرِ عزیز کے چار دن آخرت بنانے کی بجائے دُنیا جُغ کرنے میں صرف کر دیں اور یوں گناہوں کا انبار لئے وادیِ موت کے کنارے پہنچ جائیں۔ رَحْمَتِ الہی عَزَّوَجَلَّ شامل حال ہوئی تو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق مل جائے گی وگرنہ دُنیا سے کفِ افسوس ملتے ہوئے نکلیں گے اور قبر کے گڑھے میں جاسویں گے۔ سوچئے تو سہی کہ جب بچوں کی مدنی تربیت نہیں ہوگی تو معاشرے کا بگاڑ دُور کرنے کے لئے وہ کیا کردار ادا کر سکیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اپنی اصلاح، اپنے بچوں کی مدنی تربیت اور انہیں بچپن ہی سے فکرِ آخرت کا ذہن دینا چاہتے ہیں، تو دعوتِ اسلامی کے ”مدنی ماحول“ سے وابستہ ہو جائیے اور اپنی اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت کیلئے مدارسِ المدینہ، جامعاتِ المدینہ اور دارالمدینہ میں داخل کروادیتجئے۔ اولاد کی اسلامی تربیت کے بارے میں مفید معلومات حاصل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کتابیں ”تربیتِ اولاد“ اور ”اولاد کے حقوق“ ہدیۃً حاصل فرما کر جلد از جلد مطالعہ کر لیجئے اور اپنی اصلاح و تربیت کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کو معمول بنالیجئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی اور اپنے اہل و عیال کی اصلاح کا جذبہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

تعلیم کے لئے سفر:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین ایک لازوال دولت ہے۔ یقیناً علم کی طلب کرنا، یاد دل میں اس کی خواہش پیدا ہونا، علمِ دین کی مجالس میں شرکت کرنا اور علماء سے محبت رکھنا، یہ سب سعادت مندی کی علامتیں ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **اُغْدُ عَلَیْہَا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَبْعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ**۔ (کشف الخفاء، الحدیث ۴۳۷، ج ۱، ص ۱۳۲) یعنی صُبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا اُذنی درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے اپنی تمام تر زندگی علم کی پیاس بجھانے میں بسر کی اور حُصُولِ عِلْم کے لیے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کئی سفر کیے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر میں ہی حاصل کی، جہاں کُتُبِ فَہم حضرت سیدنا احمد راز کا فی قُدسِ سِرِّہُ الْوُکُودِ سے پڑھیں۔ ابھی عمر شریف 20 سال سے کم ہی تھی کہ مزید حُصُولِ عِلْم کیلئے (ایران کے مشرقی شہر) جرجان تشریف لے گئے۔ 473ھ میں (ایران کے قدیم شہر) نیشاپور میں حضرت سیدنا اِمَامُ الْحَرَمَیْنِ امام عبد الملک جوینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَفِی کی بارگاہ میں زانوئے تَلٰہُذ طے کیا (یعنی اُن کی شاگردی اختیار کی) اور ان سے اُصولِ دین، مَطْبِق اور حکمت وغیرہ میں مہارتِ تامہ (یعنی مکمل مہارت) حاصل کی۔ 478ھ میں حضرت سیدنا اِمَامُ الْحَرَمَیْنِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے وصال کے بعد ان کی جگہ آپ کو اس مُنْصِبِ اَعْلٰی پر فائز کیا گیا۔ 484ھ میں وزیرِ نظام الملک نے مدرسہ نظامیہ بغداد کے شَیْخُ الْجَامِعِہ (وائس چانسلر) کا عہدہ آپ رَحْمَةُ

اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو پیش کیا، جسے آپ نے قبول فرمایا۔ چار سال بغداد میں تدریس و تصنیف میں مشغولیت کے بعد حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ دَاخِلُ اللہِ شَرِفاً وَتَعْظِیماً روانہ ہو گئے، بقول علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ النَّوِی بغداد میں آپ کی مجلس دَرس میں بڑے بڑے علمائے کرام حاضر ہوتے، جیسے حضرت سَیِّدُنا امام ابو الخطاب محفوظ حنبلی اور عَالِمُ الْعِرَاق حضرت سَیِّدُنا علی بن عقیل بغدادی حنبلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما وغیرہ۔ یہ حضرات آپ سے اکتسابِ فیض کرتے اور آپ کے بیان پر حیرت کا اظہار کرتے اور آپ کے کلام کو اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ج ۹، ص ۱۶۸)

حج کی ادائیگی کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ 489ھ میں دمشق پہنچے اور کچھ دن وہاں قیام فرمایا۔ ایک عرصہ بیتُ الْحَقْدَس میں گزارا۔ پھر دوبارہ دمشق تشریف لائے اور جامع دمشق کے مغربی منارے پر ذکر و فکر اور مراقبے میں مشغول ہو گئے، دمشق میں زیادہ تر وقت حضرت سَیِّدُنا شیخ الاسلام نصر ابن ابراہیم مُقَدَّسِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کی خانقاہ میں گزرتا تھا۔ مُلکِ شام میں 10 سال قیام فرمایا، اسی دوران اَحْیَاءُ الْعُلُوم (۴ جلدیں)، جَوَاهِرُ الْقُرْآن، تَفْسِیرِ یَا قُوتُ السَّائِل (40 جلدیں) اور مِشْکَاۃُ الْاَنْوَار وغیرہ مشہور کُتُب تصنیف فرمائیں۔ پھر حجاز، بغداد اور نیشاپور وغیرہ کا سفر کیا۔ بالآخر اپنے آبائی شہر طوس واپس آکر عبادت و ریاضت میں مَضْرُوف ہو گئے اور تادمِ آخر و غُظ و نصیحت، عبادت و ریاضت اور تَصَوُّف کی تدریس میں مشغول رہے۔ (اتحاف السادة المتقين مقدمة الکتاب، ج ۱، ص ۱۱ تا ۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے کیسی صُعوْبَتیں (یعنی تکلیفیں) اُٹھا کر حُصُولِ علم دین کیلئے سفر اختیار فرمایا۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے رِضائے الہی کی خاطر راہِ علم میں تکالیف برداشت کیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی آپ کو علماء و اُولیاء میں ایسا

بلند مرتبہ عطا فرمایا کہ لوگ آج بھی حُجَّةُ الْإِسْلَام کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور آپ کی لکھی ہوئی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

إِحْيَاءُ الْعُلُومِ كَاتِعَارَف:

حضرت سَیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی ہر تصنیف ہی علم و عرفان کا بیش بہا خزانہ ہے مگر اِحْيَاءُ الْعُلُومِ ایسی کتاب ہے جس کی مثال دُنیا کی اخلاقی کتابوں میں ملنا مشکل ہے۔ اخلاقیات کے موضوع پر یہ ایک بے مثال کتاب ہے۔ بعد کے مُصَنِّفین نے اخلاقیات کے موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اس کا ماخذ اِحْيَاءُ الْعُلُومِ ہے۔ اس کا گہرا مطالعہ اور پھر بیان کردہ باتوں پر عمل تزکیہٴ نَفْس کے لئے اِکسیر (مُوثر دوا) کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں روزِ مرہ زندگی کے کم و بیش تمام ہی معاملات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب انسان کو ”کامل انسان“ بنانے میں بے حد معاون ہے۔ ہر دور میں مَشائخ و عارفین، اَکْطاب و اُولیا اور علما و صوفیا کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور یہ مُعْتَبَر ہستیاں اس کی قصیدہ خوانی میں رَطْبُ اللِّسَان (رط۔ بُل۔ ل۔ سان) نظر آتی ہیں۔ ہر کسی نے اپنے اپنے انداز میں اس کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔

شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ اس کتاب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ جہاں میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کا عقائد و اعمال کی پختگی کے معاملے میں مجھ پر فیضان ہے، وہاں باطن کی اصلاح میں حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی مِنْہَاجُ الْعَابِدِیْنَ

اور اَحْيَاءُ الْعُلُومِ وغیرہ پڑھتے ہوئے بارہا ایسا محسوس ہوتا ہے، گویا مجھے ہی کان پکڑ کر سمجھا رہے ہیں کہ ”بڑانیک بنا پھر تاتے، ذرا اپنے آپ کو تو دیکھ! تجھ میں تو یہ بھی خرابی ہے اور تیرے اندر تو وہ بھی بُرائی ہے، نیز جب بھی پڑھوں ایسا لگتا ہے کہ رُوحِ کو نئی نئی غذائیں مل رہی ہیں، ان کی کُتب ایک آدھ بار پڑھ کر رکھ دینے والی نہیں، زندگی کے آخری سانس تک پڑھے جانے کے لائق ہیں۔“ سرکارِ اعلیٰ حضرت اور سَیِّدِنا امام غزالی رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی کی مُبارک کتابیں اگر مطالعے میں نہ آتیں تو شاید میں برباد ہو جاتا، خدا کی قسم! حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدِنا امام محمد بن محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے اَحْيَاءُ الْعُلُومِ لکھ کر اُمت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے تمام جامعاتِ المدینہ اور مدارسِ المدینہ کے جملہ اُستاذہ، ناظمین و ناظمات، طلبہ و طالبات، سبھی مُبَلِّغین و مُبَلِّغات تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی نیز مدنی چینل کے ناظرین کی خدمات میں میری دَسْتُ بَسْتِ مدنی التجا ہے کہ اَحْيَاءُ الْعُلُومِ کا مطالعہ نہ کیا ہو تو پہلی فُرصت میں فرمالیں۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی شافعی المذہب تھے، لہذا آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بیان کردہ فقہی مسائل میں حَنَفی، مالکی اور حَنَبلی حضرات اپنے اپنے علمائے کرام سے رہنمائی حاصل کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ بَعْدِ اِذْ مُعَلِّی میں اپنے مزارِ فائِضِ الانوار میں آرام فرمانے والے میرے آقا و امام حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدِنا امام محمد بن محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی پر ہر آن کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کے طُفیل مجھ گنہگاروں کے سردار کو بے حساب بخشے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنے باطن کی صفائی کیلئے سَیِّدِنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور جو بات سمجھ نہ آئے، کسی صحیح العقیدہ سنی عالمِ دین سے پوچھنے میں سستی

بھی نہیں کرنی چاہیے اور وقتاً فوقتاً علمائے کرام کی صحبت، علم دین حاصل کرنے والوں کی معیت یا پھر علم کی مجلسوں میں شرکت کر کے علم کے موتی سمیٹنے چاہئیں، کیونکہ علم دین حاصل کرنا خوش نصیبوں کا ہی حصہ ہے۔ اگر ممکن ہو تو دُرُسِ نظامی (عالم کورس) میں داخلہ لے کر خلوصِ نیت کے ساتھ علم دین حاصل کیجئے اور اس کی خوب خوب برکتیں لوٹنے لوٹیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کیجئے، مدنی چینل خود بھی دیکھتے رہیے اور اصلاحِ اُمت کے عظیم اور مقدس جذبے کے تحت دوسروں کو بھی مدنی چینل دکھائیے کہ یہ بھی گھر بیٹھے کثیر علم دین حاصل کرنے اور بے شمار برکتیں پانے کا ذریعہ ہے۔

جامعۃ المدینہ کا تعارف:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی نیکی کی دعوت اور علم دین کی اشاعت کیلئے 95 سے زائد شعبوں میں کام کر رہی ہے، انہی شعبوں میں سے ایک جامعۃ المدینہ بھی ہے۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور مُبَلِّغِیْنِ دعوتِ اسلامی کی حُصُولِ علم دین کی بھرپور ترغیب کے نتیجے میں جہاں لاکھوں عاشقانِ رسول، راہِ خدا میں سفر کرتے ہیں، وہیں کثیر تعداد میں اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں باقاعدہ علم دین کے حُصُول کے لئے جامعۃ المدینہ میں علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! جامعۃ المدینہ میں طلبہ و طالبات کو نورِ علم سے منور کرنے کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری کے انوار سے روشن کرنے کے لئے ان کی اخلاقی تربیت کا بھی اِلتِزام کیا جاتا ہے، یاد رہے! اسلامی بہنوں کے جامعات میں عالمہ اسلامی بہن پڑھاتی ہیں اور ان جامعات میں پردے کا خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ طَلَبَہ سے بہت پیار کرتے ہیں اور اس کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں: میں دعوتِ اسلامی کے جامعات و مدارس کے طلبہ سے بہت محبت کرتا ہوں اور ان کے صدقے سے اپنے لئے دُعائے مغفرت کیا کرتا ہوں۔ اگرچہ ان میں بعض شرارتی بھی ہوتے ہیں مگر بچے جو ٹھہرے! بچے کیسے ہی شرارتی ہوں، مگر ماں باپ کو پیارے ہوتے ہیں۔ کچھ طلبہ کے شرارت کر لینے سے ہر طالبِ علم برا بھی نہیں ہو جاتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے طلبہ نمازِ پنجگانہ کے علاوہ دیگر نوافل بھی پڑھتے ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے مُتَعَدِّد طلبہ مل کر صَلَوةُ التَّوْبَہ، تہجد، اشراق اور چاشت کی نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہزاروں طلبہ مَدَنی انعامات کے رسالے بھر کر جمع کرواتے ہیں، بے شمار طلبہ مَدَنی قافلوں میں سفر کرتے ہیں، کئی ایسے ہیں جن کی مدارس و جامعات کے اطراف میں دعوتِ اسلامی کا مَدَنی کام کرنے کی ذمہ داریاں ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہوں نے بے شمار مساجد کو سنبھالا اور آباد کیا ہوا ہے۔ اَللّٰہُمَّ زِدْ قَدْرَ شَمْسِ زِدْ۔ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑھا اور بڑھا پھر بڑھا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس وَقْتُ دُنِیَا کے مختلف ممالک مثلاً پاکستان، ہند، جُنبُوئی افریقہ، انگلینڈ، نیپال اور بنگلہ دیش میں جامعۃ المدینہ لِلْمَدِیْنِیْنِ اور لِلْمَدِیْنَاتِ قائم ہیں، جن میں ہزاروں اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو عالم کورس (درسِ نظامی) اور عالمہ کورس کی (حسبِ ضرورت قیام و طعام کی سہولتوں کے ساتھ) مُفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اہلسنت کے مدارس کے ادارے تنظیمِ المدارس (پاکستان) کی جانب سے لئے جانے والے امتحانات میں برسوں سے تقریباً ہر سال ”دعوتِ اسلامی“ کے جامعات کے طلبہ اور طالبات پاکستان میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے بَسَاوَاتِ اَوَّل، دوم اور سوم پوزیشن بھی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کیلئے عِلْمِ دین حاصل کرتا

ہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بے شمار دُنوی برکات اور اُخروی ثمرات سے نوازتا ہے۔

حضرت مُعَاذِ بْنِ جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے

غُیُوب، مُنَزَّوً عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ”علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کی رضا کے لیے علم سیکھنا خَشِیَّت (یعنی خوف)، اسے تلاش کرنا عبادت، اس کی تکرار کرنا تسبیح اور لا عِلْم کو

علم سکھانا صدقہ ہے اور اسے اہل پہ خرچ کرنا قربت یعنی نیکی ہے، کیونکہ علمِ حلال اور حرام کی پہچان کا

ذریعہ ہے اور اہل جَنَّت کے راستے کا نشان ہے اور وَحْشَت میں باعثِ تسکین ہے اور سفر میں ہم نشین

ہے اور تنہائی کا ساتھی ہے اور تنگدستی و خوشحالی میں رہنما ہے، دُشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار ہے

اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے قوموں کو بلندی و برتری عطا

فرما کر بھلائی کے معاملہ میں قائد اور امام بنادیتا ہے پھر ان کے نشانات اور اُنْعَال کی پیروی کی جاتی ہے اور

ان کی رائے کو حرفِ آخر سمجھا جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب العلم، باب الترغیب فی العلم، ۸، ج ۱، ص ۵۲، بتغیر قلیل)

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے جب دینی علوم و فنون حاصل

کر لیے تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو مختلف مواقع پر اعلیٰ ملکی عہدوں پر بھی فائز کیا گیا، 478ھ سے 484ھ

تک سرتاجِ مدارسِ اسلامیہ ”مدرسہ نظامیہ“ نیشاپور میں ”امامُ الْحَرَمَیْن“ پھر 484ھ سے 488ھ

تک مرکز علوم اسلامیہ ”مدرسہ نظامیہ“ بغداد میں ”مدرسِ اعلیٰ“ کے منصب پر فائز رہے۔ سلطانِ وقت اور ملک بھر کے علما و فضلا آپ کے تبحرِ علمی (یعنی نہایت وسعتِ علمی) کے قائل ہو گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بادشاہِ وقت سے زیادہ حُجَّةُ الْإِسْلَام سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کاسکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ سلطنتِ سلجوقیہ کے وزیرِ اعظم نظام الملک طوسی تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بڑے مُعْتَبِد تھے اور وہ بنفسِ نفیس اُمورِ مملکت میں آپ سے مشورہ کرتے تھے۔ تمام علوم کی تکمیل کے بعد اولاً ”إِمَامُ الْحَرَامِیْن“ پھر ”مدرسِ اعلیٰ“ جیسے عہدوں پر مُتِمِّک رہنے کے باوجود آپ کو جس باطنی و روحانی سکون کی تلاش تھی وہ حاصل نہ ہو سکا۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ خود فرماتے ہیں: ”(ان ذمہ داریوں اور بعض دیگر معاملات کے سبب) تحریک پیدا ہوئی (یعنی ارادہ کر لیا) کہ تمام تعلقات کو ترک کر کے بغداد سے نکل جاؤں، نفس کسی طرح بھی ترک تعلقات پر آمادہ نہیں ہوتا تھا، کیونکہ اس کو شہرتِ عامہ اور شان و شوکت حاصل تھی۔ رجب 488ھ میں یہ خیال پیدا ہوا تھا لیکن نفس کے لیت و لعل (ٹال مٹول) کے باعث اس پر عمل نہ کر سکا۔ اس ذہنی اور نفسانی کشمکش نے مجھے سخت بیمار کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ زبان کو یارائے گویائی نہ رہا (بات چیت کرنے کی قوت نہ رہی) قوتِ ہضم بالکل ختم ہو گئی، طبیبوں نے بھی صاف جواب دے دیا اور کہا کہ ایسی حالت میں علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا، آخر کار میں نے سفر کا قطعی ارادہ کر لیا۔ اُمراءِ وقت، اَزْکَانِ سلطنت اور علمائے کرام نے نہایت خوشامد و اکرام سے روکا، لیکن میں نے ان کی ایک نہ مانی اس لئے سب کو چھوٹ چھاڑ کر شام کی راہ لی (اور پھر ایک وقت آیا کہ شام سے اپنے آبائی وطن ”طوس“ تشریف لے گئے)۔

(تعریف الاحیاء بفضائل الاحیاء علی ہامش احیاء علوم الدین، ج ۵، ص ۳۶۵ تا ۳۶۸، ملخصاً)

دُنیا سے بے رَغبتی:

الغرض رُوحانی سُکون کی خاطر آپ نے مَنصِبِ تدریس چھوڑ دیا۔ دُنیا کی گُونائوں مَضروفیات اور رَنگاری سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لی حتیٰ کہ لباسِ فاخرہ (قیمتی لباس) کے بجائے ایک کمبل اوڑھا کرتے تھے اور لذیذ غذاؤں کی جگہ ساگ پات پر گزر بسر ہونے لگی۔ اپنے شہر طوس پہنچ کر صوفیا کے لئے ایک خانقاہ اور شوقِ علم رکھنے والوں کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور پھر تادمِ حیات اُوراد و وظائف، ریاضت و عبادت، گوشہ نشینی اور تدریسِ تصوف میں مشغول رہے۔

(مرآة الجنان وعبرة اليقظان، ج 3، ص 137، ملخصاً)

حضرت سَیدنا ابو منصور سعید بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الصَّمدِ بیان فرتے ہیں: ”جب پہلی بار حضرت سَیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَالیِ عالمانہ شان و شوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے تو ہم نے ان کے لباس و سواری کی قیمت لگائی تو وہ 500 دینار بنی، پھر جب آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے زُہد و تقویٰ اختیار کیا اور بغداد چھوڑ دیا، مختلف مقامات کا سفر کرتے رہے اور دوبارہ جب بغداد میں داخل ہوئے تو ہم نے ان کے لباس کی قیمت لگائی تو وہ پندرہ (15) قیراط (یعنی چند معمولی سکے) بنی۔“

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ج 9، ص 170۔)

پروردگارِ عالی دے جذبہٴ غزالی

کر ہم کو خوش خِصالی کر یہ دُعا رہے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سَیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَالیِ

نے تمام تر مراتبِ عالیہ چھوڑ کر علمِ تصوف سے مانوس ہو کر اس کی چاشنی حاصل کرنے کے لیے راہِ خدا میں سفرِ اختیار کیا اور تمام تر آسائش و سہولیات کو ترک کر دیا۔ اس کے بعد پوری زندگی اسی طرزِ صوفیانہ میں گزاری دی۔ اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو ہماری اکثریت آج دنیا کی مثالی اور فکرِ آخرت سے خالی ہے، ہم میں سے کچھ تو وہ ہیں جو فانی دنیا کی لذتوں کے باعث مسرور و شاداں، زوال و فنا سے بے خوف، موت کے تصور سے نا آشنا، لذتِ دنیا میں بدست ہیں، تو بعض وہ ہیں جو اس دارِ ناپائیدار میں یکایک موت سے ہمنما ہونے کے اندیشے سے نابلد، سہولتوں اور آسائشوں کے حصول میں اس قدر مگن ہو گئے کہ قبر کے اندھیروں، وحشتوں اور تنہائیوں کو بھول گئے۔ آہ! آج ہماری ساری توانائیاں صرف و صرف دنیوی زندگی ہی بہتر بنانے میں صرف ہو رہی ہیں، آخرت کی بہتری کے حصول کی فکر بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ ذرا غور تو کیجئے کہ اس دنیا میں کیسے کیسے مالدار لوگ گزر رہے ہیں، جو دولت و حکومت، جاہ و حشمت، اہل و عیال کی عارضی اُسیبت، دوستوں کی وقتی مصاحبت اور خدام کی خوشامدانہ خدمت کے بھرم میں قبر کی تنہائی کو بھولے ہوئے تھے۔ مگر آہ! یکایک فنا کا بادل گر جا، موت کی آندھی چلی اور دنیا میں تادیر رہنے کی ان کی اُمیدیں خاک میں مل کر رہ گئیں، ان کے مسرتوں اور شادمانیوں سے ہنستے بستے گھر موت نے ویران کر دیئے۔ روشنیوں سے جگمگاتے محلات و قصور سے اٹھا کر انہیں گھپ اندھیری قبور میں منتقل کر دیا گیا۔ آہ! وہ لوگ کل تک اہل و عیال کی رونقوں میں شادمان و مسرور تھے اور آج قبور کی وحشتوں اور تنہائیوں میں مغموم و رنجور ہیں۔

ہر اک لیکے کیا کیا نہ حسرتِ سدھارا	آج کل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا	اسی سے سکندرِ سافاتح بھی ہارا

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے | یہ عبرت کی جاہے تماشا نہیں ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوش میں آئیے اور مرنے سے پہلے سنبھل جائیے! یقیناً مانے! آج ہمارے معاشرے میں گناہوں کے سبب ہونے والی ساری تباہی دُنیا کی مَحَبَّت ہی نے مچائی ہے، حُبِ دُنیا کے سبب آج لوگ سُنّتوں سے دُور جا پڑے ہیں، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: حُبِّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیئَةٍ یعنی دُنیا کی مَحَبَّت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (کتاب ذم الدنایع موسوعۃ الامام ابن الدبیاج ص ۲۲ حدیث ۹) صد کروڑ افسوس! جنت کی لازوال نعمتوں کے حُصُول کیلئے معمولی سی گھریلو آسائشیں چھوڑ کر فقط چند دن کے لئے بھی سُنّتوں کی تربیت کی خاطر راہِ خدا میں سفر کے لئے آج ہم تیار نہیں ہوتے، جبکہ فانی دُنیا کی عارضی دولت کمانے کے لئے اپنے گھر والوں سے بر سہا برس کے لئے ہزاروں میل دُور جانے کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کی دینی اعتبار سے بربادی اور غیر مُسلمانوں کا ان پر حاوی ہونا، مسجدوں کی ویرانی، سینما گھروں اور عیش و نشاط کے آڈوں کی آبادی، فَرنگی تہذیب کی یلغار، مغربی فیشن کی بھرمار، فلمیں ڈرامے دیکھنے کیلئے گھر گھر ٹی وی، کیبل سسٹم، انٹرنیٹ، موبائل فون کا غلط استعمال، ہر طرف گناہوں کا گرم بازار اور مُسلمانوں کی بھاری اکثریت کا بگڑا ہوا کردار، یہ سب کچھ ہمیں پکار پکار کر دعوتِ فکر نہیں دے رہا کہ "ہمیں اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مدنی قافلوں کا مُسافر بننا چاہیے۔ یقیناً ہمیں اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کی شدید ضرورت ہے اور اپنی اصلاح کی کوشش اور نیک اعمال کا جذبہ بڑھانے

کیلئے کسی پابندِ شریعت پیرِ کامل سے بیعت ہونا بھی ضروری ہے کہ یہ ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَتُ اللہِ الْبَرِّینِ کا مبارک طریقہ ہے۔

شیخِ کامل کی بیعت:

حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے دُورِ طالبِ علمی میں حضرت سیدنا شیخ ابو علی فضل بن محمد بن علی فارسی طوسی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے ہاتھ پر (27 سال کی عمر میں) بیعت کی۔ شیخ ابو علی فارسی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی قفقہ شافعی کے زبردست عالم اور امامِ الاولیاء حضرت سیدنا امام ابو القاسم عبد الکریم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے جلیلُ القدر شاگرد اور حضرت ابو القاسم عبد اللہ گراگانی قُدس سِرُّہُ التَّوَرَّانِ کے مرید ہیں۔ (اتحاف السادة المتقين، مقدمة الكتاب، ج 1، ص ۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُرشدِ کامل کی بیعت کرنا اور اُن سے فیض پانا، یہ ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَتُ اللہِ الْبَرِّینِ کا صدیوں سے رائج شدہ طریقہ ہے، جیسی تو پانچویں صدی کے مُجَدِّدِ حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی اپنے پیر و مُرشد حضرت سیدنا شیخ ابو علی فارسی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کے دُستِ اقدس پر بیعت سے مُشْتَفٰی ہوئے۔ اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کے لئے کسی تربیت کرنے والے کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں:

تربیت کی مثال بالکل اسی طرح ہے، جس طرح ایک کسان کھیتی باڑی کے دوران اپنی فصل سے غیر ضروری گھاس اور جڑی بوٹیاں نکال دیتا ہے، تاکہ فصل کی ہریالی اور نشوونما میں کمی نہ آئے، اسی طرح سالکِ راہِ حق (مُرید) کے لیے شیخ (یعنی مُرشدِ کامل) کا ہونا نہایت ضروری ہے، جو اس کی احسن طریقے

سے تربیت کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تک پہنچنے (مَعْرِفَتِ الہی حاصل کرنے) کے لیے اس کی رَہنمائی کرے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اَنْبیاء و رُسُل عَلَیْہِمُ السَّلَام کو لوگوں کی طرف اس لیے مَبْعُوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اس تک پہنچنے کا راستہ بتائیں۔ مگر جب آخری رُسل، نبیِّ مَقْبُول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس جہاں سے پردہ فرمایا اور نُبوَّت و رسالت کا سلسلہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ختم ہوا تو اس مَنصِبِ جلیل کو خُلفائے راشدین رَضَوْنَ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ نے بطورِ نائب سنبھال لیا اور لوگوں کو راہِ حق پر لانے کی سَعی و کوشش فرماتے رہے۔^(۱) صحابہ کرام رَضَوْنَ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے بعد ان کے نائبین (اولیاءِ علماء) یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور تاقیامت دیتے رہیں گے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ ”پیرِ کامل“ سے مُرید ہونا بھی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 71 میں ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِمَا مَیْمُوۡمٌ	تَرْجَمَہٗ کُنْزُ الْاِیْمَانِ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔
--	--

مُفسِّرِ شہیر، حکیمُ الاُمّت، مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ اس آیتِ مُبارکہ کے تحت اِرشاد فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دُنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے، شَرِیْعَت میں ”تقلید“ کر کے، اور طریقت میں ”بَیْعَت“ کر کے، تاکہ حَشَرِ اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالحِ اِمَام نہ ہو گا تو اس کا امام شیطان ہو گا۔ اس آیت میں تقلید، بَیْعَت اور مُریدی سب کا ثُبوت ہے۔

(نور العرفان فی تفسیر القرآن، پ ۵۱ سورہ بنی اسرائیل: ۷۱)

یاد رکھئے! پیرِ اُمورِ آخرت کے لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اُس کی راہنمائی اور باطنی توجہ کی برکت سے مُرید، اللہ و رَسولِ عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی والے کاموں سے بچتے ہوئے ”رِضائے رَبِّ الْاَنَام کے مَدَنی کام“ کے مُطابِق اپنے شب و روز گُزار سکیں۔ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم ہے! کہ وہ ہر دور میں اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کی اصلاح کیلئے اپنے اولیائے کرام رَحِیْمُ اللہِ السَّلَام ضرور پیدا فرماتا ہے جو اپنی مومنانہ حکمت و فراست کے ذریعے لوگوں کو یہ ذہن دینے کی کوشش فرماتے ہیں کہ ”مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“

(اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ)

اس پندرھویں صدی میں مُرشدِ کامل کی ایک مثال، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں، جن کی نگاہِ ولایت نے لاکھوں مُسلمانون بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقلاب برپا کر دیا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سلسلہِ عالیہ قادریہ رَضَوِیہ عطارِیہ میں مُرید کرتے ہیں اور قادری سلسلے کی توکیا بات ہے! کہ شیخِ مُحَمَّد الدِّیْن سید ابو محمد عبدُ القادر جیلانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے مُریدوں کے لئے قیامت تک اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔

(ہجۃ الاسرار، نکر فضل اصحابہ و بشرام، ص ۱۹۱)

جو اسلامی بھائی کسی بھی پیرِ صاحب کے مُرید نہ ہوں، اُن کی خدمت میں میرا مشورہ ہے کہ وہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مُرید بن جائیں اور جو پہلے سے کسی پیرِ صاحب سے بیعت ہوں، اگر وہ چاہیں تو امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے طالب ہو کر اپنے پیرِ صاحب کے فیض کے ساتھ ساتھ امیر

اَلْهَيْئَةُ دَامَتْ بِرِكَائِهِمُ الْعَالِيَةِ کا فیضان بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم کسی پیرِ کامل کے دامن سے وابستہ ہو گئے، تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری زندگی میں بھی مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا اور ہم دنیا کی محبت، فیشن پرستی کی لعنت، بُرے دوستوں کی مُصاحبت کے سبب گناہوں کی کثرت سے پیچھا چھڑا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کو دل میں بٹھانے، سُنّتوں بھر مدنی خلیہ سجانے اور عاشقانِ رسول کی صحبت اپنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہمارے بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْبَیِّنُ باوجودِ قدرتِ انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے اور اچھے لباس اور علمی قابلیت کے سبب شہرت حاصل کرنے سے ہر وقت بچا کرتے۔ چنانچہ

آپ کی سادگی اور یادِ آخرت:

حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِیِّ ایک بار مکہ مُعَظَّمہ (ذَاکَہَا اللہُ شَرَّفَاوَتَعَفَّیَا) میں تشریف فرماتھے۔ آپ چونکہ ظاہری شان و شوکت سے بے نیاز تھے۔ اس لئے آپ نہایت سادہ اور معمولی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا عبد الرحمن طوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِیِّ نے عرض کی: ”آپ کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔ آپ امامِ وقت اور پیشوائے قوم ہیں، ہزاروں لوگ آپ کے مُرید ہیں؟“ آپ نے جواب دیا: ”ایسے شخص کا لباس کیا دیکھتے ہو، جو اس دُنیا میں ایک

مُسافر کی طرح مُقیم ہو اور جو اس کائنات کی رنگینوں کو فانی اور وقتی تصور کرتا ہو۔ جب والی دو جہاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا میں مُسافر کی طرح رہے اور کچھ مال و زرا کٹھانہ کیا تو میری کیا حیثیت اور حقیقت ہے۔" (مقدمہ کیسائے سعادت (مترجم از مولانا سعید احمد نقشبندی ص ۳۱))

شہرت و ناموری سے دوری:

ایک بار آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جَامِعِ اموی دمشق میں تشریف فرما تھے۔ مفتیانِ کرام کی ایک جماعت صحنِ مسجد میں موجود تھی۔ ایک دیہاتی نے آکر مفتیانِ کرام سے کوئی سوال پوچھا، مگر کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ جبکہ حضرت سیدنا امام غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ خاموش تھے، پھر جب آپ نے دیکھا کسی کے پاس اس کا جواب نہیں اور جواب نہ ملنا اس پر شاق (ناگوار) گزر رہا ہے، تو اس دیہاتی کو اپنے پاس بلا کر سوال کا جواب بتایا۔ مگر وہ دیہاتی مذاق اڑانے لگا کہ "جس سوال کا جواب بڑے بڑے مفتیوں نے نہیں دیا، یہ عام فقیر کیسے دے رہا ہے۔" اس وقت وہ مفتیانِ کرام یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ دیہاتی جب آپ سے بات کر کے فارغ ہوا تو ان مفتیانِ عظام نے اسے بلا کر پوچھا: "اس عام سے آدمی نے کیا جواب دیا؟" جب اس نے حقیقتِ حال واضح کی تو یہ حضرات امام غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پاس گئے اور جب ان سے متعارف ہوئے تو ان سے درخواست کی کہ "آپ ہمارے لئے ایک علمی نشست کا اِنْعقاد کریں۔" آپ نے اگلے دن کا فرما دیا، مگر اسی رات وہاں سے سفر کر گئے۔

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج ۶، ص ۱۹۹)

سادہ لباس کی فضیلت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی اس قدر بلند

مقام و مرتبہ رکھنے کے باوجود کیسا سادہ لباس زیب تن فرماتے کہ لوگ آپ کی سادگی کی وجہ سے آپ کی عظمت کو پہچان نہیں پاتے تھے۔ اس حکایت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ کسی کے سادہ لباس وغیرہ کو دیکھ کر اُسے حقیر جاننا بڑی بھول ہے۔ کیا معلوم ہم جسے حقیر تصور کر رہے ہیں، وہ کوئی گڈڑی کا لعل یعنی پہنچی ہوئی ہستی ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ سادہ لباس پہننا قابلِ مذمت فعل نہیں بلکہ احادیثِ مبارکہ میں اس کے فضائل بیان ہوئے ہیں: چنانچہ

تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، کیا تم سنتے نہیں؟ کیا تم سنتے نہیں؟ کہ کپڑے کا پُرانا ہونا ایمان سے ہے، بے شک کپڑے کا پُرانا ہونا ایمان سے ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث ۴۱۶۱ ج ۴ ص ۱۰۲)
اس روایت کے تحت حضرت سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”زینت کا ترک کرنا، اہل ایمان کے اخلاق (یعنی عمدہ عادات) سے ہے۔“ (اشعۃُ المعات ج ۳ ص ۵۸۵)

اسی طرح ایک حدیثِ پاک میں ہے جو باوجودِ قدرتِ اچھے کپڑے پہننا، تواضع (عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو کرامت کا خَلَّہ (یعنی جتنی لباس) پہنائے گا۔ (ابوداؤد، ج ۴ ص ۳۲۶، حدیث ۴۷۷۸)

فیشن پر ستو! خبردار!!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جھوم جائیے! دولت پاس ہے، عمدہ لباس پہننے کی طاقت ہے، پھر بھی اللہ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر عاجزی اختیار کرتے ہوئے سادہ لباس پہننے والا جتنی لباس پائے گا اور ظاہر ہے جو جتنی لباس پائے گا وہ یقینی طور پر جنت میں بھی جائے گا اور شہرت کی طلب میں عمدہ لباس پہننے سے بچنا چاہیے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا، ”دنیا میں جس نے شہرت کا لباس پہنا، قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کو ذلت کا لباس پہنائے گا۔“
(سنن ابن ماجہ ج ۴ ص ۶۳ حدیث ۳۶۰۶)

لباسِ شہرت کسے کہتے ہیں؟

مفسرِ شہیر حکیم الامت، حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں، یعنی ایسا لباس پہنے کہ لوگ امیر (یعنی مالدار) جانیں یا ایسا لباس پہنے کہ جس سے لوگ نیک پرہیزگار سمجھیں، یہ دونوں قسم کے لباس، شہرت کے لباس ہیں۔ الغرض جس لباس میں نیت یہ ہو کہ لوگ اُس کی عزت کریں یہ اُس کا لباسِ شہرت ہے۔ صاحبِ مرقاة رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا، مسخرہ پن کا لباس پہننا، جس سے لوگ ہنسیں یہ بھی لباسِ شہرت ہے۔ (تلخیص از مرقاة ج ۶ ص ۱۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی سخت امتحان ہے، لباس پہننے میں بہت غور کرنے اور دکھاوے سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سادگی و عاجزی کی دولت عطا فرمائے اور تکبر و ریاکاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے۔ امین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مراہر عمل بس ترے واسطے ہو	کر اخلاص ایسا عطا یا الہی
ریا کاریوں سے سیاہ کاریوں سے	بچا یا الہی بچا یا الہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ہم نے حُجَّۃُ الْاِسْلَام سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی سیرتِ مبارکہ اور اس سے حاصل ہونے والے مدنی پھول سُننے کی سعادت حاصل کی۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی پاکیزہ عادات، صفات مثلاً حُصُولِ علم کیلئے مختلف شہروں کا سفر

کرنا، دُنیا سے بے رغبتی اور سادہ لباس و غذا اپنانا، قیمتی لباس پہننے کے بجائے سادہ لباس زُیْبِ شَنِ کرنا، دن رات درس و تدریس، مُراقبہ و مُجاہدہ اور فکرِ آخرت میں مشغول رہنا اور وقت کے امام اور مُجدِّد ہونے کے باوجود شہرت و ناموری کی خواہش نہ رکھنا جیسی مُبارک صفات، آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کِی ذاتِ پاک کا حصّہ تھیں۔ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی دنیا کی محبت سے چھٹکارا عطا فرمادے، کاش! ہم سادہ لباس سُنّت کے مطابق استعمال کرنے کے عادی ہو جائیں، کاش! نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر نئی لُذّتوں میں پڑنے کی بجائے سادہ کھانے کا ذہن اور پیٹ کا قفلِ مدینہ نصیب ہو جائے، کاش! ہم بھی علمِ دین سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ پانے میں کامیاب ہو جائیں، کاش! ہمیں قبر و حشر کی فکر نصیب ہو جائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں حصّہ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اَوَّلِیَّاءِ اللّٰہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں۔ جس طرح بُزرگانِ دین رَحْمَتُ اللّٰہِ السَّلَام نے دین کی تبلیغ اور اس کی نُشْر و اشاعت میں اپنے دن رات بسر کیے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی بھی انہی مقدس ہستیوں کے فیضان سے شبِ روز نیکی کی دعوت کی خوب خوب دھو میں مچانے کیلئے کوشاں ہے۔ آپ بھی دینی کاموں میں ترقی کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے ان 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”مسجدِ درس“ بھی ہے۔ جس میں نیکی کی دعوت اور برائی سے بچنے کا درس دیا جاتا ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْہَادِی ”شَرْحُ

الصُّدُور“ میں نقل کرتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حَضْرَتِ سَیِّدِنا مَوْسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلٰی سَیِّدِنَا وَعَلِیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: بھلائی کی باتیں خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ، میں بھلائی سیکھنے اور سکھانے والوں کی قبروں کو روشن فرماؤں گا تاکہ ان کو کسی قسم کی وحشت نہ ہو۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۵ حدیث ۷۶۲۲)

اس روایت سے علم دین سیکھنے سکھانے کا اجر و ثواب معلوم ہوا۔ سیکھنے سکھانے کی نیت سے سُنّتوں بھر ایسا یاد رس دینے اور سننے والوں کے توارے ہی نیارے ہو جائیں گے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن کی قبریں اندر سے جگمگ جگمگ کر رہی ہوں گی اور انہیں کسی قسم کا خوف بھی محسوس نہیں ہوگا۔ اس لیے خوب خوب مسجد درس دینے یا سننے کی کوشش کیجئے۔ نیز اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ انفرادی کوشش کرتے ہوئے نیکی کی دعوت دینے، مدنی قافلے میں سفر اور فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کرنے اور ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں اوّل تا آخر شرکت کیجئے۔ درسِ فیضانِ سُنّت میں شرکت کی رغبت بڑھانے کیلئے آئیے ایک مدنی بہار سُنّے ہیں۔

بابُ المدینہ (کراچی) کے مُقیم ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: ۱۴۱۰ھ بمطابق 1990ء کی بات ہے کہ میں مرکز الاولیاء (لاہور) میں ایک جگہ ملازمت کرتا تھا۔ اسی دورانِ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی بھی وہیں ملازم ہوئے۔ ایک بار میں نے اُن سے کہا کہ کسی ایسی کتاب کی طرف میری رہنمائی فرمائیے، جسے پڑھ کر اسلامی طرز پر زندگی گزارا جاسکے۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی ”فیضانِ سُنّت“ خرید فرمالیجئے۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ زندگی کا پہنچا اپنی تیز رفتاری سے گھومتا رہا، گردشِ لیل و نہار سے بے خبر میں معمول کے مطابق زندگی گزارتا رہا اور دُنیاوی مصروفیات کی وجہ سے وہ کتاب نہ خرید سکا۔ کچھ عرصے بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میں مُستقل طور پر باب المدینہ (کراچی) مُنقل ہو گیا۔ ایک روز نمازِ مغرب کے لئے ایک

مسجد میں گیا تو نماز ادا کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ سفید لباس زیب تن کئے سر پر سبز سبز عمامہ شریف کا تاج سجائے ایک اسلامی بھائی کسی کتاب سے درس دے رہے تھے اور کئی اسلامی بھائی درس سُننے میں مصروف تھے۔ میں بھی اُس درس میں بیٹھ گیا، جب میری نظر اُس کتاب پر پڑی جس سے وہ اسلامی بھائی درس دے رہے تھے تو اس پر ”فیضانِ سُنّت“ لکھا تھا، جسے دیکھ کر میرا ذہن ماضی کے دُھند لکوں میں کھو گیا اور میرے ذہن کے پردے پر یہ بات اُبھری کہ یہ تو وہی کتاب ہے جسے خریدنے کا مجھے مرکز الاولیاء (لاہور) میں فلاں اسلامی بھائی نے مشورہ دیا تھا۔ درس کے بعد میں نے اسلامی بھائیوں سے ملاقات کی اور ان سے ”فیضانِ سُنّت“ مطالعہ کرنے کے لئے مانگی، اُنہوں نے دے دی۔ میں وقتاً فوقتاً مسجد میں اس کا مطالعہ کرتا، اس کی برکت سے میرے اندر سُنّتوں پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ رَفْتہ رَفْتہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو کر سُنّتوں پر عمل کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ نیز میرے ساتھ ساتھ میرے تین بھائی بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو گئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنّت نشان ہے: جس نے میری سُنّت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جَنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (ابنِ عساکر ج ۹ ص ۳۳۳)

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا
جَنّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

بات چیت کرنے کے اہم مدنی پھول:

آئیے دعوتِ اسلامی کے مطبوعہ رسالے ”101 مدنی پھول“ سے بات چیت کے حوالے سے چند اہم مدنی پھول سنئے ہیں: ❀ مسکرا کر اور خُندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ ❀ مسلمانوں کی دلجوئی کی نیت سے چھوٹوں کے ساتھ مُشفّقانہ اور بڑوں کے ساتھ مُؤدّبانہ لہجہ رکھئے۔ ❀ چلا چلا کر بات کرنے سے حدِ رَجہ احتیاط کیجئے۔ ❀ چاہے ایک دن کا بچہ ہو اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اُس سے بھی آپ جناب سے گفتگو کی عادت بنائیے۔ آپ کے اخلاق بھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نمودہ ہوں گے اور بچہ بھی آداب سیکھے گا۔ ❀ بات چیت کرتے وقت پردے کی جگہ ہاتھ لگانا، انگلیوں کے ذریعے بدن کا میل جھڑانا، دوسروں کے سامنے بار بار ناک کو چھونا یا ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ ❀ جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنئے، بات کاٹنے سے بچئے نیز دورانِ گفتگو قہقہہ لگانے سے بچئے کہ قہقہہ لگانا سُنّت سے ثابت نہیں۔ بات کرتے وقت ہمیشہ یاد رکھئے کہ زیادہ باتیں کرنے سے ہیبت جاتی رہتی ہے۔ ❀ کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ ❀ بد زبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کیجئے، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہئے اور یاد رکھئے کہ کسی مسلمان کو بلاِ اجازت شرعی گالی دینا حرامِ قطعی ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۷) اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جَنّت حرام ہے۔ حضورِ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اس شخص پر جَنّت حرام ہے جو فحش گوئی (بے

حیاتی کی بات) سے کام لیتا ہے۔ (کتاب الصّفت مع موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، ج ۷ ص ۲۰۴ رقم ۳۲۵ المکتبۃ العصریۃ بیروت)

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتب ”بہارِ شریعت حصہ 16“ اور ”سُنّتیں اور آداب“ ہدیہ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنّتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھر اسفر بھی ہے۔

عاشقانِ رسول، آئیں سُنّت کے پُھول

دینے لینے چلیں، قافلے میں چلو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ
نَوَيْتُ سُنَّتَ الْعِتِكَاف (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرما لیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرود شریف کی فضیلت

سلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنتِ نشان ہے: جو مجھ پر مجھے کے دن اور رات میں سو (100) مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی سو (100) حاجتیں پوری فرمائے گا، ستر (70) آخرت کی اور تیس (30) دُنیا کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مُقَرَّر فرما دے گا، جو اس دُرودِ پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا، جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بلاشبہ میرا علم میرے وصال کے بعد ویسا ہی ہو گا، جیسا میری حیات میں ہے۔⁽¹⁾

اُن پر دُرود جن کو کس بے گساکہیں اُن پر سلام جن کو خیر بے خیر کی ہے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ“ ”مسلمان کی نیت اُس کے عمل

سے بہتر ہے۔^(۱)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا۔ ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علم دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکادو زانو بیٹھوں گا۔ ❀ ضرور تائمت سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ، اُذْکُرُوا اللّٰهَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مضافہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

بیان کرنے کی نیتیں

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا۔ ❀ دیکھ کر بیان کروں گا۔ ❀ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: ﴿اُذْعُرْ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالنَّوْءِ عَظْمَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 3461) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ اَیَّۃً“^(۲) یعنی

1... معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

2... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۴۶۲/۲، حدیث: ۳۴۶۱

پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو "میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا۔" نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا۔" اشتعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشکل الفاظ بولتے وقت دل کے اخلاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلَّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا۔" مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علاقائی دورہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَغَبَت دلاؤں گا۔" تہمت لگانے اور لگوانے سے بچوں گا۔" نظر کی حِفَاظَت کا ذمَّہ بنانے کی خاطر حَتّٰی الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عورت کا فتنہ

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز کتاب "پردے کے بارے میں سوال جواب" کے صفحہ 93 پر ایک حکایت نقل فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد یعنی عبادت گزار شخص تھا۔ اُسی علاقے کے تین (3) بھائی، ایک بار اُس عابد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمیں سفر درپیش ہے، واپسی تک ہماری جوان بہن کو ہم آپ کے پاس چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔ عابد نے خوفِ فتنہ کے سبب معذرت چاہی، مگر اُن کے پیہم (مُسلل) اصرار پر وہ تیار ہو گیا اور کہا کہ میں اپنے ساتھ تو نہیں رکھوں گا، کسی قریبی گھر میں اُس کو ٹھہرا دیجئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عابد کھانا اپنے عبادت خانے کے دروازے کے باہر رکھ دیتا اور وہ اُٹھا کر لے جاتی۔ کچھ دن کے بعد شیطان نے عابد کے دل میں ہمدردی کے انداز میں وَسْوَسہ ڈالا کہ کھانے کے اوقات میں جوان لڑکی اپنے گھر سے نکل کر آتی ہے کہیں کسی بدکار مرد کے ہتھے نہ چڑھ جائے، بہتر یہ ہے کہ اپنے دروازے کے بجائے، اُس کے دروازے

کے باہر کھانا رکھ دیا جائے، اس اچھی نیت کا کافی ثواب ملے گا۔ چنانچہ اُس نے اب کھانا، اُس کے دروازے پر پہنچانا شروع کیا۔ چند روز بعد شیطان نے پھر وُسو سے کے ذریعے عابد کا جذبہ ہمدردی ابھارا کہ بے چاری چُپ چاپ اکیلی پڑی رہتی ہے، آخر اس کی وحشت دُور کرنے کی اچھی نیت کے ساتھ بات چیت کرنے میں کیا گناہ ہے! یہ تو کارِ ثواب ہے، یوں بھی تم بہت پرہیزگار آدمی ہو، نفس پر حاوی ہو، نیت بھی صاف ہے یہ تمہاری بہن کی جگہ ہے۔ چنانچہ بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جوان لڑکی کی سُریلی آواز نے عابد کے کانوں میں رَس گھولنا شروع کر دیا، دل میں ہیجان (جوش) برپا ہوا، شیطان نے مزید اُکسایا یہاں تک کہ ”نہ ہونے کا ہو گیا“ حتیٰ کہ لڑکی نے بچہ بھی جن دیا۔ شیطان نے دل میں وُسوس کے ذریعے خوف دِ لایا کہ اگر لڑکی کے بھائیوں نے بچہ دیکھ لیا تو بڑی رُسوائی ہوگی، لہذا عزت پیاری ہے تو تو مولود کا گلا کاٹ کر زمین میں گاڑ دے۔ وہ ذہنی طور پر تیار ہو گیا، پھر فوراً وُسوسہ ڈالا، کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکی ہی اپنے بھائیوں کو بتا دے، بس عاقبت اسی میں ہے کہ ”نہ رہے بانس نہ بجے بانسری“ دونوں ہی کو ذبح کر ڈال۔ الغرض عابد نے جوان لڑکی اور ننھے بچے کو بے دردی کے ساتھ ذبح کر کے اُسی مکان میں ایک گڑھا کھود کر دفن کر کے زمین برابر کر دی۔ جب تینوں بھائی سفر سے لوٹ کر عابد کے پاس آئے تو اُس نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: آپ کی بہن فوت ہو گئی ہے، آئیے اُس کی قبر پر فاتحہ پڑھ لیجئے۔ چنانچہ عابد انہیں قبرستان لے گیا اور ایک قبر دیکھا کر جھوٹ مُوٹ کہا: یہ آپ کی مرحومہ بہن کی قبر ہے۔ چنانچہ انہوں نے فاتحہ پڑھی اور رنجیدہ رنجیدہ واپس آ گئے۔ رات شیطان ایک مسافر کی صورت میں تینوں بھائیوں کے خوابوں میں آیا اور اُس نے عابد کے تمام سیاہ کارنامے بیان کر دیئے اور تدفین والی جگہ کی نشاندہی بھی کر دی کہ یہاں کھودو۔ چنانچہ تینوں اُٹھے اور ایک

دوسرے کو اپنا خواب سنایا۔ تینوں نے مل کر خواب میں کی گئی نشاندہی کے مطابق زمین کھودی تو واقعی وہاں بہن اور بچے کی ذبح شدہ لاشیں موجود تھیں۔ وہ تینوں عابد پر چڑھ دوڑے، اُس نے اقبالِ جرم کر لیا۔ اُنہوں نے بادشاہ کے دربار میں نالیش کر دی۔ عابد کو اُس کے عبادت خانے سے گھسیٹ کر نکالا گیا اور سُولی دینے کا فیصلہ ہوا۔ جب سُولی پر چڑھانے کیلئے لایا گیا تو شیطان اُس پر ظاہر ہوا اور کہنے لگا: مجھے پہچان! میں تیرا ہی شیطان ہوں جس نے تجھے عورت کے فتنے میں ڈال کر ذلت کی آخری منزل تک پہنچایا ہے، خیر گھبر امت میں بچا سکتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تجھے میری اطاعت کرنی ہوگی۔ مرتا کیا نہ کرتا! عابد نے کہا: میں تیری ہر بات ماننے کیلئے تیار ہوں۔ اُس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کر دے اور کافر ہو جا۔ بد نصیب عابد نے کہا: میں خُدا کا انکار کرتا ہوں اور کافر ہوتا ہوں۔ شیطان ایک دم غائب ہو گیا اور سپاہیوں نے فوراً اُس بد نصیب عابد کو دار پر کھینچ لیا۔⁽¹⁾

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ عورت کے فتنے سے بچنے کا ذہن دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ شیطان کے پاس مَرْدوں کو برباد کرنے کیلئے سب سے بڑا اور بُرا ہتھیار ”عورت“ ہے۔ بد نصیب عابد اپنے پاس جو ان لڑکی کو رکھنے کیلئے تیار ہو گیا اور پھر شیطان کے داؤ میں آکر کھانا اُس کے دروازے تک پہنچانے لگا اور بس یوں اُس نے شیطان کو صرف اُننگی پکڑائی تھی کہ اُس چالباز نے ہاتھ خود ہی پکڑ لیا اور آخر کار پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا انکار کر دیا اور اُس کو سُولی پر چڑھوا کر ذلت کی مَوْت مروا دیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ سب کچھ شہوت پرستی ہی کا نتیجہ ہے، شہوت (یعنی بڑی خواہش) نہ صرف انسان کو انسان سے درندہ بنادیتی ہے بلکہ اُسے انتہائی شرمناک افعال کا ارتکاب کرنے پر بھی مجبور کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے انسان ذلیل و رسوا بھی ہوتا اور سچی توبہ نہ کرنے کی صورت میں آخرت کے دزدناک عذاب کا حقدار بھی بن جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نفسانی خواہش (یعنی نفس کی بڑی خواہش) کی تکمیل کرنے کی مَدَمَّت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: گھڑی بھر کیلئے شہوت کی تسکینِ طویل غم کا باعث ہوتی ہے۔⁽¹⁾ یقیناً کوئی عام شخص ہو یا نامحرم رشتے دار بس پردے ہی میں دونوں جہان کی بھلائی ہے۔ ورنہ مرد و عورت کا اپنے نفس پر اعتماد کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بے تکلف ہونا بے حد خطرناک نتائج لا سکتا ہے۔ یاد رکھئے! مرد کا تایا زاد بہن، چچا زاد بہن، ماموں زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، خالہ زاد بہن سے پردہ ہے، ان سب کو انگلش میں کزن (Cousin) کہتے ہیں۔ ان سے تنہائی اختیار کرنا، بے تکلف ہو نا، ہنسی مذاق وغیرہ کرنا، بے حد خطرناک نتائج لا سکتا ہے، اسی طرح یاد رکھئے! سالی، بھابی، چچی، تائی، مُمائی سے بھی پردہ ہے۔ ان سے بھی تنہائی اختیار کرنے، بے تکلف ہونے کی اجازت نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه فرماتے ہیں: جو اپنے نفس پر اعتماد کرے، اس نے بڑے گذاب (یعنی بہت بڑے جھوٹے) پر اعتماد کیا۔⁽²⁾

خَاتَمُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِأَمْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ یعنی جب بھی کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا

1... جامع صغیر للسيوطی، حرف الهمزة، ص ۷۳، حدیث: ۲۸۸۷

2... ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۵۳

ہے، اُن کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے۔^(۱)

مفسرِ شہیر حکیمُ الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جب کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے، خواہ وہ دونوں کیسے ہی پاکباز ہوں اور کسی (نیک) مقصد کے لئے (ہی) جمع ہوئے ہوں (مگر) شیطان دونوں کو بُرائی پر ضرور ابھارتا ہے اور دونوں کے دلوں میں ضرور ہنجان (جوش) پیدا کرتا ہے، خطرہ ہے کہ گناہ میں مبتلا کر دے، اس لئے ایسی خلوت (یعنی تنہائی میں جمع ہونے) سے بہت ہی احتیاط چاہئے، گناہ کے اسباب سے بھی بچنا لازم ہے، بخار روکنے کیلئے نزلہ وزکام (کو) روکو۔^(۲) حضرت علامہ عبد الرزاق بن مہزیار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی عورت کسی اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں اکٹھی ہوتی ہے، تو شیطان کے لئے یہ ایک نفیس موقع ہوتا ہے، وہ ان دونوں کے دلوں میں گندے وسوسے ڈالتا ہے، ان کی شہوت (یعنی بڑی خواہش) کو بھڑکاتا ہے، حیاء ترک کرنے اور گناہوں میں ملوث ہو جانے کی ترغیب دیتا ہے۔^(۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی شیطان کے جال اور شہوت کے وبال سے بچنے کے لئے اجنبی مرد و عورت کا ایک دوسرے سے پردہ کرنا اور اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ شہوت پہلے پہل مرد و عورت کے دل میں ایک دوسرے کی قربت ہی کا شوق پیدا کرتی ہے، قُرب حاصل ہونے کے بعد بات چیت کے سلسلے چل نکلتے ہیں اور پھر یہی بات چیت آگے چل کر آپس کی ہنسی مذاق اور بے تکلفی کا روپ دھار لیتی ہے، اگر پہلے عشقِ مجازی کا بُھوت سر پر سوار نہ بھی ہوا ہو یا

۱...ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعة، ۶۷/۲، حدیث: ۲۱۷۲

۲...مرآۃ المناجیح، ۵/۲۱ بتغیرِ قلیل

۳...فیض القدیر، حرف الہمزۃ، ۱۰۲/۳، تحت الحدیث ۲۷۹۵ ملخصاً

دونوں میں سے کسی ایک ہی کے دل میں عشق پیدا ہوا ہو، نیز جھجک کی وجہ سے اُس کا اظہار نہ کیا گیا ہو، تو اس بے تکلفی کے بعد تو عموماً عشق ہو ہی جاتا ہے اور اس کا اظہار بھی با آسانی کر دیا جاتا ہے اور پھر یہ یکطرفہ عشق، دوطرفہ ہو کر کیسی کیسی آفتوں اور گناہوں میں مبتلا کرتا ہے، اس کا ہر عقلمند اندازہ کر سکتا ہے۔ آئیے عشق مجازی کی آفتوں اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرف عشق مجازی کی نسبت کرنے کی غلط فہمی دور کرنے کے بارے میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی تحریر کردہ 616 صفحات پر مشتمل کتاب ”نیکی کی دعوت“ کے صفحہ 40 تا 43 سے چند اقتباسات سنتے ہیں چنانچہ،

شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ عشق مجازی کی تباہ کاریاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عشق مجازی کا ایسا عجیب و غریب معاملہ ہے کہ عموماً جو ایک بار اس کی لپیٹ میں آگیا، اُس کا بچ نکلنا دشوار ہوتا ہے۔ آج کل عشق مجازی کی خوب ہوا چل رہی ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ اکثر مسلمانوں میں اسلامی معلومات کی کمی اور دینی ماحول سے دوری ہے۔ اسی سبب سے ہر طرف گناہوں کا سیلاب اُمنڈ آیا ہے۔

V.C.R، T.V (موبائل فون) اور انٹرنیٹ وغیرہ میں عشقیہ فلموں اور فنیقیہ ڈراموں کو دیکھ کر یا عشق بازیوں کی مبالغہ آمیز اخباری خبروں نیز ناولوں، بازاری ماہناموں ڈائجیسٹوں میں فرضی عشقیہ افسانوں کو پڑھ کر یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کی مَحَلُوط (یعنی جہاں لڑکا لڑکی ساتھ ہوں ایسی) کلاسوں میں بیٹھ کر یا نامحرم رشتہ داروں کے ساتھ حَلَطِ طَہ ہو کر آپس میں بے تکلفی کی دلدل کے اندر اتر کر اکثر نوجوانوں کو کسی نہ کسی سے عشق ہو جاتا ہے۔ پہلے یکطرفہ ہوتا ہے پھر جب فریقِ اول فریقِ ثانی کو مطلع کرتا ہے تو بعض اوقات دوطرفہ ہو جاتا ہے اور پھر عموماً گناہ و عیضیان (یعنی نافرمانی) کا طوفان کھڑا ہو جاتا ہے۔ فون پر جی بھر کر بے شرمانہ بات بلکہ بے جابانہ ملاقات کے سلسلے ہوتے ہیں، مکتوبات و سوغات کے تبادلے ہوتے ہیں، شادی کے خفیہ قول و

قرار ہو جاتے ہیں، اگر گھر والے دیوار بنیں تو بسا اوقات دونوں فرار ہو جاتے ہیں، بَعْدُ (یعنی اُس کے بعد) اخبار میں ان کے اشتہار چھپتے ہیں، خاندان کی آبرو کا سربازار نیلام ہوتا ہے، کبھی ”کوارٹ میرج“ کی ترکیب بنتی ہے تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی یوں ہی بغیر نکاح کے... اور ایسے بے رحموں کے ناجائز بچوں کی لاشیں کچرا کونڈیوں میں ملتی ہیں نیز ایسا بھی ہوتا رہتا ہے کہ بھاگتے نہیں بنتی تو خود کُشی کی راہ لی جاتی ہے، جس کی خبریں آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا دامن عشق مجازی سے پاک ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل اسلامی معلومات کی کمی کا دور دورہ ہے، جہالت ڈیر اڈال کر پڑی ہے، بعض عاشقانِ ناشاد، اپنی گندی عشق بازیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے یہاں تک کہتے سنائی دیتے ہیں کہ حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی زلیخا سے عشق کیا تھا! مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسا ہرگز نہیں، یقیناً اس طرح کہنے والے عاشقانِ نادان سخت خطا پر ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں کے معاملے میں شیطان کی باتوں میں آکر بے سوچے سمجھے کسی بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں زبان کھولنا ایمان کیلئے انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ یاد رکھئے! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونی گستاخی بھی کُفر ہے۔ حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ہیں اور ہر نبی معصوم۔ نبی سے ہرگز کوئی مذموم حرکت صادر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ترجمے والے پاکیزہ قرآن، ”کنز الایمان مع خزائن العرفان“ صفحہ 445 پر پارہ 12 سورہ یوسف کی آیت نمبر 24 میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا ۚ تَرْجَمَتْہَا كَنزُ الْاِيْمَانِ: اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ

بُرْهَانَ سَرَّابِہ^ط (پ ۱۲، سورۃ یوسف: ۲۴) بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نفوسِ طاہرہ کو اخلاقِ ذمیمہ و افعالِ رذیلہ (یعنی مذموم اخلاق اور ذلیل کاموں) سے پاک پیدا کیا ہے اور اخلاقِ شریفہ طاہرہ مقدّسہ پر اُن کی خلقت (یعنی پیدائش) فرمائی ہے، اس لئے وہ ہر ناکردنی (یعنی ہر بُرے) فعل سے باز رہتے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت زلیخا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے در پے ہوئی، اُس وقت آپ عَلَی نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا یعقوب عَلَی نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیکھا کہ اُنکشت (ان) گشت یعنی انگلی مبارک دندان اقدس (یعنی پاکیزہ دانتوں) کے نیچے دبا کر اجتناب (یعنی باز رہنے) کا اشارہ فرماتے ہیں۔^(۱)

حقیقت یہی ہے کہ عشق صرف زلیخا کی طرف سے تھا، حضرت سیدنا یوسف عَلَی نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا دامن اِس سے قطعاً یقیناً پاک تھا۔ پارہ 12 سورۃ یوسف آیت نمبر 30 میں شرفائے مصر کی بعض عورتوں کا قول اِس طرح نقل کیا گیا ہے:

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۚ
اِنَّ لَهَا فِي صُلٰى مُبِينٍ ۝۳۰

(پ ۱۲، سورۃ یوسف: ۳۰) خود رفتہ پاتے ہیں۔

حُبَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: زُلیخا کو رغبت تھی، مگر حضرت سیدنا یوسف عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام طاق ت و قدرت رکھنے کے باوجود اس (یعنی زلیخا کی طرف رغبت) سے باز رہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن کریم میں آپ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے باز رہنے کے عمل کو خوب سراہا۔⁽¹⁾

عاشقانِ نادان کا رد ہو گیا

اس سے اَظْہَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَآبِیْنِ مِنَ الْأَمْسِ یعنی سورج سے زیادہ روشن اور روزِ گزشتہ سے زیادہ قابلِ یقین ہو گیا کہ آج کل کے جو عاشقانِ نادان اپنے گناہوں بھرے سڑے ہوئے بدبودار عشق کو دُرس ت ثابت کرنے کیلئے مَعَآذَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیدنا یوسف عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور زلیخا کے واقعے کو اڑ بناتے ہیں، یہ حکم قرآنی کے سراسر خلاف اور کئی صورتوں میں سیدھا کفر تک لے جانے والا ہے۔ سورہ یوسف میں صرف زلیخا کی طرف سے عشق کا تذکرہ ہے، مگر کہیں بھی کوئی اشارہ تک نہیں ملتا کہ مَعَآذَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیدنا یوسف عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام بھی اُس کے عشق میں شریک تھے۔ لہذا جو لوگ حضرت سیدنا یوسف عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو بھی عشق میں شریک ٹھہراتے ہیں، وہ اس سے توبہ اور تجدیدِ ایمان کریں، یعنی توبہ کر کے نئے سرے سے مسلمان ہوں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی عَلَیْہِ الصَّلَام کی شان بہت عظیم ہوتی ہے اور وہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

مَحَبَّتِ غیر کی دل سے نکالو یا رسول اللہ! مجھے اپنا ہی دیوانہ بنا لو یا رسول اللہ!
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عشق مجازی میں موبائل کا کردار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ موجودہ دور میں بہت سی اخلاقی معاشرتی اور شرعی بُرائیوں کے ساتھ ساتھ عشق مجازی کو فروغ دینے میں بھی موبائل فون اور انٹرنیٹ نے انتہائی اہم اور بنیادی کردار ادا کیا ہے، آج کل عموماً آوارہ لڑکے نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے ”ٹائم پاس“ کرنے کی آڑ میں کسی نہ کسی طرح صنفِ نازک کا فون نمبر حاصل کر کے یا فیس بک وغیرہ کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں اور بعض اوقات پہلا قدم صنفِ نازک ہی کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے، یوں کچھ ہی عرصے میں اُجنبیت ختم ہو جاتی اور بے حیائی اور عشق مجازی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر زمانے میں انسانی ضرورتوں کے لحاظ سے سائنس دانوں کی ایک سے بڑھ کر ایک حیرت انگیز ایجادات منظرِ عام پر آتی رہیں اور اپنے اپنے دور کے لوگوں سے خراجِ تحسین وُصول کرتی رہیں، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اب تک کی تمام ایجادات میں موبائل فون سب سے زیادہ حیرت انگیز ایجاد ہے، جس نے گویا پوری دُنیا کو سمیٹ کر انسان کی ہتھیلی پر رکھ دیا ہے۔ موبائل فون نہ صرف دُنیا بھر میں مقبول ہے، بلکہ زندگی کے تقریباً تمام شعبوں میں اس کا کسی نہ کسی حد تک عمل دخل ضرور ہے، یہی وجہ ہے کہ آج موبائل فون ایک طرح سے ہماری ضروریاتِ زندگی کا حصّہ بن چکا ہے۔ اس کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے روزمرہ کے معاملات میں موبائل فون کا استعمال اس قدر بڑھ چکا ہے کہ وہ لوگ اس کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے، چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، ہر وقت موبائل فون ہی سے چپے رہتے ہیں اور اُسے اپنے ساتھ چمٹائے رکھتے ہیں، حتیٰ کہ بعض بد ذوق لوگ تو باتھ روم

میں بھی اس کا استعمال جاری ہی رکھتے ہیں۔

موبائل کے اچھے بُرے ہونے کا دار و مدار استعمال پر ہے

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ موبائل فون کی ایجاد نے جہاں انسان کو بہت سارے فائدے پہنچائے ہیں، وہیں ناقابلِ تلافی نقصانات اور ناقابلِ حل مشکلات سے بھی دوچار کر دیا ہے۔ لہذا اگر فوائد کے اعتبار سے یہ ایک طرح کی نعمت ہے تو نقصانات کے لحاظ سے بہت بڑی مصیبت بھی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں موبائل فون کا کوئی قصور نہیں، کیونکہ یہ تو صرف ایک آلہ ہے، اپنی ذات کے اعتبار سے نہ اچھا ہے نہ بُرا، اس کے اچھے بُرے ہونے کی بنیاد اور اس کے فوائد و نقصانات کا دار و مدار اس کے استعمال پر ہے، اگر جائز کاموں میں اس کا صحیح استعمال کیا جائے، تو اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے، بلکہ اگر یہی موبائل فون ضرورت پڑنے پر نیک کاموں کے لئے استعمال کیا جائے تو کارِ ثواب بھی ہو سکتا ہے، نیک کاموں میں اس کا استعمال کوئی قابلِ تعجب بات نہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بھائی، مُبَلِّغِین اور ذِمَّہ دارانِ اس کے ذریعے بھی نیکی کی دعوت اور سُنّتوں کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں، ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے مدنی چینل پر دعوتِ اسلامی کے مدارس المدینہ کے مدنی عطیات کے لئے ٹیلی تھون (مدنی عطیات جمع کرنے کی مہم کا سلسلہ) ہوا، تو بہت سے اسلامی بھائیوں نے موبائل فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں ترقی کے لئے اپنے طور پر کوششیں کیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بھرپور انداز میں مدنی عطیات جمع کرنے کا سلسلہ رہا، بہر حال اگر اس کا صحیح استعمال کیا جائے تو یہ اچھا ہے اور اس کا فائدہ ہی فائدہ ہے اور اگر غلط استعمال کیا جائے تو یہ بُرا ہے اور اس کا نقصان ہی نقصان ہے۔

بے مقصد چیز کو ترک کرنے میں اسلام کا حُسن ہے

آج کروڑوں کی تعداد میں لوگ موبائل فون استعمال کر رہے ہیں، ان میں سے بعض تو ضرورت کی وجہ سے استعمال کرتے ہیں اور بہت سے فیشن، ویڈیو گیمز، عادت یا گناہ کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں، جن میں بد قسمتی سے مسلمان بھی شامل ہیں، ایسے لوگوں کو موبائل فون کے استعمال میں جائز و ناجائز کی کوئی پروا نہیں، یا یوں کہہ لیجئے کہ جائز و ناجائز کی طرف اُن کی کوئی توجہ نہیں، حالانکہ ایک مسلمان کا ہر کام شریعت کے عین مطابق ہونا چاہئے، بالفرض ناجائز و گناہ کے کاموں میں اس کا استعمال نہ بھی کیا جائے، صرف فضول کاموں میں ہی استعمال کیا جائے، جب بھی اس سے بچنا ہی چاہئے، کیونکہ فضول کام وقت ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ آدمی کے اسلام کی لذت و حلاوت اور حُسن پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ باقرینہ ہے: مَنْ حُسْنِ اِسْلَامِہِ الْبُرْءُ تَرْکُہُ مَا لَا یُغْنِیْہِ یعنی فضول اور بے مقصد کاموں کو چھوڑ دینا، اسلام کے حُسن میں سے ہے۔^(۱)

موبائل کے غلط استعمال سے پیدا ہونے والی بُرائیاں

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل موبائل فون کے فوائد سے زیادہ، اس کے نقصانات اور تباہ کاریاں ہیں۔ موبائل فون کی تباہ کاریوں اور فتنہ انگیزیوں کے مناظر دیکھ کر کیچہ منہ کو آتا ہے اور حیا دار پیشانی پسینہ پسینہ ہو جاتی ہے۔ موبائل کی وجہ سے اطمینان و سکون اور چین و قرار ختم ہو گیا... شرم و حیا اور عزت و وقار چلا گیا... شریف اور عزت دار عورت کی حیا رفتہ رفتہ ختم ہوتی جا رہی ہے... ابنِ آدم کی عزت اور بنتِ حوا کی عصمت و پاکدامنی کو خطرات نے گھیر لیا ہے... شرافت و اخلاق اور تہذیب و تمدن

کا جنازہ نکل گیا... اسراف اور فضول خرچی کا بازار گرم ہو گیا... اس کے غلط استعمال کی کثرت کی وجہ سے وقت کی قدر و قیمت کا احساس فنا ہو گیا اور وقت ضائع کرنے کا ایک نیا دور شروع ہو گیا... رات گئے تک موبائل کے ذریعے فضول گپیاں کرنے کی وجہ سے غیر ضروری شب بیداریوں میں اضافہ ہو گیا... عشق مجازی کی بیماری زور پکڑنے لگے... ناجائز اُلفت و محبت سے نوجوانوں کی زندگیاں تباہ ہونے لگیں... راتوں کو مسلسل جاگنے کی وجہ سے جسم مکمل آرام سے محروم ہو گیا... صحت پر بُرا اثر پڑنے لگا... گانے باجے سننے اور فلمیں ڈرامے دیکھنے کا رُنجان بڑھ گیا... گھر گھر میں سینما بلکہ ایک ایک گھر میں کئی کئی سینما کھل گئے... انتہائی شرمناک فلمی مناظر دیکھنے کی راہ میں حائل رکاوٹیں ختم ہو گئیں... نوجوان وقت سے پہلے ہی بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے لگے... پڑھائی میں دلچسپی اور کام کاج میں پُھرتی اور یکسوئی ختم ہو گئی... سُستی اور کاہلی عام ہو گئی اور آدمی آرام پسند ہو گیا... اجنبی عورتوں اور غیر محرم لڑکیوں سے تانک جھانک میں کئی گنا اضافہ ہو گیا... بے حیائی کا راستہ وسیع اور بدکاری کا راستہ انتہائی آسان ہو گیا... موبائل فون پر سیٹ کی گئی (یعنی لگائی ہوئی) موسیقی کی دُھنوں اور گانے کے واہیات (فضول) کلمات سے مسجدوں کا احترام اور تقدُّس پامال ہو گیا... مسجد کے پُر کیف ماحول میں ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن اور سنتوں بھرے درس و بیان کرنے، سننے والوں کی توجہ اور کیف و سرور متاثر ہونے لگا، حتیٰ کہ اپنے یا کسی اور کے موبائل کی وجہ سے نماز جیسی اہم عبادت کی بھی خُشوع و خُضوع کے ساتھ ادائیگی دُشوار ہو گئی۔

فریاد ہے اے کشتی اُمت کے نگہباں بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گانے باجے غیرتِ انسانی کا گلا گھونٹ دیتے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ تو موبائل فون کی بہت سی بُرائیوں میں سے چند ایک کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے، ان بُرائیوں میں سے بعض اپنے دامن میں مزید بہت سی بُرائیوں کو لئے ہوئے ہیں۔ مثلاً گانے باجے ہی کو لے لیجئے کہ موبائل کی وجہ سے گانے باجے سُنے کا رُحمان بڑھ رہا ہے، بلکہ اب تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ موبائل کے ذریعے یہ گناہ اس قدر آسان ہو گیا ہے کہ نہ صرف گانے باجے سُن کر کانوں کو حرام سے پُر کرنے بلکہ اس کے ساتھ بیہودہ و شرمناک مناظر دیکھ کر آنکھوں کو حرام سے پُر کرنے کے لیے بھی گویا کوئی رُکاوت ہی نہیں جبکہ گانے باجے سُنا، خود کئی بُرائیوں کا مجموعہ ہے، اس کے ذریعے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوتا ہے، غیرت میں کمی آتی اور شہوت میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ

نبی کریم، رُوفٌ رَحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: گانا اور لہو (یعنی کھیل کود) دل میں اس طرح نفاق اُگاتے ہیں، جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔^(۱) حضرت سَیِّدُنا صَحَّاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ گانا دل کو خراب اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کرتا ہے۔^(۲) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا یزید بن ولید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: گانے باجے سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیوں کہ یہ شہوت (یعنی بُری خواہش) کو اُبھارتے اور غیرت کو برباد کرتے ہیں

۱... فردوس الاخبار، باب الغین، ۱۰۱/۲، حدیث: ۴۲۰۴

۲... تفسیرات احمدیہ، پ ۲۱، لقنن، تحت الآیۃ: ۶، ص ۶۰۳

اور یہ شراب کے قائم مقام ہیں، اس میں نشے کی سی تاثیر ہے۔⁽¹⁾

رسالہ ”گانے باجے کی ہولناکیاں“ کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ روایات میں گانے باجے اور موسیقی کو رُوح کی غذا کہنے والوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ موسیقی رُوح کی غذا نہیں بلکہ قلب و رُوح کی ہلاکت و بربادی کا ذریعہ ہے۔ گانے باجے کے اخلاقی اور شرعی نقصانات جاننے اور اُن سے بچنے کیلئے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوالبال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا تحریر کردہ 48 صفحات پر مشتمل رسالہ ”گانے باجے کی ہولناکیاں اور گانوں کے 35 کفریہ اشعار“ کا مطالعہ انتہائی مفید ہے، اس رسالے میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے گانے باجے کا شوق رکھنے والے ایک گھرانے کی تباہی و بربادی سے متعلق انتہائی فکر انگیز واقعہ ذکر کرنے کے علاوہ، قرآن و حدیث کے فرامین اور فقہاء و بزرگانِ دین کے اقوال کی روشنی میں گانے باجے سننے کے معاشرتی و شرعی نقصانات اور اخروی عذابات بیان فرمائے ہیں، لہذا آج ہی اس رسالے کو مکتبۃ المدینہ کے بسترے سے ہدیۃ طلب فرما کر خود بھی اس کا مطالعہ کیجئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس کی ترغیب دلائیے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس رسالے کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جا سکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

موبائل ایک ذہنی اور نفسیاتی بیماری

جدید طبی تحقیق کے مطابق موبائل کی وجہ سے ذہنی و نفسیاتی مریضوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، موبائل نے انسان کے جسم کے ساتھ اس کی رُوح اور ذہن و دماغ کو بھی مَرَض میں مبتلا کر دیا ہے، انسان کا جسمانی بیماری میں مبتلا ہونا، اس قدر پریشان کُن نہیں، جس قدر اُس کا رُوحانی، نفسیاتی، ذہنی اور دماغی بیماری میں مبتلا ہونا تشویشناک ہے، کیونکہ رُوح کی بیماری انسان کو ناشائستگی اور بد اخلاقی کی طرف لے جاتی ہے اور ذہن و دماغ کا مَرَض انسان کو ایک عجیب کشمکش اور بے چینی کی سی کیفیت میں مبتلا کر دیتا ہے اور انسان کے روشن مستقبل پر ایک سیاہ دھبہ لگا دیتا ہے، انسان اپنے روشن مستقبل کیلئے سرتوڑ کوشش کرتا ہے اور اپنے فکر و عمل کو سنوارنے اور آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے، مگر اُس کا ذہنی و دماغی مَرَض اُس کے پاؤں کی زنجیر بن جاتا ہے۔ موبائل کی وجہ سے بلڈ پریشر، دل کے دورے اور چڑچڑے پن جیسی بیماریاں پہلے کے مقابلے میں بڑھتی جا رہی ہیں اور یہ چڑچڑاپن، گھریلو ماحول کے لئے انتہائی نقصان کا سبب بن رہا ہے۔ میاں بیوی میں جھگڑے ہو رہے ہیں اور خاندانی نظام کا شیرازہ بکھرتا جا رہا ہے، موبائل کی بدولت پیدا ہونے والے اس غصے اور چڑچڑے پن کی وجہ سے اپنوں اور غیروں کے درمیان گالی گلوچ اور مارپیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے، غرض کہ موبائل کے نتیجے میں برپا ہونے والا یہ ڈرامہ ایک سے ایک منظر پیش کر رہا ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

موبائل فون کس طرح ذہنی تناؤ، گھبراہٹ اور خاندانی کشیدگی کا باعث بن رہا ہے، اس بارے میں ایک اخبار کا یہ اقتباس سنئے اور خود کو موبائل فون کی ہلاکت خیزیوں سے بچانے، اس کے استعمال میں کمی لانے اور غیر ضروری استعمال سے پیچھا چھڑانے کی نیت کیجئے۔ چنانچہ

حالیہ تحقیق کے مطابق موبائل فون استعمال کرنے والے افراد ذہنی دباؤ کا شکار رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی تعداد ان لوگوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے، جو موبائل کا استعمال بہت کم یا بالکل نہیں کرتے۔ فون کرنے کے عادی افراد دفتر کی پریشائیاں بھی فون کے ساتھ ہی گھر لے آتے ہیں، جس سے گھروں میں خواتین بہت چڑتی ہیں، شوہر جب اپنے کام کے بارے میں گھر میں موبائل پر بات کرتا ہے اور ہر وقت اُس کا فون آتا رہتا ہے تو بیوی اور بچے دونوں کو شکایتیں رہتی ہیں، ایک ماہر سماجیات ڈاکٹر کے مطابق موبائل فون خواہ مرد حضرات استعمال کر رہے ہوں یا خواتین، اس سے گھریلو زندگی پر بُرا اثر پڑنے کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ ماہرین کے مطابق موبائل فون کا زیادہ استعمال خاندانی کشیدگی کا باعث بن رہا ہے، یہ مسلسل لوگوں کو ذہنی دباؤ کی ساتھ گھبراہٹ کا شکار بھی بنا رہا ہے، اس کا بڑھتا ہوا استعمال اس خطرے کی نشاندہی بھی کر رہا ہے کہ آنے والی نسلیں گھر اور باہر کی ذمے داریوں کو الگ الگ کر کے دیکھنے میں بھی ناکام ہو جائیں گی اور عام زندگی بھی مَصائب و آلام کا شکار ہو جائے گی۔⁽¹⁾

یاد رہے کہ انٹرنیٹ استعمال کرنے کے جتنے بھی اخلاقی معاشرتی اور شرعی نقصانات ہیں، انہیں علیحدہ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہر عقل مند شخص جانتا ہے کہ موبائل انٹرنیٹ کے تقریباً تمام نقصانات کو اپنے دامن میں پناہ دے چکا ہے۔ آج شاید کمپیوٹر سے زیادہ موبائل فون پر اور وہ بھی انتہائی کم پیسوں میں انٹرنیٹ استعمال کیا جا رہا ہے، بچے بچے کے پاس ایسا موبائل موجود ہے، جس کے ذریعے انتہائی تیز ترین انٹرنیٹ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ ٹی وی اور سنیما کے مُبصر اثرات اور بھیانک نتائج معاشرے کے لئے انتہائی پریشان کن تھے اور ٹیلی ویژن کو صحت کیلئے سب سے

زیادہ نقصان دہ قرار دیا گیا تھا، مگر آج موبائل اور انٹرنیٹ سب سے زیادہ صحت کو خراب اور اخلاق کو تباہ و برباد کر رہے ہیں، موبائل اور انٹرنیٹ نے انسانی بستیوں پر گویا ہلّا بول دیا ہے، یا پھر یہ کہہ لیجئے کہ موبائل نے انسان کے اخلاقی قدروں اور مذہبی روایتوں پر حملہ کر دیا ہے۔

ایک اطلاع کے مطابق انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد کے اعتبار سے ہندو دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے جہاں تقریباً 15 کروڑ 16 لاکھ افراد انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں اور جہاں تک موبائل فون استعمال کرنے کی بات ہے، تو ہند اس معاملے میں دنیا بھر کے ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے، جہاں 86 کروڑ 87 لاکھ موبائل فون استعمال میں ہیں۔ بچتہ عمر کے لوگوں کے علاوہ کم عمر لڑکے اور لڑکیاں بھی بڑی تعداد میں موبائل کا ہر طرح سے استعمال کر رہی ہیں، موبائل فون کی بدولت عشق مجازی کو بہت زیادہ فروغ ملا ہے، ٹی وی ایک کھلا ہوا راز تھا، لیکن موبائل ایک ”پوشیدہ راز“ ہے جس میں نہ جانے کیسے کیسے سنگین حقائق پوشیدہ ہیں، لہذا والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی نقل و حرکت پر توجہ رکھنے کے ساتھ ساتھ حکمتِ عملی کے ساتھ اُن کی تربیت کی بھی کوشش کرتے رہیں، بالخصوص جو بچے ابھی چھوٹے ہیں خدا را انہیں موبائل اور انٹرنیٹ کے نقصانات کے زور دار سیلاب سے بچائیں، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن نونہالوں کا گلشنِ کردار بھی اس سیلاب میں غرق ہو جائے۔ زہے نصیب خود بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں اور اپنے بچوں کو بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ کر دیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں قرآن و سنت کے مطابق دینی اور اخلاقی تربیت کی طرف بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بچوں کیلئے موبائل فون کے طبی نقصان کے بارے میں ایک مشہور ماہنامے کے تحقیقی مضمون میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عالمی ادارہ صحت کے سربراہ بھی ان بچوں کے والدین کو سخت تنبیہ کر چکے ہیں، جن کے بچے موبائل فون پر اپنا زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کرتے ہیں،

کھیل کھیل میں موبائل فون پر گھنٹوں بات چیت کرنے والے بچے یہ نہیں جانتے کہ موبائل فون سے ہونے والے نقصانات، ان کی صحت کے لیے کتنے خطرناک ہو سکتے ہیں، اس بارے میں کچھ ٹیسٹ بھی کئے گئے اور پتہ چلا کہ جن مقامات پر موبائل کا مسلسل استعمال کیا جاتا ہے، وہاں بڑی مقدار میں لہریں بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں، جو چھوٹے بچوں کے لئے تو انتہائی نقصان دہ ہیں۔⁽¹⁾

موبائل کی فتنہ سامانیوں سے متعلق 3 مارچ 2014 کے ایک اخبار کی تشویشناک تحریر کا خلاصہ بھی توجہ سے سننے کے قابل ہے، تحریر کا عنوان ہے، ہوشیار خبردار گھر گھر میں آگ لگا رہا ہے موبائل فون، جس تیزی کے ساتھ موبائل انسان کی زندگی کا حصہ بنا ہے، اُس تیزی کے ساتھ انسان کی زندگی میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکا، موبائل نے جہاں لوگوں کی زندگیوں میں آسانیاں فراہم کی ہیں، وہیں اس موبائل سے جھوٹ اور دھوکہ دہی کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے، آدمی حقیقت میں کہیں اور موجود ہوتا ہے، مگر موبائل فون پر اپنی موجودگی کے بارے میں کچھ اور بتا رہا ہوتا ہے، اس طرح سامنے والے سے جھوٹ بولنے اور اسے بیوقوف بنانے والا ایسے خوش ہو رہا ہوتا ہے، جیسے کوئی بہت بڑا نیک کام سر انجام دیا ہو۔⁽²⁾ حالانکہ بلا اجازت شرعی جھوٹ بولنا نہ صرف انتہائی قابلِ مذمت ہے، بلکہ قرآن و حدیث میں اس سے بچنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ 17 سورۃ الحج کی آیت نمبر 30 میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَاَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۱۰﴾ تَرْجَمَہ کنزالایمان: اور بچو جھوٹی بات سے۔

(پ ۱، سورۃ الحج: ۳۰)

نبی کریم، رُوْفٌ رَّحِیْمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سچائی کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی

1... ماہنامہ اشرفیہ اگست ۲۰۱۳ تبصر

2... ہفت روزہ نئی دنیا ۳ مارچ ۲۰۱۴ تبصر

طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک صِدِّیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔⁽¹⁾

آہ طغیانیاں گناہوں کی پارِ نیا مری لگا یا رب
نفس و شیطاں ہو گئے غالب ان کے چنگل سے تُو چھڑا یا رب
(وسائلِ بخشش صفحہ 79)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اس طرح میاں بیوی کی تکرار اور ایک دوسرے پر شک کی تلوار کھینچنے کا ہتھیار بھی موبائل بن چکا ہے، آج کئی ایسے معاملے سامنے آچکے ہیں، ای میل اور موبائل کی وجہ سے ذاتی اور عوامی زندگی تباہ ہو چکی ہے، خود کشی اور قتل کا باعث بننے والی اس دور کی سوشل ویب سائٹس اور موبائل نے مہذب دُنیا کو پریشانیوں میں ڈال دیا ہے۔⁽²⁾

موبائل فون روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ بھی بنتا جا رہا ہے، سخت قانون کے باوجود 55 فیصد لوگ گاڑی چلاتے وقت موبائل فون کے ذریعے گفتگو کرنے یا گانے باجے سننے میں مصروف رہتے ہیں، ایسے بھی واقعات سامنے آئے ہیں کہ پیچھے سے آنے والی گاڑیوں کا ہارن نہ سننے کی وجہ سے خطرناک حادثات ہو چکے ہیں، موبائل ایک طرح سے آپ کے لئے رحمت ہے تو زحمت بھی ہے، اس لئے اس کا استعمال

1... مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبیح الکذب... الخ، ص ۱۲۰۵، حدیث: ۲۶۰۷

2... ہفت روزہ نئی دُنیا ۳ مارچ ۲۰۱۳ء، تبصر

کریں لیکن احتیاط سے۔^(۱)

حال ہی میں فن لینڈ کے سائنس دانوں نے ایک تحقیق میں بتایا کہ موبائل فون سے دماغ میں تبدیلی آجاتی ہے، ماہرین کی رائے ہے کہ اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے، موبائل فون پر کم سے کم اور صرف مقصد کی بات کی جائے۔ فون دماغی کینسر جیسی سنگین بیماریوں کی وجہ ہے، موبائل فون دل کے پاس جیب میں نہیں رکھنا چاہئے، اس سے دل پر منفی اثر پڑتا ہے، ضرورت سے زیادہ دیر تک بات کرنے سے کان پر تو اس کا بُرا اثر پڑتا ہی ہے، ساتھ ہی دماغ بھی اس کے اثر سے بچ نہیں پاتا، خاص طور پر بچوں کی نشوونما نیز دماغ کیلئے فون کا اضافی استعمال نقصان دہ ہوتا ہے۔ جی ہاں! موبائل کا ایک خطرناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے، حاملہ عورت اور اُس کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کی صحت و اخلاق پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے، موبائل بجلی سے چلتا ہے، موبائل کو پہلے بجلی سے چارج کیا جاتا ہے، موبائل کے اندر کرنٹ اور بجلی کی شعاعیں بھری رہتی ہیں اور بجلی کی یہ شعاعیں عام آدمی کے لیے بھی نقصان دہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر حضرات موبائل کو سینے کے پاس جیب میں رکھنے سے منع کرتے ہیں، کیونکہ اس سے دل کا مرض پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، آج موبائل سے نکلنے والی شعاعیں حاملہ عورت اور اُس کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کی صحت کو مفلوج اور ناکارہ بنا رہی ہیں، لہذا حاملہ عورتیں دورانِ حمل موبائل کا زیادہ استعمال نہ کریں اور ضرورتاً موبائل استعمال کریں بھی تو اُسے اپنے سے دُور رکھیں، سر ہانے یا تکیہ کے نیچے موبائل ہرگز نہ رکھیں، جدید میڈیکل سائنس کی تحقیق کے مطابق آخری تین چار ہفتوں میں ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کے کانوں میں اُس کی ماں اور ارد گرد کی آوازیں پہنچنے لگتی

ہیں۔⁽¹⁾ آج کی مائیں ایامِ حمل میں تکلیف کا عذر پیش کر کے فرائض و واجبات، نماز، روزہ اور دیگر اُردو وظائف چھوڑ دیتی ہیں اور فضُول باتوں اور بے کار کاموں میں مشغول رہتی ہیں، فلمیں دیکھتی ہیں، گانے سنتی ہیں اور موبائل کے پیچھے پڑی رہتی ہیں، حالانکہ انہیں اندازہ ہونا چاہئے کہ اُن کی فلمِ بنی، فحش گوئی اور گانے سُنے کا بُرا اثر اُن کے پیٹ میں پلنے والے بچے پر بھی پڑ سکتا ہے۔ آئیے ماں کے پیٹ میں پلنے والے بچے پر اُس کی ماں کی اچھی عادت کا اچھا اثر پڑنے کا ایک عظیم الشان واقعہ سُنتے ہیں۔ چنانچہ

اچھی عادت کا اولاد پر اچھا اثر

پیرانِ پیر، روشن ضمیر، قطبِ ربّانی، محبوبِ سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدُ القادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پانچ برس کی عمر میں جب پہلی بار بِسْمِ اللہ کی رَسْم کیلئے کسی بزرگ کے پاس بیٹھے تو اَعُوذُ بِاللہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سُودَةُ الْفَاتِحہ اور اَللّٰم سے لے کر 18 پارے پڑھ کر سُنادیئے۔ اُن بزرگ نے پوچھا: بیٹے اور پڑھئے۔ فرمایا: بس مجھے اتنا ہی یاد ہے، کیونکہ میری والدہ کو بھی اتنا ہی یاد تھا، جب میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا، اُس وقت وہ پڑھا کرتی تھیں، میں نے سُن کر یاد کر لیا تھا۔⁽²⁾

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے کہ یہ ماں کے اچھے کاموں کا پیٹ میں پرورش پانے والے بچے پر اچھا اثر نہیں تو آور کیا ہے؟ یاد رکھئے! کہ ماں دُورِ انِ حملِ قرآنِ کریم کی تلاوت کرے گی تو ضروری نہیں کہ بچہ حافظِ قرآن بن کر ہی پیدا ہوگا، مگر اتنا ضرور ہے کہ تلاوتِ قرآنِ کریم اور ماں کے اچھے کاموں کا اثر بچے پر ضرور پڑے گا، حایلہ عورتوں کو اس سلسلے میں خاص توجہ دینے اور حتی الامکان

1... ماہنامہ اشرفیہ اگست ۲۰۱۳ تبصر

2... المحقق فی الحدائق، ۱/۱۴۰ تبصر قلیل

موبائل سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ویسے بھی غورتیں گھر کی مالکہ اور اُمورِ خانہ کی نگہبان اور ذمہ دار ہوتی ہیں، لہذا اس اعتبار سے بھی غورتوں کے حق میں موبائل کا زیادہ استعمال زہرِ قاتل اور حدِ درجہ خطرناک ہے، اگر غورتیں اکثر اوقات موبائل میں مشغول رہیں گی تو پھر گھریلو ذمّے داریوں کو کون سنبھالے گا؟ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کام کاج کے دوران کام کے ساتھ ساتھ مسلسل موبائل فون کی طرف بھی توجہ رکھنے سے نہ صرف ذہن پر غیر ضروری دباؤ پڑتا ہے، بلکہ اس غفلت کے سبب بعض اوقات گھر میں موجود چھوٹے بچوں کو ناقابلِ تلافی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے۔⁽¹⁾ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے احکامات اور پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مٹا دے ساری خطائیں مری مٹا یا رب
رہائی مجھ کو ملے کاش نفس و شیطاں سے
بنا دے نیک بنا نیک دے بنا یا رب
ترے حبیب کا دیتا ہوں واسطہ یا رب
گناہ بے عدد اور جُرم بھی ہیں لا تعداد
مُعا ف کر دے نہ سہہ پاؤں گا سزا یا رب
(وسائلِ بخشش صفحہ 78)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عشق مجازی سے جان چھڑانے کی تدبیریں:

سوال: اگر کسی سے عشق ہو جائے بد نگاہی وغیرہ گناہوں کا سلسلہ بھی ہو اور شادی کی ترکیب بھی ممکن نہ ہو، تو اس سے کس طرح چھٹکارا حاصل کرے؟

جواب: واقعی یہ معاملہ بڑا صبر آزمایہ ہے۔ اس دوران جو بھی گناہ ہوئے ہوں ان سے سچے دل سے توبہ کر کے

اس عشق سرِ پافِ نس سے نجات کیلئے اللہ غفار عَزَّوَجَلَّ کے عالی دربار میں گڑ گڑا کر دعا مانگے، اُس کو دیکھنے سے بچے، بلکہ اگر اُس کی تصویر، تحفہ یا کوئی اور نشانی اپنے پاس ہو تو اسے بھی نہ دیکھے اور فوراً وہ اشیا اپنے سے الگ کر دے، اُس کا فون نہ منے، اُس کا عشقیہ مکتوب نہ پڑھے، حتیٰ کہ اُس کے تصوّر سے بھی ہر ممکن صورت میں پیچھا چھڑائے۔ اپنے آپ کو دینی کاموں میں ایک دم مشغول کر دے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اپنے دل میں بڑھائے اور بارگاہ رسالت میں استغاثہ (یعنی فریاد) پیش کرے:

مَحَبَّتِ غَیْرِ کِی دِل سَے نِکالو یَا رَسولَ اللہ! مجھے اپنا ہی دیوانہ بنا لو یَا رَسولَ اللہ!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سوال: عشق بازی سے پیچھا چھڑانے کیلئے کوئی وظیفہ بھی بتا دیجئے۔

جواب: گزشتہ سوال کے جواب کی ابتداء میں جو مدنی پھول پیش کئے اس کے ساتھ ساتھ بے شک قرآنی آیات پر مشتمل یہ ”عمل“ بھی کر لیا جائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۙ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝
اَللّٰهُ نُورُ السَّلٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ لَا تَاْخُذُہٗ سَنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۙ

باوضو تین، 3 بار پڑھ کر (اول و آخر ایک بار دُرود شریف) پانی پر دم کر کے پی لے۔ یہ عمل 40 دن

تک کرے۔

اورادو و وظائف:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نفس کی بُری خواہشات سے چھٹکارا، نفسِ امارہ کی قید سے رہائی اور گناہوں

سے مغفرت پانے کے لیے وقتاً فوقتاً ان اُوراد کی برکتیں حاصل کرتے رہئے، چنانچہ

- جو کوئی اس اسمائے مبارکہ "یاغفار" کو ہمیشہ پڑھا کرے گا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نفس کی بُری خواہشات سے چھکار پائے گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص 248)
- جو کوئی نفسِ اتارہ کے ہاتھ گرفتار ہو تو ہر روز "یا حَیُّیْدُ" کا وظیفہ کر لیا کرے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نجات پائے گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص 250)
- جس کے گناہ بہت ہوں، وہ اس اسمِ پاک "یا عَفُو" کی کثرت کرے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص 257)

بیان کا خلاصہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ہم نے عشقِ مجازی کی تباہ کاریوں اور موبائل و انٹرنیٹ کے نقصانات کے بارے میں سنا۔

- یقیناً عشقِ مجازی اور بُری خواہشات میں مبتلا ہونا، بے شمار گناہوں میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔
- یقیناً عشقِ مجازی اور بُری خواہشات میں مبتلا ہونا، زندگی بھر کے پچھتاوے کا سبب بن جاتا ہے۔
- عشقِ مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے کے لیے مرد کا اُن عورتوں سے کہ جن سے شریعت میں پردہ ہے، ان سے تنہائی اختیار کرنا یا غیر شرعی طور پر رابطے کرنا، بہت سے گناہوں کا سبب بن سکتا ہے۔
- عشقِ مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے کے لیے مرد کا نامحرم عورتوں سے فون، انٹرنیٹ، ایس ایم ایس یا واٹس ایپ کے ذریعے سے رابطہ کرنے سے بچنا، بہت ضروری ہے، ورنہ یہ بُری حرکت عمر بھر کا روگ بن سکتی ہے۔

- عشق مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رورو کر دُعا کیجئے۔
- عشق مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے کے لیے انٹرنیٹ اور موبائل کے غلط استعمال سے بچئے۔
- عشق مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے کے لیے روحانی علاج کیجئے۔
- عشق مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے کے لیے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد میں مگن ہو جائیئے۔
- عشق مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے اور کردار و گفتار کی بہتری کے لیے اچھی صحبت اور مدنی ماحول اپنالیں۔
- عشق مجازی اور بُری خواہشات سے بچنے کے لیے مدنی انعامات کے عامل اور مدنی قافلوں کے مسافر بن جائیئے۔ ہاتھوں ہاتھ 26 ماہ یا 12 ماہ کے مدنی قافلوں میں سفر اختیار کیجئے۔
- 63 روزہ مدنی تربیتی کورس یا 41 روزہ مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس، ورنہ کم از کم 12 روزہ کردار ساز مدنی کورس کرنے کی سعادت حاصل کیجئے اور ہر 30 دن میں کم از کم ایک بار 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر تو کرنا ہی چاہئے۔

آئیں نہ مجھے وسوسے اور گندے خیالات دے ذہن کا اور دل کا خدا قفل مدینہ
 رفتار کا گفتار کا کردار کا دے دے ہر عضو کا دے مجھ کو خدا قفل مدینہ
 دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں ہر عضو کا عطر لگا قفل مدینہ
 (وسائل بخشش صفحہ 95)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطارِیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فیض سے جہاں تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے مُبَلِّغین نے لوگوں کی اصلاح کیلئے مختلف شعبہ جات میں نمایاں طور پر مدنی کام کیا، وہیں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی توجہ اور مدنی سوچ کے تحت دعوتِ اسلامی کے شعبہ جات میں سے ایک شعبہ بنام ”مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ“ بھی ہے، اس مجلس کے ذمہ داران، پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُکھاری اُمّت کی غنّواری کے مُقَدَّس جذبے کے تحت، رضائے الہی کے حصول کی نیت سے اپنے شعبے سے متعلقہ مدنی کاموں میں مصروف ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ رَجَبُ الْاٰخِر 1433ھ بمطابق مارچ 2012ء تک مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ کے تحت پاکستان کے سینکڑوں شہروں میں کم وبیش 600 کے قریب بستوں کے ساتھ ساتھ، بیرون ملک 150 سے زائد مقامات، جن میں ساؤتھ افریقہ، کینیڈا، افریقہ (مباسا، تنزانیہ، یوگنڈا)، ماریشس، انگلینڈ (بریڈ فورڈ، برمنگھم) امریکہ، اسپین، یونان، عَرَب شریف، عَرَب امارات، کویت، عُمان، ہانگ کانگ، ساؤتھ کوریا، ہند، (کے تقریباً 70 شہر) شامل ہیں، میں تعویذاتِ عطاریہ کے بستوں پر سینکڑوں اسلامی بھائی (جنہیں مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ کی طرف سے اجازت اور تربیت حاصل ہے) دُکھی انسانیت کی غنّواری کرتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔ ہر ماہ تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار (1,25,000) مریضوں کو 4 لاکھ سے زائد تعویذات و اُورادِ عطاریہ دیئے جاتے ہیں۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو!
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام ”یوم تعطیل اعتکاف“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلمانوں کے عملی حالات آج ناگفتہ بہ ہیں، عشق مجازی کا زور دار سیلاب جسے دیکھو بہائے لئے جا رہا ہے، ایسے میں تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول کسی نعمتِ غظمیٰ سے کم نہیں، لہذا اخلاقی شرعی اور معاشرتی بُرائیوں سے بچنے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے اور ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام ”یومِ تعطیلِ اعتکاف“ بھی ہے۔ اس مدنی کام کا بنیادی مقصد مساجد کو آباد کرنا، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کے ذریعے گھروں، دکانوں میں جا جا کر نماز کی دعوت پیش کرنا، سنتیں اور آداب وغیرہ سکھانے کی ترکیب کرنا اور وہاں دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کو شروع یا مزید مضبوط کرنا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ احادیثِ مبارکہ میں مسجدوں کو آباد کرنے کے ایمان افروز فضائل بیان کئے گئے ہیں، آئیے اس ضمن میں تین (3) فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے اور یومِ تعطیلِ اعتکاف میں ہر ہفتے شرکت کی نیت کیجئے۔

1. بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھروں کو آباد کرنے والے ہی، اللہ والے ہیں۔⁽¹⁾
2. جو مسجد سے محبت کرتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔⁽²⁾
3. جب کوئی بندہ نماز اور ذکر کے لئے مسجد کو ٹھکانا بنا لیتا ہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے جیسا کہ جب کوئی غائب آتا ہے، تو اُس کے گھر والے اُس سے خوش ہوتے ہیں۔⁽³⁾

1... معجم اوسط، من اسمہ ابراہیم، ۵۸/۲، حدیث: ۲۵۰۲

2... معجم اوسط، من اسمہ محمد، ۴۰۰/۴، حدیث: ۶۳۸۳

3... ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعة، باب: لزوم المساجد... الخ، ۴۳۸/۱، حدیث: ۸۰۰

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں، پورے ماہِ رمضان یا آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کی برکت سے کئی لوگوں کی زندگیوں میں حیرت انگیز مدنی اِنقلاب برپا ہو گیا اور وہ گناہوں کی آفتوں اور عشقِ مجازی کی ہلاکتوں سے خود کو بچانے میں کامیاب ہو گئے، آئیے ترغیب کے لئے ایک مدنی بہار سنئے ہیں:

ناکام عاشق

بابُ المدینہ (کراچی) کے علاقے ملیر کے ایک اسلامی بھائی، اپنی زندگی میں آنے والے مدنی اِنقلاب کے بارے میں کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: میں شومی قسمت (یعنی بد قسمتی) سے عشقِ مجازی میں گرفتار ہو کر گناہوں میں بد مست ہو گیا تھا، ایک روز مجھے خبر ملی کہ گھر والوں نے ”اُس“ کی شادی کہیں اور کر دی ہے۔ اِس وَقْتُعے (یعنی صدمے) کے بعد میری زندگی اَحْیَرَن (آجی۔ رن یعنی دُشوار) ہو کر رہ گئی، بالآخر میرا بھی اِنجام وہی ہوا جو عشقِ مجازی میں شیطان کے ہاتھوں کھلونا بننے والے سینکڑوں ناکام و نامراد عاشقوں کا ہوا کرتا ہے، چنانچہ بیزار ہو کر میں چَرس، اَفیون، شراب، ہیر و سُن اور نَشہ آور اِنجکشن جیسی مُہلک نَشِیَات (م۔ نَش۔ ش۔ یات) کا عادی بن گیا۔ اپنے فاسد گمان میں قلبی سُکون پانے کی خاطر شاید ہی کوئی نَشہ ہو جو میں نے نہ کیا ہو۔ زندگی سے اِس قدر تنگ آچکا تھا کہ مَعَاذَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ کئی بار تو خودکشی کی بھی ناکام کوشش کی، خود کو ختم کرنے کی خاطر ڈیٹول، پیٹرول اور تیزاب تک پییا، لیکن سانسوں کی گنتی ابھی پوری نہ ہوئی تھی۔ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی پر قربان جاؤں کہ اتنی نافرمانیوں کے باوجود اُس نے مجھ پر بابِ رَحمت بند نہ کیا، سببِ کرم کچھ یوں ہوا کہ میری ملاقات دعوتِ اسلامی کے

مہکے مہکے مشکبارِ مَدَنی ماحول سے وابستہ ایک عاشقِ رسول سے ہو گئی۔ اُن کے میٹھے بول سُن کر میرے دل میں اُز سر نو جینے کی اُمنگ جاگ اُٹھی، اُن کی انفرادی کوشش کی برکت سے 29 شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ بمطابق 2006ء کو مجھے دعوتِ اسلامی کے عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ کی روحانیت سے بھرپور فضاؤں میں آنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہاں ہر سوسبز سبز عمامے والے عاشقانِ رسول کو دیکھ کر میرا ایمان تازہ ہو گیا اور ہاتھوں ہاتھ ۱۴۲۷ھ کے پورے ماہِ رَمَضان المبارک کے اجتماعی اعتکاف میں بیٹھ گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مجھ گناہگار کو بھی رَمَضان المبارک کے روزے رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، مَدَنی ماحول کی برکت سے میرے سر سے عشقِ مجازی کا بُھوت اُتر گیا، دل سے بُرے خیالات جاتے رہے، میں نے چہرے پر داڑھی، سر پر سبز سبز عمامہ شریف اور بدن پر سنت کے مطابق مَدَنی لباس سجالیا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ پنجوقتہ نماز کا پابند بن گیا اور تادمِ تحریر ”مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے“ کے مقدّس جذبے کے تحت مَدَنی کاموں کیلئے کوشاں ہوں۔

عطائے حبیبِ خدا مَدَنی ماحول ہے فیضانِ غوث و رضا مَدَنی ماحول
بفیضانِ احمد رضا اِنْ شَاءَ اللہ یہ پھولے پھلے گا سدا مَدَنی ماحول
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت، چند سُنتیں اور آدابِ بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ

سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔⁽¹⁾

سینہ تری سنت کا مدینہ بنے آقا جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مسواک کی سنتیں اور آداب

آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ کے رسالے ”163 مدنی پھول“ سے مسواک کی سنتیں اور آداب سنتے ہیں۔

پہلے دو فرامین مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ ہوں: ﴿دو رکعت مسواک کر کے پڑھنا بغیر مسواک کی ستر (70) رکعتوں سے افضل ہے۔﴾⁽²⁾ ﴿مسواک کا استعمال اپنے لئے لازم کر لو کیونکہ اس میں منہ کی صفائی اور (یہ) رب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔﴾⁽³⁾ حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ مسواک میں دس خوبیاں ہیں: (چند یہ ہیں) منہ صاف کرتی، منوڑھے کو مضبوط بناتی ہے، بینائی بڑھاتی، بلغم دُور کرتی ہے، منہ کی بدبو ختم کرتی، سنت کے موافق ہے، فرشتے خوش ہوتے ہیں، رب عَزَّوَجَلَّ راضی ہوتا ہے۔ ﴿حضرت سیدنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: چار چیزیں عقل بڑھاتی ہیں: فضول باتوں سے پرہیز، مسواک کا استعمال، صلیٰ یعنی نیک لوگوں کی صحبت اور اپنے علم پر عمل کرنا۔﴾⁽⁴⁾ ﴿مسواک پیلو یازیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو مسواک کی موٹائی چھوٹائی چھوٹی انگلی کے برابر ہو۔

1... مشکاة الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ۵۵/۱، حدیث: ۱۷۵

2... التَّوْبَةُ وَالتَّوْبَةُ، کتاب الطہارة، التَّوْبَةُ فِي السَّوَاكِ... الخ، ۱۷۲/۱، حدیث: ۳۳۷

3... مُسْنَدُ اَحْمَد، مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ، ۴۳۸/۲، حدیث: ۵۸۶۹

4... اِحْیَاءُ الْعُلُوْم، کتاب آداب الاکل، فصل: یجمع آداب... الخ، ۲۷/۲

❁ مسواک جب ناقابل استعمال ہو جائے تو پھینک مت دیجئے کہ یہ آلہ ادائے سنت ہے، کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیجئے یا دفن کر دیجئے یا پتھر وغیرہ وزن باندھ کر سمندر میں ڈبو دیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (304 صفحات) نیز 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سُنَّتیں اور آداب“ ہدیۃ طلب کیجئے اور بغور اس کا مطالعہ فرمائیے۔ سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلہ میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

سنتوں کی تربیت کے قافلے میں بار بار
صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجھ کو جذبہ دے سفر کرتا رہوں پروردگار
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ يَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ يَا نُوْرَ اللّٰہِ

کُوْنْتُ سُنْتُ الْاِعْتِکَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے،

نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرُودِ پاک کی فضیلت:

فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا، اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس (10) رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس (10) گناہ مٹاتا ہے اور دس (10) دَرَجات بلند فرماتا ہے۔

(نسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴، از ضیائے دُرُود و سلام، ص ۳)

یانبی! تجھ پہ لاکھوں دُرُود و سلام

مجھ کو ہے ناز کہ میں ہوں تیرا غلام

اپنی رحمت سے تُو شاہِ خیرِ الانام

مجھ سے عاصی کا بھی ناز بردار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ خَيْرُكُمْ مَنْ عَمِلَ“ مُسلمان کی نیت اُس کے عمل سے

بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سنوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرور تائیمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صد اگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ❀ دیکھ کر بیان کروں گا ❀ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالنُّوعِظَةِ الْحَسَنَةِ (تَرْجُمۃ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: يَبْلُغُوا عَقِيًّا وَلَوْ اِيْتًا۔ یعنی ”پہنچادو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا ❀ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ❀ اُتُعاَر پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشکل اَلْفَاظ بولتے وقت دل کے اَخْلَاص پر

تَوْبُہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلَّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ﴿مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علاقائی دَوْرہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَعْنَت دِلاؤں گا﴾ تَهَنُّت لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ﴿نظر کی حِفَاظَت کا ذِمَّہ بنانے کی خاطر حتّٰی الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

معذور چلنے پھرنے لگا:

ایک بار ڈاکوؤں کی ایک جماعت لوٹ مار کیلئے نکلی، دریں اثناء (اسی دوران انہوں نے) رات ایک مُسافر خانہ میں قیام کیا اور وہاں یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ راہِ خُدا کے مُسافر ہیں۔ مُسافر خانہ کا مالک نیک آدمی تھا، اُس نے رِضائے الہی عَزَّوَجَلَّ پانے کی نیت سے ان کی خُوب خدمت کی۔ صُبح وہ ڈاکو کسی طرف روانہ ہو گئے اور لوٹ مار کر کے شام کو واپس وہیں آ گئے۔ گزشتہ شب مُسافر خانہ والے کے جس لڑکے کو (انہوں نے) چلنے پھرنے سے معذور دیکھا تھا، وہ آج بلا تکلّف چل پھر رہا تھا! انہوں نے تعجّب کے ساتھ مُسافر خانہ والے سے استفسار کیا: کیا یہ وہی کل والا معذور لڑکا نہیں؟ اُس نے بڑے احترام سے جواب دیا: جی ہاں، یہ وہی ہے۔ پوچھا، یہ کیسے صحت یاب ہو گیا؟ جواب دیا، یہ سب آپ جیسے راہِ خدا کے مُسافروں کی برکت ہے، بات یہ ہے کہ آپ لوگوں نے جو کھایا تھا، اُس میں سے کچھ بچ رہا تھا، ہم نے آپ حضرات کا جو ٹھا کھانا، بہ نیتِ شفا اپنے معذور بچے کو کھلایا اور جو ٹھے پانی سے اُس کے بدن پر مالش کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ جیسے نیک بندوں کے جھوٹے کھانے اور پانی کی برکت سے ہمارے معذور بچے کو شفاء عطا فرمادی۔ جب ڈاکوؤں نے یہ سنا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، روتے ہوئے انہوں نے کہا، یہ سب آپ کے حُسنِ ظن کا نتیجہ ہے ورنہ ہم تو سخت گنہگار لوگ ہیں، سُنو ہم راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے

مسافر نہیں ڈاکو ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس کرم نوازی نے ہمارے دلوں کی دُنیا زیر و زبر کر دی، ہم آپ کو گواہ رکھ کر توبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ تائب ہو کر ان لوگوں نے نیکی کا راستہ لیا اور مرتے دم تک توبہ پر ثابت قدم رہے۔ (کتابُ القُلُوبِ ص ۲۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فیضانِ سُنَّت کا تعارف:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُسنِ ظن کی برکتوں سے مالا مال بیان کردہ عظیم الشان حکایت "فیضانِ سُنَّت" جلد اول میں موجود ہے ﴿فیضانِ سُنَّت جلد اول امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی لکھی ہوئی عظیم کتاب ہے﴾ ﴿فیضانِ سُنَّت جلد اول میں 4 ابواب ہیں (فیضانِ بسم اللہ، آدابِ طعام، پیٹ کا قفلِ مدینہ اور فیضانِ رمضان) ﴿فیضانِ سُنَّت جلد اول 1548 صفحات پر مشتمل ہے﴾ ﴿فیضانِ سُنَّت جلد اول کا پہلا باب فیضانِ بِسْمِ اللہ، بِسْمِ اللہ پڑھنے کے فضائل، جَنّت سے سامان کی حفاظت کا طریقہ، بخار کے 5 مدنی علاج، دردِ سر کے 7 علاج، خواب بیان کرنے کے دلائل وغیرہ پر مشتمل ہے﴾ ﴿فیضانِ سُنَّت جلد اول کا دوسرا باب ”آدابِ طعام“ کھانے کی سُنّتیں اور آداب کے ساتھ ساتھ ہاتھ سے کھانے کے طَبِّی فوائد، ٹیک لگا کر کھانے کے طَبِّی نقصانات، جَنّت لیموں سے گھبراتے ہیں، رنگ برنگی 99 حکایات، مرحوم نگران

شوری حاجی محمد مشتاق عطاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مختصر حالاتِ زندگی اور جانشین امیر اہلسنت، شہزادہ عطار، ابو اسید حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی جانب سے لکھے گئے، ایک مکتوب (خط) وغیرہ پر مشتمل ہے، ﴿ فیضانِ سنت جلد اول کا تیسرا باب "پیٹ کا قفلِ مدینہ" بھوک کے فضائل کے ساتھ ساتھ 52 حکایات پر مشتمل ہے، ﴿ فیضانِ سنت جلد اول کا چوتھا باب "فیضانِ رمضان" فضائلِ رمضان کے ساتھ ساتھ تراویح، لیلۃُ القدر، اعتکاف، عید الفطر کے فضائل اور نفل روزوں کے فضائل، روزہ داروں کی حکایات اور اعتکاف کرنے والوں کی 41 مدنی بہاروں پر مشتمل ہے ﴿ فیضانِ سنت جلد اول کو بہت آسان انداز میں لکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں بھی آسانی سمجھ سکیں۔ ﴿ فیضانِ سنت جلد اول مبلغین و مبلغات کے ساتھ ساتھ، علماء و واعظین، خطباء و مقررین، مُصَنِّفین وغیرہ کے لیے یکساں طور پر مفید ہے ﴿ فیضانِ سنت جلد اول کا جو خوش نصیب اسلامی بھائی یا اسلامی بہن کم از کم 40 دن روزانہ 2 درس دے اُس کے لیے امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی جانب سے اس پوری کتاب کا ثواب ایصال کیا گیا ہے ﴿ فیضانِ سنت جلد اول کو جو خوش نصیب اسلامی بھائی یا اسلامی بہن 163 دن کے اندر اندر مکمل پڑھ لے، اُس کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی جانب سے ایمان پر استقامت، سکرات میں نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت، قبر و حشر میں راحت، بے حساب مغفرت اور جنت الفردوس میں مدنی حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس ملنے کی دُعا ہے، ﴿ فیضانِ سنت جلد اول مکتبۃ المدینہ سے ہدیہ حاصل کی جاسکتی ہے ﴿ فیضانِ سنت جلد اول دعوتِ اسلامی کی

ویب سائٹ www.dawateislami.net سے مفت میں پڑھی جاسکتی ہے، ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ آؤٹ بھی کی جاسکتی ہے ﴿ فیضانِ سنت جلد اول اگر مخیرِ اسلامی بھائی اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے خرید کر مساجد و مدارس، دفاتر و کارخانے، اسکول و کالج کے لیے وقف کریں یا درس دینے والوں کو تحفہ دے دیں تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ثواب کا انبار لگ جائے گا۔

مجھے درسِ فیضانِ سنت کی توفیق

ملے دن میں دو مرتبہ یا الہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! فیضانِ سنت جلد اول سے بیان کی گئی اس حکایت سے معلوم ہوا کہ مُسلمان پر حُسنِ ظن کی بہت برکتیں ہیں، حُسنِ ظن کا مطلب ہے اچھا گمان رکھنا، اچھا خیال جمانا مثلاً فلاں شخص بہت نیک ہے، میرے مرشد، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی ہیں، میرا نگران بہت نیکیاں کرنے والا ہے وغیرہ۔

حُسنِ ظن کی برکتیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسافر خانے کے مالک نے ڈاکوؤں کی جماعت سے حُسنِ ظن رکھا، اُن کی خوب خدمت کی اور اُن کا جوٹھا کھانا بطورِ تبرک اپنے معذور بچے کو کھلایا اور ان کا جوٹھا پانی اپنے معذور بچے کے بدن پر ملا تو اللہ تعالیٰ نے حُسنِ ظن کی برکت سے اُس معذور بچے کو شفاء عطا فرمادی۔ یہ حُسنِ ظن ہی کی برکت تھی کہ ڈاکوؤں کا گروہ بھی توبہ کر کے نیکی کے راستے پر چل پڑا اور ثابت

قدم رہا۔

کاش! ہمیں بھی ہر نیک مسلمان سے حُسنِ ظن رکھنا نصیب ہو جائے۔ کاش! ہمیں بھی اپنے دینی اُستاد سے، اپنے امام صاحب سے، اپنے نگران سے حُسنِ ظن رکھنا نصیب ہو جائے۔ امین

آئیں نہ مجھے دوسوے اور گندے خیالات
دے ذہن کا اور دل کا خدا قفلِ مدینہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے یہ بھی پتہ چلا کہ جب ایک عام سے مُسلمان کے جوٹھے میں بھی شفا ہے تو ایک نیک، متقی، پرہیزگار اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کے جوٹھے میں برکتوں کا کیسا سَمندر ٹھاٹھیں مارتا ہو گا۔

مصلوح کی ہاتھوں ہاتھ شفا یابی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں رَمَضَانُ الْمَبَارَک کے آخری عشرہ میں مساجد کے اندر اجتماعی اعتکاف کا سلسلہ ہوتا ہے جس میں مُعتکفین کی سنتوں بھری تربیت کی جاتی ہے۔ معاشرہ کے کئی بگڑے ہوئے افراد دورانِ اعتکاف گناہوں سے تائب ہو کر زندگی کے نئے دور کا آغاز کرتے ہیں۔ بعض اوقات ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی عنایات سے ایمان افروز کرشمات کا بھی ظہور ہوتا ہے چنانچہ رَمَضَانُ الْمَبَارَک 1425ھ کے اجتماعی اعتکاف میں دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں جہاں کم و بیش 2000 مُعتکفین تھے، اُن میں ضلع چکوال (پنجاب، پاکستان) کے 77 سالہ مُعتمر بُزرگ حافظ محمد اشرف

صاحب بھی مُتَعَفِّف ہو گئے۔ قَبْلہ حَافِظ صَاحِب کا ہاتھ اور زَبان مَفلُوج تھے اور قُوَّتِ سَماعت بھی جواب دے چکی تھی۔ وہ بڑے خوش عقیدہ تھے۔ اُنہوں نے ایک بار افطار کے کھانے میں بَصَدِ حُسنِ ظن، شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے جو ٹھاکھانا لیکر کھایا، اُنہی سے دَم بھی کروایا، بس اُن کے حُسنِ ظن نے کام کر دکھایا، رَحْمَتِ اِلہِی عَزَّوَجَلَّ کو جوش آیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو شفا یاب فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُن کا فاجِ کُمرض جاتا رہا۔ اُنہوں نے ہزاروں اسلامی بھائیوں کی موجودگی میں فیضانِ مدینہ کے منچ پر چڑھ کر بَصَدِ عقیدت اپنے رُوبہ صَحّت ہونے کی بشارت سنائی، یہ نوید جانفزائیں کَرَفَضَاءُ ”اللہ، اللہ، اللہ، اللہ“ کی پُر کیف صداؤں سے گونج اُٹھی۔ اُن دنوں کئی مقامی اخبارات نے اس خبرِ فرحت اثر کو شائع کیا۔

دعوتِ اسلامی کی قیوم دونوں جہاں میں بچ جائے دھوم

اِس پہ فدا ہو بچہ بچہ یا اللہ مری جھولی بھر دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ ہمیں یہ نہیں معلوم کہ کون شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی اور اس کا مُقَرَّب بندہ ہے، اس لیے ہمیں ہر ایک مُسلمان بھائی کے جوٹھے کی قدر کرنی چاہیے۔ مگر افسوس! ہمارے مُعاشرے میں رائج ہو جانے والی دیگر کئی خلافِ شرع رَسْموں کی طرح بچے ہوئے کھانے و مشروبات کو ضائع کرنے کا رُحمان بڑھنے کے ساتھ ساتھ مَعَآذِ اللہ عَزَّوَجَلَّ فیشن بنتا چلا جا رہا ہے۔ ہر طرف کھانے کی بے حُرمتی کے دِلسوز نظارے ہیں، گھریلو فنکشنز (تقریبات) ہوں یا بُزرگانِ دین رَحْمَتُہُمُ اللہُ النَّبِیِّین کی نیاز کے تَبَرُّکات، سماجی محافل ہوں یا شادی کی تقریبات، ہر طرف کھانے کو ضائع کرنے کے

افسوس ناک منظر ہیں، تھالوں میں بچا ہوا تھوڑا سا کھانا، پیالوں اور پیٹلوں، دیگوں میں بچا ہوا شوربا، پلیٹ میں بچ جانے والا سالن اور روٹی کے بچ جانے والے قابل استعمال کنارے اور ٹکڑے دوبارہ استعمال کرنے کا اکثر لوگوں کا ذہن نہیں ہوتا، اس طرح بہت سارا بچا ہوا کھانا، عموماً کچرا کونڈی (Dust Bin) کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ اسراف (یعنی کسی چیز کا ضائع کرنا) ہے، لہذا اب تک جتنا بھی اسراف کیا ہے، اس سے توبہ کیجئے اور آئندہ کھانے کے ایک دانے یا شوربے کے ایک قطرے کا بھی اسراف نہ ہو اس کا عہد کیجئے! یاد رکھئے! "ایسا اسراف جس میں مال کا ضائع ہونا پایا جائے، یہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔"

اسی طرح گلاس میں بچے ہوئے مسلمان کے صاف ستھرے جوٹھے پانی یا مشروب کو قابل استعمال ہونے کے باوجود خواہ مخواہ پھینکنا نہ چاہیے، مقبول ہے: **سُوْرُ الْمُؤْمِنِ شِفَاءٌ** یعنی مسلمان کے جوٹھے میں شفا ہے۔ (الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ لابن حجر الہیتمی ج ۴ ص ۱۱۷) اپنے مسلمان بھائی کا جوٹھا استعمال کرنے میں جہاں شفا ملنے کی اُمید ہے، وہیں آپس میں اُخوت و بھائی چارہ پیدا ہونے، باہمی محبت کے بڑھنے، تکبر جیسی بیماری سے بچنے، عاجزی و انکساری پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ گناہوں سے معافی ملنے کی بھی خوشخبری ہے، جی ہاں چنانچہ

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”عاجزی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کا جوٹھا یعنی بچا ہوا پانی پی لے اور جو اپنے بھائی کا جوٹھا پیتا ہے اس کے 70 درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں، 70 گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے 70 نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۷۴۵، ج ۳، ص ۵۱)

مرحبا! مسلمان بھائی کا جو ٹھایا یعنی بچا ہوا پانی پی لینا، عاجزی کی علامت ہے، مسلمان بھائی کا جو ٹھایا یعنی بچا ہوا پانی پی لینا 70 درجات کی بلندی کا سبب ہے، مسلمان بھائی کا جو ٹھایا یعنی بچا ہوا پانی پی لینا 70 گناہوں کو مٹا دیے جانے کا سبب ہے، مسلمان بھائی کا جو ٹھایا یعنی بچا ہوا پانی پی لینا 70 نیکیوں کے لکھے جانے کا سبب ہے۔

گناہوں سے مجھ کو بچا یا اِہی
 بری عادتیں بھی چھڑا یا اِہی
 صَلَّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زرد چہرے والا موچی:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "عیون الحکایات حصہ اول" کے صفحہ نمبر 166 پر حکایت نمبر 74 ہے:

حضرت سیدنا خالد بن ایوب رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”بنی اسرائیل کے ایک عابد نے پہاڑ کی چوٹی پر ساٹھ (60) سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ”فلاں موچی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے اور اس کا مرتبہ تجھ سے زیادہ ہے۔“

جب وہ عابد نیند سے بیدار ہوا تو خواب کے بارے میں سوچا، پھر خود ہی کہنے لگا: ”یہ تو محض خواب ہے، اس کا کیا اعتبار۔“ لہذا اس نے خواب کی طرف توجہ نہ دی، کچھ عرصہ بعد اسے پھر اسی طرح خواب میں کہا گیا کہ فلاں موچی تجھ سے افضل ہے۔ مگر اب کی بار بھی اس نے خواب کی طرف کوئی توجہ نہ دی، تیسری مرتبہ پھر اسے خواب میں اسی طرح کہا گیا۔ بار بار خواب میں جب اسے موچی کی

فضیلت کے بارے میں بتایا گیا تو وہ پہاڑ سے اتر اور اس موچی کے پاس پہنچا۔ موچی نے جب اسے دیکھا تو اپنا کام چھوڑ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا اور بڑی عقیدت سے اس عابد کی دست بوسی کرنے لگا، پھر عرض گزار ہوا: ”حضور! آپ کو کس چیز نے عبادت خانے سے نکلنے پر مجبور کیا ہے؟“

وہ عابد کہنے لگا: ”میں تیری وجہ سے یہاں آیا ہوں، مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تیرا رتبہ مجھ سے زیادہ ہے؟“ اس وجہ سے میں تیری زیارت کرنے آیا ہوں، مجھے بتا کہ وہ کونسا عمل ہے، جس کی وجہ سے تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہے؟ وہ موچی خاموش رہا، گویا وہ اپنے عمل کے بارے میں بتانے سے ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ پھر کہنے لگا: ”میرا اور تو کوئی خاص عمل نہیں، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں سارا دن رزقِ حلال کمانے میں مشغول رہتا ہوں اور حرام مال سے بچتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ مجھے سارے دن میں جتنا رزق عطا فرماتا ہے، میں اس میں سے آدھا اس کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں اور آدھا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہوں۔ دوسرا عمل یہ ہے کہ میں کثرت سے روزے رکھتا ہوں، اس کے علاوہ کوئی اور چیز میرے اندر ایسی نہیں جو باعثِ فضیلت ہو۔“

یہ سن کر عابد اس نیک موچی کے پاس سے چلا گیا اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر اسے خواب میں کہا گیا: ”اس موچی سے پوچھو کہ کس چیز کے خوف نے تمہارا چہرہ زرد کر دیا ہے؟ چنانچہ وہ عابد دوبارہ موچی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ”تمہارا چہرہ زرد کیوں ہے؟ آخر تمہیں کس چیز کا خوف دامن گیر ہے؟“ موچی نے جواب دیا: ”جب بھی میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے اچھا ہے، یہ جنتی ہے اور میں جہنم کے لائق ہوں، میں اپنے آپ کو سب سے حقیر جانتا ہوں اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ گناہگار تصور کرتا ہوں اور مجھے ہر وقت جہنم کا خوف

کھائے جا رہا ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ میرا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔“ وہ عابد واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔

حضرت سیدنا خلد بن ایوب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس موچی کو اس عبادت گزار شخص پر اسی لئے فضیلت دی گئی کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا تھا اور اپنے علاوہ سب کو جتنی سمجھتا تھا۔“ (اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اِمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پہاڑ کی چوٹی پر 60 سال تک اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے والے عابد سے بڑھ کر ایک موچی کو اُس سے بڑھ کر عبادت گزار اور بڑا مقام حاصل ہوا، اُس نیک اور صالح موچی کی خصوصیات کیا تھیں کہ وہ سارا دن رِزقِ حلال کماتا، حرام سے بچتا اور پھر آدھا مال راہِ خدا میں صدقہ کر دیتا۔ دوسرا عمل اُس نیک اور صالح موچی کا یہ تھا کہ کثرت سے روزے رکھتا اور خاص طور پر وہ عمل جس کی بنا پر اُس نیک اور صالح موچی کو 60 سال تک اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے والے عابد سے بڑھ کر مقام حاصل ہوا، وہ خاص عمل یہ تھا کہ وہ سب سے حُسنِ ظن رکھتا اور سب کو اپنے سے بہتر جانتا، اپنے علاوہ سب کو جتنی سمجھتا اور خود اُس کی اپنی کیفیت یہ تھی کہ جہنم کے خوف سے اُس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ

میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! حُسنِ ظن ایک عمدہ عبادت ہے، سینے میں دھڑکنے والا

دل بھی ہمارے نامہ اعمال میں نیکیوں کے اضافے کا سبب بنے گا یا گناہوں کی ترقی میں برابر کا شریک

ہوگا، جب میدانِ محشر میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان وغیرہ سے حساب لیا جائے گا تو یہ دل بھی ان اعضاء کے ساتھ شریک ہوگا۔ اگر مسلمانوں سے حُسنِ ظن رکھیں گے تو یہ دل ہمارے لیے نیکیوں میں اضافہ کا سبب بنے گا اور اگر مسلمانوں سے بلاوجہ بدگمانی کی تو یاد رکھئے! اس پر بھی پکڑ کا خوف ہے۔

چُننا چہ پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 36 میں ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ
كَانَ عَنْهُ مُسْئِلًا ۝

ان سب سے سوال ہونا ہے۔

دل کے تیمار ہمارا کرتا
آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے

سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرما رہے ہیں: وہ دل جس میں پورے جسم کی خیر خواہی کا جذبہ ہوتا ہے، اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو دل فوراً پریشان ہو جاتا ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارا دل خود ہی گناہ کر کر کے بیمار ہو چکا ہے، تو یہ دل کس طرح ہماری تیمارداری اور خیر خواہی کرے گا، اللہ ہی جانے ہمارا کیا بنے گا؟

عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:

قلب پتھر سے بھی سختی میں بڑھا جاتا ہے
خول پر خول سیاہی کا چڑھا جاتا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے اور خوب یاد رکھئے، اس فانی دُنیا میں اپنی زندگی کے مختصر دن گزارنے کے بعد ہمیں اندھیری قبر میں اُتار دیا جائے گا، نہ جانے کتنے عرصے تک ہمیں قبر کی

وحشت و تنہائی میں رہنا پڑے گا، پھر جب میدانِ محشر میں ہم اپنے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو ہمیں اپنا ہر عمل اپنے نامہ اعمال میں لکھا ہوا دیکھائی دے گا، جیسا کہ قرآنِ کریم پارہ 30، سُورَةُ الزُّلْزَالِ، آیت نمبر 6، 7، 8 میں ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ مَن يَصُدُّ النَّاسَ أَشْتَاتًا لِّبُرُوۡا
 اَعْمَالِهِمْ ۚ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
 خَيْرًا يَرَهُ ۚ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
 شَرًّا يَرَهُ ۚ

تَرْجَمَةُ کنز الایمان: اس دن لوگ اپنے رب کی طرف
 پھریں گے، کئی راہ ہو کر تاکہ اپنا کیا دیکھائے جائیں، تو
 جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک
 ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہمارے لیے بخشش کا حکم ہو گا یا معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائے گا۔

گر تُو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
 ہائے! میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب
 عفو کر اور سدا کے لیے راضی ہو جا
 گر کرم کر دے تو جنت میں رہوں گا یا رب

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ”اللہ والوں کی باتیں جلد 2“ میں ہے:

حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ مؤنی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جب کسی بوڑھے کو دیکھتے تو فرماتے: ”یہ

مجھ سے بہتر ہے اور مجھ سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے کا شرف رکھتا ہے اور جب کسی جوان کو دیکھتے تو فرماتے یہ مجھ سے بہتر ہے کیونکہ میں اس سے زیادہ گناہوں کا مرتکب ہوا ہوں۔“ نیز یہ بھی فرمایا کرتے کہ ”خود پر ایسا کام لازم کر لو کہ اگر اسے بجالاؤ تو اجر و ثواب کے حقدار ٹھہرو اور اگر عمل نہ کر سکو تو گنہگار نہ ٹھہرو اور ایسے کاموں سے بچو کہ اگر بجالاؤ تو اجر نہ پاؤ اور رہ جائے تو گنہگار ہو۔“ پوچھا گیا: ”وہ کیا ہے؟“ فرمایا: ”لوگوں سے بدگمانی رکھنا، کیونکہ اگر تمہارا گمان درست ثابت ہوا، تمہیں اس پر اجر و ثواب نہیں ملے گا، لیکن اگر گمان غلط ثابت ہوا تو گنہگار ٹھہر گے۔“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ والوں کی شان پر قربان جائیے! کس طرح اپنے آپ کو مسلمانوں کی بدگمانی سے بچاتے ہیں اور حُسنِ ظن کی ترکیب بناتے ہیں، کاش! ہمیں بھی ان کے صدقے میں بدگمانی سے بچ کر ہر مسلمان کے بارے میں حُسنِ ظن رکھنا نصیب ہو جائے۔

پارہ 26 سُورَةُ الْحُجُرَات آیت نمبر 12 میں ارشادِ ربّانی ہے:

تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْاِيْمَان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو! بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

اس آیتِ کریمہ میں بعض گمانوں کو گناہ قرار دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: ”کیونکہ کسی شخص کا کام (بعض اوقات) دیکھنے میں تو بُرا لگتا ہے، مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا، ممکن ہے کہ کرنے والا اسے بھول کر رہا ہو یا دیکھنے والا ہی خود غلطی پر ہو۔“

(تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۱۱۰)

مجھے غیبت و چغلی و بدگمانی

کی آفات سے تُو بچا یا الہی
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
 اِسرائیلی عبادت گزار اور گنہگار:

بنی اسرائیل کا ایک شخص جو بہت گنہگار تھا، ایک مرتبہ بہت بڑے عابد (یعنی عبادت گزار) کے پاس سے گزرا، جس کے سر پر بادل سایہ فگن ہوا کرتے تھے۔ اُس گنہگار شخص نے اپنے دل میں سوچا: ”میں بنی اسرائیل کا انتہائی گنہگار اور یہ بہت بڑے عبادت گزار ہیں، اگر میں ان کے پاس بیٹھوں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی رحم فرمادے۔“ یہ سوچ کر وہ اُس عابد کے پاس بیٹھ گیا، عابد کو اُس کا بیٹھنا بہت ناگوار گزرا، اُس نے دل میں کہا: ”کہاں مجھ جیسا عبادت گزار اور کہاں یہ پرلے درجے کا گنہگار! یہ میرے پاس کیسے بیٹھ سکتا ہے!“ چنانچہ اُس نے بڑی حقارت سے اُس شخص کو مخاطب کیا اور کہا: ”یہاں سے اُٹھ جاؤ!“ اُس پر اللہ تعالیٰ نے اُس زمانے کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام پر وحی بھیجی کہ ”ان دونوں سے فرمائیے کہ وہ اپنے عمل نئے سرے سے شروع کریں، میں نے اس گنہگار کو (اس کے حُسنِ ظن کے سبب) بخش دیا اور عبادت گزار کے عمل (اس کے تکبر کے باعث) ضائع کر دیے۔“ (احیاء علوم الدین، ج 3، ص 429)

فخر و غرور سے تُو مجھے بچانا
 یا رب مجھے بنا دے پیکر تُو عاجزی کا
 (وسائلِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
 میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے دیکھا کہ عبادت گزار نے گنہگار کو کمتر اور حقیر جانا تو

اس تکبر کی وجہ سے اُس کی عبادت ضائع کر دی گئی، فسادِ و گنہگار شخص نے عبادت گزار کو اچھا جانا اور اس سے حُسنِ ظن رکھا تو اُس کے حُسنِ ظن کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کی بخشش فرمادی۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: "حُسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔"

گمان کی تعریف:

یاد رہے! ہر وہ خیال جو کسی ظاہری نشانی سے حاصل ہوتا ہے، گمان کہلاتا ہے، اسے ظن بھی کہتے ہیں۔ مثلاً دُور سے دُھواں اُٹھتا دیکھ کر آگ کی موجودگی کا خیال آنا، یہ ایک گمان ہے۔

(مفرداتِ امام راغب، ص ۵۳۹، ماخوذاً)

گمان کی اقسام:

گمان (ظن) کی دو (2) قسمیں ہیں: ایک حُسنِ ظن اور دوسرا سُوءِ ظن (بدگمانی)۔

حُسنِ ظن کی تعریف:

حُسنِ ظن کا مطلب ہے اِعْتِقَادُ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ فِي حَقِّ الْمُسْلِمِينَ یعنی مُسلمانوں کے حق میں بھلائی اور خیر کا یقین کر لینا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب ما ینبیہ عنہ من التہاجر۔۔ ۷/۸۷) جیسے عین جماعت کے وقت کسی کو مسجد سے باہر نکلتا دیکھ کر یہ گمان کرنا کہ اس کا وضو باقی نہ رہا ہو گایا اسے کوئی اور عذر شرعی درپیش ہو گا۔

حسنِ ظن کا حکم:

صدر الافاضل، حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

گمان کی اقسام اور اُن کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"گمان کی کئی قسمیں ہیں، ایک واجب ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا، ایک مُسْتَحَب وہ مومن صالح کے ساتھ نیک گمان رکھنا، ایک ممنوع حرام ہے، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا، ایک جائز وہ فاسق مُعلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اُس سے ظہور میں آتے ہوں"۔ (خزائن العرفان، پ ۲۶، الحجرت، تحت الآیة ۱۲)

حُسنِ ظن کے مُتعلّق احادیثِ طیبہ:

1. **إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنَ الْإِيمَانِ**، یعنی بیشک حُسنِ ظن رکھنا، ایمان کا حصّہ ہے۔ (تفسیر روح البیان

تحت الآیة، "ان بعض الظن اثم" ج ۹، ص: ۸۴)

2. سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کعبہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: تُو خُود اور تیری فضا کتنی اچھی ہے؟ تُو کتنی عظمت والا ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے؟ اُس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضہِ قُدرت میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مومن کی جان و مال اور اُس سے اچھا گمان رکھنے کی حرمت، تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔ (سنن ابن

ماجہ، ابواب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، ج ۴، ص ۳۱۹، حدیث: ۳۹۳۲)

3. **حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ** "یعنی حُسنِ ظن ایک اچھی عبادت ہے۔" (سنن ابی داؤد، کتاب

الادب، باب فی حسن الظن، ج ۴، ص ۳۸۸، حدیث: ۴۹۹۳)

بیان کردہ آخری حدیثِ مبارکہ کے تحت مفسرِ شہیر، حکیمِ الاُمّت، مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مسلمانوں سے اچھا گمان کرنا، ان پر بدگمانی نہ کرنا یہ بھی اچھی عبادات میں سے

ایک عبادت ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۶۲۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً کسی مسلمان کے بارے میں حُسنِ ظن رکھنا بھی نیکی ہے، مگر شیطان لعین ہمیں اس سے روکنے کی پوری کوشش کرے گا اور پلٹ پلٹ کر وار کرے گا تا کہ ہم کسی طرح بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں۔ بسا اوقات شیطان کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنے کیلئے اس طرح دھوکہ دیتا ہے کہ یہ تیری ہوشیاری اور ذہانت ہے اور چونکہ تُو مومن ہے اور مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نُور سے دیکھتا ہے تو تُو نے اپنی مومنانہ فراست سے حقیقت کا سراغ نکال لیا ہے، حالانکہ حقیقت میں وہ اس وقت شیطان کے فریب کا شکار ہو کر بدگمانی کے گناہ میں مبتلا ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح فون پر کوئی اہم بات کرنی ہو تو ایک دو بار جواب نہ ملنے پر تو حُسنِ ظن بجا لیا جاتا ہے، لیکن وقفے وقفے سے چند بار کال کرنے پر بھی جب دوسری طرف سے کال ریسپونڈ نہ ہو تو اب بدگمانیوں، غیبتوں، تہمتوں اور دل آزاریوں کا نہ تھمنے والا ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ الْأَمَانُ وَالْحَفِیْظُ۔ ایسے موقع پہ اگر کوئی حُسنِ ظن رکھنے، بدگمانیوں سے بچنے اور صلہ رحمی کرنے پر مُشتمل نیکی کی دعوت پیش کر دے تو اسے بھی بُری طرح جھاڑ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جب تک کوئی واضح بات سامنے نہ آجائے، ہمیں حُسنِ ظن ہی رکھنا چاہیے۔ شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عَظَّار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ایسے موقع پر حُسنِ ظن کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

موبائل فون:

آپ نے کسی کو چند بار بلکہ 100 بار بھی فون یا sms یا ای میل کیا ہو اور جواب نہ ملا ہو، تب بھی

اپنے مُسلمان بھائی کے ساتھ حُسنِ ظن سے کام لیکر عبادت کا ثواب کمالیا کریں (اور اپنائیوں ذہن بنایا کریں) کہ جواب نہ دینے میں اُس کی کوئی نہ کوئی مجبوری ہوگی، نیز اس مسئلے پر بھی نظر رکھئے کہ بالفرض کسی نے جان بُوجھ کر بھی فون وُصول نہیں کیا یا آپ کے SMS یا ای میل کا جواب نہیں دیا تو شرعاً اس کا گنہگار ہونا ضروری نہیں، ورنہ تو جس جس کے پاس فون ہو گا وہ بار بار گنہگار ہوتا رہے گا، خود آپ بھی تو ہر کسی کا ہر فون وُصول نہیں فرماتے ہوں گے۔ مگر افسوس! فون کا جواب نہ ملنے پر شیطان بعض لوگوں کو بسا اوقات سب کچھ بھلا کر غصّے سے باؤلا بنا دیتا ہے، لہذا اٹھنڈے دماغ سے کام لیجئے، اگر آپ غصّے میں بے صبر رہے ہو گئے تو غیبتوں، تہمتوں اور بدگمانیوں سے بھرپور گناہوں بھرے جملے مُنہ سے نکل سکتے ہیں۔ (غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۳۹۱)

فون وُصول کر کے ثواب کمائیے

فون وُصول کرنے والوں کو مدنی چھوٹوں سے نوازتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: بے شک ہر کسی کا فون وُصول کرنا واجب نہ سہی، مگر مُسلمان کی دلجوئی اور اُسے غیبتوں، تہمتوں اور بدگمانیوں وغیرہ گناہوں سے بچانے کی اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ، ہاتھوں ہاتھ فون وُصول کر لیجئے اور SMS کا جواب دے دیجئے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فون کرنے والے کو کوئی ایمر جنسی درپیش ہو، آپ اگر سخت مجبوری کی وجہ سے اُس وقت فون وُصول نہ کر سکے، تو بعد میں خود اُسے فون کر لیجئے اور اس کا دل خوش کر کے ثوابِ آخرت کے حقدار بنئے۔ مُسلمان کا دل خوش کرنے کے ثواب کی بھی کیا بات ہے! چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 743 صفحات پر مشتمل کتاب ”جنت میں لے جانے والے اعمال“ صفحہ 534 پر ہے: حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نُور کے پیکر،

تمام نبیوں کے سرورِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل عمل مُسلمان کے دِل میں خُوشی داخل کرنا ہے۔ (الْمُعْجَمُ الْکَبِیْرُ لِلطَّبْرَانِی ج ۱ ص ۵۹ حدیث ۱۰۷۹، از غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۳۹۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! موبائل فون کے علاوہ دیگر طریقوں سے بدگمانی کو دل میں جگہ دی جاتی ہے، حالانکہ اکثر مقامات پر حُسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: حُسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔ آئیے! حُسنِ ظن کی عادت کو پختہ کرنے کے لیے حُسنِ ظن کے فوائد اور بدگمانی کے نقصانات سنتے ہیں۔

حُسنِ ظن کے فوائد:

حُسنِ ظن قائم کرنے کے بہت سے فوائد ہیں:

- (1) حُسنِ ظن کی برکت سے بندہ بدگمانی سے بچ کر عظیم ثواب کماتا ہے۔
- (2) حُسنِ ظن قائم کرنے کی برکت سے ایک مُسلمان بھائی کی عزّت محفوظ ہو جاتی ہے۔
- (3) جو اپنے مُسلمان بھائی کے بارے میں حُسنِ ظن رکھتا ہے، اسے سُکونِ قلب نصیب ہوتا ہے اور جو بدگمانی کی بُری عادت میں مبتلا ہو، اس کے دِل میں وحشتوں کا بسیرا رہتا ہے۔
- (4) سب سے بڑھ کر یہ کہ حُسنِ ظن قائم کرنے کی صورت میں بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے بندے

حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

بدگمانی کے نقصانات:

بدگمانی کے بہت سے نقصانات ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

1. اگر سامنے والے پر اپنی بدگمانی کرنے کا اظہار کیا تو اس کی دل آزاری کا قوی اندیشہ ہے اور بغیر اجازت شرعی مسلمان کی دل آزاری حرام ہے۔
 2. اگر اس کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے پر اظہار کیا تو غیبت ہو جائے گی اور مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے۔
 3. بدگمانی کے نتیجے میں تجسُّس پیدا ہوتا ہے، کیونکہ دل محض گمان پر صبر نہیں کرتا، بلکہ تحقیق طلب کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان تجسُّس میں جا پڑتا ہے اور تجسُّس یعنی اپنے مسلمان بھائیوں کے گناہوں کی ٹوہ میں رہنا یہ بھی ممنوع ہے۔
 4. بدگمانی سے بغض، حسد، کینہ، نفرت اور عداوت جیسے باطنی امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔
- (فتح الباری، ج ۱۰، ص ۴۱۰، حدیث: ۶۰۶۲)
5. بات بات پر بدگمانی کرنے والے شخص سے لوگ کتراتے ہیں اور ایسا شخص لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔

خُدا یا عطا کر دے رحمت کا پانی
رہے قلب اُجلا ڈھلے بد گمانی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
حُسنِ ظن اپنانے کے طریقے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُسنِ ظن کی عادت بنانے کیلئے چند طریقے بھی سُن لیجئے۔

{1} مسلمان کی خوبیوں پر نظر رکھئے

مسلمانوں کی خامیوں کی ٹٹول کے بجائے اُن کی خوبیوں پر نظر رکھئے۔ غیبت کرنے والوں، چُغَل خوروں اور پاکباز لوگوں کے عیب تلاش کرنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ (قیامت کے دن) کُتوں کی شکل میں اُٹھائے گا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۲۵ حدیث ۱۰، ملقطاً)

{2} بدگمانی ہو تو توجُّہ ہٹا دیجئے

جب بھی کسی مُسلمان کے بارے میں دِل میں بُرا گمان آئے تو اسے فوراً جھٹک دیجئے اور اس کے عمل پر اچھا گمان قائم کرنے کی کوشش کیجئے۔ مثلاً کسی اسلامی بھائی کو نعت یا بیان سنتے ہوئے روتا دیکھ کر آپ کے دِل میں اُس کے متعلّق رِیاکاری کی بدگمانی پیدا ہو تو فوراً اُس کے اخلاص سے رونے کے بارے میں حُسنِ ظن قائم کر لیجئے۔ جَلِیلُ الْقَدَرِ تابعی حضرت سَیدُنا سعید بن مسیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "اصحابِ رسول رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے میرے بعض بھائیوں نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ اپنے مُسلمان بھائی کے فعل کو اچھی صورت پر محمول کرو، جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل غالب نہ ہو جائے اور کسی مُسلمان بھائی کی زبان سے نکلنے والے کلمے کو اس وقت تک بُرا گمان نہ کرو، جب تک کہ

تم اسے کسی اچھی صورت پر محمول کر سکتے ہو اور جو خود اپنے آپ کو تہمت کے لئے پیش کرے، اسے اپنے سوا کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہیے۔" (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب، الحدیث ۸۳۴۵، ج ۶، ص ۳۳۳)

{3} خود نیک بنئے تاکہ دوسرے بھی نیک نظر آئیں

اپنی اصلاح کی کوشش جاری رکھئے، کیونکہ جو خود نیک ہو وہ دوسروں کے بارے میں بھی نیک گمان (یعنی اچھے خیالات) رکھتا ہے، جبکہ بُرے شخص کو دوسرے میں بھی بُرائی ہی نظر آتی ہے۔ عربی مقولہ ہے: اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُونُهُ یعنی جب کسی کے کام بُرے ہو جائیں تو اُس کے گمان (یعنی خیالات) بھی بُرے ہو جاتے ہیں۔ (فیض القدير، ج ۳، ص ۱۵۷)

مرا تن صفا ہو مرا مَن صفا ہو
خدا! حُسن ظن کا خزانہ عطا ہو

{4} دُعائے خیر کیجئے

جب بھی کسی مسلمان کے لئے دل میں بدگمانی پیدا ہو تو، اُس کے لئے دُعاے خیر کیجئے اور اُس کی عزت و اکرام میں اضافہ کر دیجئے حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: ”جب تمہارے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی آئے تو تمہیں چاہیے کہ اس کی رعایت (یعنی عزت و آؤ بھگت وغیرہ) میں اضافہ کر دو اور اس کے لئے دُعاے خیر کرو، کیونکہ یہ چیز شیطان کو غُصَّہ دلاتی ہے اور اُسے (یعنی شیطان کو) تم سے دُور بھگاتی ہے، یوں شیطان دوبارہ

تمہارے دل میں بُرا گمان ڈالتے ہوئے ڈرے گا کہ کہیں تم پھر اپنے بھائی کی رعایت اور اُس کے لئے دُعائے خیر میں مشغول نہ ہو جاؤ۔“ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۸۷)

مجھے غیبت و بُغضی و بد گمانی
کی آفات سے تُو بچا یا الہی

{5} اچھی صحبت اختیار کیجئے

بُری صحبت سے بچتے ہوئے نیک صحبت اختیار کیجئے، جہاں اس کی دیگر برکتیں حاصل ہوں گی
وہیں حُسنِ ظن کی عادت بھی بنے گی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُسنِ ظن کی عادت اپنانے اور بد گمانی سے پیچھا چھڑانے کے لیے تبلیغ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیئے۔
إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ! مدنی ماحول کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیر محسوس طور پر ہمارے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت اور راہِ خُدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔ مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اپنے سابقہ طرزِ زندگی پر غور و فکر کا موقع ملے گا اور دل حُسنِ عاقبت کے لئے بے چین ہو جائے گا، جس کے نتیجے میں از تکاب گناہ کی کثرت پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں زبان پر فُحش کلامی اور فُضول گوئی کی جگہ دُرُودِ پاک جاری ہو جائے گا، یہ تلاوتِ قرآن، حمدِ الہی اور نعتِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادی بن جائے گی، غُصیلہ پن رُخصت ہو جائے گا اور اس کی جگہ نرمی

لے لے گی، بے صبری کی عادت ترک کر کے صابر و شاکر رہنا نصیب ہو گا، بدگمانی کی عادت بد نکل جائے گی اور حُسنِ ظن کی عادت بنے گی، تکبر سے جان چھوٹ جائے گی اور احترامِ مُسلم کا جذبہ ملے گا، دُنیادوی مال و دولت کی لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، اَلْعَرَضُ! بار بار راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مَدَنی اِنقلاب برپا ہو جائے گا۔

گنگہ گارو آؤ! سیہ کارو آؤ! گنگناہوں کو دیگا چھڑا مَدَنی ماحول
پلا کر مئے عشق دیگا بنا یہ تمہیں عاشقِ مُصْطَفَی مَدَنی ماحول

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مَرَضِ عَصِیَاں سے نجات:

بابُ المَدِیْنہ (کراچی) کے علاقے ملیر کے رہائش پذیر اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ میں ایک فیشن پرست نوجوان تھا، فلموں ڈراموں، گانے باجوں کا شیدائی، پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سُنَّتِ داڑھی شریف سے محروم اور فرض نمازوں میں غفلت کا شکار تھا۔ ہمارے محلہ کی مسجد میں درسِ فیضانِ سُنَّتِ ہوا کرتا تھا، خوش قسمتی سے ایک روز میں بھی دَرس میں شریک ہو گیا اور درسِ فیضانِ سُنَّتِ بڑی توجُّہ سے سُننے لگا، جس کی برکت سے عِلْمِ دِیْن سیکھنے کا جذبہ بیدار ہوا، نماز وضو اور غُسل کے فرائض سیکھنے کا ذہن بنا۔ درس کے بعد جب اسلامی بھائیوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی تو ایک اسلامی بھائی نے آگے بڑھ کر مجھ سے بھی پُر تپاک انداز میں ملاقات کی اور مجھ پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے میرا مَدَنی ذہن بنایا۔ میں نے موقعِ غنیمت جانتے ہوئے، ان سے شرعی مَسائل سیکھنے کے جذبے کا اظہار کیا، جس پر انہوں نے میری بھرپور حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے شفقت بھرے

انداز میں کہا: ”درس میں شرکت کرتے رہیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سیکھ جائیں گے۔“ میں نے اس کے بعد درس میں شرکت کو اپنا معمول بنالیا۔ ایک روز شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا بیان ”قبر کی پہلی رات“ سنا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرا دل چوٹ کھا گیا اور میں اپنی دُنیا و آخرت کو سنوارنے کے لئے مدنی ماحول سے وابستہ ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی ماحول کی برکت سے میں سُنّت کے مطابق زندگی گزارنے والا بن گیا۔ وضو، غُسل اور نماز کو دُرُسّت کیا، فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ قضا عمری کا ذِہن بنا اور نوافل پڑھنے کی عادت بھی بن گئی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعَادَت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مُصطفیٰ جانِ رَحْمَت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشہِ بزمِ جَنّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنّت نشان ہے: جس نے میری سُنّت سے مَحَبّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبّت کی وہ جَنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مَشْکَاۃُ الْمَصَابِیْح، ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۷۵۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا
جَنّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

گھر میں آنے جانے کے چند مدنی پھول:

(1) جب گھر سے باہر نکلیں تو یہ دُعا پڑھئے: ”بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے، میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوت۔

(ابوداؤد، ج ۴ ص ۴۲۰ حدیث ۵۰۹۵)

اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس دُعا کو پڑھنے کی بَرَکت سے سیدھی راہ پر رہیں گے، آفتوں سے حفاظت ہوگی اور اللّٰهُ الصَّمدُ عَزَّوَجَلَّ کی مدد شامل حال رہے گی۔ (2) اپنے گھر میں آتے جاتے محارم و محرمات (مثلاً ماں، باپ، بھائی، بہن، بال بچے وغیرہ) کو سلام کیجئے (3) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا نام لئے بغیر مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ کہے بغیر جو گھر میں داخل ہوتا ہے شیطان بھی اُس کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے (4) اگر ایسے مکان (خواہ اپنے خالی گھر) میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ (یعنی ہم پر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں پر سلام) فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔ (ہزؤ المَحْتَار ج ۹ ص ۶۸۲) یا اس طرح کہئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ (یعنی یا نبی آپ پر سلام) کیونکہ حُضُورِ اَقْدَسَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رُوح مُبَارَک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہوتی ہے۔ (ص ۹۶، شرح الشفاء للقاری ج ۲، ص ۱۱۸) (5) جب کسی کے گھر میں داخل ہونا چاہیں تو اس طرح کہئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ (6) اگر داخلے کی اجازت نہ ملے تو بخوشی لوٹ جائیے ہو سکتا ہے، کسی مجبوری کے تحت صاحب خانہ نے اجازت نہ دی ہو (7) جواب میں نام بتانے کے بعد دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوں تاکہ دروازہ کھلتے ہی گھر کے اندر نظر نہ پڑے (8) کسی کے گھر جائیں تو وہاں کے انتظامات پر بے جا تنقید نہ کیجئے اس سے اُس کی دل آزاری ہو سکتی ہے (9) واپسی پر اہل خانہ کے حق میں دُعا بھی کیجئے اور شکریہ بھی ادا کیجئے اور سلام بھی ہو سکے تو کوئی سُنّتوں بھرا سالہ وغیرہ بھی تُحَفَّةً پیش کیجئے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو (2) کُتب بہارِ شریعت حصّہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات کی کتاب ”سُنّتیں اور آداب“ ہدیہ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنّتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔ (101 مدنی پھول، ص ۲۷)

عاشقانِ رسول، آئیں سنت کے پھول
 دینے لینے چلیں، قافلے میں چلو
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰہِ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعتِکَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا بھی جائز ہو جائے گا۔

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ والا تبار، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اُس کی دہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا میں بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔^(۱)

پڑھتا رہوں کثرت سے دُرود اُن پہ سدا میں

اور ذِکر کا بھی شوق پئے غوث و رضا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”رَبِیْعَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ“ مُسْلِمَان کی نیت اُس کے عمل سے

بہتر ہے۔ (1)

دومدنی پھول: (1) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(2) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا۔ ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علم دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گا۔ ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰهَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مضامین اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیتیں

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا۔ ❀ دیکھ کر بیان کروں گا۔ ❀ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: ﴿ادْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 3461) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ اٰیَةً“ (2) یعنی پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا۔ ❀ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع

1... معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

2... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۴۶۲/۲، حدیث: ۳۴۶۱

کروں گا۔ ❀ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشکِلُ الْفَظ بولتے وقت دل کے اخلاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی علیّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا۔ ❀ مدنی قافلے، مدنی انعامات، نیز علاقائی دُورہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رُغبتِ دِلّاوں گا۔ ❀ تہقُّہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا۔ ❀ نَظَر کی حِفَاظَت کا ذہن بنانے کی خاطر حتّی الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رشتے دار سے جب سخت دُکھ پہنچا

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عظیم الشان تصنیف ”نیکی کی دعوت“ کے صفحہ نمبر 160 پر ہے:

اُمَیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنَا اَبُو بکر صَدِیقِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنے خالہ زاد بھائی، غریب و نادار و مُہاجر اور بدری صحابی حضرت سَیِّدُنَا مَسْطُح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جن کا آپ خرچ اُٹھاتے تھے، ان سے سخت رنج پہنچا اور وہ رنج یہ تھا کہ اُنہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پیاری بیٹی یعنی اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدَتُنَا عائشہ صَدِیقَہ، طیبہ، طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ مُوافقت کی تھی یعنی اُن کا ساتھ دیا تھا۔ اس پر حضرت سَیِّدُنَا صَدِیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے (سَیِّدُنَا مَسْطُح بن اُمّائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو) خرچ نہ دینے کی قسم کھائی، تو پارہ 18 سُورَةُ التَّوْدِہ کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ
أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَيَعْفُوا وَيَصْفَحُوا ۚ
أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ
عَفُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۸﴾

تَرْجَمَةُ کنزالایمان: اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جب یہ آیت سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پڑھی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میری معفرت کرے اور میں مِسْطَح (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا، اُس کو کبھی مَوْتُوف (یعنی بند) نہ کروں گا چنانچہ آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اس (مالی تعاون) کو جاری فرمادیا۔ (خزائن العرفان ص ۵۶۳ از نیکی کی دعوت ۱۶۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اُمَیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے خالہ زاد بھائی (یعنی اپنے کزن) حضرت سیدنا مِسْطَح بن اُمَیْثَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے قطع تعلقی (یعنی تعلقات ختم) کرنے کی قسم کھالی تھی مگر جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رضائے الہی کی خاطر حضرت سیدنا مِسْطَح بن اُمَیْثَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معاف فرمادیا۔ غور کیجئے! اگر ایسا معاملہ ہمارے ساتھ پیش آجائے تو ہم ایسے شخص سے بات چیت، میل جول، حتیٰ کہ سلام دُعا کرنا بھی چھوڑ دیتے ہیں بلکہ ہم تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر رشتہ داروں سے تعلقات توڑ دیتے، حُسنِ سلوک یعنی اچھے سلوک سے ہاتھ کھینچ لیتے اور بات چیت ختم کر دیتے ہیں۔ ہم سبھی کو چاہئے کہ غور کریں کہ خاندان میں کس کس سے اُن بَن ہے جب معلوم ہو جائے تو اب اگر شرعی عذر نہ ہو تو فوراً ناراض رشتے

داروں سے ”صلح و صفائی“ کی ترکیب شروع کر دیں۔ اگر جھکنا بھی پڑے تو بے شک رضائے الہی کیلئے جھک جائیں۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سربلندی پائیں گے۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: مَنْ تَوَاصَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللہُ یعنی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے عاجزی کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بلندی عطا فرماتا ہے۔ (شُعَبُ الْاِیْمَان ج ۶ ص ۷۶ حدیث ۸۱۴۰) اپنے گھروں اور معاشرے کو اُمن کا گہوارہ بنانے کے لئے اپنے قرابت داروں سے حُسنِ سُلُوک اور صلہ رحمی کی عادت بنائیے اور جس قدر ممکن ہو قطع تعلقی سے بچنے کی کوشش کیجئے کیونکہ دیگر گناہوں کا وبال تو صرف گناہ کرنے والے پر ہی آتا ہے مگر رشتہ داری توڑنے کی نحوست کے سبب پوری قوم رَحْمَتِ الہی سے محروم ہو جاتی ہے۔

صلہ رحمی کا قرآنی حکم

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں رشتہ داروں، یتیموں، بے سہاروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ پارہ 21 سُورَةُ الرُّوم کی آیت نمبر 38 میں ارشاد ہوتا ہے:

فَاتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْيَسٰکِیْنِ وَابْنَ
السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِکَ خَبِیْرٌ لِّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ
وَجْہَ اللّٰہِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

تَرْجَمَہ کنزالایمان: تو رشتہ دار کو اُس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے اُن کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور اُنہیں کا کام بنا۔

مفسرِ شہیر، حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ تمام قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دے رہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہر رشتہ دار کا حق ہے، اس میں تمام قرابت دار شامل ہیں اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرابت داروں سے سُلُوک اور صدقہ و خیرات نام و نمود، رَسْم کی پابندی سے نہ کرے، خُصَّ رَبِّ عَزَّوَجَلَّ کی

رضا کے لیے کرے، تب ثواب کا مُسْتَحِق ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ
وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ

مَرْقِبًا ① (پارہ ۴، النساء: ۱)

اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: مسلمانوں پر جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ضروری ہے، ایسے ہی قرابت داروں کے حق ادا کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں: اپنے عزیزوں، قریبوں پر اچھا سلوک بہت ہی مفید ہے، دُنیا میں بھی، آخرت میں بھی، اس سے زندگی، موت، آخرت سب سنبھل جاتی ہے۔

(تفسیر نعیمی، ج ۴، ص ۵۶۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ حکومتِ وقت اگر کسی کو کسی کام سے منع کر دے اور اس جرم کے مُرتکب (یعنی اس جرم کے کرنے والے) پر سزا کا اعلان بھی کر دے، تو کوئی سمجھدار شخص جان بوجھ کر اس کام کو ہرگز نہیں کرے گا اور اس سے بچنے کی کوشش کرے گا، ذرا سوچئے کہ ہم ایک دُنیاوی حاکم کے منع کرنے پر تو ایک جرم سے گھبرائیں، مگر رَبُّ الْعَالَمِينَ جو احکامِ الحاکمین ہے ہمارے نفع و نقصان کا مالک ہے، ہماری زندگی و موت اسی کے قبضہِ قُدرت میں ہے، ایسی قُدرت و طاقت رکھنے والی ذات کے احکامات کے برخلاف ہم کام کرتے پھریں تو یہ کیسی نادانی ہے؟ صلہ رحمی کی اس قدر اہمیت ہے کہ اگر کوئی اپنے رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک یعنی اچھا سلوک نہ کرنے کی قسم کھا بیٹھے تو ایسی

صورت میں بھی صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔

قسم توڑ دو!

حضرت سیدنا ابوالاُخوص عوف بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں: کہ میں اپنے چچا زاد بھائی سے کچھ مانگتا ہوں، تو وہ نہیں دیتا اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے، پھر جب اُسے میری ضرورت پڑتی ہے تو میرے پاس آتا ہے، مجھ سے کچھ مانگتا ہے، حالانکہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ نہ اُسے کچھ دوں گا اور نہ ہی صلہ رحمی کروں گا۔ تو حضور، سر اپا نور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے حکم دیا کہ جو کام اچھا ہے وہ کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں۔

(نسائی، ص ۶۱۹، حدیث: ۳۷۹۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھئے کہ اگر کسی نے ظلمًا ایذا دینے، قطع تعلق کرنے، یا کسی کے حقوق ادا نہ کرنے کی قسم کھائی، تو اس قسم کو توڑ کر اس کا کفارہ دینا ہو گا اور اس قسم کو پورا کرنا گناہ ہے جیسا کہ

سب سے زیادہ گناہ

رحمتِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں کو نقصان پہنچانے کے لئے قسم کھائے، تو خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اُس کو نقصان دینا اور قسم کو پورا کرنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گناہ ہے، اس سے کہ وہ اس قسم (توڑنے) کے بدلے کفارہ دے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر مقرر فرمایا ہے۔ (بخاری، کتاب الایمان والنذر، باب قول اللہ تعالیٰ، ۲۸۱/۴، حدیث: ۶۶۲۵)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو شخص اپنے گھر والوں میں سے کسی کا حق مارنے پر قسم کھالے مثلاً یہ کہ میں اپنی ماں کی خدمت نہ کروں گا یا ماں باپ سے بات چیت نہ کروں گا، ایسی قسموں کا پورا کرنا گناہ ہے۔ اس پر واجب ہے کہ ایسی قسمیں توڑے اور گھر والوں کے حقوق ادا کرے، خیال رہے! یہاں یہ مطلب نہیں کہ یہ قسم پوری نہ کرنا بھی گناہ، مگر پوری کرنا زیادہ گناہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی قسم پوری کرنا بہت بڑا گناہ ہے، پوری نہ کرنا ثواب، کہ اگرچہ رَبِّ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی بے ادبی قسم توڑنے میں ہوتی ہے۔ اسی لیے اُس پر کفارہ واجب ہوتا ہے، مگر یہاں قسم نہ توڑنا زیادہ گناہ کا باعث ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ۵/ ۱۹۸ ملخصاً)

صلہ رحمی کا مطلب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صلہ رحمی کی اہمیت تو ہم نے سُن لی، صلہ رحمی کہتے کسے ہیں؟ آئیے اس کی تعریف بھی سنتے ہیں۔ صلہ کا لغوی معنی ہے: اِيَصَالٌ تَرْتَمٍ مِّنْ اَنْوَاعِ الْاِحْسَانِ یعنی کسی بھی قسم کی بھلائی اور احسان کرنا۔ (الزواج، ۱۵۶/۲) اور رَحْم سے مراد قرابت، رشتہ داری ہے۔ (لسان العرب، ۱/ ۱۳۷۹) بہار شریعت میں ہے صلہ رحم کے معنی: رشتے کو جوڑنا ہے، یعنی رشتے والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک (یعنی بھلائی) کرنا۔ (بہار شریعت، ج ۳، ص ۵۵۸)

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، بَدْرُ الظَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے، احادیث میں بغیر کسی قید کے رشتہ والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم آیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی بِلا قید ذَوِ الْقُرْبَانِ (یعنی قرابت والے) فرمایا گیا، مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتے میں چونکہ مختلف درجات ہیں، اسی طرح

رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کے دَرَجات میں بھی فرق ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، اُن کے بعد وہ رشتہ دار جن سے نسبِی رشتہ ہونے کی وجہ سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو، اُن کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا۔ رشتے میں نزدیکی کی ترتیب کے مطابق رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کی مختلف صُورتیں ہیں مثلاً اُن کو ہدیہ و تحفہ دینا وغیرہ اور اگر اُن کو کسی بات میں تمہاری امداد دُرکار ہو تو اس کام میں اُن کی مدد کرنا، اُنہیں سلام کرنا، اُن کی ملاقات کو جانا، اُن کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، اُن سے بات چیت کرنا، اُن کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا۔ اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے، اُن سے خط و کتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کر لے، اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہو گا۔ (فی زمانہ چونکہ خط و کتابت کا رواج بہت ہی کم ہے لہذا فون یا انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے بھی رابطے کی ترکیب بنائی جاسکتی ہے، کیونکہ مقصد آپس کے تعلقات کو برقرار رکھنا ہے خواہ وہ کسی بھی طریقے سے ہوں) (بہار شریعت، ۵۵۸/۳، حصہ ۱۶ مختصاً)

رشتہ داروں سے تعلق مضبوط کیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے تعلق میں ہمیشگی کو ملحوظ رکھنا، ان کی مدد و خیر خواہی کرنا، غمی خوشی اور دکھ دُزد میں ان کے ساتھ شریک ہونا، تقاریب و تہوار میں انہیں مدعو کرنا، ان کی دعوتوں میں شرکت کرنا اور اس طرح کے دیگر سب نیک کام صلہ رحمی میں شامل ہیں۔ صلہ رحمی (رشتہ داروں کے ساتھ بچھا سلوک کرنے) کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو، یہ چیز تو حقیقت میں مکافات یعنی اَدلا بدلہ لا کرنا ہے کہ اُس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی، تم نے اُس کے پاس بھیج دی، وہ تمہارے یہاں آیا، تم اُس کے پاس چلے گئے۔ حقیقتاً

صلہ رحم (یعنی رشتے داروں سے حُسنِ سلوک) یہ ہے کہ وہ کالے اور تم جوڑو، وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے، بے اعتنائی (یعنی لاپرواہی) کرتا ہے اور تم اُس کے ساتھ رشتے کے حُقوق کی مُراعات (یعنی لحاظ و رعایت) کرو۔ (رُؤُا المختار ج ۹ ص ۶۷۸، از نیکی کی دعوت، ص ۱۵۸)

صلہ رحمی کی حقیقت:

نبی مکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: رِشْتہ جوڑنے والا وہ نہیں، جو یہ بدلہ چُکائے، لیکن جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑ دے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافی، حدیث: ۵۹۹۱، ۹۸/۴) ایک اور حدیثِ پاک ہے کہ ان لوگوں میں سے مت بنو، جو یہ کہتے ہیں: اگر لوگ ہم سے بھلائی کریں گے، تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر لوگ ہم پر ظلم کریں گے، تو ہم بھی بدلے میں ظلم کریں گے، بلکہ خود کو اس بات کا عادی بناؤ کہ لوگ تم سے اچھائی کریں تو تم بھی ان سے اچھائی کرو اور اگر لوگ تم سے بُرائی کریں، تب بھی تم ظلم نہ کرو!۔ (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الاحسان والعفو، حدیث: ۲۰۱۴، ۳/۵۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دونوں احادیثِ مبارکہ جو ابھی ہم نے سُنیں، ان سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی رِشْتہ دار ہمیں محروم کرے، تب بھی ہم اسے عطا کریں، وہ اگر ظلم کرے تو پھر بھی ہم اسے مُعاف کر دیں۔ ہمیں چاہیے کہ اگر ہمارے وہ رشتہ دار جو ہم سے رُٹھے ہوئے ہیں، ساہا سال سے قطعِ تَعَلُّق اختیار کر رکھا ہے یا معمولی سے بات پر بول چال بند ہے، تو ہمیں خود ان کے پاس جا کر سمجھانا چاہیے اور مُعافی تلافی کرنی چاہیے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ سب

ہمارے نفس پر بہت گراں گزرے گا اور شیطان کبھی بھی آپس میں صلح نہیں کرنے دے گا اور ہمارے ذہن میں طرح طرح کے وسوسے ڈالے گا کہ ”ہم اس کے گھر پر کیوں جائیں، جو ہمارے گھر میں قدم رکھنا ہی گوارا نہیں کرتا“ یا ”جو ہماری دعوت ٹھکرا دے، ہم اس کی دعوت کیوں قبول کریں؟“ ”جو ہماری کسی تقریب میں آنا نہیں چاہتا، ہم اس کے پاس کیونکر جائیں؟“ ”ہر بار ہم ہی پہل کیوں کریں؟“ ”آخر ہم کتنا جھکیں؟“ وغیرہ وغیرہ اس طرح کے بہت سے وسوسے ذہن میں آئیں گے، لیکن یاد رکھئے! یہی امتحان کا وقت ہے کہ ہم اپنے نفس کی بات مان کر اپنی آخرت برباد کرتے ہیں یا اپنے نفس پر جبر کرتے ہوئے اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل کر کے اپنی آخرت کی بہتری کا سامان کرتے ہیں۔ اس لیے ہمت کیجئے! شیطان کی مخالفت کیجئے اور صلہ رحمی کا ثواب پانے کی نیت سے اپنے ناراض رشتہ داروں کو منانے کا پکا ارادہ کر لیجئے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ بیان فرما رہے تھے، اس دوران فرمایا: ہر قاطع رحم (یعنی رشتہ داری توڑنے والا) ہماری محفل سے اٹھ جائے۔ ایک نوجوان اٹھ کر اپنی پھوپھی کے ہاں گیا جس سے اُس کا کئی سال پُرانا جھگڑا تھا، جب دونوں ایک دوسرے سے راضی ہو گئے تو اُس نوجوان سے پھوپھی نے کہا: تم جا کر اس کا سبب پوچھو، آخر ایسا کیوں ہوا؟ (یعنی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلان کی کیا حکمت ہے؟) نوجوان نے حاضر ہو کر جب پوچھا تو حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے: ”جس قوم میں قاطع رحم (یعنی رشتہ داری توڑنے والا) ہو، اُس قوم پر اللہ عزوجل کی رحمت کا

نُزول نہیں ہوتا۔‘ (الزَّوْاجِ عَنِ الْكِبَائِرِ ج ۲ ص ۳۵۱)

صلہ رحمی کے فضائل

آئیے ترغیب کے لیے صلہ رحمی کی فضیلت کے متعلّق تین (3) فرامینِ مُصطفیٰ ﷺ سنئے ہیں۔

(1) جو چاہے کہ اس کے رِزق میں وسعت دی جائے اور اس کی موت میں دیر کی جائے تو وہ صلہ

رحمی کرے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق۔۔ حدیث: ۵۹۸۵، ۹۷/۴)

(2) رشتے جوڑنا گھر والوں میں محبت ہے، مال میں برکت ہے، عمر میں درازی ہے۔ (ترمذی، کتاب

البر والصلۃ، باب ما جاء فی تعلیم النسب، حدیث: ۱۹۸۶، ۳۹۴/۳)

(3) بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک قوم کی وجہ سے دُنیا کو آباد رکھتا ہے اور ان کی وجہ سے مال میں اضافہ

کرتا ہے اور جب سے انہیں پیدا فرمایا ہے، ان کی طرف ناپسندیدہ نظر سے نہیں دیکھا۔

"عرض کیا گیا، "یا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کیسے؟" فرمایا، "ان کے اپنے رشتہ

داروں کے ساتھ تعلق جوڑنے کی وجہ سے۔" (المجم الکبیر، رقم ۱۲۵۵۶، ج ۱۲، ص ۶۷)

صلہ رحمی کرنے کے 10 فائدے:

حضرت سیدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: صلہ رحمی کرنے کے 10

فائدے ہیں ﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل ہوتی ہے﴾ ﴿لوگوں کی خوشی کا سبب ہے﴾ ﴿فرشتوں

کو مسرت ہوتی ہے﴾ ﴿مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی تعریف ہوتی ہے﴾ ﴿شیطان کو اس

سے رنج پہنچتا ہے﴾ ﴿عمر بڑھتی ہے﴾ ﴿رِزق میں برکت ہوتی ہے﴾ ﴿فوت ہو جانے والے آباء و

آجداد (یعنی مسلمان باپ دادا) خوش ہوتے ہیں﴾ ﴿آپس میں محبت بڑھتی ہے﴾ ﴿وفات کے بعد اس

کے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس کے حق میں دُعاے خیر کرتے ہیں۔

(تَنْبِيْهُ الْغَافِلِيْنَ ص ۳۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قَطْعِ رَحْمٰی کا سبب بدگمانی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی صلہ رحمی یعنی اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے میں عزّت و شرافت، نجاتِ آخرت، خوشنودی رَبُّ العزّت، ترقی رِزق اور عُمر میں برکت کے ساتھ ساتھ بہت سی برکتیں ہیں۔ جبکہ رشتہ توڑنے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور آخرت کی بربادی کے ساتھ ساتھ دُنیوی نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں۔ عموماً رشتہ داری ختم ہونے کا سبب حُسنِ ظن کی کمی اور بدگمانی کی کثرت بھی ہے۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں شکوک و شبہات کی بُنیاد پر ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی کرنا عام ہے، مثلاً ہم نے اپنے کسی عزیز کو کسی تقریب میں شرکت کی دعوت دی، لیکن وہ کسی تقریب میں شرکت نہیں کر پائے، تو اب اس کا ٹھیک ٹھاک نوٹس لیا جاتا، خوب تنقیدیں اور غیبتیں کی جاتی ہیں اور یہ ذہن بنا لیا جاتا ہے کہ چونکہ اس نے ہماری تقریب کا ”بایکٹ“ کیا ہے، اس لیے ہم بھی اس کی کسی تقریب میں شرکت نہیں کریں گے اور یوں محض بدگمانی کی بُنیاد پر دو (2) خاندانوں میں اُن بن ہو جاتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ دُوریاں اس قدر پُختہ ہو جاتی ہیں کہ برہنہ بر سر تک فریقین ایک دوسرے سے جُدا رہتے ہیں۔ ”حالانکہ کوئی ہمارے یہاں شریک نہ ہوا ہو تو اُس کے بارے میں لپٹھا گمان رکھنے کے کئی پہلو نکل سکتے ہیں، مثلاً وہ نہ آنے والا بیمار ہو گیا ہو گا، بھول گیا ہو گا، ضروری کام آپڑا ہو گا، یا کوئی سخت مجبوری ہو گی، جس کی وضاحت اس کے لئے دُشوار ہو گی وغیرہ

وغیرہ۔ وہ اپنی غیر حاضری کا سبب بتائے یا نہ بتائے، ہمیں حُسنِ ظن رکھ کر ثواب کمانے اور جنت میں جانے کا سامان کرتے رہنا چاہیے۔

حُسنِ ظن کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ** یعنی حُسنِ ظن عُمَدِ عِبَادَت ہے۔ (ابوداؤد ج ۴ ص ۳۸۷ حدیث ۴۹۹۳) مفسرِ شہیر حکیمِ اُلَامَتِ حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: مسلمانوں سے اچھا گمان کرنا، ان پر بدگمانی نہ کرنا یہ بھی اچھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۶۲۱)

اور بالفرض اگر ہمارا کوئی رشتہ دار سُستی کے سبب یا کسی بھی وجہ سے یا جان بوجھ کر ہمارے یہاں نہیں آیا، یا ہمیں اپنے یہاں مدعو نہیں کیا، بلکہ اس نے کھلم کھلا ہمارے ساتھ بد سُلُو کی کی تب بھی ہمیں حوصلہ بڑا رکھتے ہوئے تعلقات برقرار رکھنے چاہئیں، حضرت سیدنا ابی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سلطانِ دو جہان، شہنشاہِ کون و مکان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیمُ الشان ہے: جسے یہ پسند ہو کہ اُس کے لیے (جنت میں) محل بنایا جائے اور اُس کے دَرَجات بلند کیے جائیں، اُسے چاہیے کہ جو اُس پر ظلم کرے، یہ اُسے مُعاف کرے اور جو اُسے محروم کرے، یہ اُسے عطا کرے اور جو اُس سے قَطْعِ تَعَلُّق کرے یہ اُس سے ناطہ (یعنی تعلق) جوڑے۔ (الْمُسْتَدْرَکُ لِلْحَاکِمِ ج ۳ ص ۱۲ حدیث ۳۲۱۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بسا اوقات رشتہ داروں سے لا تعلقی اور قَطْعِ رحمی کی وجہ ان سے سُرزد ہونے والی معمولی غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہمارا کوئی رشتہ دار اگر بھولے سے کوئی بات کہہ دے یا

کوئی ایسا کام کر ڈالے، جو ہماری دل آزاری کا سبب بنے تو ہم اپنے عُیُوب کو پُشتِ ڈال کر نفس و شیطان کی چالوں میں آکر اُس رشتے دار سے بات چیت، لَین دَین اور دیگر معاملات و تَعَلُّقات ختم کر ڈالتے، اُس کی اینٹ سے اینٹ بجانے اور ہمیشہ کیلئے اس سے بائیکاٹ کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ اب وہ بے چارے ہمارے سامنے ہاتھ جوڑے، بار بار مُعافی مانگے، مُعذرت چاہے مگر ہم اسے بخشنے کو تیار نہیں ہوتے اور ہمیں کوئی سمجھانے کی کوشش کرے، تو اسے بھی خاموش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے پیٹھے آقا، دو عالم کے داتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں آپس میں دُشمنی و حسد رکھنے، تَعَلُّقات توڑنے اور مَعذِرَت کرنے والوں کی مَعذِرَت کو رد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ

بھائی بھائی بن جاؤ

نبی کریم، روفِ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ دلنشین ہے: ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، نہ ایک دوسرے سے دُشمنی کرو، نہ حسد کرو، نہ تَعَلُّقات توڑنے والے بنو اور اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ مُسلمان، مُسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرتا ہے، نہ اُسے محروم کرتا ہے اور نہ اُسے رُسوا کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب البر و الصلۃ، تحریم ظلم المسلم... الخ، ص ۱۳۸۶، حدیث: ۲۵۶۲ ملتقطاً بتقدم و تاخر) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: وَمَنْ اَعْتَدَرَ اِلٰی اَخِيهِ الْمُسْلِمِ مِنْ شَيْءٍ بَلَغَهُ عَنْهُ فَلَمْ يَقْبَلْ عُدْرًا لَمْ يَزِدْ عَلَى الْخَوْضِ یعنی جو کوئی اپنے مُسلمان بھائی سے مَعذِرَت کرے اور وہ اُس کا عذر قبول نہ کرے تو، اُسے حوضِ کوثر پر حاضر ہونا نصیب نہ ہو گا۔ (معجم الاوسط، ۳/۷۶، حدیث: ۶۲۹۵)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ایک چھت تلے، پھر بھی ناراضی؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! جب ایک عام مسلمان سے اچھا سلوک کرنے، اس سے محبت قائم رکھنے، تعلق بنانے اور اسے نبھانے کی ترغیب ہے تو وہ افراد کہ جن کے ساتھ ہمارے خون کے رشتے قائم ہیں، مثلاً والدین، بہن، بھائی، چچا، بھتیجے اور ماموں، بھانجے وغیرہ تو ان کے ساتھ تو ہمیں اور بھی زیادہ حُسنِ سلوک اور خیر خواہی کا برتاؤ کرنا چاہیے اور رشتہ داروں میں سے بھی سب سے زیادہ ہمارے حُسنِ سلوک کے مُستحق ہمارے والدین اور بہن بھائی ہیں۔ والدین وہ ہیں جنہوں نے ہمیں پالا، ہماری اچھی تربیت کی، اچھائی بُرائی کی تمیز سکھائی، خود مشقت اٹھا کر ہماری راحت کا سامان کیا۔ جبکہ بہن بھائی وہ ہیں، جو ہمارے بچپن کے ساتھی، اچھے بُرے وقت کے رفیق اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ مگر افسوس! کہ آج کل اگر والدین اپنی اولاد سے نالاں دکھائی دیتے ہیں تو اولاد بھی اپنے والدین سے منہ موڑتی نظر آتی ہے، بڑے بہن بھائی اپنے چھوٹوں سے ناراض ہیں تو چھوٹے بھی اپنے بڑے بہن بھائیوں کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنے کو تیار نہیں۔ افسوس! کہ معمولی سی تلخیوں کی بنا پر ایک چھت تلے رہنے کے باوجود کئی کئی دن تک سگے بہن بھائیوں کی آپس میں بات چیت بند رہتی ہے اور اگر دُور رہتے ہوں تو کئی کئی مہینے بسا اوقات سالوں تک ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تُوبُوْا اِلَی اللہ اَسْتَغْفِرُ اللہ!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کامل مسلمان بننے، نمازوں اور سنتوں کی عادت ڈالنے کیلئے

دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ معاشرے کے کئی بگڑے ہوئے افراد دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے راہِ راست پر آکر خوب نیکی کی دعوت کی دھو میں مچا رہے ہیں، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر اپنے آپ کو مختلف مدنی کاموں میں مشغول رکھنے والے ایک عاشقِ رسول کی مدنی بہار سُنتے ہیں:

صدائے مدینہ لگاتا ہوں!

متمتھرا (ہند) کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ یوں بیان ہے، میں ایک ماڈرن نوجوان تھا، فلمیں ڈرامے دیکھنا میرا مشغلہ تھا، مکتبۃ المدینہ سے جاری ہونے والے بیان کی کیسیٹ ”T.V. کی تباہ کاریاں“ سُننے کا شرف حاصل ہوا، جس نے میری کایا پلٹ دی، میں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے منسلک ہو گیا۔ مجھے APENDIX کی بیماری ہو گئی اور ڈاکٹر نے آپریشن کا مشورہ دیا۔ میں گھبرا گیا، ایسے میں دعوتِ اسلامی کے ایک مبلغ کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں زندگی میں پہلی بار عاشقانِ رسول کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے 3 دن کے مدنی قافلے کا مسافر بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلے کی برکت سے بغیر آپریشن کے میرا مرض جاتا رہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میرے جذبے کو مدینے کے 12 چاند لگ گئے، اب ہر ماہ 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کی سعادت حاصل کرتا ہوں، ہر ماہ مدنی انعامات کا رسالہ جمع کرواتا ہوں اور مسلمانوں کو نمازِ فجر کیلئے جگانے کی خاطر گھوم پھر کر صدائے مدینہ لگاتا ہوں۔ (فیضانِ سنت، ص ۲۳۸)

بے عمل باعمل بنتے ہیں سر بسر	تُو بھی اے بھائی کر قافلے میں سفر
اچھی صحبت سے ٹھنڈا ہو تیرا جگر	کاش! کر لے اگر قافلے میں سفر

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جو تم سے توڑے، تم اس سے جوڑو!

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ”بہشت کی کنجیاں“ بہت ہی ایمان افروز کتاب ہے، اس کتاب میں رنگ برنگے مدنی پھول کیا کیا قیمتی خوشبو لٹا رہے ہیں، آئیے سنتے ہیں: جنت کیا ہے؟ جنت کہاں ہے؟ جنتیں کتنی ہیں؟ اہل جنت کی عمر کتنی ہوگی، جنت میں لے جانے والے اعمال کون کون سے ہیں؟ تلاوتِ قرآن کریم کی برکات، درجہ شہادت ملنے کا آسان طریقہ، مسلمانوں کی پردہ پوشی کے فضائل، لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے کی فضیلت اور بہت سی دینی معلومات سے مال مال یہ کتاب مکتبۃ المدینہ سے ہدیۂ طلب کی جاسکتی ہے، اسی شاندار کتاب میں شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَنھِی حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس زمانے میں ذرا ذرا سی باتوں پر لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ”میں آج سے تیرا بھائی نہیں اور تُو میری بہن نہیں“ اسی طرح بھائی بھائی سے یہ کہہ دیتا ہے کہ ”میں آج سے تیرا بھائی نہیں اور تُو میرا بھائی نہیں“ یہ قطعِ رحم یعنی رشتوں کو کاٹنا ہے جو حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، لہذا ہر مسلمان کو ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کسی رشتے دار سے تعلق نہ کاٹے بلکہ ہمیشہ اس کو شش میں لگا رہے کہ رشتے داروں سے تعلق قائم رہے اور کبھی بھی رشتہ کٹنے نہ پائے۔ بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ جو رشتے دار ہم سے تعلق رکھے گا، ہم بھی اُس سے تعلق رکھیں گے اور جو ہم سے کٹ جائے گا، ہم بھی اُس سے کٹ جائیں گے، یہ کہنا اور یہ طریقہ بھی اسلام کے خلاف ہے۔ (مزید فرماتے ہیں:) رشتے داروں کے ساتھ تعلق کاٹ دینے کی ایک ہی صورت جائز ہے اور وہ یہ کہ شریعت کے معاملے میں تعلق کاٹ دیا جائے، مثلاً کوئی رشتے دار اگرچہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو، اگر وہ

مُرشد (یعنی اسلام سے پھر جائے) یا گمراہ و بد دین ہو جائے تو پھر اُس سے تعلق کاٹ لینا واجب ہے یا کوئی رشتہ دار کسی گناہ کبیرہ میں گرفتار ہے اور منع کرنے پر بھی باز نہیں آتا بلکہ اپنے گناہ کبیرہ پر ضد کر کے اڑا ہوا ہے تو اُس سے بھی قطع تعلق کر لینا ضروری ہے، کیونکہ اُس کے ساتھ تعلق رکھنا اور تعاون کرنا گویا اُس کے گناہ کبیرہ میں شرکت کرنا ہے اور یہ ہر گز ہر گز جائز نہیں۔ (بہشت کی کنجیاں، ص ۱۹۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صلہ رحمی کرنا، ایک مجبوری:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی اور اُن سے صلہ رحمی کرنا، یقیناً باعثِ سعادت ہے، لیکن ہمیں اس کا کامل فائدہ اُسی صورت میں نصیب ہو گا کہ جب ہم دل سے اس نیکی کو سرا انجام دیں گے۔ افسوس! اب رشتہ داری تو صرف نام کی رہ گئی ہے اور آج کل صلہ رحمی کرنا گویا کہ ایک مجبوری بن چکی ہے، بعض لوگ ظاہر آتو بڑے ملنسار لگتے ہیں، لیکن اُن کا سینہ مسلمانوں کے کینے سے بھرا ہوتا ہے، بعض نادان نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر ذاتی وجوہات کی بنا پر یا خواہ مخواہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور دوستوں پر تو دل کھول کر خرچ کرتے ہیں لیکن آہ! اپنے والدین، بہن بھائیوں، چچاؤں، بھتیجیوں اور بھانجیوں وغیرہ کے حقوق سے بالکل ہی غافل ہوتے ہیں، شادی وغیرہ کی تقاریب ہوں یا مبارک ایام کی آمد، بُزرگوں کے ایصالِ ثواب کی نذر و نیاز کا اہتمام ہو یا اجتماع ذکر و نعت وغیرہ، بعضوں کا یہ معمول ہوتا ہے کہ وہ ان میں صرف انہی رشتہ داروں کو دعوت دینے کی زحمت کرتے یا انہی کے گھروں میں کھانا وغیرہ بھجوا دیتے ہیں کہ جو انہیں اپنے یہاں کی تقاریب میں بلاتے ہیں یا جن قرابت داروں کے ساتھ اُن کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں، اس

کے برعکس جو رشتے دار اُن کے کام نہیں آتے یا بے چارے غربت و افلاس کے باعث اُنہیں اپنے یہاں نہیں بلاتے، تو ایسوں کو اپنی تقاریب میں بلانا تو کجا اُن سے دُعا سلام کی حد تک بھی تعلقات قائم رکھنا اُنہیں ناگوار گزرتا ہے، یوں ہی مُسْتَحَقِّینِ زکوٰۃ رشتے داروں کو بھی مسلسل نظر انداز کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ کچھ خاندانوں کے درمیان ذاتی دُشمنیاں اُنہیں فوتگی کے موقع پر کفن و دفن، نمازِ جنازہ پڑھنے اور تَعْرِیْتُ کے معاملے میں آڑ بن جاتی ہیں، الغرض رشتے داروں میں اب پہلے جیسی مَحَبَّت و خُلوص اور خیر خواہی کا جذبہ بالکل ہی ختم ہوتا دکھائی دے رہا ہے، کیونکہ ہم نے اُن کے درمیان خود ساختہ دَرَجہ بندیاں کر دی ہیں، ایسے نازک حالات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا ذرا مشکل نہیں کہ حقیقی صَلَہِ رَحْمی کو اب ایک بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔

بھائی حق مت مارنا گھر بار کا
ورنہ ہوگا مستحق تُو نار کا

قریبی رشتہ داروں سے قطعِ تَعَلُّق کرنے اور مشکل میں ان کے کام نہ آنے کی مذمت پر چند عبرت آموز احادیثِ مبارکہ سنئے، خوفِ خدا سے لرزیئے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سُلُوک سے پیش آنے کی نِیَّت کر لیجئے:

1. اے اُمّتِ محمد (صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! قسم ہے اُس ذات کی! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اُس شخص کے صَدَقے کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتے دار اُس کی بھلائی کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس ذات کی! جس کے دَسْتِ قُدْرَت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن نَظَرِ رَحْمَت نہ فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب

الزکاة، باب الصدقة... الخ، ۲۹۷/۳، حدیث: ۴۶۵۲)

2. جو شخص اپنے کسی قریبی رشتے دار کے پاس آکر اُس کی حاجت سے زائد وہ شے مانگے، جو اُسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عطا فرمائی ہے، لیکن وہ اُس پر بخل کرے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ جہنم سے ایک اُڑدھا نکالے گا جس کا نام شُجاع ہوگا، وہ زبان کو حرکت دیتا ہوگا اور اُس شخص کے گلے کا ہار بن جائے گا۔ (معجم الاوسط، ۱۶۷/۴، حدیث: ۵۵۹۳)

3. جس گناہ کی سزا دنیا میں بھی جلد ہی دے دی جائے اور اُس کے لیے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے، وہ بغاوت اور قَطْعِ رحم سے بڑھ کر نہیں۔ (ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب: ۱۲۲، حدیث: ۲۵۱۹، ۲۲۹/۴)

تعلقات توڑنے کی سزا

حضرت سیدنا فقیہ ابو اللیث سمرقندی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ”تَسْبِیْہُ الْغَافِلِیْنَ“ میں نقل کرتے ہیں، حضرت سیدنا یحییٰ بن سلیم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مَلَمْ یُکْرَمْہُ رَادَّہَا اللّٰہُ مُہْرَافًا تَعْظِیْمًا میں ایک نیک شخص خُر اسان کا رہنے والا تھا، لوگ اس کے پاس اپنی امانتیں رکھتے تھے، ایک شخص اس کے پاس دس ہزار اشرفیاں امانت رکھوا کر اپنی کسی ضرورت سے سفر میں چلا گیا، جب وہ واپس آیا تو خراسانی فوت ہو چکا تھا، اس کے اہل و عیال سے اپنی امانت کا حال پوچھا: تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کی، امانت رکھنے والے نے علمائے مکہ مکرمہ سے پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ انہوں نے کہا: ”ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ خراسانی جنتی ہوگا، تم ایسا کرو کہ آدھی یا تہائی رات گزرنے کے بعد زَمْرَم کے کنویں پر جا کر اُس کا نام لے کر آواز دینا اور اُس سے پوچھنا۔“ اس نے تین راتیں ایسا ہی کیا، وہاں سے کوئی جواب نہ ملا، اُس نے پھر جا کر ان علماء کرام کو بتایا، انہوں نے ”اِنَّ اللّٰہَ وَارِثُ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ“ پڑھ کر کہا: ”ہمیں ڈر ہے کہ وہ شاید جنتی نہ ہو،“ تم یمن چلے جاؤ وہاں بُر ہوت نامی وادی میں ایک کنواں ہے،

اس پر پہنچ کر اسی طرح آواز دو، اس نے ایسا ہی کیا تو پہلی ہی آواز میں جواب ملا کہ میں نے اس کو گھر میں فلاں جگہ دفن کیا ہے اور میں نے اپنے گھر والوں کے پاس بھی امانت کو نہیں رکھا، میرے لڑکے کے پاس جاؤ اور اس جگہ کو کھودو تمہیں مل جائے گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور مال مل گیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تُو تو بہت نیک آدمی تھا تو یہاں پہنچ گیا؟ وہ بولا: میرے کچھ رشتے دار خراسان میں تھے جن سے میں نے قطعِ تعلق (یعنی رشتہ توڑ) کر رکھا تھا اسی حالت میں میری موت آگئی اس سبب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ سزا دی اور اس مقام پر پہنچا دیا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۷۲ ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! قطعِ رحمی یعنی اپنے رشتہ داروں سے تعلقات ختم کرنا، کس قدر بُری چیز ہے، کہ اس کی وجہ سے بہت سی نیکیوں کا اجر بھی ضائع ہوتا ہے اور آخرت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دُوری کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ رشتہ داروں سے بھلائی نہ کرنے والوں کی طرف بروزِ قیامت، اللہ ربُّ العزت عَزَّوَجَلَّ نظرِ رحمت نہ فرمائے گا، قُدُرت کے باوجود رشتہ دار کی حاجت پوری نہ کرنے والے پر جہنم کا ایک بہت بڑا سانپ مُسلَّط کر دیا جائے گا، جو اس قاطعِ رحم کے گلے کا ہار بن جائے گا، رشتہ داروں سے تعلقات ختم کرنے والے کو آخرت کے ساتھ ساتھ دُنیا میں بھی سزا دی جائے گی۔

گناہ بے عدد اور جُرم بھی ہیں لا تعداد

معاف کر دے نہ سہہ پاؤں گا سزا یا رب

(وسائلِ بخشش، ص ۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُمّو ماہِ رشتہ دار کہ جن کا اٹھنا بیٹھنا زیادہ ہو اور میل ملاپ بھی بکثرت ہو تو

انہیں رنجیدگی اور ناراضی کا سامنا بھی زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ بہن بھائی آپس میں زیادہ قریب ہوتے ہیں، اس لیے عموماً ان کے درمیان تعلقات بھی خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ لیکن اگر ہم شریعت کے تقاضوں اور اخلاقیات کو ملحوظ رکھیں تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان ناچاقیوں اور ناراضیوں کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ بڑے بہن بھائیوں پر چھوٹوں کے کیا حقوق ہیں اور چھوٹوں پر اپنے بڑے بہن بھائیوں کے کیا حقوق ہیں؟ آئیے یہ بھی سنتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

بڑے بہن بھائیوں پر چھوٹوں کے حقوق و آداب:

بڑے بھائی اور بڑی بہن پر، چھوٹے بھائی بہنوں کے حقوق میں سے ہے کہ

1. والدین کی وفات پر چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش کرنا اور ان کی اچھی تربیت کرنا۔
2. ان کی ضروریات زندگی کو پورا کرنا اور ہر مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دینا اور جتنا ہو سکے ان کی حاجت روائی و دلداری کرنا۔
3. والدین کی حیات میں بھی ان سے شفقت و محبت سے پیش آنا۔
4. غیبت، چُغلی، بدگمانی اور حسد عام مسلمان سے حرام ہے تو ان سے بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔
5. بقاضائے بشریت ان سے سرزد ہونے والی خطاؤں کو مُعاف کرنا اور ہمیشہ ان سے نرمی کا برتاؤ کرنا۔

چھوٹے بہن بھائیوں پر بڑوں کے حقوق و آداب:

اسی طرح چھوٹے بہن بھائیوں پر بڑوں کے یہ حقوق و آداب ہیں کہ

1. ان کی عزت و احترام کرتے ہوئے ان کے شایان شان مرتبہ و مقام دینا۔

2. والدین کی غیر موجودگی میں انہیں والدین کا مرتبہ دینا، ورنہ انہیں اپنا سرپرست ورنہ سنبھالنا۔
3. حتی الامکان ان کے جائز احکامات پر عمل کی کوشش کرنا۔
4. اپنی طرف سے ہونے والی غلطیوں پر خود بڑھ کر معافی مانگنا۔
5. ان کی دل آزاریوں سے بچنے کی کوشش کرنا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی ان مدنی چھوٹوں پر عمل کی کوشش کریں گے، تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی برکت سے بہن بھائیوں کے درمیان ہونے والی ناراضیوں اور ان کے سبب پیدا ہونے والی دُوریوں سے کافی حد تک چھٹکارا مل جائے گا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو (2) قریبی عزیز آپس میں ناراض ہو جاتے ہیں اور باوجود کوشش کے آپس میں صلح صفائی کی ترکیب نہیں بن پاتی، ایسے موقع پر وہ رشتے دار مشکل کا شکار ہوتے ہیں جو ان دونوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ ناراض رشتہ داروں میں سے ہر ایک سے بیک وقت کیسے بنا کے رکھی جائے اور دونوں کو خوش کیسے رکھا جائے؟ یہ ایک پریشان کن معاملہ ہے۔ آئیے اس بارے میں فتاویٰ رضویہ شریف سے رہنمائی لیتے ہیں۔

حکمت سے بھرپور جواب

چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بارگاہ میں کیے گئے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلے میں کہ زید کے ایک تایا اور ایک بہن ہے، زید اپنے تایا اور بہن دونوں سے ملتا ہے، لیکن اب زید کی بہن اور تایا کے درمیان سخت اَن بن ہو گئی ہے اور زید کی بہن اپنے سگے بھائی زید سے یہ کہتی ہے کہ تم اگر اپنے تایا سے ملو گے تو میں تم سے نہیں ملوں گی۔ اتفاقاً زید کی شادی کا وقت قریب آ گیا اور زید کی بہن کا کہنا ہے: اگر تایا کو شادی

میں بلایا تو میں اس میں شرکت نہیں کروں گی، اس صورت میں تایا کی دل آزاری کا اندیشہ ہے اور اگر تایا کو بلائے تو بہن کو صد مہ پہنچے گا۔ ایسی حالت میں زید کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا زید اپنی بہن کا کہنا مان کر تایا کو شادی میں نہ بلائے یا اپنی بہن کو چھوڑ کر اپنے تایا کو بلائے؟

سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس کا جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں: بہن اور چچا دونوں ذی رَحْم مَحْرَم ہیں، کسی سے قَطْعِ رَحْم کرنا جائز نہیں۔ زید کو چاہیے کہ اپنی بہن کو جس طرح ممکن ہو راضی کرے، اگرچہ یوں کہ پوشیدہ طور پر اپنے چچا کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دے اور اپنی بہن سے کہہ دے کہ مجھے ہر طرح تیری مرضی منظور ہے، نہ اُن کو بلاؤں گا نہ شریک کروں گا، البتہ اتنا تجھ سے چاہتا ہوں کہ وہ اگر اپنے آپ آجائیں تو اس پر مجھ سے ناراض نہ ہونا، کیونکہ وہ تیرے اور میرے دونوں کے باپ کی جگہ ہیں، اجنبی آدمی (بھی کسی تقریب میں) بے بلائے آجائیں تو اُن کو نکالنا بد تمیزی ہے نہ کہ باپ کو (کہ تایا باپ ہی کے قائم مقام ہوتا ہے)، غرض جھوٹے سچے فقرے بتا کر دونوں کو راضی کرے کہ اس پر بھی ثواب پائے گا۔ زید اپنی بہن کو یہ کلمہ ”میں اُن کو نہ بلاؤں گا“ کہنے سے مُراد یہ رکھے کہ میں خود اُن کو بلانے نہ جاؤں گا، اگرچہ آدمی یا خط بھیج دوں گا، (اور تایا کے) ”آپ چلے آئے“ سے یہ مُراد لے کہ وہ اپنے پاؤں سے چلے آئیں نہ یہ کہ میں اُٹھا کر لاؤں، دورِ خنی بات کہے۔ جھوٹے سچے ”فقرے“ سے مُراد جس کا ظاہر جھوٹ اور مُرادِ معنی سچ (جسے عربی میں ”توریہ“ کہتے ہیں)۔ حدیث میں فرمایا: اِنَّ فِي الْمَعَارِضِ لَمَنْدُوحَةً عَنِ الْكَذِبِ۔ یعنی بیشک اشاروں میں گفتگو کرنے میں جھوٹ سے آزادی ہے۔

(السنن الکبریٰ، کتاب الشہادات، باب المعاریض فیہا مندوحة۔۔ الخ، ۳۲۶/۱۰، حدیث: ۲۰۸۳۳، از فتاویٰ رضویہ،

۳۴۴/۲۴، ملخصاً

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے دیکھا کہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سَوَال کرنے والے کو ضرورتِ شرعی کی بنا پر تَوْرِیہ کی ترغیب ارشاد فرمائی، شرعی عذر کی بنا پر تَوْرِیہ کرنے سے انسان جھوٹ سے بچ جاتا ہے، مگر یاد رہے! تَوْرِیہ کرنے کی مخصوص صورتیں ہیں، بلا ضرورت تَوْرِیہ کرنا شرعاً ناجائز ہے جیسا کہ صَدْرُ الشَّرِیعَہ، بَدْرُ الظَّرِیقَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: تَوْرِیہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں، مگر کہنے والے نے دُوسرے معنی مُراد لئے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ تَوْرِیہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لئے بلایا وہ کہتا ہے ”میں نے کھانا کھالیا“ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کاکھانا کھالیا ہے، مگر وہ یہ مُراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے (اس لئے کہ یہاں تَوْرِیہ کرنا جائز نہ تھا)۔

(بہار شریعت، ۵۱۸/۳، حصہ ۱۶ ملخصاً)

فتاویٰ رضویہ کے سَوَال و جواب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی ایک رشتے دار کے کہنے پر بلا و بَجَر شرعی کسی دوسرے رشتے دار سے قَطْعِ تَعَلُّق کرنا شرعاً ممنوع ہے، عموماً ایسے مواقع پر انصاف کے تقاضے پورے کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بڑوں بڑوں کے قدم اس موڑ پر آکر ڈگمگاتے ہیں، لیکن ہمت سے کام لیجئے، رَبِّ تَعَالٰی کی رحمت پر نظر رکھئے اور اس حدیثِ پاک ”حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے۔ (ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ۳۱۴/۲، رقم: ۲۶۹۶) کو مد نظر رکھتے ہوئے حکمتِ عملی و دیانتداری کے ساتھ ایسی تدابیر اختیار کرنے کی کوشش کیجئے کہ فریقین کے درمیان صلح کی ترکیب ہو جائے اور کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو، کیونکہ کسی ایک فریق کی بات تسلیم کر لینے سے قَطْعِ رَحْم

لازم آئے گا کہ جو ناجائز و حرام ہے اور ایسا حکم ماننا بھی شرعاً جائز نہیں کہ جس کے سبب خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی لازم آتی ہو، جیسا کہ حبیبِ کبریا، احمدِ مجتبیٰ، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ یعنی خالق عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ (معجم کبیر، ۱۸/۱۷۰، حدیث: ۳۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسالہ ”ہاتھوں ہاتھ پھوپھی سے صلح کر لی“ کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! والدین، بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ اخلاق، خیر خواہی اور صلہ رحمی کی مدنی سوچ پیدا کرنے کیلئے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا تحریر کردہ 25 صفحات پر مشتمل رسالہ ”ہاتھوں ہاتھ پھوپھی سے صلح کر لی“ کا مطالعہ کرنا انتہائی مفید ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس رسالے میں صلہ رحمی کی تعریف، بہترین آدمی کی خصوصیات، صلہ رحمی کے 7 مدنی پھول، رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کی صورتیں، تعلقات توڑنے کی سزا، حُسنِ ظن رکھنے کا طریقہ اور بہت سی اہم معلومات کا انمول خزانہ موجود ہے، لہذا آج ہی اِس رسالے کو مکتبۃ المدینہ کے بستے سے ہدیۃ طلب فرما کر خود بھی اِس مطالعہ کیجئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی ترغیب دیجئے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اِس رسالے کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم نے سنا کہ صلہ رحمی کا مطلب ہے

رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا ہے۔

- صلہ رحمی (رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک) کی برکت سے رِزق، مال اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔
- رشتہ داروں، یتیموں، بے سہاروں کے ساتھ صلہ رحمی کے ذریعے حکمِ قرآنی پر عمل کر کے ثواب کا انبار جمع کیا جاسکتا ہے۔
- صلہ رحمی کی برکت سے کئی خاندانی جھگڑے ختم کر کے گھروں کی ناچاقیوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔
- صلہ رحمی کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے۔
- کسی مسلمان کی طرف سے معافی میں پہل کرنے پر بھی، بلاعذرِ شرعی اُس کو معاف نہ کر کے بروز قیامت حوضِ کوثر پر حاضری سے محرومی ہو سکتی ہے۔
- بلاعذرِ شرعی رشتوں کو کاٹنا، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، لہذا ہمیں خود بھی اس سے بچنا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دلانے کا سلسلہ جاری رکھنا ہے۔
- صلہ رحمی کی برکت سے ہمارے کئی غریب و نادار عزیز و اقرباء، ہماری تھوڑی سے نرمی و محبت کی وجہ سے شادی و عیدین جیسے خوشی کے مواقع پر ہمارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔
- بلاعذرِ شرعی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی نہ کر کے کثیر صدقہ و خیرات کرتے ہوئے بھی، اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محرومی ہو سکتی ہے۔

- اپنے رشتہ داروں کی کڑوی باتوں کو بخوشی پینے والا، ان کے تلخ رویوں سے صرفِ نظر (نظر انداز) کرنے والا اور تعلقاتِ بحال کرنے کے لیے ان سے معذرت کرنے والا

بظاہر خود کو ”کم تر“ محسوس کر رہا ہوتا ہے، لیکن حقیقتاً بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ سے عالیشان مراتب حاصل کر رہا ہوتا ہے۔

ہمیں بھی چاہیے بظاہر نظر آنے والی تکالیف کو آخرت میں ملنے والے انعامات کا بدلہ سمجھتے ہوئے قبول کریں اور اپنے رشتہ داروں اور دیگر تمام مسلمانوں سے بھی حُسنِ سلوک سے پیش آئیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بِجَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

12 مَدَنی کاموں میں سے ایک مَدَنی کام ”صدائے مدینہ لگانا“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے ذیلی حلقے کے 12 مَدَنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ان 12 مَدَنی کاموں میں سے ایک مَدَنی کام روزانہ ”صدائے مدینہ لگانا“ بھی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں مسلمانوں کو نمازِ فجر کیلئے جگانے کو ”صدائے مدینہ لگانا“ کہتے ہیں۔ آج جبکہ مسلمان دین سے بہت دُور ہیں اور اس دُوری میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور لوگ فکرِ آخرت سے بے خبر ہو کر دنیا میں مگن ہیں۔ سنّتیں اور نوافل پڑھنا تو دُور، اَکْثَرِیَّتِ فرض نمازیں تک جان بوجھ کر چھوڑ دیتی ہے، اسی وجہ سے ہماری مسجدیں ویران ہیں، ایسے میں انہیں دوبارہ آباد کرنے کا عزم کرنا اور اس کی تکمیل کیلئے جدوجہد کرنا یقیناً سعادت سے کم نہیں ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ بھی مساجد کو آباد کرنے کی کوشش کیجئے، بالخصوص نمازِ فجر کیلئے زیادہ سے زیادہ صدائے مدینہ لگائیے اور مساجد کی آباد کاری میں دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے۔ مَنَقُول ہے کہ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینِ حَضْرَتِ سَیِّدُنَا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کا یہ معمول تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ لوگوں کو نماز کیلئے بیدار کرتے، جب نمازِ فجر کے لیے تشریف لاتے، راستے میں لوگوں کو نماز کے لیے جگاتے ہوئے آتے، نیز اذانِ فجر کے فوراً

بعد اگر مسجد میں کوئی سویا ہوتا، تو اسے بھی جگاتے۔ (طبقات کبریٰ، ذکر استخلاف عم، ۲۶۳/۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

بات چیت کرنے کے اہم مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آیے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”101 مدنی پھول“ سے بات چیت کے حوالے سے چند اہم مدنی پھول سنتے ہیں: ❀ مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ ❀ مسلمانوں کی دلجوئی کی نیت سے چھوٹوں کے ساتھ مشفقانہ اور بڑوں کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ رکھئے۔ ❀ چلا چلا کر بات کرنے سے حد درجہ احتیاط کیجئے۔ ❀ چاہے ایک دن کا بچہ ہو اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اُس سے بھی آپ جناب سے گفتگو کی عادت بنائیے۔ آپ کے اخلاق بھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمدہ ہوں گے اور بچہ بھی آداب سیکھے گا۔ ❀ بات چیت کرتے وقت پردے کی جگہ ہاتھ لگانا، انگلیوں کے ذریعے بدن کا میل چھڑانا، دوسروں کے سامنے بار بار ناک کو چھونا یا ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ ❀ جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنئے، بات کاٹنے سے بچئے نیز دورانِ گفتگو قہقہہ لگانے سے بچئے کہ قہقہہ لگانا سنت سے ثابت نہیں۔ بات کرتے وقت ہمیشہ یاد رکھئے کہ زیادہ باتیں کرنے سے ہیبت جاتی رہتی ہے۔ ❀ کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ ❀ بد زبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کیجئے، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہئے اور یاد رکھئے کہ کسی مسلمان کو بلا اجازت شرعی گالی دینا حرام قطعی ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۷) اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی (بے حیائی کی بات) سے کام لیتا ہے۔ (کتاب الصفت مع موسوعة الامام ابن ابی الدنیا،

ج ۲۰۲ رقم ۳۲۵)

طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو (2) کُتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (304 صفحات) نیز 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سُنَّتیں اور آداب“ ہدیّۃ طلب کیجئے اور بغور اس کا مطالعہ فرمائیے۔ سُنّتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھر اسفر بھی ہے۔

مجھ کو جذبہ دے سفر کرتا رہوں پُروردگار
سُنّتوں کی تربیت کے قافلے میں بار بار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰہِ

کِیْتُ سُنَّتِ الْعِتَکَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے،

نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”جس نے مجھ پر سو (100) مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نفاق اور جہنم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شہداء کے ساتھ رکھے گا۔“ (مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۲۵۳، حدیث: ۱۷۲۹۸)

ہوں درود و سلام آقا لب پر مُدام

ہر گھڑی دم بدم تاجدارِ حرم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”رَبِّیُّنَا الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسلمان کی نیت اُس کے عمل سے

بہتر ہے۔ معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا۔ ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا۔ ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُو اللّٰہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مضامحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیتیں

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللہ عزوجل کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا۔ ❀ دیکھ کر بیان کروں گا۔ ❀ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: ﴿ادْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (تَرْجَمَةُ كُنُزِ الْاَيَّان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 3461) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اِیَّتَہٗ“ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۴۶۲/۲، حدیث: ۳۴۶۱) یعنی پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا۔ ❀ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا۔ ❀ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مشکل الفاظ بولتے وقت دل کے اغلاص پر توجہ رکھوں گا یعنی اپنی علمیت کی دھاک بٹھانی

مَقْصُود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا۔ ﴿مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز علاقائی دَوْرہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَغْبَتِ دِلاؤں گا۔ ﴿تَهَنُّہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا۔ ﴿نَظَر کی حِفَاظَت کا ذَمَن بنانے کی خاطر حَتّی الامْکَانَ نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

لمبی امید کے خاتمے کا انعام:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 413 صفحات پر مشتمل کتاب ”عیون الحکایات“ کے صفحہ نمبر 348 پر ہے:

بَضرہ کے بادشاہ نے اُمُورِ سلطنت کو خَیْرِ باد کہہ کر زُہد و تقویٰ کی راہ اختیار کی، لیکن دوبارہ سلطنت و حکومت کی طرف مائل ہو اور عیش و عشرت میں باقی زندگی بسر کرنے کی ٹھان لی۔ اس نے ایک شاندار محل بنوایا، جس میں اَعْلٰی قسم کے قالین بچھوائے اور ہر طرح کے ساز و سامان سے اس عظیم الشان محل کو آراستہ کرایا اور ایک کمرہ مہمانوں کے لئے خاص کر دیا، وہاں عُمَدہ بستر بچھائے جاتے، اَنُواع و اقسام کے کھانے پُختے جاتے۔ وہ بادشاہ لوگوں کو بلاتا، عظیم الشان محل اور بادشاہ کی شان و شوکت دیکھ کر لوگ خُوب تعریف و خُوشامد کرتے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا، بادشاہ دُنیا کی رنگینیوں میں گم ہو چکا تھا، اس کے اس عظیم الشان محل میں ہر طرح کے آلاتِ موسیقی اور لہو و لَعب کا سامان تھا۔ وہ ہر وقت دُنیوی خُرافات میں مگن رہتا۔ ان مَشَاغِل نے اسے طُولِ اَہْلِ یعنی لمبی اُمید کے تباہ کن باطنی مرض میں مبتلا کر دیا۔ ایک دن اس نے اپنے خاص وزیروں، مُشیروں اور عزیزوں کو بلا کر کہا: تم اس عظیم الشان محل میں میری خُوشیوں کو دیکھ رہے ہو، دیکھو! میں یہاں کتنا پُر سُکون ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام بیٹوں

کیلئے بھی ایسے ہی عظیم الشان محلات بنواؤں، تم لوگ چند دن میرے پاس رُکو، خوب عیش کرو اور مزید محلات بنانے کے بارے میں مُنفید مشورے دو، تاکہ میں اپنے بیٹوں کے لئے بہترین محلات بنانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ لوگ اس کے پاس رہنے لگے۔ ایک رات بادشاہ سمیت تمام لوگ اُٹھو و لُعب میں مشغول تھے کہ محل کی کسی جانب سے ایک غیبی آواز نے سب کو چوکا دیا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

”اے اپنی موت کو بھول کر عمارت بنانے والے! لمبی لمبی اُمیدیں چھوڑ دے، کیونکہ موت لکھی جا چکی ہے۔ لوگ خواہ خود ہنسیں یا دوسروں کو ہنسائیں، بہر حال موت ان کیلئے لکھی جا چکی ہے اور بہت زیادہ اُمید رکھنے والے کے سامنے تیار کھڑی ہے۔ ایسے مکانات ہر گز نہ بنا، جن میں تجھے رہنا ہی نہیں، تُو عبادت و ریاضت اختیار کرتا کہ تیرے گناہ مُعاف ہو جائیں۔“

اس غیبی آواز نے بادشاہ اور اس کے تمام ہمراہیوں کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں سے کہا: جو غیبی آواز میں نے سنی کیا تم نے بھی سنی؟ سب نے یک زباں ہو کر کہا: جی ہاں! ہم نے بھی سنی ہے۔ بادشاہ نے کہا: جو چیز میں محسوس کر رہا ہوں، کیا تم بھی محسوس کر رہے ہو؟ پوچھا: آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟ اس نے کہا: میں اپنے دل پر کچھ بوجھ سا محسوس کر رہا ہوں، مجھے لگتا ہے کہ یہ میری موت کا پیغام ہے۔ لوگوں نے کہا: ایسی کوئی بات نہیں، آپ کی عمر دراز اور اقبال بلند ہو، آپ پریشان نہ ہوں۔ اس غیبی آواز نے بادشاہ کے دل سے لمبی لمبی اُمیدوں کا خاتمہ کر دیا، اسے عیش و عشرت کے تمام منصوبے حقیر نظر آنے لگے، فکرِ آخرت کا اس پر غلبہ ہوا، اس کے دل سے خواہشات کی آگ بجھ گئی اور وہ گناہ چھوڑنے کا عزم کرتے ہوئے، بارگاہِ اُوندی میں یوں عرض گزار ہوا: ”اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے اور یہاں موجود تیرے بندوں کو گواہ بنا کر تیری طرف رُجوع کرتا اور اپنے تمام گناہوں اور

زیادتیوں پر نادم ہو کر توبہ کرتا ہوں۔ اے میرے خالق عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مجھے دُنیا میں کچھ مَدّت اور باقی رکھنا چاہتا ہے تو مجھے دائمی اطاعت و فرمانبرداری کی راہ پر چلا دے اور اگر مجھے موت دے کر اپنی طرف بلانا چاہتا ہے تو مجھ پر کرم کر دے اور اپنے کرم سے میرے گناہوں کو بخش دے۔ “بادشاہ اسی طرح مصروفِ تجارت رہا اور اس کا دُرد بڑھتا گیا، پھر اس نے ان کلمات کی تکرار شروع کر دی: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! موت، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! موت۔ بس یہی کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس کی رُوح پرواز کر گئی۔ اس دور کے فقہاء کرام رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن فرمایا کرتے تھے: اس بادشاہ کا خاتمہ توبہ پر ہوا۔

(موسوعة ابن ابی الدنیا، قصر الامال، ۳/ ۳۶۱، رقم: ۲۷۱، عیون الحکایات، الحکایة الثالثة والسبعون۔ الخ، ص ۴۰۴، ملخصاً)

خُدا یا بُرے خاتے سے بچانا
پڑھوں کلمہ جب نکلے دم یا الہی
گناہوں کی عادت بڑھی جا رہی ہے
کرم یا الہی کرم یا الہی

(وسائلِ بخشش، ص ۱۱۱، ۱۱۰)

لمبی امید گناہوں کی جڑ ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے بادشاہ کو لمبی اُمید نے کس طرح فانی دُنیا کی عیش و عشرت کا عادی بنا کر دُنیوی لذتوں میں بد مَسّت کر دیا، اسی لمبی اُمید کے جال میں پھنس کر وہ قبر کی وحشتوں سے بے نیاز، پُر رونق محلات کی تعمیرات اور کھیل کود کے آلات میں مشغول ہوا، دوستوں کی بے فائدہ صحبت اور خادِموں کی خوشامدانہ خدمت کے نشے میں قبر کی تنہائی کو یکسر بھول بیٹھا، لیکن جیسے

ہی دل سے لمبی اُمیدوں کی آگ بجھی، غفلت کا اندھیرا دور ہوا، تو اُس کا دل توبہ کی جانب مائل، گناہوں سے بیزار اور دُنیا سے اُچاٹ ہو گیا۔ واقعی لمبی اُمیدوں کی آفت، انسان کو دُنیا و آخرت میں کئی طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہے، نفس و شیطان اسے توبہ کی اُمید دلا کر اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں، یوں بندہ گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے اور بعض اوقات گناہوں پر دلیری بُرے خاتمے کا سبب بن جاتی ہے۔ یاد رکھیے! لمبی اُمید تمام گناہوں کی جڑ اور انسان کی تباہی و بربادی کا ایک سبب ہے، چنانچہ

نبی اکرم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **اَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ** یعنی اس اُمت کا پہلا فساد بُخل اور لمبی اُمید ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، ۲/۲۶۰، حدیث: ۵۲۸۱) اس روایت کے تحت مفسرِ شہیر حکیمِ الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یعنی مُسلمان کا پہلا گناہ، جو دوسرے گناہوں کی جڑ ہے وہ یہ دو (۱) چیزیں ہیں: (۱) بُخل جڑ ہے خُونِ ریزی و فساد کی (۲) لمبی اُمیدیں جڑ ہیں، غفلت و گناہوں کی۔ انسان بڑھاپے میں بھی یہ سوچتا ہے کہ ابھی عُمر بہت ہے، نیکیاں آئندہ کر لیں گے، اسی خیال میں رہتے ہیں کہ موت آجاتی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۹۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ

لمبی اُمید سے کیا مراد ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح ظاہری امراض سے بچنے کے لیے بُنیادی معلومات کا ہونا لازمی ہے، اسی طرح باطنی امراض سے حفاظت کے لیے بھی علم ضروری ہے، لہذا لمبی اُمید کی یہ تعریف خوب ذہن نشین فرمالیجئے: جن چیزوں کا حُصُول بہت مُشکل ہو، ان کے لیے لمبی اُمیدیں باندھ کر زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرنا، طویل اَمَل یعنی لمبی اُمید کہلاتا ہے۔

(فیض القدیر، حرف الہمزہ، ۱/۲۷۷، حدیث: ۲۹۴)

لمبی اُمید کے نقصانات:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! لمبی اُمید سے متعلق اللہ عزوجل پارہ 14 سُورَةُ الْحَجَر کی آیت

نمبر 3 میں ارشاد فرماتا ہے:

تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْإِيْمَانِ: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور اُمید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں۔	ذَرَهُمْ يَأْكُلُوا وَيَمْتَسِعُوا وَيُلْهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾
---	---

صَدْرُ الْإِفَاضِل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس آیت مُبَارَکَہ کے تحت فرماتے ہیں: اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی اُمیدوں میں گرفتار ہونا اور لذاتِ دُنیا کی طلب میں غرق ہو جانا، ایماندار کی شان نہیں۔ حضرت علی مُرْتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: لمبی اُمیدیں آخرت کو بھٹلاتی ہیں اور خواہشات کا اتباع، حق سے روکتا ہے۔

تین (3) فرامینِ مصطفیٰ

آئیے! لمبی اُمیدوں کی آفات سے مُتَعَلِّق تین (3) فرامینِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے ہیں

چنانچہ،

1. ”چھ (6) چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عُیُوب کی ٹوہ میں لگے رہنا (۲) دل کی سختی (۳) دُنیا کی مَحَبَّت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی اُمید اور (۶) حد سے زیادہ ظلم۔“ (کنز العمال، کتاب

المواعظ، قسم الاقوال، الفصل السادس، ۳۶/۱۶، حدیث: ۴۴۰۱۶)

2. عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کو کمزور کر دے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے نیک عمل کرے اور عاجز و لاچار وہ ہے، جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ عزوجل سے لمبی امیدیں رکھے۔“ (شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۵۴۶، ۷/۴، ۳۵۰)
3. ”مجھے اپنی اُمت پر جن چیزوں کا خوف ہے، ان میں سے خوفناک چیز نفسانی خواہش اور لمبی اُمید ہے۔“ (الکامل فی ضعفاء الرجال، علی بن ابی علی، ۱/۶، ۳۱۶)

لمبی امید نیک بننے میں رکاوٹ ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! طویل عمر پانے کی لمبی اُمید نمازیں قضا کرواتی ہے، زکوٰۃ اور فرض حج کی ادائیگی میں تاخیر کرواتی ہے، ہمیشہ آسائش بھری زندگی پانے کی لمبی اُمید دکھ، تکلیف اور مشقت میں مبتلا کر دیتی ہے، لمبی اُمیدیں انسان کے دل میں مال و دولت کی ہوس پیدا کرتی ہیں، لمبی اُمیدیں ہی بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنے پر ابھارتی ہیں، لمبی اُمیدیں ہی انسان کے دل سے بروز قیامت بارگاہِ الہی میں اپنے ہر عمل کا جواب دینے کا ڈر اور بُرے خاتمے کا خوف نکال دیتی ہیں، انسان لمبی اُمیدوں میں پڑ کر ہی مسلمانوں سے بغض و عداوت رکھتا ہے، توبہ کرنے کی اُمید پر غیبت، چُغلی، حسد، تکبر جیسے باطنی گناہوں میں جا پڑتا ہے اور شیطان اس کے دل پر حکومت کرتا ہے۔ (موسوعة ابن ابی الدنیا، قصر الامل، ۳/۳۲۸، رقم: ۱۰۳)

لمبی اُمیدوں کی وجہ سے نیکیاں کرنا دشوار ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا امام غزالی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: لمبی اُمیدیں نیکی و طاعت کی راہ میں رکاوٹ ہیں، نیز ہر فتنے اور شر کا باعث ہیں، لمبی اُمیدوں میں مبتلا ہو جانا، ایک مرض ہے جو لوگوں کو اور بہت سے امراض میں مبتلا کرتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ۱۱۸، ملخصاً)

چھ (6) آزمائشیں!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! لمبی اُمید انسان کو چھ (6) آزمائشوں میں مبتلا کر دیتی ہے:

پہلی آزمائش: لمبی اُمید انسان کو غافل اور سُست بنا دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نیکی کرنے سے قبل ہی دل میں یہ خیال جم جاتا ہے کہ ”ابھی تھوڑی دیر بعد کر لوں گا، ابھی کافی وقت ہے، عبادت کا موقع فوت نہیں ہونے دُوں گا۔“ یوں سُستی کر کے بندہ نیکی کا موقع ضائع کر دیتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ۸۱)

دوسری آزمائش: لمبی اُمید انسان کو بد عملی کا شکار کر دیتی ہے، جیسا کہ حضرت داؤد طائی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بالکل سچ فرمایا ہے: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وعید سے ڈرتا ہے، وہ دُور کو بھی نزدیک خیال کرتا ہے، اور جو لمبی اُمیدوں میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ بد اعمالی کا شکار ہو جاتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ۸۱)

تیسری آزمائش: لمبی اُمید کی وجہ سے نیکی کرنا دُشوار ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ”دُنیا کی اُمیدیں“ انسان کو ہر نیک کام سے کاٹ دیتی ہیں، ”طمع و لالچ“ ہر حق سے انسان کو روک دیتا ہے، ”صبر“ بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نفسِ آتارہ ہر شر اور بُرائی کی طرف بلاتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ۸۱)

چوتھی آزمائش: لمبی اُمید توبہ میں ٹال مٹول کا عادی بنا دیتی ہے، جس کی بناء پر دل میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں: ”ابھی توبہ کر لوں گا، ابھی کافی وقت ہے، میں ابھی جوان ہوں، میں ابھی کم عمر ہوں، توبہ ہر وقت میرے اختیار میں ہے، جب چاہوں گا، کر لوں گا۔“ (منہاج العابدین، ص ۸۱)

پانچویں آزمائش: لمبی اُمید میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے، پھر نیکی کا جذبہ کم ہوتا چلا

جاتا ہے، گناہوں کی کثرت بڑھ جاتی ہے، حرص و لالچ میں اضافہ ہو جاتا ہے، دل فکرِ آخرت سے غافل ہو کر دُنوی عیش و آرام کا عادی بن جاتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ۸۲، ملخصاً)

چھٹی آزمائش: لمبی اُمید انسان کو موت سے غافل کر دیتی ہے، چنانچہ مروی ہے کہ نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین (3) لکڑیاں لیں، ایک اپنے سامنے گاڑی، دوسری اس کے برابر میں جبکہ تیسری کچھ دُور، پھر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: ”تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟“ اُنہوں نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ”ایک لکڑی انسان اور دوسری موت ہے جبکہ دُور والی اُمید ہے، انسان اُمید کی جانب ہاتھ بڑھاتا ہے۔ مگر اُمید کے بجائے موت اسے اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔ (موسوعة ابن ابی الدنيا، کتاب قصر الامل، ۳/۳۰۶، رقم: ۱۰)

دَل سے الفتِ دنیا بالیقین نکل جاتی

خار ان کے صحرا کا دل میں گر اُتر جاتا

لازمی ہے ہر صورت چھوڑنا گناہوں کا

بھائی موت سے پہلے کاش! تُو سدھر جاتا

(وسائلِ بخشش، ص 157، 156)

اہم نصیحت!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خود کو موت کے قریب تھوڑ کیجئے، اپنے اُن عزیز و اقارب اور دوستوں کو یاد کیجئے، جنہیں موت نے آدو بچا اور آج وہ من و مٹی تلے دفن ہیں۔ لمبی اُمیدوں سے مُتَعَلِّق

ایک ناصح (یعنی نصیحت کرنے والے) کی نصیحت سُننے چنانچہ

حضرت سیدنا ابو زکریا تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ اُموی خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ اس کے پاس ایک پتھر لایا گیا، جس پر کچھ تحریر تھا، لہذا کسی پڑھنے والے کو تلاش کیا گیا تو حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، اس پر کچھ یوں لکھا تھا: اے ابنِ آدم! اگر تو زندگی سے قریب چیز موت کو دیکھ لے تو ضرور لمبی اُمیدوں سے کنارہ کرے گا اور اپنے عمل کو بڑھائے گا نیز تیری حرص اور کوششیں کم ہو جائیں گی اور اگر تیرے قدم بھسل گئے تو کل بروز قیامت تجھے ندامت ہوگی، تیرے گھر والے اور پڑوسی تجھے قبر کے حوالے کر دیں گے، والدین اور رشتہ دار دُور ہو جائیں گے، اولاد چھوڑ دے گی اور تو دُنیا کی طرف لوٹ کر آسکے گا نہ نیکیوں میں اضافہ کر سکے گا، لہذا حسرت و ندامت طاری ہونے سے پہلے ہی قیامت کے دن کے لئے تیاری کر لے۔ یہ سُن کر سلیمان بن عبد الملک خُوب رویا۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۹۹)

قبر میں میت اُترنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

لمبی امیدیں نہ رکھنے کی فضیلت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! لمبی اُمیدیں نہ رکھنے کی برکت سے ہدایت نصیب ہوتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دُنیا میں رُعبت کرے گا اور اس میں لمبی لمبی اُمیدیں باندھے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے دل کو دُنیا میں رُعبت کے حساب سے اندھا کرے گا اور جو شخص

دُنیا سے بے رغبتی کرے گا اور اپنی اُمیدوں کو کم کرے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو بغیر سیکھے علم عطا کرے گا اور بغیر کسی کی رہنمائی کے ہدایت عطا فرمائے گا۔ (کنز العمال، ۸۲/۳، الجزء الثالث، ۶۱۹۱)

غفلت کا علاج:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دُنیاوی اُمیدوں میں کمی سے غفلت طاری نہیں ہوتی، انسان گناہ پر دلیر نہیں ہوتا، توبہ میں جلدی کرتا ہے اور ہر وقت اپنی موت کو پیش نظر رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ خود کو لمبی اُمیدوں سے بچایا کرتے، اس سلسلے میں تین (3) حکایات سنئے:

حکایت: حضرت سیدنا محمد بن ابوتوبہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا معروف کرخی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے نماز کے لئے اقامت کہی اور مجھ سے فرمایا: ”آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ۔“ میں نے عرض کی: ”یہ ایک ہی نماز پڑھاؤں گا، اس کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔“ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: ”تم اپنے دل میں دوسری نماز کے بارے میں سوچ رہے ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں لمبی اُمیدوں سے بچائے کہ یہی نیک اعمال میں رُکاوٹ بنتی ہیں۔“ (احیاء العلوم، ۵/۲۰۰)

حکایت: حضرت سیدنا صفوان بن سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسجد ہی میں رہتے، جب مسجد سے نکلے تو روتے ہوئے یہ فرماتے: مجھے یہ خوف ہے کہ دوبارہ مسجد نہ لوٹ سکوں گا۔

(موسوعة ابن ابی الدنيا، قصر الامل، ۳/۳۱، رقم: ۶۲)

حکایت: کسی شخص نے حضرت زرارہ بن اوئی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا: ”اے برزخ میں بسنے والو! تمہارے نزدیک کون سا عمل بہتر ہے؟“ تو آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواب

دیا۔ ”رِضائے الہی اور اُمیدوں کو کوتاہ رکھنا (یعنی مختصر سمجھنا)۔“ (احیاء العلوم، ۵/۲۶۳)

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنا لے
کوئی نہیں بھروسا اے بھائی! زندگی کا

(وسائل بخشش، ص 178)

سیدنا داؤد طائی رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ کی نصیحت:

حضرت سیدنا ابو محمد بن علی زاہد رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: ہم کوفہ میں ایک جنازے میں شریک ہوئے، اس میں حضرت سیدنا داؤد طائی رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی شریک تھے، جب لوگ میت کو دفنانے لگے تو آپ ایک جانب بیٹھ گئے، میں آپ رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس آیا اور قریب بیٹھا تو آپ نے فرمایا: جو وعدہ عذاب کا خوف رکھتا ہے، دُور کی چیز بھی اس کے قریب آ جاتی ہے اور جس کی اُمیدیں زیادہ ہوں، اس کا عمل کم ہو جاتا ہے اور ہر آنے والی چیز (یعنی موت) قریب ہی ہے، اے میرے بھائی! یاد رکھو کہ جو چیز تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کرے، وہ تمہارے لئے منحوس ہے، یہ بھی جان لو! دُنیا والے قبر والوں کی طرح ہیں کہ جو ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اس پر افسوس کرتے ہیں اور جو کچھ آگے کے لئے جمع کر کے رکھتے ہیں، اس پر خوش ہوتے ہیں، البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ جس چیز پر قبر والے افسوس کرتے ہیں، دُنیا والے اس کی خاطر مُقابلہ اور قتل و غارت گری کرتے ہیں اور عدالت میں اس کے لئے مُقَدَّمہ لڑتے ہیں۔ (احیاء العلوم، ۵/۲۰۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے آخرت کی تیاری کیلئے نیکیوں میں

اسی طرح مصروف نظر آتے ہیں، جیسے کوئی ظاہر شناس انسان اس دُنیاۓ فانی کی آباد کاری کے لئے ہر لمحہ بے قرار دکھائی دیتا ہے اور جس طرح اسے خوف ہوتا ہے کہ اگر میں نے ذرا بھی غفلت کی تو اپنے ہمسروں سے بہت پیچھے ہو جاؤں گا، تھوڑی سی بھول چوک ہوئی، تو میرا مُتَوَقِّع نفع (ملنے والا فائدہ) خسارے میں تبدیل ہو جائے گا، اسی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کو یہ خوف لاحق ہوتا ہے کہ اگر وہ دُنیاوی لذات اور آسائشوں میں کھو گئے تو ابدی زندگی ویران ہو سکتی ہے۔ وہ ابدی زندگی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں، ساٹھ (60) یا ستر (70) سالہ دُنیاوی زندگی کی رعنائیوں، لذتوں اور آسائشوں میں پھنس کر اس حیاتِ دائمی کو بے رونق و بے کیف بنانا، یقیناً بے عقلی اور جنون ہے۔ فکرِ آخرت کے سبب انہیں نہ تو دُنیا کے عالیشان محلات بھاتے ہیں اور نہ مال و دولت انہیں اپنی جانب مُتَوَجِّہ کرتی ہے۔ دراصل ان کی نگاہیں تو اپنے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر جمی ہوتی ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے آج بھی دُنیا سے بے رغبتی اور نا اُمیدی کی ایسی مثالیں موجود ہیں، جن کے واقعات ملاحظہ کرنے کے بعد بُزرگانِ دین رَحْمَہُمُ اللہُ الْبَرِّین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اس سلسلے میں دو (2) مرحوم اراکین شوریٰ کا طرزِ زندگی سماعت کیجئے:

مفتی دعوتِ اسلامی کے واقعات

❁ مفتی دعوتِ اسلامی ابو عمر مفتی محمد فاروق عطاری رَحْمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ اپنی الماری میں کپڑوں کے صرف چار (4) جوڑے رکھتے، رَبِیعِ الاول شریف میں نئے کپڑے سلواتے تو پُرانے کسی کو دے دیتے۔ انتقال سے کچھ عرصہ قبل جب پنجاب تشریف لے گئے، تو اپنے تمام جوڑے ساتھ لے گئے اور تقسیم کر دیئے۔

❀ جامعۃ المدینہ ہو یا دارالافتاء، مفتی دعوتِ اسلامی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کبھی تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ نہیں کیا۔ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی کا بیان ہے کہ ”حال ہی میں (یعنی ان کی وفات سے کچھ عرصہ قبل) ان کا مشاہرہ بڑھاتھا، تو یہ میرے گھر خود تشریف لائے۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں تھے۔ مجھ سے فرمانے لگے کہ میری تنخواہ کافی بڑھ گئی ہے، مجھے اس زائد رقم کی حاجت نہیں ہے، لہذا مجھ پر کرم کیا جائے اور میرا مشاہرہ نہ بڑھایا جائے۔“

❀ اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل مفتی دعوتِ اسلامی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی اسکوٹر اور لیپ ٹاپ (Lap top) کمپیوٹر وغیرہ سب بیچ دیا تھا اور فرمایا کہ اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

❀ مفتی دعوتِ اسلامی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ایک مرتبہ کرائے پر مکان لینا چاہ رہے تھے تو کسی نے مشورہ دیا کہ آپ مکان خرید کیوں نہیں لیتے؟ تو فرمایا کہ مختصر زندگی ہے، کرائے کا مکان ہی کافی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہوں کی عادت سے جان چھڑانے اور لمبی اُمیدوں سے نجات پانے، سُنتیں اپنانے اور اپنا سینہ عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مدینہ بنانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے سدا بہار مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے۔ گناہوں کی دلدل سے نکل کر، مدنی ماحول اپنانے اور مدنی قافلے میں سفر کر کے خوب برکتیں لوٹنے والے ایک عاشقِ رسول کی مدنی بہار سنیے:

فیشن پرست ”مُبلِغِ سُنَّت“ بن گئے:

اِنْدُور شہر (M.P. الهند) کے ایک ماڈرن نوجوان نے آخری عشرہِ رَمَضَانَ المبارک ۱۴۳۶ھ میں تبلیغِ قرآن و سُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کی طرف سے کئے جانے والے اِجتماعی اِعْمَکَاف

میں عاشقانِ رسول کے ساتھ اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل کی۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول اور عاشقانِ رسول کی صحبت کی برکت سے قلب میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا، چہرے پر داڑھی کی بہاریں مسکرا نے لگیں اور سبز عمامہ شریف سے سر سبز ہو گیا، ہاتھوں ہاتھ 12 دن کے لئے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے کے مسافر بن گئے خوب مدنی رنگ چڑھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مُبَلِّغِ دَعْوَتِ اِسْلَامِی بن گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اپنے شہر کے اندر دعوتِ اسلامی کی ایک حلقہ مشاورت کے نگران کی حیثیت سے مدنی کاموں کی دھومیں مچانے کی سعادت بھی حاصل ہے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں

اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

لمبی اُمیدوں کے اسباب و علاج:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مرض کے کئی اسباب ہوتے ہیں، اگر ان اسباب کو ختم کر دیا

جائے تو وہ مرض بھی ختم ہو سکتا ہے، لہذا لمبی اُمیدوں کے اسباب و علاج پیش خدمت ہیں:

پہلا سبب: دُنیا کی مَحَبَّت

لمبی اُمیدوں کا پہلا سبب حُبِ دُنیا (یعنی دُنیا کی مَحَبَّت) ہے چنانچہ اُمیدوار المؤمنین حضرت سیدنا عَلی

الْمُرْتَضٰی، شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ سیدنا الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مجھے تم پر دو (2) باتوں کا بہت زیادہ خوف ہے، خواہش کی پیروی کرنا اور

لمبی لمبی اُمیدیں رکھنا۔ خواہش کی پیروی تو حق بات سے روکتی ہے اور لمبی لمبی اُمیدیں دُنیا کی مَحَبَّت میں مُبتلا کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی دُنیا عطا فرماتا ہے، جس سے مَحَبَّت کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے، جسے ناپسند کرتا ہے، مگر جب وہ کسی بندے سے مَحَبَّت فرماتا ہے تو اسے ایمان (کی دولت) عطا فرماتا ہے۔ سُن لو! کچھ لوگ دین والے ہیں اور کچھ دُنیا والے۔ تم دین والے بنو، دُنیا والے نہ بنو۔ یاد رکھو! دُنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے۔ جان لو! آخرت قریب آچکی ہے۔ خبر دار! آج تم عمل کے دن میں ہو، اس میں حساب نہیں اور عنقریب تم حساب کے دن میں ہو گے، جہاں کوئی عمل نہ ہو گا۔ (موسوعة ابن ابی الدنیا، قصر الامل، ۳/۳۰۳، رقم: ۳) جب بندہ دُنیا سے اس قدر مَحَبَّت کرے کہ دُنیوی خواہشات، لذتوں اور معاملات کا جُدا ہونا، اس کے دل پر ناگوار گزرے تو اس کا دل دُنیوی لذتوں کا خاتمہ کرنے والی موت کے بارے میں غور و فکر سے رُک جاتا ہے۔ جو چیز انسان کو ناپسند ہوتی ہے، اُسے خود سے دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ یہی انسان بے کار قسم کی آرزوؤں میں مصروف نظر آتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر کام خواہشات کے مطابق ہو جائے۔ لہذا دُنیا میں ہمیشہ رہنا ہی اس کی اصل چاہت ہوتی ہے اور اسی وجہ سے مسلسل انہیں خیالات میں گھرا رہتا ہے اور اپنے دل میں گھربار، بیوی بچے، دوست اَحباب، مال و دولت اور دیگر تمام اسباب کو ضروری سمجھتا ہے اور پھر اسی سوچ پر اس کا دل جَم جاتا ہے اور یوں موت کو بھول جاتا ہے۔

دُنیا کی مَحَبَّت کا علاج

اس سبب کا علاج یہ ہے کہ قیامت کے دن اور اس میں پہنچنے والے سخت عذاب اور ملنے والے بہت بڑے ثواب پر ایمان لائے، جب اس پر یقینِ کامل ہو جائے گا تو دل سے دُنیا کی مَحَبَّت نکل جائے گی

کیونکہ عمدہ چیز کی محبت دل سے گھٹیا چیز کی محبت نکال دیتی ہے اور جب بندہ دُنیا کو حقارت اور آخرت کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھے گا تو دُنیا کی جانب توجہ کرنے میں ناگواری محسوس کرے گا، اگرچہ مشرق و مغرب کی بادشاہت ہی اسے کیوں نہ دے دی جائے۔ وہ کس طرح دُنیا پر خوش ہو گیا اس کے دل میں دُنیا کی محبت جڑ بنا سکے گی؟ جبکہ اس کے دل میں تو آخرت پر ایمان پختہ ہو چکا ہے۔ ہم اللہ ﷻ سے دُعا کرتے ہیں کہ دُنیا کو ہماری نظروں میں ایسی ہی وقعت دے جیسے اس نے اپنے نیک بندوں کی نظروں میں دی۔

دوسرا سبب: جہالت و لاعلمی

لمبی اُمیدوں کا دوسرا سبب جہالت و لاعلمی ہے۔

(۱) جہالت یا تو یوں پائی جاتی ہے کہ انسان اپنی جوانی پر بھروسہ کر کے یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ جوانی میں موت نہیں آئے گی اور بے چارہ اس بات پر غور نہیں کر پاتا کہ شہر بھر کے بوڑھوں کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد مردوں کے دسویں حصہ کو بھی نہ پہنچے گی اور تعداد کم ہونے کی وجہ یہی ہے کہ زیادہ تر لوگ جوانی میں ہی مَر جاتے ہیں۔ گویا ایک بوڑھا مرتا ہے تو ہزار بچے اور جوان مَر رہے ہوتے ہیں۔

(۲) یا جہالت یوں پائی جاتی ہے کہ صحت مندرہنے کی وجہ سے موت نہیں آئے گی اور اچانک موت آنے کو ایک آدھ واقعہ شمار کرتا ہے اور یہی اس کی جہالت ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں ہے اور اگر ایک آدھ واقعہ شمار کر بھی لیا جائے تو بیماری کا اچانک ظاہر ہو جانا کچھ مشکل نہیں، کیونکہ ہر بیماری اچانک آسکتی ہے اور جب انسان اچانک بیمار ہو سکتا ہے تو اچانک موت کا آنا زرا بھی مشکل نہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنا ذہن یوں بنائے کہ دوسرے جس طرح مَر تے ہیں، میں بھی مَروں گا، میرا جنازہ بھی اٹھایا جائیگا اور قبر میں ڈال دیا جائے گا، شاید میری قبر کو ڈھانپ دینے والی سلیں تیار ہو چکی ہوں گی۔ اس

غفلت سے چھٹکارا حاصل نہ کرنا اور یوں ٹال مٹول کرتے رہنا، سراسر جہالت ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت، بیان السبب۔۔ الخ، ۵/۲۰۲، ۲۰۱، ملخصاً)

مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تین (3) اشخاص سے دوستی نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ آپ کا فرمان ہے: (۱) فاجر (گنہگار) سے تعلق نہ رکھ، کیونکہ وہ اپنے فعل کو تیرے لئے مزین کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تُو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا، عیب اور ننگ (بدنامی) ہے اور (۲) احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مسکنت میں ڈال دے گا اور تجھے کبھی نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہو گا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہو گا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا۔ اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اور اس کی دُوری نزدیکی سے بہتر ہے اور (۳) جھوٹے سے بھی بھائی چارہ نہ رکھ کہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہیں دے گی، تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تُو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔ (کنز العمال، کتاب الصحبة، باب فی آداب الصحبة، ۵/۹، حدیث: ۲۵۵۷۱)

حضور داتا گنج بخش حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”نفس کی عادت ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے راحت پاتا ہے اور جس قسم کے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے، وہ انہی کی خصلت و عادت اختیار کر لیتا ہے، یہاں تک کہ "باز آدمی کی صحبت میں سُدھر جاتا ہے، طوطی آدمی کے سکھانے سے بولنے لگتی ہے، گھوڑا اپنی وحشیانہ خصلت ترک کر کے مطیع بن جاتا ہے۔ یہ مثالیں بتاتی ہیں کہ صحبت کا کتنا اثر و غلبہ ہوتا ہے اور یہ کس طرح عادتوں کو بدل دیتی ہے، یہی حال تمام صحبتوں

کا ہے۔“ (کشف المحجوب فارسی، ص ۷۵) معلوم ہوا کہ ”صحبت“ انسان کو نیک یا بد بنانے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے۔ اچھی صحبت کے لیے اچھا ماحول ضروری ہے، اچھے ماحول سے وابستہ ہونے پر ظاہر و باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اس دور میں دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت بڑی نعمت ہے، لہذا آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اس کی برکت سے لمبی اُمیدوں میں کمی آئے گی، خوفِ خدا بڑھے گا، دُنیا کی محبت کم ہوگی، مال کی محبت دل سے نکل جائے گی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہو گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

12 روزہ مدنی کورس کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیک بننے اور دوسروں کو نیک بنانے کی کوشش کا جذبہ پانے کیلئے 12

روزہ مدنی کورس بھی کرنے کی سعادت حاصل کرنی چاہئے۔

شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس پُر فتن دور میں نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقوں پر مشتمل شریعت و طریقت کا جامع مجموعہ مدنی انعامات کی صورت میں عطا فرمایا ہے، اس 12 روزہ مدنی کورس میں ان مدنی انعامات پر عمل کرنے کی آسانیاں اور ان پر عمل کرنے کی عملی مشق بھی کروائی جاتی ہے، اس کے علاوہ تہجد، اشراق و چاشت، دُرُست تلفظ کے ساتھ تلاوتِ قرآنِ پاک، اوراد و وظائف، مناجات، مدنی حلقہ اور شجرہ شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ نیز باطن کی اصلاح و تربیت کیلئے مہلکات (یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی باطنی بیماریوں) مثلاً حسد، تکبر، ریاکاری، بدگمانی وغیرہ موضوعات پر بیانات، نماز کا طریقہ، فُضول باتوں سے بچنے کے لئے اشارے اور بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

دُعائے عطار! یا اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کوئی بھی 12 روزہ مدنی کو رس کرے، پُل صراط پر سے وہ بجلی کی سی تیزی سے گزر جائے اور بے حساب جنت میں داخلہ حاصل کر لے اور محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اسے پڑوس مل جائے۔

مدنی انعامات کی بھی مرجا کیا بات ہے
قُربِ حق کے طالبوں کے واسطے سوغات ہے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

❖ بصرہ کا بادشاہ لمبی اُمیدوں کی وجہ سے دُنیوی عیش و عشرت میں مُبتلا ہوا، جیسے ہی دل سے لمبی اُمیدوں کی آگ بجھی، غفلت کا اندھیرا ڈور ہوا، تو اُس کا دل توبہ کی جانب مائل، گُناہوں سے بیزار اور دُنیا سے اُچاٹ ہو گیا نیز لمبی اُمیدوں کو چھوڑ کر گناہوں پر نادِ م ہونے کی برکت سے اُس کا خاتمہ بھی توبہ پر ہوا۔

❖ لمبی اُمید کے دھوکے میں مُبتلا ہو کر انسان یہ سوچتا ہے کہ ابھی عُمر بہت ہے، نیکیاں آئندہ کر لیں گے، اسی خیال میں رہتے ہیں کہ موت آجاتی ہے۔

❖ لمبی اُمید عمل کو ضائع کروادیتی ہے، نفسانی خواہشات میں مُبتلا کر کے انسان کو عاجز و لاچار بنا دیتی ہے۔

❖ دُنیوی اُمیدوں میں کمی سے غفلت طاری نہیں ہوتی، انسان گناہ پر دلیر نہیں ہوتا، توبہ میں جلدی کرتا ہے اور ہر وقت اپنی موت کو پیش نظر رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگان دین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ خود کو لمبی اُمیدوں سے بچایا کرتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے آج بھی دُنیا سے بے رغبتی اور نا اُمیدی رکھنے والوں کی ایسی مثالیں موجود ہیں، جن کے واقعات ملاحظہ کرنے کے بعد بزرگانِ دین عَلَيْهِم رَحْمَةُ اللهِ الْبَیِّنِ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ صحبت انسان کو نیک یا بد بنانے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے۔ اچھی صحبت کے لیے اچھا ماحول ضروری ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اس دور میں دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت بڑی نعمت ہے، لہذا آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اس کی برکت سے لمبی اُمیدوں میں کمی اور دیگر باطنی امراض سے نجات ملے گی۔

12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”مدنی حلقہ“

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول اچھی صحبت فراہم کرتا ہے، اس مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر لاکھوں لوگ گناہوں بھری زندگی سے تائب ہو کر نیکیوں بھری زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اور ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں حصہ لینے والے بن جائیے۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام نمازِ فجر کے بعد مدنی حلقہ بھی ہے۔ جس میں روزانہ 3 آیاتِ قرآنی کی تلاوت مع ترجمہ کُتُبُ الْاِیْمَان و تفسیر خزانِ العرفان / تفسیر نور العرفان / تفسیر صراط الجنان، درسِ فیضانِ سنت (4 صفحات) اور شجرہ قادریہ، رَضْوِیہ، ضیائیہ، عطاریہ پڑھا جاتا ہے۔ قرآن کریم کو پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے کی

بڑی برکتیں ہیں، نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: جس شخص نے قرآنِ پاک سیکھا اور سکھایا اور جو کچھ قرآنِ پاک میں ہے، اس پر عمل کیا، قرآن شریف اس کی شفاعت کریگا اور جنت میں لے جائے گا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۴ ص ۳، النعم الکبیر للظہری ج ۱ ص ۱۹۸ حدیث ۱۰۴۵۰) ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: جس شخص نے قرآنِ کریم کی ایک آیت یادیں کی کوئی سُنَّت سکھائی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایسا ثواب تیار فرمائے گا کہ اس سے بہتر ثواب کسی کیلئے بھی نہیں ہوگا۔ (جَمْعُ الْجَوَامِعِ لِلشَّيْطَوِيِّ، ۲۰۹/۷، حدیث ۲۲۴۵۴) لہذا آپ بھی پابندی کے ساتھ مدنی حلقے میں شرکت کی نیت فرمالیجئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی خوب خُوب برکتیں حاصل ہوں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنَّت کی فضیلت اور چند سُنَّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مُصْطَفٰی جانِ رَحْمَت، شمعِ بزمِ ہدایت، نُوْشَہٗ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنتِ نشان ہے: جس نے میری سُنَّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(ابن عساکر ج ۹ ص ۳۴۳)

سیدہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا

جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

آئیے! شیخِ طریقت، امیرِ اہلسُنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”163 مدنی پھول“ سے پانی پینے کے چند مدنی پھول سُنتے ہیں:

دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ﴿﴾ اُونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں مِت پیو، بلکہ دو یا تین مرتبہ (سانس لے کر) پیو اور پینے سے قبل بِسْمِ اللہ پڑھو اور فراغت پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا کرو (ترمذی ج ۳ ص ۳۵۲ حدیث ۱۸۹۲) ﴿﴾ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد ج ۳، ص ۴۴، حدیث: ۳۷۲۸) مفسرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اس لیے برتن سے الگ منہ کر کے سانس لو، (یعنی سانس لیتے وقت گلاس منہ سے ہٹالو) گرم دودھ یا چائے کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو، قدرے ٹھنڈی ہو جائے پھر پیو۔ (مراۃ ج ۶ ص ۷۷) البتہ دُرودِ پاک وغیرہ پڑھ کر بہ نیتِ شفا پانی پر دم کرنے میں حرج نہیں ﴿﴾ پینے سے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھ لیجئے ﴿﴾ چوس کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ پیئیں، بڑے بڑے گھونٹ پینے سے جگر کی بیماری پیدا ہوتی ہے ﴿﴾ پانی تین سانس میں پیئیں ﴿﴾ بیٹھ کر اور سیدھے ہاتھ سے پانی نوش کیجئے ﴿﴾ پینے سے پہلے دیکھ لیجئے کہ پینے کی شے میں کوئی نقصان دہ چیز وغیرہ تو نہیں ہے (اتحاف السادة للزبیدی ج ۵ ص ۵۹۴) ﴿﴾ پی چکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہیے ﴿﴾ گلاس میں بچے ہوئے مسلمان کے صاف ستھرے جھوٹے پانی کو قابلِ استعمال ہونے کے باوجود خواخواہ پھینکانا نہ چاہئے ﴿﴾ منقول ہے: سُوْرُ الْمُؤْمِنِ شَفَاءُ یعنی مسلمان کے جھوٹے میں شفا ہے (فتاویٰ کبریٰ فقہیہ، لابن حجر البیہقی ج ۴ ص ۱۱۷) ﴿﴾ پی لینے کے چند لمحوں کے بعد خالی گلاس کو دیکھیں گے تو اس کی دیواروں سے بہ کر چند قطرے پیندے میں جمع ہو چکے ہوں گے انہیں بھی پی لیجئے۔

ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کتب (۱) 312 صفحات پر مشتمل کتاب "بہارِ شریعت" حصہ 16 اور (۲) 120 صفحات کی کتاب "سُنّتیں اور آداب" ہدیہ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔

سُنّتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

اُو مدنی قافلے میں ہم کریں مل کر سفر
سُنّتیں سیکھیں گے اس میں اِنْ شَاءَ اللہ سر بسر
تیس تیس اور بارہ بارہ دن کے مدنی قافلے
میں سفر کرتے رہو جب بھی تمہیں موقع ملے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْنِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْنِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

كُوْنْتُ سُنْتُ الْاِعتِكَافَ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرود شریف کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میٹھے میٹھے مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صُبح و شام مجھ پر دس دس (10،10) بار دُرود شریف پڑھے گا بروزِ قیامت میری شفاعت اُسے پہنچ کر رہے گی۔⁽¹⁾

چارہ بے چار گاہوں پر ہوں دُرودیں صد ہزار

بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حصولِ ثواب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

¹ ... الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، الترغیب فی آیات... الخ، ۱/۳۱۲، حدیث: ۹۹۱

ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَتَذَكَّرُ الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ“ ”مُسلَمَان کی نیت اُس کے عمل سے

بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو (2) مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوْا اللہ، تُوْبُوْا اِلَی اللہ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مضافہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ❀ دیکھ کر بیان کروں گا ❀ پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالنُّعْظَةِ الْحَسَنَةِ (ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰیَةً۔ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا ❀ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ❀ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشْکِلُ الْاَفْظَا بولتے وقت دل کے اخلاص

پر توجہ رکھوں گا یعنی اپنی علیّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ﴿مَدَنی قافلے، مدنی انعامات، نیز علاقائی دُورہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رُعبتِ دِلاؤں گا ﴿تہنّہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ﴿نظر کی حفاظت کا ذہن بنانے کی خاطر حتیٰ الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امام اہلسنت اور ادبِ مسجد

رمضان کا بابرکت مہینہ تھا اور سر زمین ہند کے تاریخی شہر بریلی شریف میں مُوسلا دھار بارش برس رہی تھی، اوپر سے ایسی سخت سردی تھی کہ لوگ اونی کپڑے پہنے لحافوں میں دَکے ہوئے تھے، مگر اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجِدِّ دین ولّت، پروانہ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فیضانِ رمضان سے فیضیاب ہونے کیلئے مسجد میں مُعْتَكِف تھے، ہر لمحہ یادِ خدا و ذکرِ مصطفیٰ میں گزر رہا تھا۔ لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر جا چکے تھے اور اب گھڑی کی سَوئی عشاء کا وقت قریب ہونے کی خبر دے رہی تھی۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو نمازِ عشاء کے لئے وضو کی فکر ہوئی! مگر وہاں بارش کے ٹھنڈے پانی سے بچ کر وضو کرنے کی کوئی جگہ مِیسَم نہیں تھی۔ مسجد میں کرتے ہیں تو فرشِ مسجد مستعمل پانی سے آلودہ ہوتا ہے اور باہر جانہیں سکتے! کریں تو کیا کریں! مگر جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے دین کے لئے چُن لیتا ہے اُسے فہم و فراست سے بھی نواز دیتا ہے۔ چنانچہ پیکرِ خوف و خشیت، سراپا ادب و محبت، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس مسئلہ کا ایسا خوبصورت حل نکالا، جسے دیکھ کر ہر مسجد کا ادب کرنے والا آتشِ آتش کر اٹھے گا کہ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے اوڑھنے کے لحاف کو تہہ کر کے موٹا کیا اور اسی پر بیٹھ کر وضو کر لیا اور پوری رات ٹھٹھڑ ٹھٹھڑ کر جاگتے ہوئے گزار دی، لیکن وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی مسجد کے فرش پر نہ گرنے دیا۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، باب عادات مبارکہ و معمولات، ص ۱۲۱، بتغیر)

مسجد کی بے ادبی کی مختلف صورتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ واقعے سے اندازہ لگائیے کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے دل میں مسجد کے ادب و احترام کا کیسا جذبہ تھا کہ بارش اور سخت سردی کی رات میں خود تو تکلیف اٹھالی، مگر مسجد میں پانی کا ایک قطرہ بھی گرنے نہیں دیا۔ مگر افسوس! ہمارے معاشرے میں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو مسجد کے آداب سے نا آشنا ہے۔ عموماً لوگ وضو کرنے کے بعد مسجد کی دریوں اور فرش پر گیلے پیروں کے نشانات بناتے نیز ہاتھوں اور چہرے سے پانی کے قطرے پکاتے چلے جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! اعضاء وضو سے پانی کے قطرے فرش مسجد پر گرانا ناجائز و گناہ ہے۔ (بہار شریعت، ۱/۶۴) اسی طرح رَمَضان المبارک میں اعتکاف کرنے والے بعض افراد بھی مسجد کے احترام کو پس پشت ڈال کر خُوب گیس ہانکتے، تمبھہ مارتے، پان، گٹکے چباتے اور پھر مسجد کے کسی کونے میں تھوکتے نظر آتے ہیں، کبھی مسجد کی دریوں کے دھاگے نوچتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ مسجد کی صفائی ستھرائی رکھنے کا تو خود اللہ عَزَّوَجَلَّ حکم ارشاد فرما رہا ہے، چنانچہ پارہ 1 سُورَةُ الْبَقَرَةِ کی آیت نمبر 125 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَعَهْدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿١٢٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمعیل کو کہ میرا گھر خُوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رُکوع و سُجود

(پ، البقرة: ۱۲۵) والوں کے لئے۔

مفسرِ شہیر، حکیمِ الاُمت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک و صاف رکھا جائے۔ وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے۔

(نور العرفان، پ ۱، البقرة، تحت الآية: ۱۲۵)

مسجدوں کا کچھ ادب ہائے! نہ مجھ سے ہو سکا
از طفیل مصطفیٰ فرما الہی درگزر

(وسائل بخشش ص 637)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ حکم قرآنی پر عمل کرتے ہوئے مسجدوں کو ہر طرح کی گندگی اور بدبودار چیزوں سے بچا کر صاف ستھرا رکھیں۔ احادیث مبارکہ میں بھی ہمیں اسی بات کا حکم ملتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حُضُورِ نبی رَحْمَت، شَفِیعِ اُمّتِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بیشک ان مسجدوں میں گندگی، پیشاب اور پاخانہ جیسی کوئی چیز جائز نہیں۔ یہ مسجدیں تو تلاوت قرآن، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کیلئے ہیں۔ (مسند امام احمد، ۳/۸۱، حدیث: ۱۲۹۸۳) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: مسجدیں بناؤ اور ان میں سے گرد و غبار نکال دیا کرو کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے مسجد بنائے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جَنّت میں ایک گھر بنائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مسجدیں گزر گاہوں پر بنائی جائیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں! اور ان میں سے گرد و غبار صاف کرنا حُورِ عین کا مہر ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب بناء المسجد، ۲/۱۱۳، حدیث: ۱۹۴۹) معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی کرنا، بہت ہی عظیم الشان اور فضیلت والا کام ہے۔ آئیے! اس ضمن میں ایک روایت سنئے ہیں۔

مسجد کی صفائی پر انوکھا انعام

حضرت سیدنا عبید بن مرزوق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ مدینہ شریف زادہ اللہ شرفاً تَعَالٰی

میں ایک عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کے بارے میں خبر نہ دی گئی۔ ایک مرتبہ حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی قبر کے قریب سے گزرے تو دریافت فرمایا، "یہ کس کی قبر ہے؟" تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی، "اُمِّ مَحْجَن کی۔" فرمایا، "وہی جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟" صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی، "جی ہاں۔" تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو اس کی قبر پر صَف بنانے کا حکم دیا اور اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "تُو نے کون سا کام سب سے افضل پایا؟" صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کیا، "یا رَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)!" کیا یہ سُن رہی ہے؟" ارشاد فرمایا، "تم اس سے زیادہ سُننے والے نہیں ہو۔" پھر رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "اس (عورت) نے میرے سوال کے جواب میں کہا، "مسجد کی صفائی کو (میں نے سب سے افضل عمل پایا)۔"

(الترغیب والترہیب، کتاب الصلوٰۃ، الترغیب فی تنظیف المساجد و تطہیر ہا الخ، رقم ۴، ج ۱، ص ۱۲۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے مسجد سے محبت کرنا اور اس کی صفائی سترائی میں

حصہ لینا کیسا پیارا عمل ہے کہ اس کی برکت سے اس عورت کی نمازِ جنازہ، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی پڑھائی۔ اس واقعے کو سننے کے بعد 3 باتوں کی ضروری وضاحت بھی سن لیجئے۔

(1) شریعت کو پردے کی حرمت کا بے حد لحاظ ہے۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری کے دور میں عورتیں مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کرتی تھیں، پھر تغیرِ زمان (یعنی تبدیلی حالات) کے سبب عورتوں کو مسجد کی حاضری سے منع فرما دیا گیا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے، امیر المؤمنین فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا، وہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ

صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس شکایت لے گئیں، (تو فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کی تائید میں) فرمایا: اگر زمانہ اقدس میں بھی حالت یہ (یعنی بگاڑ والی) ہوتی (تو) حضور (صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج ۹ ص ۵۴۹)

(2) اس مبارک واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ جب چاہیں اور جس مُردے سے چاہیں، بات کر سکتے ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مُردے بھی مخلوق کی بات سُنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ مُفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: زندگی میں لوگوں کی سننے کی طاقت مختلف ہوتی ہے، بعض قریب سے سنتے ہیں، جیسے عام لوگ اور بعض دُور سے بھی سُن لیتے ہیں جیسے پیغمبر اور اولیاء۔ مرنے کے بعد یہ طاقت بڑھتی ہے کھٹکتی نہیں، لہذا عام مُردوں کو ان کے قبرستان میں جا کر پُکار سکتے ہیں دُور سے نہیں، لیکن انبیاء و اولیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دُور سے بھی پُکار سکتے ہیں، کیونکہ وہ جب زندگی میں دُور سے سنتے تھے تو بعدِ وفات بھی سُنیں گے۔ (علم القرآن، ص ۲۰۸)

(3) میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ولی اَقْرَب یعنی میت کا سب سے قریبی رشتہ دار، اگر نمازِ جنازہ نہ پڑھ سکے، تو اُسے قبر پر جنازہ پڑھنے کا اختیار ہے۔ جیسا کہ بہارِ شریعت جلد اول صفحہ 838 پر ہے کہ: ولی کے سوا کسی ایسے نے نمازِ (جنازہ) پڑھائی جو ولی پر مُقدم (افضل) نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی، تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہو تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مُردہ دفن ہو گیا ہے تو قبر پر (بھی) نمازِ (جنازہ) پڑھ سکتا ہے اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے زمانہ اقدس میں تمام مسلمانوں کے ولی اقرب ہیں: چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: زمانہ اقدس حُضور

سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں تمام مسلمین کے ولیِ اَحَقِّ وَاَقْدَم (سب سے بڑے مالک) (خود حُضُور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ (خود) رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: اَنَا اَوَّلُ یَالِہٖمُوْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِم یعنی میں مُسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہوں۔ (مسلم، کتاب الفرائض، باب ترک مَالًا فَلَہٗ رِثَہٗ، ۱۶۱۹/۸۷۴) توجو نمازِ جنازہ حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع دیئے بغیر اور لوگ پڑھ لیں، پھر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس پر اعادہ فرمائیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نمازِ اوّل (پہلی نمازِ جنازہ) ولی کے علاوہ کسی غیر نے پڑھائی۔ ولی اَحَقِّ اختیارِ اعادہ (یعنی دوبارہ پڑھنے کا اختیار) رکھتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۹۱/۹، ملخصاً) اسی لیے سرکارِ صَلَّوٰۃُ وَاِلَہِ وَسَلَام نے اُمِّ مَحْجَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی قبر پر تشریف لے جا کر نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور جب ان سے افضل عمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مسجد کی صفائی کو افضل عمل بتایا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی مسجدوں کو پاک و صاف رکھنا چاہیے کہ مسجد کی صفائی کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب ہوتا ہے، حدیثِ پاک میں ہے: ”مَنْ کَفَّ النَّسْجِدَ اَلْفَہُ اللّٰہُ جُو مسجد سے مَحَبَّت کرتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔“ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب لزوم المساجد، رقم ۲۰۳۱، ج ۲، ص ۱۳۵) مسجد کی صفائی کرنے والے اور اس میں رہ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت و ریاضت کرنے والے بڑے ہی خُوش نصیب ہیں۔ یقیناً مسجد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت ہی پیاری نعمت اور شیطان کے حملوں سے بچنے کیلئے بہت زَبَر دَسْت رُکاوٹ ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبد الرحمن بن معقل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم سے بیان کیا جاتا تھا کہ اَلْمَسْجِدُ حِصْنٌ حَصِیْنٌ مِنَ الشَّیْطٰن یعنی مسجد شیطان سے بچنے کے لیے ایک مضبوط قلعہ (قُل - عَم) ہے۔ (مُصَنَّف ابن ابی شَیْبَہ رقم ۴، ج ۸، ص ۱۷۲)

مسجد کی حیرت انگیز روئیں

مگر افسوس صد کر وڑا افسوس! فی زمانہ شیطان کے شر سے بچنے کیلئے مساجد میں عبادت و تلاوت کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں، بلکہ اب تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مسلمانوں کی حالت اس قدر اَتر (یعنی بُری) ہوتی جا رہی ہے کہ نماز کے اوقات میں مسجدیں ویران نظر آتی ہیں، جبکہ چوک، بازار، سنیما گھر اور تفریحی مقامات پر جَم غفیر (یعنی بہت رَش) دکھائی دیتا ہے۔ مُؤدَّن دن میں پانچ (5) مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (آؤ فلاح کی طرف) کی صدالگا کر مسجد میں آنے کی دعوت دیتا ہے، مگر بد قسمتی سے ہم اس حاضری سے محروم رہتے ہیں۔ لہذا مسجدوں کی ویرانی پر خُوب دل جلائیے، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ اسلامی بھائیوں کے 72 مدنی انعامات میں سے مدنی انعام نمبر 1 پر عمل کی اچھی نیت سے اپنے گھر والوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو نماز کی ترغیب دلا کر مسجد میں لائیے، زور و شور سے ”مسجد بھرو تحریک“ چلائیے اور ایک ایک بے نمازی پر انفرادی کوشش کر کے اسے نمازی بنائیے اور یوں اپنی مساجد کا تحفظ بھی فرمائیے کہ جو مکان اپنے مکینوں (یعنی رہنے والوں) سے آباد ہو، اس پر کوئی قبضہ نہیں جاسکتا، ورنہ خالی مکان پر کوئی بھی قابض ہو سکتا ہے۔ مدنی انعام نمبر 1 کیا ہے؟ آئیے اس کو بھی توجہ سے سنتے ہیں: ”کیا آج آپ نے پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا فرمائیں؟ نیز ہر بار کسی ایک کو اپنے ساتھ مسجد لے جانے کی کوشش فرمائی؟“۔ اس مدنی انعام پر عمل کی برکت سے خود بھی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوگی نیز دُوسروں کو بھی نماز کی دعوت دے کر عظیم نیکی کی دعوت کے ذریعے ثواب کا کثیر خزانہ اکٹھا کرنے کا موقع بھی ملے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُس مُبارک دُور کو بھی یاد کیجئے کہ جب رات دن مسجدیں آباد ہوا

کرتی تھیں اور نمازیوں کی چہل پہل رہا کرتی تھی، چنانچہ

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”نیک لوگ فکرِ آخرت کی وجہ سے مسجدوں میں پڑے رہتے تھے تاکہ جتنا زیادہ ہو سکے، اس مُختَصِر ترین زندگی کی مہلت سے فائدہ اٹھا کر آخرت کی ابدی (یعنی ہمیشگی والی) نعمتیں جمع کر لیں۔ عبادت کرنے والوں کی کثرت کے سبب مسجد کے باہر لڑکے وغیرہ اشیائے خُور و نُوش (یعنی کھانے پینے کی چیزیں) فروخت کرتے، یوں کھانے پینے کی اشیاء بھی عبادت گزاروں کو باسانی دستیاب ہو جاتیں۔“ (کیسے سعادت ج اس ۳۳۹) سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ! وہ کیسا پاکیزہ دور تھا کہ مسجدوں میں رات دن رَوَاق ہوتی تھی اور آہ! آج تو مساجد کی ویرانی دیکھ کر کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ اے موت کا یقین رکھنے والے اسلامی بھائیو! جس سے بن پڑے وہ کسبِ حلال اور والدین و اولاد وغیرہ کی دیکھ بھال نیز دیگر حُقُوقِ الْعِبَاد کی بجا آوری کے بعد جو وقت فارغ نہجے، اُسے ضرور ذکر و زُود، فکرِ آخرت اور اچھی صحبت میں گزارنے کی کوشش کرے۔

ہو جائیں مولا مسجدیں آباد سب کی سب
سب کو نمازی دے بنا یا رَبِّ مُصْطَفٰے

(وسائلِ بخشش، ص ۱۳۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حضرت سیدنا ابو سعید خُدَری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، ”جب تم کسی مسجد میں کثرت سے آمد و رفت رکھنے والے کو دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو، کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ	تَرَجَّعَتْ كُنُزُ الْإِيمَانِ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد
---	---

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

(پ ۱۰، التوبہ: ۱۸)

کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے
(ہیں)۔

(سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلوة، رقم ۲۶۲۶، ج ۴، ص ۲۸۰)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”تفسیر نعیمی“ میں فرماتے ہیں: ”خیال رہے کہ مسجد آباد کرنے کی گیارہ (۱۱) صورتیں ہیں: (۱) مسجد تعمیر کرنا (۲) اس میں اضافہ کرنا (۳) اسے وسیع کرنا (۴) اس کی مرمت کرنا (۵) اس میں چٹایاں، فرش و فروش بچھانا (۶) اس کی قلعی چونا کرنا (۷) اس میں روشنی و زینت کرنا (۸) اس میں نماز و تلاوت قرآن کرنا (۹) اس میں دینی مدارس قائم کرنا (۱۰) وہاں داخل ہونا، وہاں اکثر جانا، آنا، رہنا (۱۱) وہاں اذان و تکبیر کہنا، امامت کرنا۔“ (تفسیر نعیمی، ج ۱، ص ۲۰۱)

مزید فرماتے ہیں: ”مسجد بنانے یا اسے آباد کرنے یا وہاں باجماعت نماز ادا کرنے کا شوق صحیح مومن کی علامت ہے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ایسے لوگوں کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔“ (تفسیر نعیمی، ج ۱، ص ۲۰۴)

مسلمان ہے عطار تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الہی

(وسائل بخشش، ص ۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مساجد کی آباد کاری اور دعوتِ اسلامی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مسجدوں میں رہ کر نماز باجماعت ادا کرنا، ذکر اللہ اور علم دین سیکھنے سکھانے کے ذریعے انہیں آباد رکھنا، مومن کی علامت ہے۔ ہمیں بھی اپنا قیمتی وقت فضولیات میں برباد کرنے کے بجائے زیادہ سے زیادہ مسجد میں گزارنا چاہیے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ

قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی نے ہمیں ایسے کئی مواقع فراہم کر دیئے ہیں، جن کے ذریعے ہم اپنا کثیر وقت مسجد میں گزار سکتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ علمِ دین کا ڈھیروں خزانہ بھی حاصل کر سکتے ہیں مثلاً،

- 1 پورے ماہِ رمضان المبارک یا آخری عشرے میں تربیتی اجتماعی اعتکاف کی ترکیب ہوتی ہے۔ جس میں ہزار ہا اسلامی بھائیوں کو فرضِ علوم سکھائے جاتے اور سنتوں کے مطابق مدنی تربیت کی جاتی ہے۔
- 2 مدنی قافلوں کے مسافر اسلامی بھائی بھی مسجدوں میں قیام کرتے ہیں، یوں انہیں اپنا اکثر وقت مسجد میں گزارنے اور علمِ دین حاصل کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔
- 3 بعدِ فجر مدنی حلقے کی ترکیب ہوتی ہے، جس میں کم از کم تین (3) آیات، ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزان العرفان / تفسیر نور العرفان / تفسیر صراط الجنان کے ساتھ سنائی جاتی ہیں۔
- 4 مختلف نمازوں کے بعد مدنی درس یعنی امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتب و رسائل کے ذریعے علمِ دین کے مدنی پھول لٹائے جاتے ہیں۔
- 5 دعوتِ اسلامی کے بعض مدنی مراکز (فیضانِ مدینہ) میں ”مدنی تربیت گاہیں“ موجود ہیں، بنیادی ضروریاتِ دین، نماز کا عملی طریقہ، مختلف موضوعات پر سنتیں و آداب سیکھنے سکھانے کا عمل جاری رہتا ہے۔ آپ بھی مساجد آباد کرنے اور علمِ دین سیکھنے سکھانے کیلئے اس عظیم کام میں شامل ہو کر رحمتِ خداوندی کے حقدار بن جائیئے۔
- 6 مدرسۃ المدینہ بالغان کے ذریعے درست مخارج کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا سکھایا جاتا ہے، اس کی برکت سے بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مسجدیں آباد رہتی ہیں۔
- 7 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ وقتاً فوقتاً مختلف کورسز (مثلاً 63 روزہ مدنی تربیتی کورس، 41 روزہ مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس،

کردار سا 12 روزہ مدنی کورس) اور مختلف مواقع پر ہونے والے مدنی مشوروں اور تربیتی اجتماعات کے ذریعے کثیر عاشقانِ رسول مسجدوں کو آباد رکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

رسالہ مساجد کے آداب کا تعارف:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مساجد کے آداب کے عنوان سے متعلق ایک عظیم الشان معلوماتی رسالہ بنام ”مساجد کے آداب“ مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو چکا ہے، یہ رسالہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مدنی مذاکرے کی روشنی میں نئے مواد کے کافی اضافے کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے، یہ رسالہ مختلف سوالات پر بہت ہی پیارے اور احسن انداز میں امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کا انمول مدنی گلدستہ ہے، اس مدنی گلدستے کے رنگ برنگے مدنی پھول مختلف خوشبوئیں بکھیر رہے ہیں، اس رسالے میں دیے گئے سوالات کی چند جھلکیاں سنئے ہیں تاکہ اس عظیم الشان رسالے کو حاصل کرنے، خود بھی مطالعہ کرنے اور دوسروں تک بھی پہنچانے کا مدنی ذہن بنے۔ مثلاً ❀ مسجد میں بعض لوگ کھڑے ہو کر اپنی مجبوری اور بیماری وغیرہ کا بیان کر کے مدد کی اپیل کرتے ہیں اگر وہ واقعی حقدار ہوں، تو کیا انہیں کچھ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ❀ کیا مسجد میں، مسجد، مدرسے یا کسی حاجت مند مسلمان کے لیے بھی چندہ نہیں کر سکتے؟ ❀ چھوٹے چھوٹے بچے جو مسجد میں دُندِ ناتے اور شور مچاتے پھر رہے ہوتے ہیں، ان کا جرم کس پر ہے؟ ❀ ایئر فریشنر (Air Freshner) کے ذریعے خوشبو کا چھڑکاؤ (Spray) عام ہوتا جا رہا ہے، اس میں کوئی نقصان تو نہیں؟ ❀ کمرے کو خوشبودار کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ ❀ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں استقامت کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ ❀ جو اسلامی بھائی روٹھ کر دعوتِ اسلامی کا مدنی کام چھوڑ بیٹھے ہوں انہیں کیسے قریب کیا جائے؟

مسجد کے آداب کا خیال رکھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھروں کو آباد رکھنا اور ان سے محبت کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، لیکن مساجد کے آداب کا خیال رکھنا اور اسے ہر طرح کی ناپسندیدہ اور بدبودار چیزوں سے بچانا بھی انتہائی ضروری ہے، چنانچہ

مسجد میں کچا گوشت نہ لے جائیں

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

مسجد میں کچا لہسن اور کچی پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک کہ بُو باقی ہو اور یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے، جس میں بُو ہو، جیسے گندنا (یہ لہسن سے ملتی جلتی ترکاری ہے) مُولی، کچا گوشت اور مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی، جس کے رگڑنے میں بُو اُڑتی ہو، رِیاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ (یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری) یا کوئی بدبودار زخم ہو یا کوئی بدبودار دوا لگائی ہو تو، جب تک بُو مُنْقَطِع (یعنی ختم) نہ ہو، اُس کو مسجد میں آنے کی مُمانعت ہے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۳۸)

مُنہ میں بدبو ہو تو مسجد میں جانا حرام ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ مُنہ میں بدبو ہونے کی صورت میں جب تک بُو ختم نہ ہو جائے مسجد میں جانا منع ہے۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلّال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہِ اس بارے میں مدنی پُھول ارشاد فرماتے ہیں: ”بھوک سے کم کھانے کی عادت بنائیے، یعنی ابھی خواہش باقی ہو کہ ہاتھ روک لیجئے۔ اگر خوب ڈٹ کر کھاتے رہے اور وقت بے وقت سیخ کباب، برگر، آلو چھولے، پیڑے، آسکریم، ٹھنڈی بوتلیں وغیرہ پیٹ میں پہنچاتے رہے، پیٹ خراب ہو گیا اور خدا نخواستہ ”گندہ دہنی“ یعنی مُنہ سے بدبو آنے کی بیماری لگ گئی تو سخت

امتحان ہو جائے گا، کیونکہ مُنہ سے بدبو آتی ہو تو مسجد کا داخلہ حرام ہے، یہاں تک کہ جس وقت مُنہ سے بدبو آرہی ہو، اُس وقت باجماعت نماز پڑھنے کے لئے بھی مسجد میں آنا گناہ ہے۔ چونکہ فکرِ آخرت کی کمی کے باعث لوگوں کی بھاری اکثریت میں کھانے کی حرص زیادہ اور آج کل ہر طرف ”فُوڈ کلچر“ کا دورِ دورہ ہے، اس وجہ سے ایک تعداد ہے جن کے مُنہ سے بدبو آتی ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ سادہ غذا اور وہ بھی بھوک سے کم کھائے اور ہاضمہ دُرست رکھے۔ نیز جب بھی کھا چکے، خیال کرنے اور خوب اچھی طرح کلیاں وغیرہ کر کے مُنہ صاف رکھنے کی عادت بنائے، ورنہ غذا کے اجزادانتوں کے خلا (GAPE) میں رہ جاتے، سڑتے اور بدبو لاتے ہیں۔ صرف مُنہ کی بدبو ہی نہیں بلکہ ہر طرح کی بدبو سے مسجد کو بچانا واجب ہے۔

لہذا ہمیں مسجد کے آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے صاف ستھر الباس پہن کر، خوشبو لگا کر مسجد میں حاضر ہونا چاہیے۔ ذرا غور کیجئے! اگر ہمیں حکمرانوں، وزیروں، افسروں یا کسی بڑے آدمی کے پاس جانا ہو تو صاف ستھر الباس پہنتے، عمامہ، چادر وغیرہ درست کرتے اور خوشبو لگاتے ہیں، مگر مسجد میں جانے کیلئے ایسا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اس کی شان و عظمت تو سب سے بلند و بالا ہے۔

سیدنا امام اعظم کا قیمتی عمامہ ولباس

مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 517 صفحات پر مشتمل کتاب ”عمامہ کے فضائل“ صفحہ 184 پر ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رات کی نماز کے لیے ایک قیمتی لباس سلوار کھاتھا جس میں قمیص، عمامہ، چادر اور شلوار تھی، اس کی قیمت 1500 درہم تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسے

روزانہ رات کے وقت زیب تن فرماتے اور ارشاد فرماتے: اَللّٰهُمَّ تَعَالٰی اَوَّلٰی مِنَ التَّوْبٰتِ لِلنَّاسِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے زینت اختیار کرنا، لوگوں کے لیے زینت اختیار کرنے سے بہتر ہے۔

(تفسیر روح البیان، پ ۸، الاعراف، تحت الآیہ: ۳۱، ۱۵۴/۳)

مسجد کی حاضری کیلئے زینت اختیار کرنے کا تو خود اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم ارشاد فرمایا ہے: چنانچہ پارہ 8 سُورَةُ الْأَعْرَافِ آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے:

يُبَيِّنْ أَدَمَ خُدُوًا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	تَرَجِبَ كُنُوزَ الْأَيَّامِ: اے آدم کی اولاد اپنی زینت
لَوْجِبَ مَسْجِدٍ	لَوْجِبَ مَسْجِدٍ جَاوِ

نماز کیلئے عطر لگانا مستحب ہے

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِسْ آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی لباس زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا، خوشبو لگانا داخل زینت ہے اور سنت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت (یعنی عمدہ صورت و حالت) کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو، کیونکہ نماز میں رب عَزَّوَجَلَّ سے مناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا عطر لگانا مستحب ہے۔ (خزانة العرفان ص ۲۹۱)

مسجد میں باتوں کی بدبو!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہو سکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ میں تو پانچوں وقت پاک صاف ہو کر خوشبو لگا کر مسجد میں جاتا ہوں اور مسجد کی اشیاء وغیرہ بھی خراب نہیں کرتا ہوں، تو اس طرح میں بدبو پھیلا کر مسجد کی بے ادبی سے بچ جاتا ہوں۔ توجو اباً عرض ہے ضروری نہیں کہ ظاہری چیزوں سے ہی مسجد میں بدبو پھیلتی ہو، بلکہ آج ہماری اکثریت ایسے مَرَض میں مبتلا ہے کہ جس کا ہمیں احساس

بھی نہیں ہوتا اور ہم مسجدیں ”بدبو دار“ کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے ”جو لوگ غیبت کرتے اور مسجد میں دُنیا کی باتیں کرتے ہیں، ان کے منہ سے وہ گندی بدبو نکلتی ہے، جس سے فرشتے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُضُور ان کی شکایت کرتے ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ، ۱۶/ ۳۱۲)

اس روایت کی روشنی میں ہم اپنا اور اپنے معاشرے کا جائزہ لیں کہ کیا ہمارے ذہن کے کسی گوشہ میں کبھی یہ بات آئی کہ مسجد میں غیبت کرنا، مسجد میں دُنیا کی باتیں کرنا بھی منہ سے گندی بدبو کے نکلنے کا سبب ہے؟ کیا کبھی اس بات کی طرف بھی ہمارا دھیان گیا کہ ہمیں مسجد میں فضول گوئی نہیں کرنی چاہیے؟ یاد رکھئے! مساجد کی تعمیر کا مقصد اس میں دنیاوی باتیں کرنا نہیں، بلکہ یادِ الہی میں مشغول رہنا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے داعی (یعنی دعوت دینے والے) کی آواز پر لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ کی مسجدیں اچھے طور پر تعمیر کیں، تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مسجدوں کی اچھی تعمیر کیا ہے؟ فرمایا: اس میں آواز بلند نہ کرنا اور کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکالنا۔ (کنز العمال، کتاب الصلاة، قسم الاقوال، ۷/ ۲۷۳، حدیث: ۲۰۸۳)

ہمارے اُسلاف مسجد کے آداب کا بڑا خیال رکھتے اور مسجد میں دُنوی باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے۔

بے ادبوں کو مسجد سے نکال دیا

حضرت سَیدنا عِیْسٰی عَلَیْہِ سَلَام نے لوگوں کو مساجد میں زیادہ بیٹھنے سے منع کرتے تھے جو مساجد کے آداب نہیں جانتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے مسجد میں کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا، جو فضول باتیں کر رہے تھے۔ تو اپنی چادر لپیٹ کر ان کو مارا اور وہاں سے نکال دیا اور فرمایا: تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھروں کو دنیا کے بازار بنا رکھا ہے، حالانکہ یہ تو آخرت کے بازار

ہیں۔ (تنبیہ المغترین، الباب الثالث، ص ۱۶۲)

حضرت سیدنا سائب بن یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں لیٹا ہوا تھا، تو کسی نے مجھے کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو جو مسجد میں زور زور سے باتیں کر رہے تھے، میرے پاس لے کر آؤ۔ میں ان دونوں کو لے کر حاضر خدمت ہو گیا۔ امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان سے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اگر تم دونوں مدینے کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا۔ تم لوگ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کر رہے ہو۔

(بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب رفع الصوت فی المساجد، ۱/۷۸، حدیث ۴۷۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے! ایک طرف تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہ نیک بندے ہیں، جو مسجد کے آداب کا بے حد خیال رکھتے تھے اور دوسری طرف ہم ہیں کہ آدابِ مسجد سے بالکل ناواقف ہیں۔ فضول باتیں تو اپنی جگہ، بسا اوقات کئی لوگ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فحش کلام تک کر جاتے ہیں۔ اس قسم کی بے حرمتی عموماً مسجد میں نکاح یا تیجہ وغیرہ کی تقریب میں ہوتی ہے۔ کچھ لوگ تو نکاح کے معاملات یا قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ایک کونے میں اپنی باتوں کی محفل سجالیتے ہیں۔ پھر فضول باتوں، غیبتوں، چُغلیوں، مذاق مسخریوں اور قہقہوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ۔ خدا پر کچھ خوف کیجئے! ہمارا یہ طرزِ عمل ہماری دنیا و آخرت کو برباد کر سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کے خلاف مسجد، خود اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں فریاد کرتی ہے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ایک مسجد اپنے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ کے حُضُورِ شَکَایَت کرنے چلی کہ لوگ مجھ میں دُنیا کی باتیں کرتے ہیں، ملائکہ اسے آتے

ہوئے ملے اور بولے: ہم انہیں ہلاک کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۳۱۲)

آئیے! مسجد میں دُنیوی باتوں اور مسجد میں ہنسنے کی مذمت پر روایات سنتے ہیں:

1 ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دُنیا کی باتیں کریں گے، تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔ (شعب الإيمان، باب فی الصلوٰۃ، فصل المشی إلی المساجد، ۸۶/۳، حدیث: ۲۹۶۲)

2 مسجد میں دنیاوی بات چیت، نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے، جس طرح چوپائے گھاس کو کھاتے ہیں۔ (اتحاف السادة المتقين، کتاب اسرار الصلوٰۃ ومہماتھا، الباب الاول، ۵۰/۳)

3 مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا (لاتا) ہے۔ (الجامع الصغير، فصل فی المحلی بآل من هذا الحرف، ۳۲۲/۱، حدیث: ۵۲۳۱)

مسجد میں موبائل فون کی گھنٹی بند رکھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان تمام وعیدوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود کو ہلاکت سے بچائیے اور مسجد کے آداب بجالاتے ہوئے، اس بات کا بھی خیال رکھئے کہ مسجد میں چلتے وقت پاؤں کی دھمک (دھمک) پیدا نہ ہو نیز چھڑی (WALKING STICK)، جھتھری، ہاتھ کا پنکھا، چپل، تھیلا (BAG)، برتن وغیرہ کوئی چیز بھی اس طرح نہ ڈالئیے کہ آواز پیدا ہو۔ اگر موبائل فون ہو تو مسجد میں اس کی گھنٹی بھی بند رکھئے، افسوس! فی زمانہ اس کی احتیاط بہت کم کی جاتی ہے، یہاں تک کہ مسجد الحرام شریف میں اور وہ بھی عین خانہ کعبہ کے طواف میں لوگوں کے موبائل فون کی گھنٹیاں بلکہ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میوزیکل ٹیونز (Musical Tunes) گونجتی رہتی ہیں، حالانکہ میوزیکل ٹیون تو مسجد کے علاوہ بھی ناجائز و گناہ ہے۔ (تو مسجد میں تو حکم اور سخت ہو گا۔)

12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی قافلوں میں سفر کرنا بھی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنتوں کی خدمت کے لیے دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”مدنی قافلے میں سفر کرنا“ بھی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی بنو اُمیہ بن زید (کے محلّے) میں رہتے تھے، جو مدینہ پاک کی بلندی پر تھا، ہم باری باری سرکارِ والا تبار، شفیق روزِ شمار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے، ایک دن وہ مدینہ مُتَوَرَّہ جاتے اور واپس آکر اس دن کی وَحْی کا حال مجھے بتا دیتے اور ایک دن میں جاتا اور آکر اس دن کی وَحْی کی خبر کا حال اُنہیں بتاتا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰ حدیث ۸۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جیسا کہ ہم نے سنا کہ مدنی قافلوں میں سفر کر کے بھی مساجد کو آباد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مدنی قافلوں میں سفر کی سعادت حاصل کرنے والے عاشقانِ رسول نہ صرف خود مسجدوں کو آباد کرتے ہیں، بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی نیکی کی دعوت کے ذریعے مسجدیں آباد کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ آئیے! ہم بھی ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلے میں سفر کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر ”مسجد“ کو آباد کرنے کی نیت سے مدنی قافلوں میں سفر کی نیت کرتے ہیں۔

ہمیں بھی ہر ماہ کم از کم تین دن کے مدنی قافلے میں ضرور سفر کرنا چاہیے۔ اس سے جہاں ہمیں علم دین سیکھنے کا موقع ملے گا، وہیں نیکی کی دعوت عام کرنے کا ثواب بھی ہاتھ آئے گا۔ مدنی قافلے میں سفر کی بڑی برکتیں ہیں۔ آئیے! ترغیب کیلئے ایک مدنی بہار سنتے ہیں۔

19 سال پرانا مرض دور ہو گیا

باب المدینہ (کراچی) کے علاقے ناظم آباد کے مقیم ایک عمر رسیدہ اسلامی بھائی مدنی قافلے سے حاصل ہونے والی برکات کا کچھ اس طرح تذکرہ کرتے ہیں کہ میں تقریباً 19 سال سے سانس کے مرض میں مبتلا تھا۔ بسا اوقات مرض کی شدت کی وجہ سے مجھے شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑتا۔ کبھی آدھی رات کو طبیعت بگڑ جاتی تو اسی وقت ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا الغرض میں بے حد پریشان رہتا تھا۔ علاج معالجہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ ہر روز کم و بیش 150 روپے دواؤں پر خرچ ہوتے جس سے وقتی طور پر تو آرام ہو جاتا مگر مجھے مستقل سکون میسر نہ آتا۔ ہر وقت اسی فکر و پریشانی میں رہتا کہ اس مرض سے کیونکر شفا ملے گی۔ میری خوش قسمتی کہ ایک مرتبہ دعوت اسلامی کے عاشقان رسول کے ہمراہ 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدنی قافلے کی برکت سے جہاں میرے روز و شب عبادتِ الہی میں گزرے اور علم دین حاصل کرنے کا موقع ملا وہیں مجھے دیگر برکات بھی نصیب ہوئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ان تین دن میں مجھے انجکشن کی حاجت پیش آئی نہ ہی کسی ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا بلکہ مدنی قافلے میں ایسا طمینان اور سکون ملا کہ جو اس سے پہلے کبھی نہ ملا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلے کی برکت سے میرے 19 سال پرانے مرض میں نمایاں کمی آئی۔ اب میں نے نیت کر لی ہے کہ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر ماہ تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مسجد میں داخلے کی ممانعت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پالگوں، بچوں اور نشہ میں مدہوش افراد کا مسجد میں آنا بھی مسجد میں پائی جانے والی برائی ہے، اس سے بھی مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوالبال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَعَالِیَہ فیضان

سُنّت، جلد اوّل، صفحہ 1220 پر تحریر فرماتے ہیں: ایسا بچہ جس سے نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کر دینے) کا خطرہ ہو اور پاگل کو مسجد کے اندر لے جانا حرام ہے اگر نجاست کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ۔ (مد المحتار، ۲/ ۵۱۸) صفحہ 1221 پر فرماتے ہیں: بچہ یا پاگل (یا بے ہوش یا جس پر جنّ آیا ہو اہو اس) کو دم کروانے کے لئے بھی مسجد میں لے جانے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ چھوٹے بچہ کو اچھی طرح کپڑے میں لپیٹ کر بلکہ ”پینگ“ کر کے بھی نہیں لاسکتے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! احترام مسجد کے حوالے سے فیضانِ سُنّت (جلد اوّل) صفحہ 1202 تا 1207 پر بیان کردہ مدنی پھولوں میں سے چند مدنی پھول قبول فرما کر اپنے دل کے مدنی گلہ سے میں سجالجیے،

إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کی برکتیں نصیب ہوں گی۔ چنانچہ

(1) مسجد کے اندر کسی قسم کا کُوڑا ہر گز نہ پھینکیں۔ سیدنا شیخ عبدالحق مُحَدِّث دِلہوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ”جذبُ القلوب“ میں نقل کرتے ہیں کہ مسجد میں اگر خُس (یعنی معمولی سا تزکیا ڈرہ) بھی پھینکا جائے، تو اس سے مسجد کو اس قدر تکلیف پہنچتی ہے، جس قدر تکلیف انسان کو اپنی آنکھ میں خُس (یعنی معمولی ڈرہ) پڑ جانے سے ہوتی ہے۔ (جذبُ القلوب ص ۲۲۲)

(2) مسجد کی دیوار، اس کے فرش، چٹائی یا دری کے اوپر یا اس کے نیچے تھوکنہ، ناک سینکنا، ناک یا کان میں سے میل نکال کر لگانا، مسجد کی دری یا چٹائی سے دھاگہ یا تزکا وغیرہ نوچنا سب ممنوع ہے۔

(3) ضرورتاً (مسجد کے اندر) اپنے رُومال وغیرہ سے ناک پونچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(4) مسجد میں جھاڑو دینے میں جو گرد اور کُوڑا وغیرہ نکلے، وہ ایسی جگہ مت ڈالئے جہاں بے ادبی ہو۔

(5) جُوتے اتار کر مسجد میں ساتھ لے جانا چاہیں تو گرد وغیرہ باہر جھاڑ لیجئے۔ اگر پاؤں کے تلووں میں گرد

کے ذرات لگے ہوں تو اپنے رومال وغیرہ سے پونچھ کر مسجد میں داخل ہوں۔ مسجد میں گرد کا کوئی ذرہ نہ کرنے پائے اس کا خیال رکھئے۔

(6) مسجد کے وضو خانے پر وضو کرنے کے بعد پاؤں وضو خانے ہی پر اٹھی طرح خشک کر لیجئے، گیلے پاؤں لیکر چلنے سے مسجد کا فرش گندا اور دریاں میلی اور بد نما ہو جاتی ہیں۔

(7) مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت (مثلاً صحن میں داخل ہوں تب بھی اور صحن سے اندرونی حصے میں جائیں جب بھی) سیدھا قدم بڑھایا جائے، حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو، اس پر بھی سیدھا قدم رکھیں اور جب وہاں سے ہٹیں، تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھیں (یعنی آتے جاتے ہر بچھی ہوئی صف پر پہلے سیدھا قدم رکھیں) یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے، پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو (بھی) سیدھا قدم اُتارے۔

(8) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کریں آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔ اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ ہو تو حتیٰ الامکان آواز دبائی جائے، اگرچہ غیر مسجد میں ہو۔ خصوصاً مجلس میں یا کسی معظّم (یعنی بزرگ) کے سامنے بے تہذیبی ہے۔ حدیث (پاک) میں ہے: ایک شخص نے دربارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ڈکاری، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”ہم سے اپنی ڈکار دُور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرتے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔“ (شرح السنین ج ۷ ص ۲۹۳ حدیث ۳۹۴۴) اور جمہای میں آواز کہیں بھی نہیں نکالنی چاہیے۔ اگرچہ مسجد سے باہر تہا ہو، کیونکہ یہ شیطان کا قہقہہ ہے۔ جمہای جب آئے حتیٰ الامکان مُنہ بند رکھیں، مُنہ کھولنے سے شیطان مُنہ میں تھوک

دیتا ہے۔ اگر یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبائیں اور اس طرح بھی نہ رکے تو جتنی الامکان منہ کم کھولیں اور اُلٹا ہاتھ اُلٹی طرف سے منہ پر رکھ لیں۔ چُونکہ جمہای شیطان کی طرف سے ہے اور انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اس سے محفوظ ہیں۔ لہذا جمہای آئے تو یہ تصوّر کریں کہ ”انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو جمہای نہیں آتی۔“ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فوراً رک جائے گی۔ (رَدُّ الْمُنْتَرَج ۲ ص ۴۹۹، ۴۹۸)

(9) تَمَسُّخُ (مسخرہ پن) ویسے ہی ممنوع ہے اور مسجد میں سخت ناجائز۔

(10) مسجد میں حَدَث (یعنی ریحِ خارج کرنا) منع ہے۔

(11) قبلے کی طرف پاؤں پھیلا نا تو ہر جگہ منع ہے۔ مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ یہ خلافِ آداب دربار ہے۔ حضرت سری سقَطی رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے، پاؤں پھیلا لیا، گوشہ مسجد سے ہاتھ نے آواز دی: ”سری! بادشاہوں کے حضور میں یوں ہی بیٹھتے ہیں؟“ مَعًا (یعنی فوراً) پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔ (سبع نابل ص ۱۳۱) (چھوٹے بچوں کو بھی پیار کرتے، اٹھاتے، لٹاتے وقت احتیاط کریں کہ ان کے پاؤں قبلہ کی طرف نہ ہوں اور بچوں کو قضاے حاجت کرواتے وقت بھی ضروری ہے کہ اُس کا رُخ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو)

(12) استعمال شدہ جو تا مسجد میں پہن کر جانا، گستاخی و بے ادبی ہے۔

الہی کرم بہر شاہِ عَرَب ہو

ہمیں مسجدوں کا مُیَسِّر ادب ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی مسجد کے آداب کا معاملہ انتہائی نازک ہے، اس لئے خوب احتیاط کرنے کی ضرورت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ذرا سی بے احتیاطی کے سبب ہم مسجد کے حقوق پامال

کر بیٹھیں۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مسجد کے آداب کا بہت خیال فرماتے ہیں: ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ ایک بار شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مسجد میں داخل ہونے سے قبل جوتے اتارے، دونوں پاؤں کپڑے سے صاف کیے اور پھر مسجد میں داخل ہوئے۔ مدنیٰ مذاکرے میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں مسجد میں داخل ہوتے وقت کپڑے سے اپنے پاؤں صاف کر لیتا ہوں تاکہ مٹی کا کوئی ذرہ مسجد میں نہ چلا جائے۔ مزید فرماتے ہیں: "میں سنت پر عمل کی نیت سے داڑھی اور بھنوں پر بھی تیل لگاتا ہوں، لیکن اسے خوب اچھی طرح صاف کر لیتا ہوں تاکہ اس تیل کی چکنائٹ سے مسجد کا فرش آلودہ نہ ہو جائے۔"

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اکثر جیب میں شاپر رکھتے ہیں اور مسجد کے فرش پر گرے ہوئے بال و ذرات وغیرہ اٹھا کر اس میں ڈالتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی زائد شاپر بھی رکھتے ہیں جو کہ دوسرے اسلامی بھائیوں کو ترغیب دلا کر تحفے میں پیش فرماتے اور اس طرح مسجد سے ذرات وغیرہ اٹھانے کا ذہن بناتے ہیں۔ مسجد کے آداب کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”مسجد میں خوشبودار رکھنے“ مکتبۃ المدینہ سے ہدیہ حاصل فرما کر خود بھی مطالعہ کیجئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی حسبِ توفیق تحفہ پیش کیجئے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس رسالے کو پڑھا (Read) بھی جا سکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) بھی کیا جا سکتا ہے اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جا سکتا ہے۔

مجلس خدام المساجد کا تعارف:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مساجد کی اہمیت اور آداب و احترام دل میں بٹھانے، باجماعت نماز کی عادت بنانے، سنتوں پر عمل کا جذبہ پانے، نیکی کی دعوت عام کرنے، مدنی قافلوں میں سفر کرنے، مدنی انعامات پر عمل کرنے اور دوسروں کو ترغیب دلانے کا ذہن پانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اور دین کے کاموں میں ترقی کیلئے جتنا بن پڑے، دعوتِ اسلامی کے ساتھ تعاون کیجئے۔ دعوتِ اسلامی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کم و بیش 100 شعبہ جات میں مدنی کام کر رہی ہے۔ انہی میں سے ایک شعبہ خدام المساجد بھی ہے، اس شعبہ کا قیام شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت بركاتہم العالیہ کے اس خواب کی تکمیل ہے کہ اے کاش! ہماری مساجد آباد ہو جائیں، ان کی رونقیں پلٹ آئیں اور نفس و شیطان کی وجہ سے مخلوق جو اپنے خالق عَزَّوَجَلَّ سے دُور ہو چکی ہے، قریب ہو جائے۔

مجلس ”خُدَّامُ الْمَسَاجِدِ“ پرانی مساجد آباد کرنے کی کوشش کے ساتھ نئی مساجد کی تعمیر کے لیے بھی کوشش کرتی رہتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مساجد کی تعمیرات وغیرہ کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں جاری رہتا ہے۔ جن علاقوں یا شہروں میں مساجد کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں مجلس خُدَّامُ الْمَسَاجِدِ کے ذمہ داران، وہاں کے علاقے یا شہر یا کابینہ کی مشاورت کے نگران کے ذریعے دارالافتاء اہلسنت سے شرعی رہنمائی لے کر جگہ (Plot) کے حصول کی کوشش اور مخیر افراد سے تعمیرات کی ترکیب کرتے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ آج کے بیان میں ہم نے مساجد کو پاک و صاف رکھنے اس کا آداب و احترام

کرنے کے حوالے سے اسلافِ کرام کے واقعات سنئے۔

❖ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِدِ دین و مِلّت، پروانہٴ شمعِ رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا

خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِہِ کا مسجد کے انوکھے ادب و احترام والا ایمان افروز واقعہ سنا۔

❖ مسجد کی صفائی پر مدینہ شریف کی عورت کو کیسا انعام ملا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس کی قبر پر تشریف لے جا کر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

❖ مسجد میں کثرت سے آمد و رفت رکھنے والے خوش نصیب کے بارے میں حدیثِ پاک

میں ارشاد فرمایا گیا کہ اُس کے ایمان کی گواہی دو۔

❖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مختلف مدنی کاموں کے ذریعے بھی مسجدوں کو آباد

رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

❖ مسجد میں فضول باتیں کرنا، ہنسنا کھیلنا، شور و غل مچانا، بدبودار چیزیں لانا یا خود جسم یا منہ کی

بدبو کے ساتھ آنا، موبائل فون کی گھنٹی یا میوز کل ٹیون بجانا اور خرید و فروخت وغیرہ یہ

سب کام منع اور مسجد کے آداب کے خلاف ہیں۔

❖ اگر ماضی میں ہم سے بھی ایسی بھول ہو گئی ہو تو اپنے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نادِم ہو کر

توبہ کریں اور آئندہ ان بُرائیوں سے بچنے کی کوشش بھی کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں عمل کی

توفیق عطا فرمائے۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند سنّتیں

اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مصطفیٰ جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشہِ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۱۷۵)

سینہ تری سنت کا مدینہ بنے آقا

جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

"خاموش رہو" کے آٹھ (8) حُرُوف کی نسبت سے بات چیت کرنے کے 8 مَدَنی پھول

(1) فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: "جو چُپ رہا اُس نے نجات پائی۔" (مُسْنَدُ التِّرْمِذِی ج ۴ ص ۲۲۰)

حدیث (۲۵۰۹) (2) مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے (3) مسلمانوں کی دلجوئی کی نیت سے

چھوٹوں کے ساتھ مُشْفِقانہ اور بڑوں کے ساتھ مُؤَدِّبانہ لہجہ رکھئے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ثواب کمانے کے

ساتھ ساتھ دونوں کے نزدیک آپ مُعَرِّز رہیں گے چلا چلا کر بات کرنا جیسا کہ آجکل بے تکلفی میں اکثر

دوست آپس میں کرتے ہیں سنت نہیں (4) چاہے ایک دن کا بچہ ہوا سچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اُس سے

بھی آپ جناب سے گفتگو کی عادت بنائیے۔ آپ کے اخلاق بھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمدہ ہوں گے اور

بچہ بھی آداب سیکھے گا (5) بات چیت کرتے وقت پردے کی جگہ ہاتھ لگانا، انگلیوں کے ذریعے بدن کا

میل چھڑانا، دوسروں کے سامنے بار بار ناک کو چھونا یا ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات

نہیں، اس سے دوسروں کو گھن آتی ہے (6) جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنئے۔ اس کی

بات کاٹ کر اپنی بات شروع کر دینا سنت نہیں (7) بات چیت کرتے ہوئے بلکہ کسی بھی حالت میں قہقہہ نہ لگائیے کہ سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا (8) زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے ہیبت جاتی رہتی ہے

ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو (2) کتب (1) 312 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 اور (2) 120 صفحات کی کتاب ”سنتیں اور آداب“ ہدیۃ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھر اسفر بھی ہے۔

لوٹنے رحمتیں قافلے میں چلو
ہوں گی حل مشکلیں قافلے میں چلو
سیکھنے سنتیں قافلے میں چلو
ختم ہوں شامتیں قافلے میں چلو
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اَمَّا بَعْدُ ؕ اِنَّا بِاَللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اِلٰکَ وَ اَصْحَبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اِلٰکَ وَ اَصْحَبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

نَوِیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَافِ (میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرود شریف کی فضیلت

حدیث کی مشہور کتاب ترمذی شریف میں ہے: سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اَوَّلِ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اُكْتُبُہُمْ عَلٰی صَلَٰۃٍ یعنی قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا، جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہو گا۔ (ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ... الخ، ۲/۲۷، حدیث: ۴۸۴) مُفَسِّرِ شَہِیْر، حکیمُ اُمّت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہو گا، جو حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ رہے اور حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ دُرود شریف کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دُرود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنتِ ملتی ہے اور اس سے بزمِ جنت کے دُولہا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (ملتے ہیں)۔ (مرآۃ المناجیح، ۲/۱۰۰)

گندے نکتے کمین مہنگے ہوں کوڑی کے تین کون ہمیں پالتا تم پہ کروں درود

(حدائق بخشش، ص ۲۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثَوَاب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”زَیْتَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسْلِمَان کی نِیَّتِ اُس کے عمل سے بہتر ہے۔^(۱)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سُنو گا، ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھو گا، ضرورتاً سمٹ سر کر دوسرے کے لئے جگہ کُشادہ کروں گا، دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا، صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوْا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا، بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرَادِی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زرد چہرے والا موچی

مکتبہ المدینہ کی بہت ہی پیاری کتاب، جس میں بزرگوں کے بہت دلچسپ واقعات ہیں، اس

کتاب کا نام ہے، "عیون الحکایات"۔ اس کتاب کا ایک دلچسپ واقعہ سُنئے اور ایمان تازہ کیجئے! حضرت سیدنا خلد بن ایوب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے ایک عابد نے پہاڑ کی چوٹی پر ساٹھ (60) سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: فُلاں موچی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے اور اس کا مرتبہ تجھ سے زیادہ ہے۔ جب وہ عابد نیند سے بیدار ہوا تو خواب کے بارے میں سوچا، پھر خُود ہی کہنے لگا: یہ تو محض خواب ہے، اس کا کیا اعتبار۔ لہذا اس نے خواب کی طرف توجہ نہ دی، کچھ عرصہ بعد اُسے پھر اسی طرح خواب میں کہا گیا کہ فُلاں موچی تجھ سے اَفْضَل ہے۔ مگر اس بار بھی اُس نے خواب کی طرف کوئی توجہ نہ دی، تیسری مرتبہ پھر اسے خواب میں یہی کہا گیا۔ بار بار خواب میں موچی کی فضیلت کے بارے میں سن کر وہ پہاڑ سے اُترا اور اس موچی کے پاس پہنچا۔ موچی نے جب اُسے دیکھا تو اپنا کام چھوڑ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا اور بڑی عقیدت سے اس عابد (یعنی عبادت گزار) شخص کے ہاتھ چومنے کے بعد عرض گزار ہوا: آپ کو کس چیز نے عبادت خانے سے نکلنے پر مجبور کیا ہے؟ وہ عابد کہنے لگا: میں تیری وجہ سے یہاں آیا ہوں، مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تیرا رتبہ مجھ سے زیادہ ہے؟ اس وجہ سے میں تیری زیارت کرنے آیا ہوں، مجھے بتا کہ وہ کونسا عمل ہے جس کی وجہ سے تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہے؟ وہ موچی خاموش رہا، گویا وہ اپنا عمل بتانا نہیں چاہتا تھا۔ پھر کہنے لگا: میرا اور تو کوئی خاص عمل نہیں، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں سارا دن رزقِ حلال کمانے میں مشغول رہتا ہوں اور حرام مال سے بچتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ مجھے سارے دن میں جتنا رزق عطا فرماتا ہے، میں اس میں سے آدھا اس کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں اور آدھا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہوں۔ دوسرا عمل یہ ہے کہ میں کثرت سے

روزے رکھتا ہوں، اس کے علاوہ کوئی اور چیز میرے اندر ایسی نہیں، جو باعثِ فضیلت ہو۔ یہ سُن کر عابد اس نیک موچی کے پاس سے چلا گیا اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر اسے خواب میں کہا گیا: اس موچی سے پُوچھو کہ کس چیز کے خوف نے تمہارا چہرہ زرد کر دیا ہے؟ چنانچہ وہ عابد دوبارہ موچی کے پاس آیا، اور اس سے پُوچھا: تمہارا چہرہ زرد (یعنی پیلا) کیوں ہے؟ آخر تمہیں کس چیز کا خوف ہے؟ موچی نے جواب دیا: جب بھی میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے اچھا ہے، یہ جنتی ہے اور میں جہنم کے لائق ہوں، میں اپنے آپ کو سب سے حقیر جانتا ہوں اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ گناہ گار تصور کرتا ہوں اور مجھے ہر وقت جہنم کا خوف کھائے جا رہا ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ میرا چہرہ زرد (یعنی پیلا) ہو گیا ہے۔ وہ عابد واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: اس موچی کو اس عبادت گزار شخص پر اسی لئے فضیلت دی گئی کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا تھا اور اپنے علاوہ سب کو جنتی سمجھتا تھا۔ (عیون الحکایات، ص ۱۰۳)

فخر و غرور سے تُو مولیٰ مجھے بچانا یارب! مجھے بنا دے پیکر تُو عاجزی کا
(وسائل بخشش مُرَمِّم، ص ۱۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ جو خوش نصیب مسلمان دُنیا کی رنگینیوں سے مُنہ موڑ کر، گناہوں سے ناطہ توڑ کر محض رِضائے الہی کے لئے عبادت و ریاضت اور تقویٰ و پرہیز گاری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا ہے، عاجزی کرتے ہوئے خود کو حقیر اور دوسروں کو بہتر تصور کرتا ہے، نفل

روزے اور صدقہ و خیرات کو اپنا معمول بنالیتا ہے، صرف رزقِ حلال ہی کماتا اور عبادات کی کثرت کے باوجود اپنا عمل ظاہر کرنے سے کتراتا ہے، خود کو سب سے بڑا گناہ گار تصور کرتا اور جہنم کے خوف اور خوفِ خدا سے لرزاں و ترساں رہتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ خوش ہو کر اس کا مقام اس قدر بلند فرماتا ہے کہ اس کے عبادت گزار بندے بھی اس کے پاس حاضر ہو کر اس سے ملاقات کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ آج ہمارے معاشرے میں تو افضلیت کا معیار صرف یہی رہ گیا ہے کہ ہم مالداروں، سرمایہ داروں، افسروں، وزیروں، دنیوی جاہ و منصب رکھنے والوں، مہنگی گاڑیوں میں گھومنے والوں، مہنگے موبائل، کمپیوٹر یا لپ ٹاپ رکھنے والوں، عمدہ لباس میں ملبوس رہنے والوں، اُونچی بلڈنگوں، خوبصورت بنگلوں، یا مہنگے علاقوں میں بسنے والوں، گوری رنگت والوں اور اعلیٰ نسب والوں کو ہی سب سے افضل و بہتر جانتے اور صبح و شام انہیں کے گن گاتے نظر آتے ہیں جبکہ اللہ رَبُّ الْعِزَّتِ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک وہی مسلمان زیادہ عزت و اکرام والا ہے کہ جو تقویٰ و پرہیزگاری میں دوسروں سے زیادہ ہو، چنانچہ پارہ 26 سُورَةُ الْحُجُرَات کی آیت نمبر 13 میں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ
وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ
أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
خَبِيرٌ ﴿١٣﴾ (پ ۲۶، الحجرات: ۱۳)

بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: سب انسانوں کی اَصْل حضرت آدم و حوا (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) ہیں اور اِن کی اَصْل

مٹی ہے تو تم سب کی اُصل مٹی ہوئی پھر نَسَب پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو۔ انسان کو مختلف نسب و قبیلے بنانا ایک دوسرے کی پہچان کے لیے ہے نہ کہ شیخی مارنے اور اترانے کے لیے۔ (اس آیت مُبارکہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بازارِ مدینہ میں تشریف لے گئے، وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پیچھے پنج گانہ نماز سے نہ روکے، اُسے ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس کی تیمار داری کو تشریف لے گئے پھر اس کی وفات ہو گئی، تو حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس کے دُفن میں شریک ہوئے، اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا انعام اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (نُورُ العِرفان)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ
وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ
أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
خَبِيرٌ ﴿١٣﴾ (پ ۲۶، الحجرات: ۱۳)

ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

حضرت سَیدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور خاندانی فخر دور کر دیا ہے، اب یا تو مومن نیکوکار ہوں گے یا بدکار و بد بخت۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام واليمن، ۵/۴۹۷، حدیث: ۳۹۸۱)

حضرت سَیدُنا علی مُرْتَضٰی، شَیْرِ خدَا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس حال میں کہ وہ بغیر ختنہ کیے ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندو! میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے میرے حکم کو ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور اس کے ذریعے ایک دوسرے پر فخر کیا، (لہذا) آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں، میں ہی بدلہ دینے والا حاکم ہوں، کہاں ہیں مٹتی لوگ؟ کہاں ہیں مٹتی لوگ؟ بیشک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ علی، علی بن ابراہیم

العمری القزوی، ۱/۳۳، رقم: ۶۱۷۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مٹتی لوگ ہی عزت و فضیلت والے ہیں۔ معاشرے میں ان کی خستہ حالی کے سبب اگرچہ انہیں عزت و اہمیت نہ دی جاتی ہو، مگر بروزِ حشر نہایت شان و شوکت سے لائے جائیں گے، پارہ 16 سورہ مریم کی آیت نمبر 85 میں ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ تَرْجَمُهُ کنزالایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمن کی

(پ ۱۶، مریم: ۸۵) طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔

دُنیا میں یہ لوگ اگرچہ خوبصورت بنگلوں کے بجائے کچے مکانوں میں رہتے ہوں گے مگر جنت میں انہیں بطورِ انعام عالی شان محلات عطا کیے جائیں گے، جیسا کہ پارہ 14 سُورَةُ النَّحْلِ کی آیت نمبر 30 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَدَامًا لِّآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَامَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾ تَرْجَمُهُ کنزالایمان: اور بیشک پچھلا گھر سب سے بہتر اور

(پ ۱۴، النحل: ۳۰) ضرور کیا ہی اچھا گھر پرہیزگاروں کا۔

سُبْحَنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ! دُنیا میں حقیر سمجھے جانے والے، امیروں کے گھر سے دُھتکار دیئے جانے والے، مگر اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے احکامات کی بجا آوری کرنے والے، نمازیں پڑھنے والے، روزے رکھنے والے، رزقِ حلال کھانے کھلانے والے، اللّٰهُ تعالیٰ سے ڈرنے والے، رسول اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کی پیروی کرنے والے، نظر، دل اور آنکھ کی حفاظت کرنے والے اور دیگر نیک افعال بجالانے والے مثنیٰ لوگ آخرت میں کس شان و عظمت کے مالک ہونگے۔ مثنیٰ لوگ جہاں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب ہیں وہی اس کے پیارے حبیب، ہم گناہگاروں کے طیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بھی پسندیدہ ہیں، چنانچہ

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنَا عائشہ صدیقہ، طیبہ، طاہرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: نبی کریم، رُوفٌ رَحِیْمٌ، محبوبِ ربِّ عَظِیْمٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی چیز پر تعجب نہ فرماتے اور نہ ہی دُنیا کی کوئی چیز آپ کو تعجب میں ڈالتی سوائے صاحبِ تقویٰ کے۔ (مسند احمد، مسند عائشہ، ۳۴۱/۹، حدیث: ۲۴۴۵۷)

اسی طرح نبی کریم، رُوفٌ رَحِیْمٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بڑھ کر ہے اور تمہارے دین کی بہترین چیز تقویٰ ہے۔ (معجم اوسط، من اسمہ علی، ۹۲/۳، حدیث: ۳۹۶۰)

سب سے زیادہ عزت والا کون؟

حضرت سَیِّدُنَا ابُوہُرَیْرَہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے عرض کی گئی: یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا: وہ جو لوگوں میں سب سے زیادہ مثنیٰ ہو۔

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قوله تعالیٰ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً، ۴۲۱/۲، حدیث: ۳۳۵۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت اَبُو ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: تم کسی سُرخ یا کالے سے بہتر نہیں مگر یہ کہ تم اس سے تقویٰ میں بڑھ جاؤ۔ (مسند احمد، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری، ۹۳/۸، حدیث: ۲۱۴۶۴)

مُفَسِّرِ شہیر، حکیم الأُمّت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: سیاہ فام مومن (یعنی کالے رنگ والا مسلمان) ہزار ہائے سُرخ سفید کافروں سے افضل ہے۔ سیاہ فام مُتَّقِی ہزار ہائے سُرخ سفید بدکاروں سے افضل ہے۔ فاسق سے مُتَّقِی افضل، غافل سے بیدار افضل یہ فرمانِ عالی بہت ہی وسیع ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ۷/۳۳-۳۴ ملقطاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ دین اسلام میں محض اونچے نسب والا یا مالدار ہونا، سفید و سیاہ رنگت والا ہونا باعثِ فضیلت نہیں بلکہ انسان کے افضل و اعلیٰ ہونے کا معیار تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری ایسی عظیم الشان دولت ہے کہ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ، سَيِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بارگاہِ الہی میں دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو تقویٰ کی بھی دُعا فرماتے، چنانچہ

حضرت سَیِّدُنَا ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رُوْفٌ رَحِیْمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دُعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْهُدٰی وَالتَّقٰی وَالعِفَافَ وَ الْغِنٰی یعنی اے میرے پُروردگار! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور تو نگرمری کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم، کتاب الذکر والدعا... الخ، باب التعوذ من شر ما عمل... الخ، ص ۱۴۵، حدیث: ۲۷۲۱)

مُفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ہدایت سے مراد اچھے عقائد ہیں، تقویٰ سے مراد اچھے اعمال، پاکدامنی سے مراد بُرائیوں سے بچنا ہے اور (دولتمندی) سے مراد مخلوق کا محتاج نہ

ہونا، اللہ (عَزَّوَجَلَّ) و رسول (صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا حاجتمند رہنا ہے، اس (دُعا) میں دین کی تمام بھلائیاں مانگ لی گئیں۔ (مرآۃ المناجیح، ۷۱/۴)

الہی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں کرم مغفرت کی دعا مانگتا ہوں
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھو! مال و دولت یا منصب و وزارت مل جانا کوئی کمال نہیں بلکہ آزمائش ہے یہ چیزیں تو کثیر لوگوں کو نصیب ہو جاتی ہیں مگر تقویٰ ایک ایسی عظیم دولت ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں کی جاتی، تقویٰ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ بہت بڑا خزانہ ہے، جیسا کہ

حُبَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے اگر تم اس خزانے کو پالینے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی و جواہرات ملیں گے اور علم و دولت و روحانی کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگے گا، رِزْقِ کریم تمہارے ہاتھ آجائے گا، تم بہت بڑی کامیابی حاصل کر لو گے، بہت بڑی غنیمت پالو گے اور ملکِ عظیم (یعنی جَنّت) کے مالک بن جاؤ گے، یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں تقویٰ میں جمع کر دی گئی ہیں۔ تم ذرا قرآنِ حکیم میں تو غور کرو کہ کہیں ارشاد فرمایا: اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ہر قسم کی خیر و برکت کے مالک بن جاؤ گے۔ کہیں تقویٰ اختیار کرنے پر اجر و ثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں اور کہیں فرمایا گیا کہ سعادت کا ذریعہ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔ امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں قرآنِ کریم سے تقویٰ کے بارہ (12) فوائد بیان کرتا ہوں: (1) مُتَّقِی شخص کی رب تعالیٰ حمد و ثنا کرتا ہے (2) مُتَّقِی شخص دُشمنوں سے مامون و محفوظ رہتا ہے (3) مُتَّقِی شخص کی اللہ تعالیٰ تائید و امداد فرماتا ہے (4) مُتَّقِی شخص آخرت کی ہولناکیوں اور وہاں کی سختیوں سے نجات میں ہے گا (5) دُنیا میں مُتَّقِی شخص کو رِزْقِ حلال نصیب ہو گا (6) مُتَّقِی شخص کے

اعمال کی اصلاح ہو جائے گی (7) تقویٰ کی برکت سے متقی شخص کے تمام گناہ مُعاف ہو جاتے ہیں (8) متقی شخص اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے (9) تقویٰ سے متقی شخص کے اعمال دَرَجۂ قبولیت کو پہنچتے ہیں (10) متقی شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں اِعْزَاز و اِکْرَام کا مُسْتَحِق ہو جاتا ہے (11) متقی شخص کے لئے موت کے وقت دیدارِ الہی اور آخرت میں نجات کی بشارت دی جاتی ہے (12) متقی لوگ آتشِ دوزخ سے محفوظ رہیں گے اور انہیں ہمیشہ کے لیے جَنّت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوگی۔ (منہاج العابدین، ص ۱۴۴ تا ۱۴۸ ماخوذاً و اُملتطاً)

دے حُسنِ اخلاق کی دولت کر دے عطاِ اخلاص کی نِعت
مجھ کو خزانہ دے تقویٰ کا یا اللہ میری جھولی بھر دے

(وسائلِ بخشش ص 121)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

متقی کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کسی بندے کے سینے میں تقویٰ و پرہیزگاری کی شمع روشن ہو جاتی ہے تو اگرچہ وہ کوئی سیاہ فام ہی کیوں نہ ہو اس کے توارے ہی نیارے ہو جاتے ہیں، اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اس قدر تاثیر والے ہوتے ہیں کہ نکلے ہی حقیقت کا رُوپ دھار لیتے ہیں حتیٰ کہ تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ پیکر اگر لکڑی جیسی معمولی چیز کو بھی سونا بنانے کے لئے بارگاہِ الہی میں درخواست کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی پکار کو رد نہیں فرماتا اور اس لکڑی کو بھی سونا بنا دیتا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ کوئی بچہنی ہوئی ہستی ہے۔ آئیے! اس تعلق سے ایک ایمان افروز حکایت

سنئے چنانچہ

لکڑیاں سونا کیسے بنیں۔۔۔؟؟؟

حضرت سیدنا داؤد بن رشید رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ملکِ شام میں دو (2) حسین و جمیل عبادت گزار نوجوان رہتے تھے۔ کثرتِ عبادت اور تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے انہیں ”صَدِیق اور مَدِیق“ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنا ایک واقعہ کچھ یوں بیان کیا: ایک مرتبہ ہمیں بُھوک نے بہت زیادہ تنگ کیا۔ میں نے اپنے رفیق (ساتھی) سے کہا: آؤ! فلاں صحرا میں چل کر کسی شخص کو دینِ متین کے کچھ احکام سکھا کر اپنی آخرت کی بہتری کے لئے کچھ اقدام کریں، چنانچہ ہم دونوں صحرا کی جانب چل پڑے، وہاں ہمیں ایک سیاہ فام شخص ملا جس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ ہم نے اس سے کہا: بتاؤ! تمہارا رب کون ہے؟ یہ سُن کر اس نے لکڑیوں کا گٹھا زمین پر پھینکا اور اس پر بیٹھ کر کہا: مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ تیرا رب کون ہے؟ بلکہ یہ پوچھو: ایمان تیرے دل کے کس گوشے میں ہے؟ اس دیہاتی کا عارفانہ کلام سُن کر ہم دونوں حیرت سے ایک دوسرے کا مُنہ تکتے لگے۔ وہ پھر مخاطب ہوا: تم خاموش کیوں ہو گئے، مجھ سے پوچھو، سوال کرو، بے شک طالبِ علم سوال کرنے سے باز نہیں رہتا۔ ہم اس کی باتوں کا کچھ جواب نہ دے سکے اور خاموش رہے۔ جب اس نے ہماری خاموشی دیکھی تو بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوا: اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے کہ تیرے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں تو تُو انہیں ضرور عطا فرماتا ہے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری ان لکڑیوں کو سونا بنا دے۔ ابھی اس نے یہ الفاظ آواہی کئے تھے کہ لکڑیاں چمک دار سونا بن گئیں۔ اس نے پھر دُعا کی: اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو اپنے اُن بندوں

کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو شہرت کے طالب نہیں ہوتے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس سونے کو دوبارہ لکڑیاں بنا دے۔ اس کا کلام ختم ہوتے ہی وہ سارا سونا دوبارہ لکڑیوں میں تبدیل ہو گیا۔ اس نے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر رکھا اور ایک جانب روانہ ہو گیا۔ (عیون الحکایات، حصہ دوم، ص ۲۴۶)

دیکھنا تم حقارت سے کسی اُن پڑھ کو بھی کیا خبر پیشِ خدا مقبول بندہ ہو وہی (وسائلِ بخشش مَرَم، ص ۶۹۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام میں مٹتی لوگوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اگر کسی شخص کو عہدہ و منصب پر فائز کرنا ہو تو اس کی دیگر اچھی صفات کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیز گاری کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔ ہمارے اسلاف رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ بھی اپنے مُریدین و متعلقین میں سے انہیں لوگوں کو محبوب رکھتے جو پرہیز گاری میں دوسروں سے بڑھ کر ہوتے، جیسا کہ

احیاء العلوم جلد 5، صفحہ 324 پر ہے کہ کسی صوفی بزرگ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا ایک نوجوان مُرید تھا۔ بزرگ (رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) اس نوجوان کو بڑی عزت اور ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی مُرید نے پوچھا: ”آپ اس نوجوان کو زیادہ عزت دیتے ہیں حالانکہ عُمر رسیدہ ہم ہیں؟“ بزرگ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کچھ پرندے منگوائے اور ان سب مُریدوں کو ایک ایک پرندہ اور چھری دی اور فرمایا: ”تم میں سے ہر کوئی پرندے کو ایسی جگہ دُخ کرے جہاں کوئی دیکھ نہ سکے۔“ نوجوان مُرید کو بھی ایک پرندہ دیا اور اس سے بھی وہی بات ارشاد فرمائی۔ ہر ایک شخص پرندہ دُخ کر کے لے آیا لیکن نوجوان زندہ پرندہ ہاتھ میں تھا مے واپس آیا۔ بزرگ (رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے فرمایا: ”دوسروں کی طرح تم نے پرندہ دُخ کیوں نہ کیا؟“ نوجوان نے عرض کی: ”مجھے کوئی ایسی جگہ ملی ہی نہیں جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو کیونکہ رب تعالیٰ تو مجھے ہر جگہ

دیکھ رہا ہے۔“ یہ دیکھ کر سب مریدوں نے اس کے مراقبے (یعنی سب چیزوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف دھیان کرنے کے عمل) کو پسند کیا اور کہا: ”تم واقعی عزت و احترام کے لائق ہو۔“ (احیاء العلوم، ۵/۳۲۲)

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (حضرت مولانا نقی علی خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ حضرت شاہ آل رسول احمد قادری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ مُرشدِ کامل نے (مرید بنانے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو) تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت اور سندِ حدیث بھی عطا فرمادی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ۱/۴۹ ملخصاً) حالانکہ حضرت شاہ آل رسول رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت کے معاملے میں بڑے محتاط تھے۔ (غریب ہوتے ہی پیر و مرشد کی طرف سے اس قدر عطائیں دیکھ کر) خانقاہ کے ایک شخص سے نہ رہا گیا۔ عرض کی: حضور! آپ کے خاندان میں تو خلافت بڑی ریاضت اور مجاہدے کے بعد دی جاتی ہے۔ ان کو آپ نے فوراً ہی خلافت عطا فرمادی۔ حضرت شاہ آل رسول رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (افضلیت و اہمیت کا سبب بتاتے ہوئے) اس شخص سے ارشاد فرمایا: لوگ گندے دل اور گندے نَفْس لے کر آتے ہیں۔ ان کی صفائی پر خاصا وقت لگتا ہے۔ مگر یہ پاکیزگی نفس کے ساتھ آئے تھے، صرف نِسْبَت کی ضرورت تھی، وہ ہم نے عطا کر دی۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا: مجھے مدّت سے ایک فکر پریشان کئے ہوئے تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وہ آج دُور ہو گئی۔ قیامت میں جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آل رسول ہمارے لئے کیا لایا ہے؟ تو میں اپنے مُرید احمد رضا خان (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰسَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو پیش کر دوں گا۔ (انوار رضا، ص ۷۸-۳) (پیر پر اعتراض منع ہے، ص ۷۷)

اس کی ہستی میں تھا عملِ جوہر سنتِ مصطفیٰ کا وہ پیکر
عالمِ دین صاحبِ تقویٰ واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

(وسائلِ بخشش مرم، ص ۵۷۵)

مُتَّقِیٰ لوگوں کے اوصاف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ مقبولیت اور فضیلت کا معیار ہمارے بزرگوں کی نظر میں بھی تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ محض مشہور و معروف ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، عمر میں زیادہ ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، حسین و جمیل ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، ظاہری صفائی و ستھرائی والا ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، رُعب و دبدبے والا ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، زیادہ بینک بیلنس والا ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، اعلیٰ مکان و دکان والا ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، اعلیٰ سواری، قیمتی موبائل والا ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، گفتگو میں غالب ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں، مہنگے لباس والا ہونا ہر گز فضیلت کا معیار نہیں۔ حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ اٰحِیَآءِ الْعُلَمَآءِ میں فرماتے ہیں: بے شک بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں طویل عرصے تک بھوکے، پیاسے اور غمگین رہے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (عام لوگوں کی نظروں سے) پوشیدہ اور مُتَّقِیٰ ہیں کہ اگر موجود ہوں تو پہچانے نہ جائیں، غائب ہوں تو انہیں تلاش نہ کیا جائے، زمین کے ٹکڑے انہیں پہچانتے ہیں اور آسمان کے فرشتے ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ لوگ دنیا سے خوش ہوتے ہیں اور یہ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبرداری سے خوش ہوتے ہیں۔ لوگ نرم و ملائم بستر بچھاتے ہیں جبکہ یہ لوگ پیشانیاں اور گھٹنے بچھاتے ہیں (یعنی راتیں سجدوں میں گزارتے ہیں)۔ لوگ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی سُنَّتوں اور ان کے اخلاق سے رُوگردانی کرتے (یعنی منہ پھیرتے) ہیں لیکن یہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب ان میں

سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو زمین روتی ہے اور جس شہر میں ان میں سے کوئی نہ ہو اس شہر پر جبارِ عَزَّوَجَلَّ غضب فرماتا ہے۔ یہ لوگ دُنیا پر اس طرح نہیں ٹوٹ پڑتے جس طرح سڑے ہوئے مُردار پر کُتے ٹوٹ پڑتے ہیں بلکہ یہ لوگ تو کم کھاتے اور پُرانا لباس پہنتے ہیں۔ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے غبار آلود ہوتے ہیں۔ لوگ انہیں دیکھ کر بیمار گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ بیمار نہیں ہوتے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ انہیں دماغی عارضہ لاحق ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کی عقلیں چلی گئی ہیں حالانکہ ان کی عقلیں گئی نہیں ہوتیں لیکن انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں غور و فکر کیا تو اس کے سبب ان کے اندر سے دنیا (کی محبت) چلی گئی۔ دنیا والوں کے نزدیک یہ لوگ بے عقل شخص کی طرح چلتے ہیں حالانکہ ان کی عقلیں اس وقت بھی سلامت ہوں گی جب لوگوں کی عقلیں چلی جائیں گی۔ ان کے لئے آخرت میں بلند مرتبہ ہو گا۔ جب تم انہیں کسی شہر میں دیکھو تو جان لینا کہ یہ اس شہر والوں کے لئے امان ہیں۔ جس قوم میں یہ ہوں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر عذاب نہیں فرماتا، زمین ان سے خوش اور رب عَزَّوَجَلَّ ان سے راضی ہے، تم انہیں اپنا بھائی بنا لینا قریب ہے کہ تم ان کے وسیلے سے نجات پا جاؤ۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۶۶ ملقط)

”صدائے مدینہ“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہمیں یہی مدنی سوچ فراہم کرتی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک عزّت و فضیلت کا دار و مدار مال و دولت، ملک و ملت، جاہ و منصب، قوم و ثقافت، عمر اور تجربے، شہرت و پیشے پر نہیں بلکہ صرف و صرف تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے جو کہ دنیا و آخرت میں

بے شمار بھلائیوں کا سبب ہے لہذا تقویٰ و پرہیزگاری کا عادی بننے، متقی مسلمانوں کی عزت آبرو کی حفاظت کرنے اور کامیاب مسلمان بننے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اور ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”صدائے مدینہ“ بھی ہے۔ صدائے مدینہ کیا ہے؟ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں نماز فجر کے لئے مسلمانوں کو جگانے کو صدائے مدینہ کہتے ہیں اور یہ وہ عظیم کام ہے جو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اختیار فرمایا، وہ حضرات اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگایا کرتے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنَا عَبْدُ اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میرے والدِ مُحْتَرَمِ امیرِ الْمُؤْمِنین حضرت سَیِّدُنَا عُمَرُ فَارُوقِ اَعْظَم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رات میں جس قدر رب تعالیٰ چاہتا، نماز پڑھتے رہتے، یہاں تک کہ جب رات کا آخری وقت ہوتا تو اپنے گھر والوں کو بھی نماز کے لیے جگا دیتے اور ان سے فرماتے: اَلصَّلٰوۃُ یعنی نماز۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ
لَا تَسْأَلْكَ يَرْحَا ۖ تَحْنُ نَزْدُكَ ۖ وَالْعَاقِبَةُ
لِلتَّقْوَى ۝ (پ: ۱۶، طہ: ۱۳۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ، کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لیے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاة، باب التحریض... الخ، الفصل الثالث، ۱/۲۴۴، حدیث: ۱۲۴۰)

آئیے! بطور ترغیب صدائے مدینہ لگانے کی ایک مختصر مدنی بہار سنئے اور صدائے مدینہ لگانے کی

نیت کیجئے، چنانچہ

فیضانِ مدینہ کیلئے زمین مل گئی

ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے: دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلے کے ساتھ ہم ایک شہر میں گئے، اَذَانِ فَجْرِ کے بعد ہم صدائے مدینہ لگاتے جا رہے تھے کہ اچانک ایک گھر سے ایک ماڈرن (Modern) نوجوان ہمارے ساتھ شامل ہوا اور اُس نے فَجْرِ کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کی۔ بعد میں اِس نوجوان کے والدِ مَدَنی قافلے والوں سے ملنے کے لیے آئے۔ یہ صاحبِ ثَرَوَات تھے۔ انہوں نے آکر بتایا کہ صدائے مدینہ کی بَرَکت سے میرا نافرمان ماڈرن (Modern) بے نمازی بیٹا بچہ وقتہ نماز پڑھنے لگا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس ماڈرن نوجوان کے والد نے مُتَاَثِّر ہو کر اُس شہر میں مَدَنی مرکزِ فیضانِ مدینہ کے لیے زمین دے دی۔

صدائے مدینہ دوں روزانہ صدقہ ابو بکر و فاروق کا یا الہی
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۱۰۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے! اب ہم تقویٰ کی لغوی و شرعی تعریف اور اس کی قسموں سے مُتَعَلِّق سُنْتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ نِیَّت بھی کرتے ہیں کہ اس کی برکت سے گناہوں سے بچتے ہوئے اپنے آپ کو تقویٰ و پرہیزگاری کا پیکر بنائیں گے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

تقویٰ کسے کہتے ہیں؟

تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ ”نفس کو خوف کی چیز سے بچانا“ اور شریعت کی اصطلاح میں تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ نفس کو ہر اس کام سے بچانا جسے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی شخص عذاب کا مُسْتَحَق ہو جیسے کُفْر و شرک، کبیرہ گناہوں، بے حیائی کے کاموں سے اپنے آپ کو بچانا، حرام چیزوں کو چھوڑ دینا اور فرائض

کو ادا کرنا وغیرہ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا خدا عَزَّوَجَلَّ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ہے۔ (تفسیر خازن، پ ۱، البقرة، تحت الآية: ۲، ۱/۲۲ ملخصاً)

حضرت سیدنا سُفیان ثوری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ پرہیز گاروں کو مُتَّقِی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی چیزوں سے بھی بچتے ہیں جن سے بچنا عُمُومًا دُشوار ہوتا ہے۔ (درمنثور، پ ۱، البقرة، تحت الآية: ۲، ۱/۶۱)

کسی شاعر کا کہنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہی نَفْع والی شے حاصل کرتا ہے۔ قبر میں انسان کے ساتھ صرف تقویٰ اور عملِ صالح ہی جاتے ہیں۔ (منہاج العابدین، ص ۱۵۰)

آئیے! اب تقوے کی قسموں سے متعلق سنتے ہیں چنانچہ

تقوے کی اقسام

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْہ کے فرمان کے مطابق تقویٰ کی سات (7) قسمیں ہیں: (1) کفر سے بچنا، (2) بد مذہبی سے بچنا، (3) کبیرہ گناہ سے بچنا، (4) صغیرہ گناہ سے بچنا، (5) شبہات سے پرہیز کرنا، (6) نفسانی خواہشات سے بچنا، (7) اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہر چیز کی طرف توجہ کرنے سے بچنا، اور قرآنِ عظیم ان ساتوں مرتبوں کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔ (خزان العرفان، پ ۱، البقرة، تحت الآية: ۲، ص ۴ ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عُمُومًا بعض لوگوں میں یہ بُری عادت ہوتی ہے کہ وہ معاشرے میں اعلیٰ سمجھے جانے والے پیشے اپنانے والوں کے خُوب گُن گاتے، ان کی تعریفوں کے پُل باندھتے اور ان کی خُوب آؤ بھگت کرتے دکھائی دیتے ہیں مگر افسوس کہ حقیر و کم تر سمجھے جانے والے مگر جائز پیشے

اختیار کرنے والے مسلمانوں کو کسی خاطر میں نہیں لاتے بلکہ ان کا دل دُکھاتے اور خوب مذاق اڑاتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ حرام و ناجائز کاموں میں مُبْتَلا ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو سب سے افضل و برتر جبکہ اپنے علاوہ قوموں یا مخصوص پیشوں سے وابستہ مسلمانوں کو نہ صرف حقیر و ذلیل جانتے ہیں بلکہ موقع بہ موقع ان کی قومیت یا پیشے کو تنقید کا نشانہ بنا کر انہیں عجیب و غریب القابات سے بھی نوازتے ہیں حتیٰ کہ بعض تو ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق قائم کرنے مثلاً انہیں اپنے یہاں کسی تقریب میں بلانے یا ان کی دعوت قبول کرنے کو برا جانتے ہیں۔ یقیناً ایسی سوچ رکھنے والے لوگ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں اور فضیلت کا یہ معیار خود ان کا اپنا بنایا ہوا ہے کیونکہ فضیلت کا یہ معیار نہ تو قرآن کریم سے ثابت ہے اور نہ ہی احادیثِ مبارکہ سے بلکہ قرآن کریم و احادیثِ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں تو بلا وجہ شرعی مسلمانوں کا مذاق اڑانے اور بُرے القابات سے پکارنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے، چنانچہ پارہ 26 سُورَةُ الْحُجُرَات کی آیت نمبر 11 میں ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ
عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ
نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا
أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ
الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ ①

(پ ۲۶، الحجرات: ۱۱) ظالم ہیں۔

اس آیت مقدسہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْهُمَا فرماتے ہیں: حضرت ثابت بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اُنچا سنتے تھے، جب وہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ انہیں آگے بٹھاتے اور اُن کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب حاضر رہ کر کلامِ مبارک سُن سکیں۔ ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور جب مجلس شریف خوب بھر گئی اس وقت آپ تشریف لائے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا وہیں کھڑا رہتا۔ لیکن حضرت ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ آئے تو وہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بیٹھنے کے لئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ ”جگہ دو جگہ“ یہاں تک کہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ اُن کے اور حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا، انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو، اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی ہے اس لئے بیٹھ جاؤ۔ حضرت ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ غصے میں آکر اس کے پیچھے بیٹھ گئے۔ جب دن خوب روشن ہوا تو حضرت ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے اس کا جسم دبا کر کہا: کون؟ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں۔ حضرت ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلاںی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا کیونکہ اس زمانے میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لئے کہا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خازن، پ ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ: ۴، ۱۱/۱۶۹ ملخصاً)

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اس حکمِ خداوندی کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو حقیر نہ سمجھو، ہو سکتا ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تم سے بہتر، افضل اور زیادہ مقرب ہو۔ (الزواجر، الباب الثانی: فی الکبائر الظاہرة، الکبيرة الثامنة... الخ، ۱۱/۲)

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس زمانے میں جو ایک

فاسقانہ اور سراسر مجرمانہ رواج نکل پڑا ہے کہ ”شیخ“ اور ”پٹھان“ وغیرہ کہلانے والوں کا یہ دستور بن گیا ہے کہ وہ دُھنیا (رُوئی دُھنکنے والا)، جولاہا (کپڑا بننے والا)، قصائی، نائی کہہ کر مُخلص و مُتقی مسلمانوں کا مذاق بنایا کرتے ہیں بلکہ ان قوموں کے عالموں کو محض ان کی قومیت کی بنا پر ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں بلکہ اپنی مجلسوں میں ان کا مذاق بنا کر ہنستے ہنساتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ جو لوگ برسوں ان قوموں کے عالموں کے سامنے زانوائے تَلْهٰذ طے کر کے (یعنی ان کی شاگردی اختیار کر کے) خود عالم اور شیخ طریقت بنے ہیں مگر پھر بھی محض قومیت کی بنا پر اپنے اُستادوں کو حقیر و ذلیل سمجھ کر ان کا تَبَسُّخُ کرتے (مذاق اڑاتے) رہتے ہیں۔ اور اپنے نسب و ذات پر فخر کر کے دوسروں کی ذِلّت و حقارت کا چرچا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ بتائیے کہ قرآن مجید کی روشنی میں ایسے لوگ کتنے بڑے مجرم ہیں؟ (مزید فرماتے ہیں:) ملاحظہ فرمائیے کہ قرآن مجید نے یہ احکام اور وعیدیں بیان فرمائی ہیں کہ (1) کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ ہو سکتا ہے کہ جن کا مذاق اڑا رہے ہیں وہ مذاق اڑانے والوں سے دنیا و آخرت میں بہتر ہوں۔ (2) مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ ایک دوسرے پر طعنہ زنی (ملامت) کریں۔ (3) مسلمانوں پر حرام ہے کہ ایک دوسرے کے لئے بُرے بُرے نام رکھیں۔ (4) جو ایسا کرے وہ مسلمان ہو کر ”فاسق“ ہے۔ (5) اور جو اپنی ان حرکتوں سے توبہ نہ کرے وہ ”ظالم“ ہے۔

حضرت سَیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: اگر کوئی گناہ گار مسلمان اپنے گناہ سے توبہ کر لے تو توبہ کے بعد اس کو اس گناہ سے عارِ دلانا بھی اسی ممانعت میں داخل ہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کو کُتّا، گدھا، سُور کہہ دینا بھی ممنوع ہے یا کسی مسلمان کو ایسے نام یا لقب سے یاد کرنا جس میں اس کی برائی ظاہر ہوتی ہو یا اس کو ناگوار ہوتا ہو یہ ساری صورتیں بھی اسی ممانعت میں داخل ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۵۰، پ ۲۶، الحجرات: ۱۱) اور حضرت (سَیِّدُنا) عبدُ اللہ بن مسعود صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اگر میں

کسی کو حقیر سمجھ کر اس کا مذاق بناؤں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے کُتنا نہ بنادے۔

(تفسیر صاوی، پ ۲۶، الحجرات: ۵، ۱۱/۱۹۹۳) (عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص ۳۸۹، بتغیر)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بسنا آپ نے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل جاننا، مُتقی مسلمانوں کو بلا وجہ شرعی حقیر و کم تر سمجھنا یا کسی بھی طرح ان کا مذاق اڑانا کس قدر ہلاکت خیز ہے، لہذا اگر کوئی شخص اس مُودی مرض میں مُبتلا ہے تو اسے چاہئے کہ ہوشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو عاجزی و انکساری کا پیکر بنائے، کسی کو افضل و غیر افضل قرار دینے کا اختیار اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سپرد کر دے، آج تک جتنے مسلمانوں کو حقیر سمجھ کر ان کی دل آزاری کا گناہ اپنے سر لیا اگر ممکن ہو تو انہیں تلاش کر کے ان سے مُعافی تلافی کی ترکیب بنائے، ساتھ ساتھ بارگاہِ الہی میں بھی توبہ و استغفار بجالا کر اس آفت سے چھٹکارا پانے کے لئے دُعا بھی کرتا رہے، خبردار! خبردار! اگر کسی مُتقی مسلمان کو بظاہر خلافِ مروت کام کرتا دیکھے تو ہر گز دل میں بدگمانی نہ کرے کہ اس طرح کسی قسم کا فائدہ ملنا تو دور کی بات ہے اکثر شرمندگی ہی اُٹھانی پڑتی ہے۔ آئیے! اس سلسلے میں دو سبق آموز حکایات سنتے ہیں اور عبرت کے مدنی پھول چنتے ہیں چنانچہ

کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے؟

حضرت سیدنا امام حسن بصری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس قدر عاجزی کرنے والے تھے کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر تَصَوُّر کرتے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن دریائے دجلہ پر کسی جھشی کو عورت کے ساتھ اس طرح شراب نوشی میں مبتلا دیکھا کہ شراب کی بوتل اُس کے سامنے تھی۔ اُس وقت آپ کو یہ تَصَوُّر ہوا کہ کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ تو شرابی ہے۔ اسی دوران ایک کشتی سامنے

آئی جس میں سات (7) افراد تھے اور وہ غرق ہو گئی، یہ دیکھ کر حبشی پانی میں کود گیا اور چھ (6) افراد کو ایک ایک کر کے نکالا۔ پھر اس نے آپ (رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ) سے عرض کی: آپ (رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ) صرف ایک ہی کی جان بچالیں۔ میں تو یہ امتحان لے رہا تھا کہ آپ (رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ) کی چشم باطن کھلی ہوئی ہے یا نہیں! اور یہ عورت جو میرے پاس ہے، میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ (رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ) اِس یقین کے ساتھ کہ یہ تو کوئی غیبی شخص ہے اُس کے قدموں میں گر پڑے اور حبشی سے کہا کہ جس طرح تو نے چھ (6) افراد کی جان بچائی اسی طرح تکبر سے میری جان بھی بچالے۔ اُس نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ (رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ) کو نور بصیرت عطا فرمائے غرور و تکبر کو دور کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اِس کے بعد آپ (رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ) نے اپنے آپ کو کبھی بہتر تصوّر نہیں کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ذکر حسن بصری، ص ۴۳)

فخر و غرور سے تُو مولیٰ مجھے بچانا یارب مجھے بنا دے پیکر تُو عاجزی کا (وسائل بخشش مَرَم، ص ۱۷۸)

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!

گدڑی کا لعل

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 413 صفحات پر مشتمل کتاب، ”غُیُوْنُ الْحَکَایَاَت“ (حصہ دُوم) صفحہ 18 پر ہے: حضرت سیدنا ابراہیم اجڑی کبیر رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے فرمایا: سردیوں کے دن تھے میں مسجد کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ قریب سے ایک شخص گُزرا جس نے دو گدڑیاں اوڑھ رکھی تھیں۔ میرے دل میں بات آئی کہ شاید یہ بھکاری ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ

اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا۔ جب میں سویا تو خواب میں دو فرشتے آئے مجھے بازو سے پکڑا اور اُسی مسجد میں لے گئے۔ وہاں ایک شخص دو گدڑیاں اوڑھے سو رہا ہے جب اس کے چہرے سے گدڑی ہٹائی گئی تو یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ یہ تو وہی شخص ہے جو میرے قریب سے گزرا تھا! فرشتوں نے مجھ سے کہا: اس کا گوشت کھاؤ۔ میں نے کہا: میں نے اس کی کوئی غیبت تو نہیں کی۔ کہا: کیوں نہیں! تو نے دل میں اس کی غیبت کی، اس کو حقیر جانا اور اس سے ناخوش ہوا۔ حضرت سیدنا ابراہیم آجری کبیر رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: پھر میری آنکھ کھل گئی، خوف کی وجہ سے مجھ پر لرزہ طاری تھا، میں مسلسل تیس (30) دن اُسی مسجد کے دروازے پر بیٹھا رہا، صرف فرض نماز کے لئے وہاں سے اُٹھتا۔ میں دُعا کرتا رہا کہ دوبارہ وہ شخص مجھے نظر آجائے تاکہ اس سے مُعافی مانگوں۔ ایک ماہ بعد وہ پُر اُسرار شخص مجھے نظر آگیا، پہلے کی طرح اُس کے جسم پر دو گدڑیاں تھیں۔ میں فوراً اُس کی طرف لپکا، مجھے دیکھ کر وہ تیز تیز چلنے لگا، میں بھی پیچھے ہولیا۔ آخر کار میں نے اُس کو پکار کر کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا: اے ابراہیم! کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو دل کے اندر مومنین کی غیبت کرتے ہیں؟ اس کے مُنہ سے اپنے بارے میں غیبت کی خبر سُن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو وہ شخص میرے سرہانے کھڑا تھا۔ اُس نے کہا: کیا دوبارہ ایسا کرو گے؟ میں نے کہا: نہیں، اب کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔ پھر وہ پُر اُسرار شخص میری نظروں سے اوجھل (غائب) ہو گیا اور دوبارہ کبھی نظر نہ آیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حکایات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گئی کہ مَنّتی و پرہیزگار ہونے کیلئے تشہیر و اشتہار، نمایاں جُہ و دُستار اور عقیدت مندوں کی لمبی قِطار ہونا ضروری نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے اپنا قُرب عطا فرماتا ہے۔ لہذا ہمیں ہر نیک بندے کا احترام کرنا

چاہئے، کیا معلوم کہ کون گدڑی کا لعل (یعنی چھپا دلی) ہے۔ شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت دامت بركاتہمُ العالیہ فرماتے ہیں کہ میں دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سفر پر تھا، ہمارے ڈبے میں ایک دُبلّا پتلا بے ریش و بے کشش لڑکا انتہائی سادہ لباس میں ملبوس سب سے جُدا کھویا کھویا سا بیٹھا تھا۔ کسی اسٹیشن پر ٹرین رُکی، صرف دو منٹ کا وقفہ تھا، وہ لڑکا پلیٹ فارم پر اتر کر ایک بچے پر بیٹھ گیا۔ ہم سب نے نمازِ عصر کی جماعت قائم کر لی، ابھی بمشکل ایک رُعت ہوئی تھی کہ سیٹی بج گئی لوگوں نے شور مچایا کہ گاڑی جا رہی ہے۔ سب نماز توڑ کر ٹرین کی طرف لپکے تو وہ لڑکا کھڑا ہو گیا اور اُس نے مجھے اشارے سے ڈانٹتے ہوئے نماز قائم کرنے کا حکم صادر کیا! ہم نے پھر جماعت قائم کر لی، حیرت انگیز طور پر ٹرین ٹھہری رہی، نماز سے فارغ ہو کر ہم جُوں ہی سوار ہوئے، ٹرین چل پڑی اور وہ لڑکا اُسی بچے پر بیٹھا لا پرواہی سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ کوئی ”مجدوب“ ہو گا جس نے ہمیں نماز پڑھانے کیلئے اپنی رُوحانی طاقت سے ٹرین کو روک رکھا تھا۔ (فیضانِ سنت، ص ۴۴۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً دیکھا گیا ہے کہ بڑی عمر والوں کے بجائے اگر کبھی کسی کم عمر اسلامی بھائی کو کوئی ذمہ داری سونپ دی جائے مثلاً اسے امام و خطیب مقرر کر دیا جائے، مدرسہ یا جامعہ کا ناظم (Organizer) بنا دیا جائے، مدرس، مُعلم (Teacher) یا مفتش (Checker) مقرر کر دیا جائے، ذیلی، حلقے، علاقہ، ڈویژن یا کابینہ وغیرہ کی ذمہ داری سونپ دی جائے تو آپس میں نا اتفاقی اور لڑائی جھگڑا کروانے کیلئے شیطان یہ دوسوہ ڈالتا ہے کہ جب فلاں فلاں تجربے کا ریا بڑی عمر کا اسلامی بھائی اس لائق تھا کہ اسے ذمہ دار بنایا جاتا تو آخر ایسی کیا وجہ تھی کہ ایک کم عمر اسلامی بھائی کو یہ ذمہ داری دی گئی۔ یاد رکھئے! مدنی ماحول سے دُور کرنے کا یہ زبردست شیطانی وار ہے شیطان ہر گز نہیں

چاہتا کہ ہم مدنی ماحول میں رہتے ہوئے اپنی آخرت کا سامان اکٹھا کریں وہ تو چاہتا کہ بس کسی طرح غیبت و چغلی، بدگمانی اور مسلمانوں کی دل آزاریوں کے ذریعے مدنی ماحول سے دور کر کے گناہوں میں مبتلا کر دے، ہمیں اس کے وار کو ناکام بناتے ہوئے یہ ذہن بنانا ہو گا کہ ہر صَحِيحُ الْعَقِيدَہٗ مُسْلِمَانِ مجھ سے بہتر ہے جو بھی ہمارا ذمہ دار بنادیا جائے ہمیں اس کی اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ صرف تجربہ کار ہونا یا عمر میں زیادہ ہونا ہی افضلیت کی دلیل نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری بھی بے حد ضروری ہے، جس شخص میں دیگر اچھی صفات کے ساتھ تقویٰ، خوفِ خدا و عشقِ مُصْطَفٰیؐ بھی ہو گا وہ دوسروں سے فضیلت و مرتبے میں اعلیٰ اور عہدہ و منصب کے زیادہ لائق ہو گا۔ مکی مدنی آقا، دو عالم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمؐ بھی اسی کو امیر بنایا کرتے تھے کہ جو تقویٰ و پرہیزگاری میں دوسروں سے بہتر ہوتا۔ آئیے! بطورِ ترغیب اس ضمن میں ایک حدیثِ مبارکہ اور اس کی شرح سنتے ہیں اور اس سے مدنی پھول چُنتے ہیں، چنانچہ

حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمؐ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو امیر بنایا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت (سرکاری) میں اعتراض کیا تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمؐ نے فرمایا: اگر تم لوگ ان کے امیر ہونے میں طعنہ کرتے ہو تو تم ان کے والد کے امیر ہونے میں بھی اس سے پہلے طعنہ کرتے تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ امیری کے لائق تھے اور وہ مجھے لوگوں سے زیادہ پیارے تھے اور یہ بھی ان کے بعد مجھے لوگوں میں زیادہ پیارے ہیں۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب بعث النبی اسامہ ... الخ، ۱۶۱/۳، حدیث: ۴۲۶۹)

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمة اللہ تعالیٰ علیہ بیان کردہ حدیثِ پاک کی شرح میں

فرماتے ہیں: حضرت (سیدنا) اُسامہ ابنِ زید (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کو حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیات شریف میں بہت بار امیر لشکر بنایا تھا (اسی طرح) وفات کے قریب بھی ایک لشکر پر آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) ہی کو امیر بنایا اسے سریہ اُسامہ کہتے ہیں۔ جب پہلی بار انہیں امیر بنایا تب یہ واقعہ پیش آیا ہر دفعہ یہ ہی واقعہ ہوا کہ لوگ ان کی امارت (سرداری) پر اعتراض کرتے رہے۔ یہ طعن کرنے والے منافقین اور عرب کے بدوی لوگ تھے جو حضرت (سیدنا) زید اور (حضرت سیدنا) اُسامہ ابنِ زید (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی امارت (سرداری) پر اس لیے اعتراض کرتے تھے کہ یہ حضرات غلام تھے اور اہل عرب کبھی غلاموں کو کسی کا سردار نہیں بناتے تھے اسلام نے غلاموں کو اُٹھا کر سردار بنادیا۔ (مزید فرماتے ہیں) اسلام میں غلامی آزادی کا فرق غلط ہے یہاں ہر مؤمن غلام ہو یا آزاد سب برابر ہیں، عظمت تقویٰ سے ہے، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس عمل سے یہ فرق توڑ دیا۔ (مرآۃ المناجیح ۸/۳۶۵ ملقطا)

مری عادتیں ہوں بہتر بنوں سنتوں کا پیکر
مجھے متقی بنانا مدنی مدینے والے

(وسائل بخشش ص ۴۲۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دوسروں کو حقیر سمجھنے کے مرض کا علاج

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خود کو دوسرے مسلمانوں سے بہتر اور دوسروں کو حقیر و کم تر سمجھنا ایسا موزی مرض جو ہمارے اندر تکبر، غیبت، چغلی، حسد جیسے کئی امراض پیدا کر دیتا ہے، لہذا جو بھی اس

بُری آفت میں مُبتلا ہے اُسے چاہئے کہ وہ جلد از جلد اس مَرَض سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرے۔ آئیے! بطور ترغیب اس مُؤذی مَرَض سے نجات پانے کے لئے چند طریقوں کے مُتعلّق سنّتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کی نیت کرتے ہیں:

(1) قرآنِ کریم کو ترجمہ، قرآن کُز الایمان، تفسیر خزائنُ العرفان، نُورُ العرفان یا صراطُ الجنان کے ساتھ پڑھنے کی ترکیب کیجئے کیونکہ جب دورانِ تلاوت مُتقی لوگوں کے اوصاف اور انہیں ملنے والے انعامات، مسلمانوں کے حُقوق اور جہنّم کے عذابات کا بیان نظروں کے سامنے آئے گا، تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے اس فعل پر سخت شرمندگی ہوگی اور توبہ و اِسْتِغْفَار کا ذِہن ملے گا۔ (2) خُود کو یوں ڈرائیے کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھنے، ان کے بُرے اَلقابات رکھنے، ان کا مذاق اُڑانے کے سبب اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ ناراض ہو گیا، مُصْطَفٰی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رُوٹھ گئے تو قبر و حشر کے دردناک عذابات کس طرح برداشت ہو سکیں گے، (3) مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ اِحیاءُ الْعُلُوم، مِنْہَاجُ الْعَابِدِیْنَ، مُکَاشَفَةُ الْقُلُوب، قُوْتُ الْقُلُوب، اللہ والوں کی باتیں وغیرہ کُتب کا مُطالعہ اپنے معمولات میں شامل کر لیجئے کہ یہ بھی اس مَرَض سے چھٹکارا پانے کا بہترین طریقہ ہے۔ (4) دعوتِ اسلامی کے سُنّتوں بھرے اجتماعات اور مدنی مذاکروں میں پابندی کے ساتھ ہر ہفتے شرکت اور مدنی چینل کے مختلف سلسلوں کو باقاعدگی کے ساتھ دیکھنا بھی اس آفت سے نجات دلانے میں بہترین مددگار ثابت ہو گا۔ (5) دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہئے اور ہر ماہ کم از کم 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کی عادت بنائیے۔ (6) روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کیجئے اور ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروادیتے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کی برکت سے مسلمانوں کو حقیر سمجھنے والی غلط سوچ کا جڑ سے

خاتمہ ہو جائے گا۔ (7) ان باتوں پر آسانی کے ساتھ عمل کرنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے کسی شعبے کے ساتھ وابستہ ہو جائیے اور اپنی قابلیت و صلاحیت کو نیکی کے کاموں میں ترقی کیلئے صرف کیجئے۔

مجلسِ اصلاح برائے کھلاڑیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی جہاں 103 سے زائد شعبہ جات میں خدمتِ دین کا کام سرانجام دے رہی ہے وہیں کھلاڑیوں کی اصلاح و تربیت کے لئے بھی ایک شعبہ بنام ”مجلسِ اصلاح برائے کھلاڑیان“ قائم کیا گیا ہے جس کا بنیادی مقصد کھیلوں سے وابستہ لوگوں میں دعوتِ اسلامی کے مدنی پیغام کو عام کرنا اور انہیں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کرتے ہوئے اس مدنی مقصد ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے“ کے مطابق زندگی گزارنے کا مدنی ذہن دینا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کئی کھلاڑیوں اور ان کے گھر والوں کو مدنی مقصد ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے“ کا ذہن دینے کی کوشش جاری ہے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۱۵)

بیان کا خلاصہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم نے سنا کہ عزت و فضیلت کا مدار تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک فضیلت کا معیار تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

تقویٰ اختیار کرنے والوں کو بروزِ محشر اور جنت میں عظیم الشان انعامات سے نوازا جائے گا۔
 تقویٰ اختیار کرنے والوں کی برکت سے عذابِ الہی سے امن رہتا ہے۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے عموماً سادہ طبیعت اور چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے ایسی بڑی شان والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف کرتا ہے۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے دشمنوں سے محفوظ رہتے ہیں۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے اللہ تعالیٰ کی مدد پاتے ہیں۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے رزقِ حلال پاتے ہیں۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے اعمال کی اصلاح پاتے ہیں۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔
 تقویٰ اختیار کرنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ کے دوست بن جاتے ہیں۔
 واسطہ میرے پیر و مُرشد کا
 مجھ کو تُو مُتقی بنا یارب

(وسائلِ بخشش ص ۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تقویٰ کیسے حاصل کیا جائے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ تقوے جیسی عظیم نعمت ہمیں بھی

حاصل ہو جائے تو ہمیں چاہئے کہ بزرگانِ دین کے تقوے سے متعلق واقعات کا مطالعہ کریں ﴿قرآن و حدیث میں بیان کردہ تقوے کے عظیم الشان فضائل پیش نظر رکھیں﴾ مدنی انعامات پر عمل کو اپنا معمول بنالیں ﴿دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں منسلک رہیں﴾ امیر اہلسنت کے مدنی مذاکروں میں پابندی کے ساتھ شرکت کریں ﴿ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کریں﴾ اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کے طفیل ہمیں ہر مسلمان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے والی مدنی سوچ عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ شہنشاہِ نبوت، مُصْطَفٰی جانِ رحمت، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔^(۱)

ان سب مبلغوں کے خوابوں میں اب کرم ہو آقا جو سنتوں کی خدمت بجا رہے ہیں (وسائلِ بخشش مرم، ص ۲۹۹)

قبرستان کی حاضری کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی کے رسالے 163 مدنی پھول صفحہ نمبر 36 سے

قبرستان کی حاضری کی سنتیں اور آداب سیکھتے ہیں: ﴿فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کرو کہ وہ دُنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔﴾ (ابن ماجہ، ۲/۲۵۲، حدیث ۱۵۷۱)

﴿وَلِلّٰہِ اللہ کے مزار شریف یا﴾ کسی بھی مسلمان کی قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مُسْتَحَب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان پر (غیر مکروہ وقت میں) دو (۲) رُکعت نفل پڑھے، ہر رُکعت میں سُوْرَةُ الْفَاتِحَہ کے بعد ایک (۱) بار اٰیۃ الْکُرْسِیٰ، اور تین (۳) بار سُوْرَةُ الْاِخْلَاص پڑھے اور اس نماز کا ثواب صاحبِ قبر کو پہنچائے، اللہ تعالیٰ اُس فوت شدہ بندے کی قبر میں نور پیدا کریگا اور اس (ثواب پہنچانے والے) شخص کو بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، ۵/۳۵۰) ﴿مزار شریف یا قبر کی زیارت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں فضول باتوں میں مشغول نہ ہو۔﴾ (ایضاً) ﴿قبرستان میں اس عام راستے سے جائے، جہاں ماضی میں کبھی بھی مسلمانوں کی قبریں نہ تھیں، جو راستہ نیا بنا ہوا ہو اُس پر نہ چلے۔ ”رَدُّ الْمُبْتَاحِ“ میں ہے: (قبرستان میں قبریں پاٹ کر) جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اُس پر چلنا حرام ہے۔﴾ (رَدُّ الْفَتْحَات، ۱/۶۱۲) بلکہ نئے راستے کا صرف گمان ہو تب بھی اُس پر چلنا ناجائز و گناہ ہے۔ (دَرِّ مُخْتَلَر، ۳/۱۸۳) ﴿کئی مزارات اولیا پر دیکھا گیا ہے کہ زائرین کی سہولت کی خاطر مسلمانوں کی قبریں توڑ پھوڑ کر کے فرش بنادیا جاتا ہے، ایسے فرش پر لیٹنا، چلنا، کھڑا ہونا، تلاوت اور ذکر و اذکار کیلئے بیٹھنا وغیرہ حرام ہے، دُور ہی سے فاتحہ پڑھ لیجئے۔﴾ ﴿زیارتِ قبر میت کے چہرے کے سامنے کھڑے ہو کر ہو اور اس قبر والے کے قدموں کی طرف سے جائے کہ اس کی نگاہ کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑے۔﴾ (فتاویٰ رضویہ، ۹/۵۳۲) ﴿قبرستان میں اس طرح کھڑے ہوں کہ قبلے کی طرف پیٹھ اور قبر والوں کے چہروں کی طرف منہ ہو اس کے بعد کہے: اَسْأَلُکُمْ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ﴾

اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِاَثَرٍ یعنی اے قبُر والو! تم پر سلام ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، ۵/۳۵۰) قبر کے اوپر اگر بتی نہ جلائی جائے اس میں بے ادبی اور بد فالی ہے (اور اس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے) ہاں اگر (حاضرین کو) خوشبو (پہنچانے) کے لیے (لگانا چاہیں تو) قبر کے پاس خالی جگہ ہو وہاں لگائیں کہ خوشبو پہنچانا محبوب (یعنی پسندیدہ) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۹/۴۸۲، ۵۲۵ طحا) قبر پر چراغ یا موم بتی وغیرہ نہ رکھے کہ یہ آگ ہے، اور قبر پر آگ رکھنے سے میت کو آفت (یعنی تکلیف) ہوتی ہے، ہاں! رات میں راہ چلنے والوں کے لیے روشنی مقصود ہو، تو قبر کی ایک جانب خالی زمین پر موم بتی یا چراغ رکھ سکتے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سُنَّتیں اور آداب“، رسالہ ”163 مدنی پھول“ اور ”101 مدنی پھول“ ہدیۃ طلب کیجئے اور بغور اس کا مطالعہ فرمائیے۔ سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

علم حاصل کرو، جہل زائل کرو پاؤ گے راحتیں، قافلے میں چلو
سنتیں سیکھئے، تین دن کے لیے ہر مہینے چلیں، قافلے میں چلو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا مُوَدَّ اللّٰهِ

نَوَيْتُ سُنَّتَ الْاِغْتِكَافِ (یعنی میں نے سُنَّتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرودِ پاک کی فضیلت

نبیوں کے سالار، رسولوں کے سردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو مجھ پر سو (100) مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی سو (100) حاجات پوری فرمائے گا۔ اُن میں سے تیس (30) دُنیا کی ہیں اور ستر (70) آخرت کی۔“

(کنز العمال، کتاب الاذکار، باب فی الصلاۃ علیہ، جزء: ۱، ۲۵۵/۱، حدیث: ۲۲۲۹)

تمہارا نام مُصِیبت میں جب لیا ہوگا

ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوگا

(ذوقِ نعت، ص ۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”زَيَّاتُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ ”مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (1)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا۔ ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا۔ ❀ ضرورتاً سمٹ سرگ کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ، اُذْکُرُوا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و موصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر شخص یہ بات جانتا ہو گا کہ اسلام میں پردے کو بہت اہمیت حاصل ہے جب تک مسلمان عورتوں نے پردے کو اختیار کیا، مسلم معاشرے نے خوب ترقی کی لیکن جوں جوں مسلمانوں کے دلوں سے پردے اور حیا کی اہمیت نکلتی گئی تو اس کا انجام یہ ہوا کہ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا گیا، طرح طرح کی بُرائیاں جنم لینے لگیں، بد نگاہی عام ہو گئی، فحاشی و عُریانی نے زور پکڑ لیا نیز عشقِ مجازی نے لوگوں کو برباد کرنا شروع کر دیا آخر کار معاشرہ تباہی کے دھانے پر پہنچ

1... معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدي... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

گیا، آج کے بیان میں ہم اسی مناسبت سے نصیحت کے مدنی پھول حاصل کریں گے۔ آئیے! سب سے پہلے ایک عبرت انگیز واقعہ سُنتے ہیں، چنانچہ

شیطان کا جال

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن زیاد رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام محفل میں تشریف فرما تھے کہ شیطان آپ کے پاس آیا، اس نے اپنے سر پر مختلف رنگوں والی بڑی سی ٹوپی پہن رکھی تھی، ابلیس آپ کے قریب آیا اور رنگین ٹوپی اتار کر آپ کے سامنے رکھ دی، پھر کہنے لگا: اے موسیٰ (عَلِیْہِ السَّلَام)! آپ پر سلامتی ہو۔

حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے پوچھا: "تو کون ہے؟" اس نے کہا: "میں ابلیس (شیطان) ہوں۔" آپ نے یہ سُن کر فرمایا: "تو ابلیس ہے، اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی نہ دے بلکہ برباد کرے، تو میرے پاس کیوں آیا ہے؟" اس نے جواب دیا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ کا مقام بہت بلند و برتر ہے، آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، میں اسی لئے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا: "یہ مختلف رنگوں والی ٹوپی کیا ہے اور تُو نے یہ کیوں پہن رکھی ہے؟" ابلیس نے جواب دیا: "یہ میرا جال ہے، میں اس کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو شکار کرتا ہوں، انہیں اپنے جال میں پھنساتا ہوں اور ان پر حاوی ہو جاتا ہوں۔" یہ سُن کر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "کس سبب سے تو نیک لوگوں پر حاوی ہو جاتا ہے؟" شیطان نے کہا: "جب انسان (اپنے اعمال پر) مغرور ہو جائے، اپنی نیکیوں کو بہت زیادہ شمار کرنے لگے اور گناہوں کو بھول جائے تو میں اس پر غالب آجاتا ہوں اور اسے مضبوطی سے جکڑ لیتا ہوں۔" اے موسیٰ (عَلِیْہِ السَّلَام)! میں آپ کو تین (3) باتوں

سے خبردار کرتا ہوں،

(۱) کبھی بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا جو اجنبیہ (یعنی غیر محرم) ہو کیونکہ جب انسان کسی غیر محرم عورت کے ساتھ ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان تیسرا میں ہوتا ہوں اور انہیں گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

(۲) جب کبھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی وعدہ کرو تو اسے ضرور پورا کرو اور اُسے پورا کرنے میں جلدی کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ سے وعدہ کرتا ہے تو میں اور میرے ساتھی اس کو وعدہ پورا کرنے سے روکتے ہیں۔

(۳) جب بھی کسی پر صدقہ کرنے کا ارادہ کرو تو فوراً اس پر عمل کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص ایسا نیک ارادہ کرتا ہے تو میں اور میرے ساتھی اسے وَرْغَلاتے ہیں اور اسے اس نیک عمل سے روکتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد شیطان مردود آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس سے رُخصت ہو گیا وہ یہ کہتا جا رہا تھا: "ہائے افسوس! مُوسٰی (عَلِیْہِ السَّلَام) میرے تینوں واروں سے واقف ہو گئے، ان کے ذریعے ہی تو میں لوگوں کو بہکا رہا ہوں، اب موسٰی (عَلِیْہِ السَّلَام) تو لوگوں کو ان باتوں سے آگاہ کر دیں گے۔"

(عیون الحکایات مترجم، ۱/ ۱۹۲، عیون الحکایات، عربی ص ۱۲۳)

مَجَبَّتْ میں اپنی گما یا الہی نہ پاؤں میں اپنا پتہ یا الہی
رہوں مست وبے خود میں تیری ولا میں پلا جام ایسا پلا یا الہی
(وسائل بخشش، ص ۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تیسرا شیطان ہوتا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے کہ شیطان مخلوقِ خدا کو جن ہتھیاروں سے اپنا شکار بناتا ہے ان میں سے ایک نامحرم عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بھی ہے کہ اگر کہیں مرد و عورت اکیلے ہوں تو شیطان انہیں گناہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ واقعی غیر محرم کے ساتھ خلوت (تنہائی) اختیار کرنا گناہوں کے دروازے کھول دیتا ہے جیسا کہ خاتم النبیین، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: لَا یَخْلُوْنَ رَجُلٌ بِامْرَاةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطَانُ یعنی جب بھی کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے، اُن کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے۔⁽¹⁾

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جب کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے، خواہ وہ دونوں کیسے ہی پاکباز ہوں اور کسی (نیک) مقصد کے لئے (فی) جمع ہوئے ہوں (مگر) شیطان دونوں کو بُرائی پر ضرور ابھارتا ہے اور دونوں کے دلوں میں ضرور ہنجان (جوش) پیدا کرتا ہے، خطرہ ہے کہ گناہ میں مبتلا کر دے، اِس لئے ایسی خلوت (یعنی تنہائی میں جمع ہونے) سے بہت ہی احتیاط چاہئے، گناہ کے اسباب سے بھی بچنا لازم ہے، بُخار روکنے کیلئے نزلہ و زکام (کو) روکو۔⁽²⁾

حضرت علامہ عبد الرزاق مناوی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جب کوئی عورت کسی اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں اکٹھی ہوتی ہے، تو شیطان کے لئے یہ ایک نفیس موقع ہوتا ہے، وہ ان دونوں کے

1...ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جہ فی لزوم الجماعة، ۶۷/۴، حدیث: ۲۱۷۲

2...مرآۃ المناجیح، ۵/۲۱، بتغیر قلیل

دلوں میں گندے وُسو سے ڈالتا ہے، ان کی شہوت (یعنی بُری خواہش) کو بھڑکاتا ہے، حیاء ترک کرنے اور گناہوں میں مُلَوُث ہو جانے کی ترغیب دیتا ہے۔^(۱)

یاد رکھئے! مرد کا اپنی تایا زاد بہن، چچا زاد بہن، ماموں زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، خالہ زاد بہن سے پردہ ہے، ان سب کو انگلش میں کزن (Cousin) کہتے ہیں۔ ان سے تنہائی اختیار کرنا، بے تکلف ہونا، ہنسی مذاق وغیرہ کرنا، بے حد خطرناک نتائج لا سکتا ہے، اسی طرح یاد رکھئے! سالی، بھابی، چچی، تائی، مُمّانی سے بھی پردہ ہے۔ ان سے بھی تنہائی اختیار کرنے، بے تکلف ہونے کی اجازت نہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان سب کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے لرز جانا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کے سبب دنیا و آخرت تباہ و برباد ہو جائے نیز یہ بھی یاد رکھئے کہ کسی کو باپ، بھائی یا منہ بولا بیٹا بنالینے سے وہ حقیقی باپ، بھائی اور بیٹا نہیں بن جاتا۔ ان سے تو نکاح بھی دُرست ہے۔ ہمارے معاشرے میں مُنہ بولے رشتوں کا رواج عام ہے کوئی مرد کسی کو ”ماں“ بنائے ہوئے ہے، کوئی لڑکی کسی کو ”بھائی“ بنا بیٹھی ہے تو کسی خاتون نے کسی کو ”بیٹا“ بنالیا ہے، کوئی کسی جو ان لڑکی کا مُنہ بولا چچا ہے تو کوئی مُنہ بولا باپ، اور پھر بے پردگیوں، بے تکلفیوں اور مخلوط دعوتوں (یعنی ایسی دعوتیں جن میں مرد و عورت اکٹھے ہوتے ہیں ان میں) گناہ و پاپ کا وہ سیلاب اُمنڈ آتا ہے کہ الأمان و الحفیظ۔ صُنْفِ مُخَالَف کے ساتھ منہ بولے رشتے قائم کرنے والوں اور والیوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ شیطان پہلے سے بول کر وار نہیں کرتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے، "دنیا اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا قتلہ عورتوں کی وجہ سے اُٹھا۔" (صحیح مسلم ص ۱۴۶۵ حدیث ۲۷۴۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی شیطان کے جال اور شہوت کے وبال سے بچنے کے لئے

اجنبی مرد و عورت کا ایک دوسرے سے پردہ کرنا، خلوت (تنہائی) میں ہر گز جمع نہ ہونا اور بد نگاہی سے بچنا یعنی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ شہوت پہلے پہل مرد و عورت کے دل میں ایک دوسرے کی قربت ہی کا شوق پیدا کرتی ہے، قرب حاصل ہونے کے بعد بات چیت کے سلسلے چل نکلتے ہیں اور پھر یہی بات چیت آگے چل کر آپس کی ہنسی مذاق اور بے تکلفی کا روپ دھار لیتی ہے، اگر پہلے عشق مجازی کا بھوت سر پر سوار نہ بھی ہوا ہو یا دونوں میں سے کسی ایک ہی کے دل میں عشق پیدا ہوا ہو، جھجک کی وجہ سے اُس کا اظہار نہ کیا گیا ہو، تو اس بے تکلفی کے بعد تو عموماً عشق ہو ہی جاتا ہے اور اس کا اظہار بھی با آسانی کر دیا جاتا ہے اور پھر یہ یکطرفہ عشق، دوطرفہ ہو کر کیسی کیسی آفتوں اور گناہوں میں مبتلا کرتا ہے، اس کا ہر عقلمند اندازہ کر سکتا ہے۔ آئیے! عشق مجازی کی آفتوں، مذمتوں اور ہلاکتوں کے بارے میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تحریر کردہ 616 صفحات پر مشتمل کتاب ”نیکی کی دعوت“ کے صفحہ 40 تا 43 سے چند اقتباسات سنتے ہیں، چنانچہ

عشق مجازی کی تباہ کاریاں

شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ عشق مجازی کی تباہ کاریاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عشق مجازی کا ایسا عجیب و غریب معاملہ ہے کہ عموماً جو ایک بار اس کی لپیٹ میں آگیا، اُس کا بچ نکلنا دشوار ہوتا ہے۔ آج کل عشق مجازی کی آگ تیزی سے پھیل رہی ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ اکثر مسلمانوں میں اسلامی معلومات کی کمی اور دینی ماحول سے دوری ہے۔ اسی سبب سے ہر طرف گناہوں کا سیلاب اُمڈ آ رہا ہے۔ گناہوں بھرے چینلز، (موبائل فون) اور انٹرنیٹ وغیرہ میں عشقیہ فلموں اور فسیقیہ ڈراموں کو دیکھ کر یا

عشقِ بازیوں کی بڑھا چڑھا کر دی گئی خبروں نیز ناولوں، بازاری ماہناموں ڈائجیسٹوں میں فرضی عشقیہ افسانوں کو پڑھ کر یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کی مَحْلُوط (یعنی جہاں لڑکا لڑکی ساتھ ہوں ایسی) کلاسوں میں بیٹھ کر یا نامحرم رشتے داروں کے ساتھ خَلَطِ مَلَط ہو کر آپس میں بے تکلفی کی دلدل کے اندر اتر کر اکثر نوجوانوں کو کسی نہ کسی سے عشق ہو جاتا ہے۔ پہلے یک طرفہ ہوتا ہے پھر جب فریقِ اول فریقِ ثانی کو مطلع کرتا ہے تو بعض اوقات دوطرفہ ہو جاتا ہے اور پھر عموماً گناہ و عیسیان (یعنی نافرمانی) کا طوفان کھڑا ہو جاتا ہے۔ فون پر جی بھر کر بے شرمانہ بات بلکہ بے حجابانہ ملاقات کے سلسلے ہوتے ہیں، مکتوبات و سوغات کے تبادلے ہوتے ہیں، شادی کے خفیہ قول و قرار ہو جاتے ہیں، اگر گھر والے دیوار بنیں تو بسا اوقات دونوں فرار ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اُنخبار میں ان کے اشتہار چھپتے ہیں، خاندان کی عزت خاک میں مل جاتی ہے، کبھی ”کورٹ میرِج“ کی ترکیب بنتی ہے تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی یوں ہی بغیر نکاح کے... اور ایسے بے رحموں کے ناجائز چچوں کی لاشیں کچرا کونڈیوں میں ملتی ہیں، ایسا بھی ہوتا رہتا ہے کہ بھاگتے نہیں بنتی تو خود دُکشی کی راہ لی جاتی ہے، جس کی خبریں آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔

دیکھتے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
فریاد ہے اے کشتی اُمت کے نگہبان بیڑا یہ تباہی کے قریب آنے لگا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عشقِ مجازی میں موبائل کا کردار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حقیقت سے انکار نہیں کہ موجودہ دور میں بہت سی اخلاقی معاشرتی بُرائیوں کے ساتھ ساتھ عشقِ مجازی کو فروغ دینے میں موبائل فون اور انٹرنیٹ نے انتہائی اہم

کردار ادا کیا ہے، آج کل عموماً نوجوان نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے ”ٹائم پاس“ کرنے کی آڑ میں کسی نہ کسی غیر محرمہ سے فون نمبر پر رابطہ کر لیتے ہیں پھر sms، واٹس ایپ یا فیس بک وغیرہ کے ذریعے اس تعلق کو مزید بڑھاتے ہیں یوں کچھ ہی عرصے میں اُجُنَبت ختم ہو جاتی اور بے حیائی اور عشق مجازی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

موبائل ایک ذہنی اور نفسیاتی بیماری

موبائل فون جہاں نامحرموں سے تعلقات قائم کرنے اور حرام کاموں میں مبتلا کرنے کا سبب ہے وہیں اس کے دیگر نقصانات بھی عام طور پر دیکھے جاسکتے ہیں، موبائل فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے ہمارے نوجوان اپنی تعلیمی صلاحیت و قابلیت، اپنا وقت اور پیسہ ضائع کرنے سے باز نہیں آتے۔ موبائل فون نے انسان کے جسم کے ساتھ اس کی رُوح اور ذہن و دماغ کو بھی مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے، انسان کا جسمانی بیماری میں مبتلا ہونا اس قدر پریشان کن نہیں جس قدر اُس کا روحانی، ذہنی اور دماغی بیماری میں مبتلا ہونا تشویشناک ہے کیونکہ رُوح کی بیماری انسان کو بد اخلاقی کی طرف لے جاتی ہے اور ذہن و دماغ کا مَرَض انسان کو ایک عجیب کشمکش اور بے چینی کی سی کیفیت میں مبتلا کر دیتا ہے اور انسان کے روشن مُستقبل پر سیاہ دھبہ لگا دیتا ہے۔ موبائل کی وجہ سے بلڈ پریشر، دل کے دَورے اور چڑچڑے پن جیسی بیماریاں پہلے کے مقابلے میں بڑھتی جا رہی ہیں اور یہ چڑچڑاپن گھریلو ماحول کے لئے انتہائی نقصان کا سبب بن رہا ہے۔ میاں بیوی میں جھگڑے ہو رہے ہیں اور خاندانی نظام کا شیرازہ بکھرتا جا رہا ہے۔ فی زمانہ یہی موبائل فون روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ بھی بن رہا ہے، سخت قانون کے باوجود بھی کئی لوگ گاڑی چلاتے وقت موبائل پر گفتگو کرنے یا گانے باجے سننے میں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ پیچھے سے آنے والی

گاڑیوں کا ہار نہ سننے کی وجہ سے خطرناک حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

نگاہ کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! موبائل فون کے ان نقصانات سے بچنے کیلئے ضرورتاً سادہ موبائل استعمال کیجئے اور اس کے ذریعے بھی فصول sms، یا نامحرموں سے میل جول سے باز رہیے، حتیٰ کہ کسی اجنبیہ عورت پر نظر پڑ جائے تو اس کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے بجائے فوراً نگاہیں جھکا لیجئے، کیونکہ عموماً نامحرموں سے میل جول اور تعلقات بڑھانے کی ابتدا ہی بد نگاہی سے ہوتی ہے اگر پہلے ہی اس دروازے کو بند کر دیا جائے تو ان خرافات سے بچنا آسان ہو سکتا ہے۔ مگر بد قسمتی سے آج کل آنکھوں کی حفاظت نہیں کی جاتی اور انہیں حرام دیکھنے میں مصروف رکھا جاتا ہے، یاد رکھئے! ہماری یہ آنکھیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت بڑی نعمت ہیں، ان کے ذریعے جہاں ہم حلال چیزوں کو دیکھ کر نیکیاں حاصل کر سکتے ہیں وہیں ان کا غلط استعمال کرتے ہوئے عذاب کے حقدار بھی بن سکتے ہیں۔ مثلاً اگر فرمانبردار اولاد نے اپنی ماں کو محبت بھری نظر سے دیکھا تو ایک مقبول حج کا ثواب پائے گی اور اگر کسی نے غیر محرم کو شہوت کے ساتھ دیکھا تو عذابِ نار کا حق دار بنے گا کیونکہ غیر محرم عورت کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ جیسا کہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: **اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ**۔ آنکھیں بھی بد کاری کرتی ہیں۔⁽¹⁾ اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ **زَنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ**۔ آنکھوں کی بد کاری دیکھنا ہے۔⁽²⁾

1 مسند احمد، ۲/ ۸۴، حدیث: ۳۹۱۲

2 ابو داؤد، کتاب النکاح، ۲/ ۳۵۸، حدیث: ۲۱۵۲

آنکھوں میں آگ بھردی جائے گی

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جو آدمی اپنی آنکھوں کو بند کرنے پر قادر نہیں ہو تا وہ اپنی شرمگاہ کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔⁽¹⁾

حضرت سَیِّدُنا علاء بن زیاد رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: لَا تَتَّبِعْ بَصَرَكَ رِداءَ الْمَرْأَةِ فَإِنَّ النَّظَرَ يَجْعَلُ فِي الْقَلْبِ شَهْوَةً۔ اپنی نظر کو عورت کی چادر پر بھی نہ ڈالو کیونکہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے۔
(حلیۃ الاولیاء، العلاء بن زیاد، ۲/۲۷۷، رقم: ۲۲۱۷)

آگ کی سلائی

حضرت سَیِّدُنا علامہ أَبُو الفرج عبد الرحمن بن جوزی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ نقل کرتے ہیں: عورت کے محاسن (یعنی حسن و جمال) کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، جس نے نامحرم سے آنکھ کی حفاظت نہ کی اُس کی آنکھ میں بروز قیامت آگ کی سلائی پھیری جائے گی۔

(بحر الدموع، ص ۱۷۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! سُرمہ لگاتے ہوئے ہمارے ہاتھ کانپتے ہیں، اگر سُرمہ کی سلائی آنکھ سے ہلکی سی بھی ٹکرا جائے یا سُرمہ ذرا تیز ہو تو ہماری چیخ نکل جاتی ہے، جب ہمیں سُرمے کی معمولی سی سلائی تڑپا کر رکھ دیتی ہے تو بد نگاہی کے سبب اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا اور ہماری آنکھ میں آگ کی سلائی پھیر دی گئی تو ہمارا کیا بنے گا۔ بد قسمتی آج کل لوگ بد نگاہی کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ مَعَاذَ اللَّهِ ثُمَّ مَعَاذَ اللَّهِ جب تک غیر محرم عورتوں کو تکتے نہیں انہیں چین نہیں آتا، وہ اپنے اس

مذموم مقصد کے حصول کی خاطر بازاروں، شاپنگ سینٹروں، تفریح گاہوں، الغرض جہاں جہاں بے پردہ عورتوں کا ازدحام (جمع) ہوتا ہے وہاں مارے مارے پھرتے، خوب بد نگاہیاں کرتے اور اپنی دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ مِنْهَا جِ الْعَابِدِينَ میں فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے منقول ہے کہ خود کو بد نگاہی سے بچاؤ کیونکہ بد نگاہی دل میں شہوت کا بیج بُوْتی ہے، پھر شہوت بد نگاہی کرنے والے کو فتنہ میں مبتلا کر دیتی ہے۔⁽¹⁾

کابل مومن کی پہچان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ بد نگاہی انسان کو دنیا و آخرت میں کہیں کا نہیں چھوڑتی، اس کی وجہ سے بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیوں میں بڑھتا جاتا ہے ہر وقت اس کے دل و دماغ میں شیطان سمایا رہتا ہے، عجب بے سکونی کا عالم اس پر طاری رہتا ہے، نفسانی خواہشات و خیالات اس پر غالب رہتے ہیں، نفس کی تسکین کے لیے وہ مزید ہلاکت خیز گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے مثلاً بد کاری وغیرہ کے علاوہ اپنے ہاتھوں سے اپنی جوانی برباد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ بد نگاہی کرنے والے کو اگر پتا چل جائے کہ کوئی غیر مرد اس کی ماں، بہن، بیوی یا بیٹی کو بری نظر سے دیکھ رہا ہے تو اس کی غیرت کو جوش آجاتا ہے اور وہ آگ بگولا ہو کر دیکھنے والے کو کھری کھری سناتا یا بعض اوقات مار پیٹ پر بھی اتر آتا ہے، لیکن جب وہ خود بد نگاہی کرتا ہے تو اس بات کو کیوں بھول جاتا ہے کہ جسے وہ دیکھ رہا ہے وہ بھی تو کسی کی ماں، کسی کی بہن یا کسی کی بیوی اور بیٹی ہے۔

عورتوں کا پردہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں خود بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنی چاہیے اور اپنے گھر کی عورتوں کو بھی اسلامی حکم کے مطابق پردے کی تاکید کرنی چاہیے، عورتوں کیلئے پردہ بہت ضروری ہے اور بے پردگی بعض اوقات بہت ہی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے، ہمارے معاشرے میں بے حیائی اور فتنے فسادات کا ایک اہم سبب بے پردگی کی نحوست ہے، بعض بد نصیب آزاد خیال عورتیں پردے کو قید اور پابندی سمجھتی ہیں اور پردہ کرنے کو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سخت معیوب سمجھتی ہیں، ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے کہ پردہ زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے، پردہ تو عورتوں کی عزت کی حفاظت کرتا ہے گویا کہ پردہ عورت کے لئے ڈھال ہے اور ایک مسلمان کیلئے تو یہی بات کافی ہے کہ پردے کا حکم ہمارے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہے: چنانچہ پارہ 22 سُورَةُ الْأَحْزَابِ کی آیت نمبر 59 میں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ
وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ
مِّنْ جَلَابِيزٍ ۖ

تَرْجَمَةُ کنزالایمان: اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں
اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک
حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

پارہ 18 سُورَةُ النُّورِ کی آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْفَيْنَ عَلَيْهِنَّ ۚ

تَرْجَمَةُ کنزالایمان: اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر
ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

مگر افسوس صد افسوس! ہمارے معاشرے میں خواتین ایک تو خود پردہ کرتی نہیں اور جو خوش نصیب اسلامی بہنیں اس حکم قرآنی پر عمل کرتی ہیں ان کو ملانی کہہ کر مذاق اڑایا جاتا ہے، کبھی (کوئی

اسلامی بہن) عورتوں کی کسی تقریب میں شرعی پردہ کر کے چلی جائے تو!!! ☆ کوئی کہتی ہے: ارے! یہ کیا اوڑھ رکھا ہے اتارو اس کو! ☆ کوئی بولتی ہے: بس ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم بہت پردہ دار ہو اب چھوڑو بھی یہ پردہ وردہ! ☆ کوئی کہتی ہے، دنیا بہت ترقی کر چکی ہے اور تم نے یہ کیا فٹنائوسی انداز اپنا رکھا ہے! (مَعَاذَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ) اس طرح کی دل دکھانے والی باتوں سے شرعی پردہ کرنے والی کا دل ٹوٹ پھوٹ کر چکنا چور ہو جاتا ہے۔ اگرچہ واقعی یہ حالات نہایت ہی نازک ہیں اور شرعی پردہ کرنے والی اسلامی بہن سخت آزمائش میں مبتلا رہتی ہے مگر اسے ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ مذاق اڑانے یا اعتراض کرنے والیوں سے زور دار بحث شروع کر دینا یا غصے میں آکر لڑ پڑنا سخت نقصان دہ ہے کہ اس طرح مسئلہ حل ہونے کے بجائے مزید الجھ سکتا ہے۔

ایسے موقع پر یہ یاد کر کے اپنے دل کو تسلی دینی چاہیے کہ جب تک تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عام اعلانِ نبوت نہیں فرمایا تھا اُس وقت تک کُفّارِ بد انجام آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو امین اور صادق کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو نہی علیٰ الاعلانِ اسلام کا ڈنکا بجانا شروع کیا وہی کُفّارِ بد اطوار طرح طرح سے ستانے، مذاق اڑانے اور گالیاں سنانے لگے، صرف یہی نہیں بلکہ جان کے درپے ہو گئے، مگر قربان جانیے! سرکارِ نامدار، اُمت کے غم خوار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کہ آپ نے بالکل ہمت نہ ہاری، ہمیشہ صبر ہی سے کام لیا۔ اب اسلامی بہن صبر کرتے ہوئے غور کرے کہ میں جب تک فیشن ایبل اور بے پردہ تھی میرا کوئی مذاق نہیں اڑاتا تھا، جو نہی میں نے شرعی پردہ اپنایا، ستائی جانے لگی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ مجھے ظلم پر صبر کرنے کی سُنّت ادا کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اسلامی بہنوں کو چاہیے کہ کیسا ہی

صدہ پہنچے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، بلا اجازت شرعی ہرگز زبان سے کچھ مت بولیں۔ حدیث قدسی میں ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تو اوّل صدے کے وقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو میں تیرے لیے جنت کے سوا کسی ثواب پر راضی نہیں۔

(ابن ماجہ، باب ماجاء فی الصبر علی المعصیۃ، ۲/۲۶۶، حدیث: ۱۵۹۷)

بلا حساب ہو جنت میں داخلہ یارب

پڑوس خلد میں سرور کا ہوعطا یارب

(وسائل بخشش، ص ۸۲)

صَلِّ عَلَى الْحَبِيبِ! صَلِّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

پردہ و حجاب کیا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عورتوں کے حجاب سے متعلق حضرت سیدنا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: عورتوں کے حجاب سے مراد یہ ہے (یعنی وہ اس طرح پردہ کریں) کہ مرد انہیں کسی طرح دیکھ نہ سکیں۔ (فتح الباری، کتاب التفسیر، باب قوله (وَلَوْلَا إِذْ سَبَعْنَاهُ وَقُلْنَاهُ) ۹/۳۹۰، تحت الحدیث: ۴۷۵۰)

عورت مرد اجنبی کیلئے سر سے پاؤں تک لائق پردہ (یعنی چھپانے کی چیز) ہے (مرآۃ المناجیح، پردے کے احکام، پہلی فصل، ۱۳/۵) اور چھپایا اسی چیز کو جاتا ہے جس کو غیر کی نظروں سے بچانا مقصود ہوتا ہے اور غیر سے مراد کون ہے؟ اس کے متعلق اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے: عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْفَرْنَا فَهِيَ الشَّيْطَانُ۔ یعنی جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اُسے نگاہ اٹھا اٹھا کر دیکھتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الرضاع، ۸-باب، ۲/۳۹۲، حدیث: ۱۱۷۶)

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس حَدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ استِشْرَاف کے معنی ہیں ”کسی چیز کو بغور دیکھنا“ یا اس کے معنی ہیں ”لوگوں کی نگاہ میں اچھا کر دینا تاکہ لوگ اسے بغور دیکھیں“، یعنی عورت جب بے پردہ ہوتی ہے تو شیطان لوگوں کی نگاہ میں اسے بھلی کر دیتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ اسے تکتے ہیں، مثل مشہور ہے کہ پرائی عورت اور اپنی اولاد اچھی معلوم ہوتی ہے اور پرایمال اور اپنی عقل زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح، پردے کے احکام، دوسری فصل، ۱۷/۵)

کریں اسلامی بہنیں شرعی پردہ

عطا ان کو حیا شاہ اُمم ہو

(وسائل بخشش، ص ۳۱۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پردہ صرف عورتوں کے لیے ہی کیوں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام یقیناً ایسا پاک مذہب ہے جو عورت کی عزت

وعصمت کا محافظ ہے جبھی تو اسے گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے تاکہ گھر میں رہتے ہوئے اچھے انداز میں اُمورِ خانہ داری انجام دے، اپنے شوہر کے حقوق اور بچوں کی اچھی پرورش کرے اور اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کر سکے۔ عورت کا اپنے گھر میں رہنا کس قدر اہمیت کا حامل اور کیسے کیسے فوائد کا ضامن ہے آئیے اس بارے میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 170 صفحات پر مشتمل کتاب ”اسلامی زندگی“ صفحہ 105 سے چند مدنی پھول سنتے ہیں۔

{1} عورت گھر کی دولت ہے اور دولت کو چھپا کر گھر میں رکھا جاتا ہے، ہر ایک کو دیکھانے سے خطرہ ہے کہ کوئی چوری کر لے۔ اسی طرح عورت کو چھپانا اور غیروں کو نہ دکھانا ضروری ہے۔

{2} عورت گھر میں ایسی ہے جیسے چمن میں پھول اور پھول چمن میں ہی ہر ابھر رہتا ہے، اگر توڑ کر باہر لایا گیا تو مَر جھا جائے گا۔ اسی طرح عورت کا چمن اس کا گھر اور اسکے بال بچے ہیں، اس کو بلا وجہ باہر نہ لاؤ ورنہ مَر جھا جائے گی۔ عورت کا دل نہایت نازک ہے، بہت جلد ہر طرح کا اثر قبول کر لیتا ہے، اس لیے اس کو کچی شیشیاں فرمایا گیا۔

{3} ہمارے یہاں بھی عورت کو صِنْفِ نازک کہتے ہیں اور نازک چیزوں کو پتھروں سے دُور رکھتے ہیں کہ ٹوٹ نہ جائیں۔ غیروں کی نگاہیں اس کے لیے مضبوط پتھر ہیں، اس لیے اس کو غیروں سے بچاؤ۔

{4} عورت اپنے شوہر اور اپنے باپ دادا بلکہ سارے خاندان کی عزت اور آبرو ہے اور اس کی مثال سفید کپڑے کی سی ہے، سفید کپڑے پر معمولی سا داغ دھبہ دور سے چمکتا ہے اور غیروں کی نگاہیں اس کے لیے ایک بد نما داغ ہیں، اس لیے اس کو ان دھبوں سے دُور رکھو۔

{5} عورت کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے شوہر کے سوا کسی پر نہ ہو، اگر اس کی نگاہ میں چند مرد آگئے تو یوں سمجھو کہ عورت اپنے جوہر کھو چکی، پھر اس کا دل اپنے گھر بار میں نہ لگے گا جس سے یہ گھر آخر تباہ ہو جائے گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عورتوں کا پردے میں رہنا کس قدر ضروری ہے کہ حالات دن بدن نازک ہوتے جا رہے ہیں اس لئے اور بھی زیادہ احتیاط کی حاجت ہے لہذا

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے گھر کی خواتین کو محبت و شفقت سے سمجھائیں، انہیں پردے کی اہمیت اور پردہ نہ کرنے کے نقصانات بتا کر انہیں پردے کا پابند بنائیں۔ بعض وہ اسلامی بہنیں جنہیں کسی معاشرتی مجبوری کی بنا پر گھر سے باہر بالخصوص کسی سفر پر نکلنا پڑتا ہے تو پردے کا اہتمام نہیں کرتیں، بلکہ اپنی بے پردگی کا عذریوں بیان کرتی ہیں کہ ہمارے لیے ایسا ممکن نہیں۔ ایسی تمام اسلامی بہنوں کو سمجھانے کے لئے حضرت سیدتنا ام حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی یہ حکایت ہی کافی ہے۔ چنانچہ،

مشقت کے باوجود پردہ نہ چھوڑا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب دشمن اسلام ابو جہل کے بیٹے حضرت سیدنا عکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجہ حضرت سیدتنا ام حکیم بنت حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اسلام قبول کیا تو بارگاہ رسالت میں عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عکرمہ (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) یمن کی طرف بھاگ گئے ہیں اور وہ اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ آپ انہیں قتل کر دیں گے، لہذا انہیں امان عطا فرمادیجئے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے سیدنا عکرمہ کو امان دیدی۔ پھر حضرت سیدتنا ام حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا عکرمہ کی تلاش میں باپردہ نکل پڑیں اور آخر تہامہ کے ساحل پر جا پہنچیں۔ ادھر عکرمہ بھی اسی ساحل پر پہنچ کر کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی ڈمگانے لگی، کشتی بان نے کہا: اخلاص سے رب کو یاد کرو۔ عکرمہ بولے: میں کون سے الفاظ کہوں؟ اس نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو! تو بولے: اس کلمہ کی وجہ سے تو میں یہاں تک پہنچا ہوں، لہذا تم مجھے یہیں اتار دو۔ اتنے میں حضرت سیدتنا ام حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ کو دیکھ لیا اور ان سے کہنے لگیں: اے میرے چچا زاد! میں ایک ایسی عظیم ہستی کے پاس سے آرہی

ہوں جو بہت زیادہ رحم دل اور احسان فرمانے والی ہے، وہ لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ لہذا خود کو ہلاکت میں مت ڈالئے! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے اصرار پر عِلْمِ مَہِ رُک گئے، پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے انہیں امان کی یقین دہانی کراتے ہوئے واپسی کے لیے آمادہ کر لیا، اس کے بعد دونوں مکہ مکرمہ زَاکَا اللہُ شَرَفًا وَتَفَاتُہَا لَوْ آئے اور یوں حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ حَلِیْم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے شوہر حضرت سَیِّدِ نَاعِلِ مَہِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ باپردہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے امان کی یقین دہانی کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، عکرمہ رضی اللہ عنہ، ۲۳۲/۷، حدیث: ۳۷۴۱۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت میں ہم سب کے لیے بہت سے مدنی پھول موجود ہیں اور ان میں سب سے اہم مدنی پھول یہ ہے کہ حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ حَلِیْم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اسلام لانے کے بعد اپنے شوہر کو بھی اسلام کی حَقَائِقِیَّت کے سائے میں لانے کے لیے اس قدر طویل سفر کیا مگر اسلامی تعلیمات پر عمل کسی بھی موقع پر ترک نہ کیا اور پُر مَشَقَّت سفر میں بھی باپردہ رہیں۔ یوں بالآخر ان کی اپنے گھر کو اسلام کا گہوارہ بنانے کی سوچ رنگ لائی اور ان کے شوہر بھی اسلام کے رنگ میں رنگ گئے۔ اپنے گھروں کو مدنی ماحول کا گہوارہ بنانے کے لیے اگر آپ کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو بزرگانِ دین کی قربانیوں اور ان کی راہ میں آنے والی مشکلات کو یاد کریں اور یاد رکھئے کہ اس راہ پر خطر پر چلنا بڑے دل گروے کا کام ہے۔ سچی وفا تو یہ ہے کہ جب خود مدنی ماحول کی برکتوں سے فیض یاب ہوں تو اپنے دیگر گھر والوں کو بھی تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی مُعَظَر و مُشْک بار فضاؤں سے دُور نہ رہنے دیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی دِنِ دگنی رات چگنی ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور کم و بیش 103 شعبہ جات وجود میں آچکے ہیں آئیے! میں آپ کے سامنے

ان شعبہ جات میں سے ایک انتہائی اہم شعبہ ”المدینہ لائبریری“ کا تعارف پیش کرتا ہوں۔
مجلس المدینہ لائبریری کا تعارف:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ تبلیغ قرآن کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی سُنّتوں کی خدمت کیلئے 100 سے زائد شعبہ جات میں مدنی کام کر رہی ہے۔ آسان انداز سے علمِ دین کی روشنی پھیلانے اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے رُوشناس کروانے کیلئے ان شعبوں میں ایک شعبہ ”المدینہ لائبریری“ بھی قائم کیا گیا ہے۔ جس میں مطالعہ کیلئے خوشگوار ماحول، آڈیو، ویڈیو بیانات و مدنی مذاکرے سُننے اور مدنی چینل دیکھنے کیلئے کمپیوٹر وغیرہ کی ترکیب بنائی جاتی ہے۔ المدینہ لائبریری میں مختلف موضوعات پر مُشمّل شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ، علمائے اہلسنّت کَرَّمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی اور اَلْمَدِیْنَةُ الْعِلْمِیَہ کی کُتب و رسائل اور CDs، VCDs میموری کارڈز وغیرہ رکھنے کی مجلس کی طرف سے طے شدہ نظام کے مطابق رکھنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ ہم بھی اس سہولت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے علمِ دین کی برکات سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بارہ مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”چوک درس“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ بھی گناہوں سے بچنے، فکرِ آخرت کے لیے کُڑھنے اور سُنّتوں پر عمل کا جذبہ پانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر نیکی کے کاموں میں ترقی کے لیے ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ ذیلی حلقے کے بارہ مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام چوک درس بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ چوک دَرَس گلی کے کونے، مارکیٹ یا کسی

بارونق مقام پر مسلمانوں کو بُرائیوں سے بچانے، نیکیوں میں رغبت بڑھانے، نمازوں کی پابندی کا ذمہ بنانے کے ساتھ ساتھ علمِ دین کی بہت سی باتیں پہنچانے کا ذریعہ ہے اور لوگوں تک علمِ دین کی باتیں پہنچانا اجر و ثواب کا کام ہے۔

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے جو شخص میری اُمت تک کوئی اسلامی بات پہنچائے تاکہ اس سے سُنّت قائم کی جائے یا اُس سے بد مذہبی دُور کی جائے تو وہ جَنّت ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۴۵ حدیث ۱۴۶۶) ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: ”اللہ تعالیٰ اُس کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو سُنے، یاد رکھے اور دوسروں تک پہنچائے۔“ (سُنن ترمذی ج ۴ ص ۲۹۸ حدیث ۲۶۶۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چوک درس کی بڑی برکتیں ہیں بعض اوقات چوک دُرس میں شرکت کی برکت سے لوگوں کی زندگی میں ایسا مدنی انقلاب برپا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی گناہوں بھری زندگی سے توبہ کر کے نیکیوں کی راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں آئیے اسی ضمن میں ایک مدنی بہار سنتے ہیں۔

تہہ دار س دینے کی برگت

لائسنز ایریا (باب المدینہ کراچی) کے ایک اسلامی بھائی نے کچھ اس طرح بیان دیا، میں اپنے گھر کی چھت پر کھڑا تھا کہ میری نظر گلی میں کھڑے دعوتِ اسلامی کے ایک باعمامہ اسلامی بھائی پر پڑی جو اکیلے ہی چوک درس دے رہے تھے ایک بھی اسلامی بھائی درس سننے کیلئے موجود نہیں تھا۔ میں یوں تو دین سے عملی طور پر اس قدر دُور تھا کہ سبز عمامے والوں کو دیکھ کر بھاگ جاتا تھا مگر نہ جانے کیوں ان کو تہہ دارس دیتا دیکھ کر مجھے ترس آگیا سو چاکہ چلو بے چارے کے ساتھ کوئی نہیں تو میں ہی جا کر شریک ہو جاتا ہوں چنانچہ میں چوک درس میں شریک ہو گیا۔ میرا چوک درس میں شریک ہونا میری اصلاح کا سبب بن گیا

اور میں مدنی ماحول سے وابستہ ہو گیا۔ یہ بیان دیتے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اپنے یہاں مدنی انعامات کا علاقائی ذمے دار ہوں۔ ایک دن تو وہ تھا کہ میں سبز عمامے والوں کو دیکھ کر بھاگ جایا کرتا تھا۔

(غیبت تباہ کاریاں، ص ۱۳۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”ویلنٹائن ڈے“ کی خرافات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ مسلمانوں کی عملی حالت کافی خراب ہوتی جا رہی ہے مسلمان دینی تعلیمات کو چھوڑ کر اغیار کی عادات و اطوار اپنانے میں بڑا فخر محسوس کرتے ہیں بالخصوص ان کے خاص ایام کو منانے کیلئے خوب پیسہ برباد کرتے، وقت ضائع کرتے اور بدنگاہی، شراب نوشی اور بدکاری جیسے گناہوں میں بھی ذرہ شرم محسوس نہیں کرتے۔ ایسی ہی خرافات کا ارتکاب ”ویلنٹائن ڈے“ کے موقع پر بھی سرعام کیا جاتا ہے۔ اس دن لوگ تمام شرعی حدود کو پامال کرتے ہوئے خوب گناہوں کا بازار گرم کرتے ہیں۔ اس تہوار کو منانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے بے پردگی و بے حیائی کیساتھ میل ملاپ، تحفے تحائف کے لین دین سے لیکر فحاشی و عریانی کی ہر قسم کا مظاہرہ کھلے عام یا چوری چھپے جس کا جتنا بس چلتا ہے عام دیکھا سنا جاتا ہے، گفٹ شاپس (gift shops) اور پھولوں کی دکان پر رش میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان اشیاء کو خریدنے والے بھی نوجوان لڑکے لڑکیاں ہوتی ہیں۔ اسلامی ممالک میں کھلی چھوٹ نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان جوڑوں کو اپنی ناجائز خواہشات پوری کرنے کیلئے کسی محفوظ مقام کی تلاش ہوتی ہے۔ اسی مقصد کے لیے ویلنٹائن ڈے پر ہوٹلز کی بکنگ عام دنوں کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے۔ شراب کا (مَعَآذَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ) بے تحاشہ کاروبار ہوتا ہے ساحل سمندر پر

بے پردگی اور بے حیائی کا ایک نیا سمندر دکھائی دیتا ہے۔

وہ ممالک جہاں غیر مسلم مادر پدر آزادی (مذہبی اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد) رہتے ہیں اور فحاشی و عُریانی اور جنسی بے راہ روی کو وہاں ہر طرح کی قانونی چھوٹ حاصل ہے اس دن کی دھماچو کڑی سے بعض اوقات وہ بھی پریشان ہو جاتے ہیں اور اس کے خلاف بعض اوقات کہیں کہیں سے دبی دبی صدائے احتجاج بھی بلند ہوتی رہتی ہے۔

انتہائی دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دن کو غیر مسلموں کی طرح بے حیائی کے ساتھ منانے والے بہت سے مسلمان بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عطا کئے ہوئے پاکیزہ احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے کھلم کھلا گناہوں کا ارتکاب کر کے نہ صرف اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ مسلم معاشرے کی پاکیزگی کو بھی ان بے ہودگیوں سے ناپاک و آلودہ کرتے ہیں۔ بد نگاہی، بے پردگی، فحاشی و عُریانی، اجنبی لڑکے لڑکیوں کا میل ملاپ، ہنسی مذاق، اس ناجائز تعلق کو مضبوط رکھنے کے لئے تحائف کا تبادلہ اور آگے بدکاری تک کی نوبتیں یہ سب وہ باتیں ہیں جو اس روزِ عصیاں زور و شور سے جاری رہتی ہیں اور ان سب شیطانی کاموں کے ناجائز و حرام ہونے میں کسی مسلمان کو ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشن آیات اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے واضح ارشادات سے ان امور کا حرام ہونا ثابت ہے۔

رسالہ ”صحابیات اور پردہ“ کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پردے کے متعلق بے حد مفید معلومات حاصل کرنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ ۷۵ صفحات پر مشتمل رسالہ بنام ”صحابیات اور

پردہ کا مطالعہ فرمائیں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس رسالہ میں پردے کے بارے میں قرآن و سنت سے ماخوذ مدنی پھول اور بے پردگی کی تباہ کاریاں، پردے کے مُتَعَلِّق امیر اہلسنت کی مختلف کتب سے ماخوذ چند مدنی پھول بھی چننے کو ملیں گے۔ اس کے علاوہ ویلنٹائن ڈے پر ہونے والی خرافات کی مذمت سے متعلق مزید معلومات کیلئے مکتبۃ المدینہ کا رسالہ ”ویلنٹائن ڈے“ کا مطالعہ بھی کیجئے۔

ہر گھڑی شرم و حیا سے بس رہے نیچی نظر
پیکرِ شرم و حیا بن کر رہوں آقا مُدام

(وسائلِ بخشش، ص ۲۴۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جہانِ فانی سے کوچ کر جانے والوں سے پردہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس! آج کل خواتین پردے کے معاملے میں مختلف حیلے بہانوں سے کام لیتی ہیں اور پردے کے معاملے میں سستی کا شکار نظر آتی ہیں اگر ہم صحابیاتِ طہیات رَضَوِ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نہ صرف زندہ لوگوں سے پردہ کیا بلکہ جہانِ فانی سے کوچ کر جانے والوں سے بھی پردے کا اہتمام کر کے تاریخ کے سنہری اوراق میں رنگ بھر دیئے۔ چنانچہ،

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضَوِ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: جب میں اپنے اس گھر میں داخل ہوتی جس میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور میرے والد مدفون ہیں تو اس خیال سے اپنی اوڑھنی نہ لیتی کہ یہاں تو میرے شوہر اور والد ہیں، مگر جب سے عمر فاروق رَضَوِ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں دفن ہوئے تو خدا کی قسم! میں ان سے شرم کے باعث باپردہ حاضر ہوتی ہوں۔

(مسند احمد، مسند عائشہ رضی اللہ عنہا، ۱۰/۱۲، حدیث: ۲۵۷۱۸)

شرح حدیث

حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ مَرَاةُ الْمَنَاجِیح جلد 2 صفحہ 527 پر اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی جب تک میرے حجرے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکر صَدِیق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) مدفون رہے تب تک تو میں سر کھولے یا ڈھکے ہر طرح حجرے شریف میں چلی جاتی تھی کیونکہ نہ خاوند سے حجاب ہوتا ہے نہ والد سے، (مگر) جب سے حضرت عُمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) میرے حجرے میں دَفن ہو گئے تب سے میں بغیر چادر اوڑھے اور پردہ کا پورا اہتمام کئے بغیر حجرے شریف میں نہ گئی کہ حضرت عُمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے شُرْم و حیا کرتی ہوں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیث سے بہت مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مِیّت کا بعدِ وفات بھی اختِرام (کرنا) چاہئے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ مِیّت کا ایسا ہی اختِرام کرے جیسا کہ اس کی زندگی میں کرتا تھا۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی قبور کا بھی اختِرام اور ان سے بھی شُرْم و حیا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ مِیّت (مردہ) قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتا اور انہیں جانتا پہچانتا ہے۔ دیکھو! حضرت عُمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے عائشہ صَدِیقَہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) ان کی وفات کے بعد شُرْم و حیا فرما رہی ہیں اور اگر آپ باہر کی کوئی چیز نہ دیکھتے تو اس حیا فرمانے کے کیا معنی! چوتھے یہ کہ قبر کی مٹی، تختے وغیرہ تو مِیّت کی آنکھوں کے لیے حجاب (رکاوٹ) نہیں بن سکتے مگر زائر (یعنی زیارت کرنے والا) کے جسم کا لباس ان کے لیے آڑ ہے، لہذا مِیّت کو زائر (زیارت کرنے والا) برہنہ نہیں دکھائی دیتا ورنہ حضرت عائشہ صَدِیقَہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا چادر اوڑھ کر وہاں جانے کے کیا معنی تھے، یہ قانونِ قدرت ہے۔ (مراۃ المناجیح،

قبروں کی زیارت، تیسری فصل، ۵۲/۲

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

بیان کا خلاصہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم نے نامحرموں سے میل جول کا وبال، ویلنٹائن ڈے منانے کی نحوست اور بے حیائی اور بے پردگی کی مذمت سے متعلق سنا یقیناً بے حیائی معاشرے میں بگاڑ کا سبب ہے۔

☆ جب دوسرے دو عورت تنہائی میں ہوتے ہیں تو شیطان انہیں برائی پر ابھارتا ہے۔

☆ عورت گھر کی دولت ہے جسے چھپا کر رکھنا ضروری ہے ہر ایک کو دکھانے سے چوری ہو جانے کا خطرہ ہے۔

☆ پردے کا ذہن بنانے کیلئے صحابیات کی سیرت مبارکہ پر نظر کیجئے کہ انہوں نے مشقتوں کے باوجود بھی پردے کو نہیں چھوڑا۔

☆ بے پردگی و بدنگاہی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی ہے۔

☆ بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے۔

☆ بدنگاہی شیطانی کام ہے۔

☆ بے پردگی معاشرے میں فحاشی کے پھیلاؤ کا ذریعہ ہے۔

☆ بد نگاہی شیطان کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بے حیائی، بد نگاہی اور بے پردگی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بِجَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنَّت کی فضیلت اور چند سُنَّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مُصْطَفٰی جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشہٴ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سُنَّت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مشکاۃ المصابیح، ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۷۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”101 مدنی پھول“ سے سلام سے متعلق چند مدنی پھول سننے ہیں:

مدنی پھول:

(1) مسلمان سے ملاقات کرتے وقت اُسے سلام کرنا سُنَّت ہے (2) مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 102 پر لکھے ہوئے جُزیئے کا خلاصہ ہے: ”سلام کرتے وقت دل میں یہ نیت ہو کہ جس کو سلام کرنے لگا ہوں اِس کا مال اور عزّت و آبرو سب کچھ میری حفاظت میں ہے اور میں ان میں سے کسی چیز میں دخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں“ (3) دن میں کتنی ہی بار ملاقات ہو، ایک کمرہ سے دوسرے کمرے میں بار بار آنا جانا ہو وہاں موجود مسلمانوں کو سلام کرنا کارِ ثواب ہے (4) سلام میں پہل کرنا سُنَّت

ہے (5) سلام میں پہل کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مُقَرَّب ہے (6) سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بھی بری ہے۔ جیسا کہ میرے کئی مدنی آقا میٹھے میٹھے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باصفا ہے: پہلے سلام کہنے والا تکبر سے بری ہے۔ (شُعَبُ الْاِیْمَان ج ۶ ص ۴۳۳) (7) سلام (میں) پہل کرنے والے پر 90 رحمتیں اور جواب دینے والے پر 10 رحمتیں نازل ہوتی ہیں (کیسے سعادت) (8) السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں۔ ساتھ میں وَرَحْمَةُ اللہ بھی کہیں گے تو 20 نیکیاں ہو جائیں گی۔ اور وَبَرَکَاتُہٗ، شامل کریں گے تو 30 نیکیاں ہو جائیں گی۔ بعض لوگ سلام کے ساتھ جَنَّتُ الْبَقَام اور دُزْخُ الْحَرَامِ کے الفاظ بڑھا دیتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے۔ بلکہ مَنْ چلے تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہاں تک بک جاتے ہیں: آپ کے بچے ہمارے غلام۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمَامِ اہلسنّت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 22 صفحہ 409 پر فرماتے ہیں: کم از کم السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اس سے بہتر وَرَحْمَةُ اللہِ ملا نا اور سب سے بہتر وَبَرَکَاتُہٗ، شامل کرنا اور اس پر زیادت نہیں۔ پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اعادہ تو ضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔ اس نے السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا تو یہ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللہ کہے۔ اور اگر اُس نے السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہ کہا تو یہ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللہ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور اگر اس نے وَبَرَکَاتُہٗ تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زیادت نہیں۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (9) اسی طرح جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللہ وَبَرَکَاتُہٗ کہہ کر 30 نیکیاں حاصل کی جاسکتی ہیں (10) سلام کا جواب فوراً اور اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سُن لے (11) سلام اور جواب سلام کا دُرُست تلفُّظ یاد فرمالیجئے۔ پہلے میں کہتا ہوں آپ

سُن کر دوہرایئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ (اَسَن۔ سَلَام۔ مُـ عَلَـ کُم) اب پہلے میں جواب سناتا ہوں پھر آپ اس کو دوہرایئے: وَ عَلَیْکُمُ السَّلَام (وَع۔ لَیْک۔ مُس۔ سَلَام)۔

طرح طرح کی ہزاروں سنّتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتُب بہارِ شریعت حصّہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات کی کتاب ”سنّتیں اور آداب“ ہدیّۃً حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سنّتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

لُوٹنے رحمتیں قافلے میں چلو

سیکھنے سنّتیں قافلے میں چلو

صَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نَوَيْتُ سُنَّتَ الْعِتِكَاف (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمایا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرود شریف کی فضیلت

سَعَادَةُ الدَّارَيْنِ میں ہے کہ ایک شخص نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر فقر و فاقہ اور تنگیِ رزق کی شکایت کی تو قاسمِ نعمت، نبی رحمت، شفیع اُمّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو کرو تو سلام کر لیا کرو، چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ پھر مجھ پر سلام کہا کرو اور ایک مرتبہ سورہٴ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر رزق کھول دیا حتیٰ کہ اس کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو بھی اس رزق سے حصّہ پہنچا۔⁽¹⁾

قلیل روزی پہ دو قناعت، فُضُولِ گوئی سے دید و نفرت دُرود پڑھتا رہوں بکثرت، نبی رحمت شفیع اُمّت (وسائلِ بخشش مرمّم، ص ۲۰۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُضُوْلِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ ”مُسلماں کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔“^(۱)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچھی نِیَّت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں

لگا ہین بچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا۔ ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکادو زانو بیٹھوں گا۔ ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ❀ صَلَّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ، اُذْکُرُوا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصَافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج اگر ہم اپنے معاشرے پر غور کریں تو ہمیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو گا کہ ہمارے معاشرے کا تقریباً ہر فرد ہی کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے، کوئی قرضدار ہے تو کوئی گھریلو ناچاقیوں کا شکار، کوئی تنگدست ہے تو کوئی بے روزگار، کوئی اولاد کا طلبگار ہے تو کوئی نافرمان اولاد کی وجہ سے بیزار، العَرَض ہر ایک کسی نہ کسی مصیبت اور پریشانی میں گرفتار ہے، مصیبتوں کے اس ہجوم میں فی زمانہ تنگدستی اور رِزق میں بے برکتی عام ہوتی جا رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ شاید ہی کوئی گھر اس پریشانی

سے محفوظ نظر آئے، حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں تنگدستی، فقر و فاقہ کشی، بے روزگاری اور رزق میں بے برکتی کا رونا تو بہت رویا جاتا ہے، مگر قرآن و حدیث میں رزق میں بے برکتی کے جو اسباب بیان کئے گئے ہیں، اُن کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کرنے اور اُن اسباب کو دور کرنے کی عملی کوشش نہیں کی جاتی، آج ہم اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ رزق میں تنگی کے اسباب اور اس کی وجوہات کے بارے میں سنیں گے تاکہ بے برکتی کی اُن وجوہات کو دور کر کے ہم اس پریشانی سے آزادی حاصل کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہو سکیں۔ آئیے سب سے پہلے رزق میں خیر و برکت کے متعلق ایک حکایت سنئے اور اس سے مدنی پھول جھنٹے ہیں:

رزق کی قدر کرنے کی برکت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صفحات پر مشتمل کتاب فیضانِ سنت جلد اول کے صفحہ نمبر 263 پر ہے: زبردست محدث حضرت سیدنا ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو خلیفہ بغداد مامون رشید نے اپنے ہاں مدعو کیا، کھانے سے فارغ ہو کر کھانے کے جو دانے وغیرہ گر گئے تھے، حضرت سیدنا ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ چُن چُن کر تناول فرمانے لگے۔ خلیفہ بغداد مامون رشید نے حیران ہو کر کہا، اے شیخ! کیا آپ کا ابھی تک پیٹ نہیں بھرا؟ فرمایا: کیوں نہیں! دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک حدیث پاک بیان فرمائی ہے: جو شخص دسترخوان کے نیچے گرے ہوئے ٹکڑوں کو چُن چُن کر کھائے گا، وہ تنگدستی سے بے خوف ہو جائے

گا۔^(۱) میں اسی حدیث مبارک پر عمل کر رہا ہوں۔ یہ سُن کر مامون بے حد متاثر ہوا اور اپنے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا تو وہ ایک ہزار دینار رومال میں باندھ کر لایا۔ مامون نے وہ دینار حضرت سیدنا ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کر دیئے۔ حضرت سیدنا ہدبہ بن خالد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ حدیث مبارکہ پر عمل کی ہاتھوں ہاتھ بَرَکت ظاہر ہو گئی۔^(۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کی گئی حکایت، فیضانِ سنت جلد 1 سے پیش کی گئی ہے، آئیے! اسی نسبت سے فیضانِ سنت جلد 1 کا تعارف بھی سنتے ہیں۔

کتاب ”فیضانِ سنت“ (جلد اول) کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فیضانِ سنت (جلد اول) در حقیقت شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تالیف کردہ چار^(۴) مستقل کتابوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ (۱) ”فیضانِ بسمِ اللہ“ جو کہ بسمِ اللہ شریف کے فضائل اور اس سے متعلق دلچسپ حکایات پر مشتمل ہے۔ (۲) ”آدابِ طعام“ جو کہ کھانے کی سنتوں اور آداب کے علاوہ 99 سبق آموز حکایات پر مشتمل ہے۔ (۳) ”پیٹ کا قُھلِ مدینہ“ جو کہ ضرورت سے زیادہ کھانے کے دینی اور دُنیاوی نقصانات کے بیان نیز قُھلِ مدینہ کی برکتوں سے مالا مال احادیث و حکایات پر مشتمل ہے۔ (۴) ”فیضانِ رمضان“ جو کہ روزہ، تراویح، اعتکاف، زکوٰۃ اور عید الفطر کے فضائل اور رنگارنگ مدنی پھولوں کا نہایت ہی حسین گلہ سہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضانِ سنت (جلد اول) موضوعات کی کثرت و جامعیت کے اعتبار سے نہ صرف درس دینے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کیلئے بلکہ تمام مسلمانوں کیلئے نہایت مفید اور علم دین حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ لہذا

1... اتحاف السادة المتقين، الباب الاول، ۵/ ۵۹۷

2... شمرات الاوراق، ۱/ ۸

تمام اسلامی بھائیوں سے مدنی التجاء ہے کہ آج ہی اس کتاب کو مکتبۃ المدینہ کے بسترے سے ہدیۃً حاصل کریں اور وقتاً فوقتاً اس کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اب تک انگلش کے علاوہ گجراتی، سندھی اور بنگالی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس کتاب کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی جو ہم نے حکایت سُنی اس سے یہ بھی معلوم ہوا ہمارے بُزرگانِ دین رَحْمَتُہُمُ اللہُ تَعَالٰی سنتوں پر عمل کرنے کے معاملے میں دنیا کے بڑے سے بڑے رئیس بلکہ بادشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔

اس حکایت سے ہمارے اُن اسلامی بھائیوں کو بھی درس کے مدنی پھول حاصل کرنے چاہئیں جو لوگوں کی مُرُوّت کی وجہ سے کھانے پینے کی سنتیں ترک کر دیتے ہیں، جو لوگوں کی وجہ سے داڑھی شریف رکھنے کی عظیم سنّت سے محروم رہتے ہیں اور عمامہ مبارکہ جو کہ عزّت کا تاج ہے، کو سر پر سجانے سے کتراتے ہیں۔ انہیں بھی غور کرنا چاہئے، یقیناً سنّت پر عمل کرنا دونوں جہاں میں باعثِ سعادت ہے، جو اپنے دل کے گلدستے میں سنّت کو سجاتے ہیں وہ بے شک رَحمتیں دونوں جہاں کی حق سے پاتے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ازبردست مُحَدِّث اور عالمِ دین حضرت سَیِّدُنا ہُدبہ بن خالد رَحْمَتُہُمُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے رِزق کی قدر کی، دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو چُن کر کھایا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے رِزق کی قدر کرنے کی برکت سے انہیں ایک ہزار دینار، شاہی دربار سے دلوادیئے اور آپ مالدار ہو گئے۔ لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ نہ صرف رِزق کی بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تمام نعمتوں کی خوبِ خوب قدر کیا

کریں اور کبھی کسی نعمت کی ناشکری نہ کریں۔

رِزْق کی ناشکری زوالِ رِزْق کا سبب ہو سکتی ہے

تفسیر صراط الجنان کی تیسری جلد کے صفحہ 543 پر ہے: جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے، یا خدا سے غفلت کو اپنا شعار بنا لیتے اور اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اپنے بُرے اعمال کی کثرت کی وجہ سے خود کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نااہل ثابت کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنی دی ہوئی نعمتیں واپس لے لیتا ہے۔⁽¹⁾

پارہ 13، سورہ ابراہیم کی آیت نمبر 7 میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شکر کی اہمیت اور ناشکری کے وبال کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَا زَيْدَ لَكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿١٣﴾ (پ 13، ابراہیم: 4)

دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رِزْق کی بے قدری کا حال اور اس کا وبال

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبدال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ فی زمانہ انتہائی بے حسی کے ساتھ کی جانے والی رِزْق کی ناقدری اور بے حرمتی پر افسوس اور گڑہن کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: آج کل رِزْق کی بے قدری اور بے حرمتی

سے کون سا گھر خالی ہے، بنگلے میں رہنے والے اَرَب پتی سے لے کر جھونپڑی میں رہنے والا مزدور تک اس بے احتیاطی کا شکار نظر آتا ہے، شادی میں طرح طرح کے کھانوں کے ضائع ہونے سے لے کر گھروں میں برتن دھوتے وقت جس طرح سالن کا شور با، چاول اور ان کے اجزاء بہا کر مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نالی کی نذر کر دیئے جاتے ہیں، کاش رِزق میں تنگی کے اس عظیم سبب پر ہماری نظر ہوتی اور کھانے کو ضائع ہونے سے بچا لیتے کیونکہ یہ (کھانا) ایسی چیز ہے، جس کا ادب و احترام ہمارے پیارے آقا، حبیبِ کبریا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جیسا کہ

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، تاجدارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے مکانِ عالیشان میں تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، اس کو لے کر پونچھا پھر کھالیا اور فرمایا، یَا عَائِشَةُ اَکْرِمِیْ کَرِیْمًا فَإِنَّہَا مَا نَفَرْتُ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ فَعَادَتْ إِلَیْہِمُ یعنی اے عائشہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے لوٹ کر نہیں آئی۔^(۱)

لہذا ہمیں کھانے جیسی عظیم نعمتِ الہی کی خُوب قدر کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ کھانا کھاتے وقت کھانے کی سنتوں اور آداب کا بھی خُوب خُوب خیال رکھنا چاہئے، کیونکہ اگر ہم کھانے کے وقت کھانے کی سنتوں اور آداب کو پیشِ نظر رکھیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ صرف رِزق کی بے قدری سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں گے بلکہ دُنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیوں کے ساتھ ساتھ رِزق میں خیر و برکت کی نعمت سے بھی سرفراز ہوں گے۔ آئیے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تجویز کردہ رِزق میں خیر و برکت کا ایک مدنی نسخہ سنتے اور اُسے اپنانے کی نیت کرتے ہیں۔

خیر و برکت کا نسخہ

خلیفہ ثانی، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے، کہ اکتھے ہو کر کھاؤ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کیساتھ ہے۔⁽¹⁾

حضرت سیدنا وحشی بن حرب رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے دادا جان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم کھانا تو کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے؟ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، تم الگ الگ کھاتے ہو گے؟ عرض کی، جی ہاں۔ فرمایا، مل بیٹھ کر کھانا کھایا کرو اور بِسْمِ اللہ پڑھ لیا کرو تمہارے لئے کھانے میں برکت دی جائیگی۔⁽²⁾

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

برے اعمال بھی تنگی رزق کا سبب ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تنگی رزق کا ایک سبب گناہ بھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وقتاً فوقتاً انسان کو پیش آنے والی طرح طرح کی مصیبتوں میں سے تنگدستی و بے روزگاری اور رزق میں بے برکتی کا بھی ایک بڑا سبب اس کی اپنی ہی بد اعمالیاں ہیں، انسان جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیاں کرنے پر اتر آتا ہے اور گناہ پر گناہ کرنے لگتا ہے تو تنگدستی و بے روزگاری اور اس کے علاوہ بہت سی مصیبتوں کا شکار

۱۔۔۔ ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الاجتماع علی الطعام، ۲۱/۴، حدیث: ۳۲۸۷

۲۔۔۔ ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی الاجتماع علی الطعام، ۴۸۶/۳، حدیث: ۳۷۶۳

ہو جاتا ہے، پارہ 25 سُورۃ شُوریٰ کی آیت نمبر 30 میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ
أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ

(پ ۲۵، الشوری: ۳۰) تو معاف فرما دیتا ہے۔

صَدْرُ الْإِفَاضِلِ حضرت علامہ مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں، اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں، ان تکلیفوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

نفس و شیطان ہو گئے غالب ان کے چُنْگِل سے تُو چُھڑا یارب
کر کے توبہ میں پھر گناہوں میں ہو ہی جاتا ہوں بُٹلا یا رَب
نیم جاں کر دیا گناہوں نے مرضِ عصیاں سے دے شفا یا رَب
وسائل بخشِ مرثم، ص ۷۹

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس آیت مبارکہ اور اس کی تفسیر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم اپنی حالت پر غور کریں کہ طرح طرح کی مصیبتوں اور رِزق میں بے برکتیوں کا سبب کہیں ہماری اپنی ہی بد اعمالیاں تو نہیں؟ کیونکہ آج کل ہمارے معاشرے میں گناہوں کا بازار اس قدر گرم ہے کہ الْاَمَانُ وَالْحَفِیْظ۔ بد قسمتی سے لوگوں کی بھاری اکثریت بے عملی کا شکار ہے، نہ تو بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا پاس ہے اور نہ ہی حقوق اللہ کی پامالی کا کوئی احساس، نیکیاں کرنا نفس کیلئے بے حد دُشوار اور گناہ کرنا بہت آسان ہو چکا ہے، ضروریات و سہولیات حاصل کرنے کی حد سے زیادہ کوشش نے مسلمانوں کی بھاری

تعداد کو فکرِ آخرت سے یکسر غافل کر دیا ہے۔ گالی دینا، تہمت لگانا، بدگمانی کرنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، لوگوں کے عیب جاننے کی جستجو میں رہنا، لوگوں کے عیب اُچھالنا، جھوٹ بولنا، جھوٹے وعدے کرنا، کسی کا مال ناحق کھانا، خون بہانا، کسی کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینا، قرض دبا لینا، کسی کی چیز عاریتاً (یعنی وقتی طور پر) لے کر واپس نہ کرنا، مسلمانوں کو بُرے القاب سے پکارنا، کسی کی چیز اُسے ناگوار گزرنے کے باوجود بلا اجازت استعمال کرنا، شراب پینا، جُوا اُکھیلنا، چوری کرنا، بدکاری کرنا، فلمیں ڈرامے دیکھنا، گانے باجے سننا، سود و رشوت کا لین دین کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا، امانت میں خیانت کرنا، بد نگاہی کرنا، عورتوں کا مردوں کی اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت (یعنی نقالی) کرنا، بے پردگی، غُزور، تکبر، حسد، ریاکاری، اپنے دل میں کسی مسلمان کا بغض و کینہ رکھنا، شُمت (یعنی کسی مسلمان کو مرض، تکلیف یا نقصان پہنچنے پر خوش ہونا)، غصہ آجانے پر شریعت کی حدیں توڑ ڈالنا، گناہوں کی حرص، حُبِ جاہ (یعنی عزت کی خواہش)، بخل، خود پسندی وغیرہ معاملات ہمارے معاشرے میں بڑی بے باکی کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ اس قدر گناہوں کے باوجود بھی اگر ہمیں رِزق میں تنگی و محرومی کا سامنا نہ ہو تو کیا ہو؟ لہذا اگر ہم معاشی ترقی و برکت کے خواہش مند ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں اور رِزق کی محرومیوں سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں گناہوں کی مصیبت سے بچھڑکارا حاصل کرنا ہوگا، یاد رکھئے! گناہوں کے باوجود مصیبتوں سے نجات کی تمنا کرنا گویا کانٹے بو کر گلاب کے پھول حاصل کرنے کی توقع کرنا ہے۔

دیکھئے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یَزِدُّ الْقَدْرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیدُ فِی الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْمَرُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ، یعنی دُعا سے تقدیر پلٹ جاتی ہے

اور نیکیوں سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، بے شک بندہ گناہ کی وجہ سے اس رِزق سے محروم کر دیا جاتا ہے جو اسے پہنچنا ہوتا ہے۔^(۱)

عاشقِ مال اس میں سوچ آخر کیا عروج و کمال رکھا ہے؟
تجھ کو مل جائے گا جو قسمت میں تیری رزقِ حلال رکھا ہے

وسائلِ بخشش، ص ۴۴

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رِزق میں تنگی کے اسباب میں سے ایک سبب بدکاری بھی ہے، بد قسمتی سے یہ وہاں بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہے، حالانکہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس کبیرہ گناہ سے منع کیا گیا ہے چنانچہ پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 32 میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الرِّیَّ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَةً ۖ

تَرْجَمۃ کنزالایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔ (پ ۱، بنی اسرائیل: ۳۲)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ پاک ہے: بدکاری کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے اور بدکاری کرنے والے پر قیامت تک اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے فرشتے اور تمام انسانوں کی لعنت برستی رہے گی اور اگر وہ توبہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔^(۲) یاد رکھئے! بدکاری کا مطلب صرف اور صرف یہی نہیں کہ مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کر کے بُرائی کریں بلکہ اس کے علاوہ انسان آنکھ، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں کے ذریعے جو مختلف قسم

۱... المستدرک، کتاب الدعاء والتکبیر، باب: لا ید القدر... الخ، ۲/۱۲۲، حدیث ۸۵۷

۲... بحر الدموع لابن جوزی، الفصل السابع والعشرون، مویقات الرئی وعواقبہ، ص ۱۶۵

کے گناہ کرتا ہے حدیث پاک میں انہیں بھی بدکاری ہی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ نبی اکرم، نور مجسم، سید دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آنکھوں کا زنا بد نگاہی ہے۔⁽¹⁾ اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا، کانوں کا زنا سننا، زبان کا زنا گفتگو کرنا، ہاتھ کا زنا چھونا اور پاؤں کا زنا قدم سے چلنا ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ آنکھ، کان زبان، ہاتھ، پاؤں اور ان کے علاوہ دیگر اعضاء جو یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمتیں ہیں، انہیں ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبرداری والے کاموں میں استعمال کریں، ہر گز ہر گز بدکاری والے کاموں میں استعمال نہ کریں، کیونکہ بدکاری جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی کا ذریعہ ہے، وہیں رِزق میں تنگی کا بھی سبب ہے۔ آئیے اس ضمن میں 3 فرامینِ مُصْطَفٰی سنئے ہیں:

1. ارشاد فرمایا: الذَّنَائِرُ ثَلَاثٌ الْفَقْرُ يَنْتَدِي بِدَكَارٍ تَنْتَدِي سَتِي كَا سَبَبٍ هِيَ۔⁽²⁾
2. فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں زانی کو تنگ دست کر دوں گا، اگرچہ کچھ عرصہ بعد سہی۔⁽³⁾
3. فرمایا: بدکاری سے دُور رہو کہ اس کے چھ (6) نقصانات ہیں: 3 دُنیوی اور 3 اُخروی، دُنیوی نقصانات یہ ہیں کہ (1) اس کی وجہ سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے۔ (2) تنگ دستی پیدا ہوتی ہے۔ اور (3) عمر کم ہو جاتی ہے۔ اُخروی نقصانات یہ ہیں کہ (1) اس کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب ہو گا۔

1... بخاری، کتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ۱۶۹/۴، حدیث: ۶۲۴۳

2... شعب الایمان، الباب السابع والثلاثون... الخ، باب فی تحریم الفروج، ۳۶۳/۴، حدیث: ۵۴۱۷

3... بحر الدموع لابن جوزی، الفصل السابع والعشرون، مویقات الزنی وعواقبہ، ص ۱۶۱

(2) حساب میں سختی ہوگی۔ اور (3) جہنم میں داخلہ ہوگا۔⁽¹⁾

مٹا دے ساری خطائیں مری مٹا یا رُب بنا دے نیک بنا نیک دے بنا یا رُب
وسائل بخشش فرم، ص ۷۸

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سود بھی تنگی رزق کا سبب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تنگی رزق کے اسباب میں سے ایک سبب سود خوری بھی ہے جیسا کہ مروی ہے: **إِيَّاكُمْ وَالرِّبَا فَإِنَّهُ يُورِثُ الْفَقْرَ** یعنی سود سے بچو کہ یہ تنگ دستی لاتا ہے۔⁽²⁾ یاد رکھئے! سود ایک ایسی بُرائی ہے جس نے ہمیشہ معیشت و روزگار کو تباہ و برباد کیا ہے، قرآن و حدیث میں سود کی نہایت سخت الفاظ میں بُرائی بیان کی گئی ہے، حتیٰ کہ سود سے باز نہ آنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے اعلان جنگ کیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ 3 سورہ بقرہ کی آیت نمبر 278 اور 279 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ
مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۲۷۸﴾ فَإِنْ لَّمْ
تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ
وَإِنْ تَبُذُّمْ فَكُلُّكُمْ رُءُوسٌ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ

۱... کنز العمال، کتاب الحدود، قسم الاقوال، الباب الثانی فی انواع الحدود، جز ۵، ۳/۱۲۶، حدیث: ۱۳۰۱۸

۲... ارشاد الساری، کتاب مناقب الانصار، باب حدیث زید بن نفیل... الخ، ۸/۳۴۳، حدیث: ۳۸۲۸

وَلَا تَطْلُبُوهُ ۝ (۳، البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹) پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِينَ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۚ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر محبوظ بنادیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال

(۳، البقرة: ۲۷۵) کیا بیع اور حرام کیا سود۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِیْ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا، گر تا پڑتا چلتا ہے، قیامت کے روز سود خوار کا ایسا ہی حال ہو گا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر پڑے گا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے، سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں، بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ ایک دوسرے سے مالی لین دین میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے یہ سراسر نا انصافی ہے۔ سود کار و واج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر (یعنی نقصان) پہنچاتی ہے۔ سود کے رواج سے باہمی محبت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ

جب آدمی سود کا عادی ہو تو وہ کسی کو ”قرضِ حسن“ سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مقروض کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے، اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔⁽¹⁾

سود کی مذمت میں 4 فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

1. رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔⁽²⁾
2. فرمایا: سود کا ایک درہم جس کو جان کر کوئی کھائے، وہ چھتیس⁽³⁶⁾ مرتبہ بدکاری سے بھی سخت ہے۔⁽³⁾
3. فرمایا: شبِ معراج میرا گزر ایک قوم پر ہوا، جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) ہیں، ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟۔ کہا: یہ سود خور ہیں۔⁽⁴⁾
4. محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: سود سے (بظاہر) اگرچہ مال

1... خزائن العرفان، ص ۹۶ تا ۹۷ ملخصاً

2... مسلم، کتاب المساقاة... الخ، باب لعن أكل الربا ومؤكله، ص ۸۶۲، حدیث: ۱۵۹۸

3... مسند امام احمد، مسند الانصار، ۲۲۳/۸، حدیث: ۲۲۰۱۶

4... ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، ۷۲/۳، حدیث: ۲۲۷۳

زیادہ ہو، مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہو گا۔^(۱)

علامہ عبدُ الرؤف مناوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِسْ حَدِیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: سُود کے ذریعے مال میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے مگر سُود لینے والے شخص پر (مال کی) تباہی و بربادی کے جو دروازے کھلتے ہیں، ان کی وجہ سے وہ مال کم ہوتے ہوتے بالآخر ختم ہو جاتا ہے۔^(۲) سُودی مال کی ہلاکت و تباہی کے بارے میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے۔

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ ط
ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ (پ ۳، البقرة: ۲۷۶)

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت سے 2 مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے سُود میں برکت نہیں یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مومن کی نہیں، لہذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو، کافر سُود لے کر ترقی کرے گا مومن زکوٰۃ دے کر۔ دوسرے یہ کہ سُود کے پیسے سے زکوٰۃ خیرات قبول نہیں ہوتے۔^(۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرآن و حدیث کے ان واضح ارشادات کے باوجود بھی اگر کوئی سُود سے باز نہ آئے اور اسے اپنی معاشی ترقی کا ضامن سمجھے تو یہ سراسر نادانی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی ہوگی۔ یقیناً سُود اور اس کے علاوہ دیگر ناجائز ذرائع سے

۱... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۵۰/۲، حدیث: ۳۷۵۴

۲... فیض القدیر، ۶۱/۳، تحت الحدیث: ۴۵۰۵

۳... نور العرفان، ۳، البقرة، تحت الآیة: ۲۷۶ ملقطاً

حاصل کردہ حرام مال دنیا و آخرت کی تباہی کا باعث ہے، آئیے اسی تعلق سے مالِ حرام کی تباہ کاریاں بھی ملاحظہ کیجئے۔

جیسی غذا ویسے کام

مالِ حرام کا ایک وبال یہ بھی ہے کہ جب لقمہ حرام پیٹ میں پہنچتا ہے تو اس سے بننے والا خون انسان کو مزید بُرائیوں پر اُبھارتا ہے۔ یوں وہ بُرائیوں کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اور اپنی عاقبت برباد کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ شیخ اکبر امام مُحَمَّدُ الدِّینُ ابنِ عربی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: کھایا جانے والا ہر لقمہ اپنے ہی جیسے افعال کا سبب بنتا ہے، یعنی اگر وہ لقمہ حرام کا ہو گا تو حرام کاموں کا سبب بنے گا، مکروہ ہو گا تو مکروہ اور اگر مباح ہو گا تو مباح کاموں کا سبب بنے گا اور اسی طرح اگر کھانا بابرکت ہو گا تو اچھے کاموں کا سبب بنے گا اور بندے کے افعال میں برکت اور زیادتی کا باعث ہو گا۔⁽¹⁾

لقمہ حرام قبولیتِ دُعا میں رکاوٹ

لقمہ حرام کا ایک وبال یہ بھی ہے کہ یہ دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، جس کے بال پریشان اور بدن غبار آلود ہے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارب! یارب! کہتا ہے (یعنی دُعا مانگتا ہے) حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام ہو تو پھر اُس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔⁽²⁾

1... تفسیر ابن عربی، پ 3، البقرة، تحت الآية: ۲۶، ۱/۱۴۱

2... مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ، ۳/۲۲۰، حدیث: ۸۳۵۶

رہیں سب شاد گھروالے شہا تھوڑی سی روزی پر عطا ہو دولتِ صبر و قناعت یا رسول اللہ
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۳۲)

لقمہ حرام قبولیتِ اعمال میں رکاوٹ

جس طرح لقمہ حرام کی نحوست سے دُعاؤں کی قبولیت رُک جاتی ہے، اسی طرح نیک اعمال بھی قبولیت کی منزل تک نہیں پہنچ پاتے جیسا کہ محبوبِ ربِّ العالمین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنی غذا پاک کر لو! تمہاری دُعایں قبول ہوا کریں گی، اُس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو، اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔^(۱)

رِزْق کا ضامن کون؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ روایات سے معلوم ہوا کہ مالِ حرامِ ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ لہذا ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی بربادی اور رِزْق کی تنگی سے بچنے کے لئے سود اور مالِ حرام سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ دنیا میں بسنے والے تمام جاندار، خواہ ترقی یافتہ شہری ہوں یا کسی گاؤں کے دیہاتی، گھنے جنگلات میں رہنے والے حیوانات ہوں یا بلند و بالا درختوں کی چوٹی پر آباد پرندے، سمندر کی گہرائیوں میں رہنے والی مچھلیاں

ہوں یا پتھروں کے پیٹ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح و تقدیس کرنے والے کیڑے، ہر ایک کا رِزقِ خدائے خالق و رازِ قَدَّوَجَلَّ نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا تَرْجَمُهُ كُنُوزُ الْإِيمَانِ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رِزقِ عَلَيَّ اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ ۱۲، ہود: ۶) اللہ کے ذمہ کرم پرندہ ہو

جب خود اللہ ربُّ العالمین جَلَّ جَلَّوہ ہر جاندار کے رِزق کا کفیل ہے تو ہمیں چاہئے کہ اسی کی ذات پر توکل کریں اور سُود لے کر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچانے کے بجائے جائز اور حلال طریقے سے رِزق طلب کریں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ جو نصیب میں ہے وہ ضرور ملے گا۔ دو عالم کے مالک و مختار، کئی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک رِزقِ بندے کو تلاش کرتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔^(۱) لہذا اس حدیثِ پاک کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کامل بھروسہ رکھنا چاہئے اور اس بات کو اپنے پلے سے باندھ لینا چاہئے کہ رِزق کی وسعت و فراوانی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا میں ہی پوشیدہ ہے، جب ہمارے معاشرے کا ہر فرد ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ رحمتِ الہی اور فضلِ خداوندی کا طالب ہوگا، اپنے دل میں تقویٰ و پرہیزگاری کا پودا لگائے گا، اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دل میں پیدا کرے گا اور اُس پر کامل بھروسہ کرے گا تو اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمارے معاشرے میں خوشحالی کا راج ہوگا اور رِزق میں ایسی خیر و برکت ہوگی جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ تَرْجَمَةُ كُنُوزِ الْإِيمَانِ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے

مَنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۖ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۗ (پ ۲۸، الطلاق: ۲-۳)

لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

تُو ڈر اپنا عنایت کر رہیں اس ڈر سے آنکھیں تر مٹا خوفِ جہاں دل سے مٹا دنیا کا غم مولیٰ و سائل بخشش مُرتم، ص ۹۸

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اسلام میں نظریہ زکوٰۃ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رزق میں تنگی اور معیشت میں زوال کا ایک سبب زکوٰۃ نہ دینا بھی ہے۔ یاد رکھئے! زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن اور اہم ترین مالی عبادت ہے۔ یہ ایسا خوبصورت نظام ہے، جس کے ذریعے معاشرے کے نادار اور محتاج لوگوں کو مالی مدد ملتی ہے۔ اگر سارے مالدار لوگ درست طریقے سے زکوٰۃ ادا کریں تو غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جائے۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُوهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا بَشِيرُ لَهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں

(پ ۱۰، التوبة: ۳۳) خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔

آئیے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں مالی نقصان اور معاشی بحران سے متعلق دو (2) فرامین

مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنَّتے ہیں:

1. ارشاد فرمایا: جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قُط میں مبتلا فرمائے گا۔⁽¹⁾
2. ارشاد فرمایا: خشکی و تری میں جو مال تلف (یعنی ضائع) ہوتا ہے، وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تلف ہوتا ہے۔⁽²⁾

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسالہ ”تنگدستی کے اسباب اور اس کا حل“ کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم واقعی معاشی پریشانیوں اور رِزق کی تنگیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ تنگی رِزق کے اسباب کی معلومات حاصل کریں اور اُن سے بچنے کی کوشش کریں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے تنگی رِزق کے اسباب و علاج پر مشتمل نہایت مختصر اور بہت مفید رسالہ ”تنگدستی کے اسباب اور اس کا حل“ مرتب کیا گیا ہے، جس میں تنگدستی کی وجوہات، تجارتی معاملات میں قسم کا وبال، راشن میں بے برکتی کی وجہ، تنگدستی سے نجات اور رِزق میں خیر و برکت کے حصول کے متعلق انتہائی مفید معلومات بیان کی گئی ہیں، تمام اسلامی بھائیوں سے مدنی التجاء ہے کہ اس رسالے کو مکتبۃ المدینہ کے بسترے سے ہدیہ حاصل کر کے نہ صرف خود اس کا مطالعہ کیجئے بلکہ حسب استطاعت دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی ثواب کی نیت سے تقسیم کر کے اس کے مطالعے کی ترغیب

1... معجم الاوسط، ۲۷۵/۳، حدیث: ۲۵۷۷

2... کنز العمال، کتاب الزکوٰۃ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ترہیب مانع الزکوٰۃ، جز ۶، ۱۳۱/۳، حدیث: ۱۵۸۰۳

وَاللّٰهُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مجلسِ تراجم کی کوششوں سے اس رسالے کا انگلش، ہندی اور ملائی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے، دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس رسالے کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اسی رسالے میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ جس طرح روزی میں برکت کی وجوہات ہیں اسی طرح روزی میں تنگی کے بھی اسباب ہیں، اگر ان سے بچا جائے تو اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ روزی میں برکت ہی برکت دیکھیں گے۔ اس کے بعد امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مسلمانوں کی خیر خواہی کیلئے تنگدستی کے اسباب بھی بیان فرمائے ہیں، آئیے سنتے ہیں: ❀ بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا، ❀ ننگے سر کھانا ❀ اندھیرے میں کھانا کھانا ❀ دروازے پر بیٹھ کر کھانا ❀ میت کے قریب بیٹھ کر کھانا ❀ جنابت (یعنی ناپاکی کی حالت میں) کھانا کھانا ❀ چارپائی پر بغیر دسترخوان بچھائے کھانا ❀ نکلے ہوئے کھانے میں دیر کرنا ❀ چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پانی پینتی (یعنی جس طرف پاؤں کئے جاتے ہیں اس حصے) کی جانب رکھنا ❀ دانتوں سے روٹی کُترنا، (برگرو غیرہ کھانے والے بھی احتیاط فرمائیں) ❀ چینی یا مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن استعمال میں رکھنا، خواہ اس میں پانی پینا (یاد رکھئے! برتن یا کپ کے ٹوٹے ہوئے حصے کی طرف سے پانی، چائے وغیرہ پینا مکروہ ہے، مٹی کے دراڑ والے یا ایسے برتن جن کے اندرونی حصہ سے تھوڑی سی بھی مٹی اُکھڑی ہوئی ہو اُس میں کھانا نہ کھائیے کہ میل کچیل اور جراثیم پیٹ میں جا کر بیماریوں کا سبب بن سکتے ہیں) ❀ کھائے ہوئے برتن صاف نہ کرنا، جس برتن میں کھانا کھایا اُسی میں ہاتھ دھونا ❀ کھانے پینے کے برتن کھلے چھوڑ دینا، (کھانے پینے کے برتن بِسْمِ اللہ کہہ کر ڈھانک دینے چاہئیں کہ بلائیں اُترتی ہیں اور خراب کر دیتی ہیں پھر وہ کھانا اور مشروب بیماریاں لاتا ہے) ❀ روٹی کو

خوار رکھنا کہ بے ادبی ہو اور پاؤں میں آئے۔^(۱) حضرت سیدنا امام بُرہان الدین زَرَنُوجی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تنگدستی کے جو اسباب بیان فرمائے ہیں اُن میں یہ بھی ہیں۔ ❀ زیادہ سونے کی عادت (اس سے جہالت بھی پیدا ہوتی ہے) ❀ بے لباس ہو کر سونا ❀ بے حیائی کے ساتھ پیشاب کرنا (لوگوں کے سامنے عام راستوں پر بلا تکلف پیشاب کرنے والے غور فرمائیں) ❀ دسترخوان پر گرے ہوئے دانے اور کھانے کے ڈرے وغیرہ اُٹھانے میں سُستی کرنا ❀ پیاز اور لہسن کے چھلکے جلانا ❀ گھر میں کپڑے سے جھاڑو نکالنا ❀ رات کو جھاڑو دینا ❀ کوڑا گھر ہی میں چھوڑ دینا ❀ مشائخ کے آگے چلنا ❀ والدین کو ان کے نام سے پکارنا ❀ دروازے کے ایک حصے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونا ❀ بیت الحکام میں وضو کرنا ❀ بدن ہی پر کپڑا وغیرہ سی لینا ❀ چہرہ لباس سے خشک کر لینا ❀ گھر میں مکڑی کے جالے لگے رہنے دینا ❀ نماز میں سُستی کرنا ❀ نماز فجر کے بعد مسجد سے جلدی نکل جانا ❀ صبح سویرے بازار جانا ❀ دیر گئے بازار سے آنا ❀ اپنی اولاد کو بد دعائیں دینا (اکثر عورتیں بات بات پر اپنے بچوں کو بد دعائیں دیتی ہیں اور پھر تنگدستی کے رونے بھی روتی ہیں) ❀ گناہ کرنا خصوصاً جھوٹ بولنا ❀ چراغ کو پھونک مار کر بجھا دینا ❀ ٹوٹی ہوئی کنگھی استعمال کرنا ❀ ماں باپ کیلئے دعائے خیر نہ کرنا ❀ عمامہ بیٹھ کر باندھنا اور ❀ پاجامہ یا شلوار کھڑے کھڑے پہننا ❀ نیک اعمال میں ٹال مٹول (ٹال۔ م۔ ٹول) کرنا۔^(۲)

عمل کا ہو جذبہ عطا یا الہی گناہوں سے مجھ کو بچا یا الہی

وسائل بخشش مرتبہ، ص ۱۰۲

صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!

۱... سنی بہشتی زیور ص ۵۹۵ تا ۶۰۱ ملخصاً

۲... تعلیم المتعلم طریق التعلم، ۷۳ تا ۷۶

مدنی قافلہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکیوں میں دل لگانے، گناہوں سے خود کو بچانے، تنگدستی کی آفت سے پیچھا چھڑانے اور دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں پانے کیلئے تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اور ساتھ ہی ساتھ 12 مدنی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ 12 مدنی کاموں میں سے ماہانہ ایک مدنی کام، سنتوں کی تربیت کیلئے راہِ خدا میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے ساتھ مدنی قافلوں میں سفر کرنا بھی ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں جا بجا راہِ خدا میں سفر کے فضائل بیان کئے گئے ہیں جیسا کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاؤں راہِ خدا میں خاک آلود ہوں، انہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔⁽¹⁾ لہذا ہم سب کو بھی راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے کے فضائل کو حاصل کرنے اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے ہر ماہ 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کو اپنا معمول بنالینا چاہئے۔

مدنی قافلوں میں سفر کرنے سے کیا کیا حاصل ہوگا، آئیے! اشعار کی صورت میں سنتے ہیں، چنانچہ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:

لوٹنے	رحمتیں	قافلے	میں	چلو	سیکھنے	سنتیں	قافلے	میں	چلو
قرض	ہوگا	آدا	آکے	ماگو	دعا	پاؤ	گے	برکتیں	قافلے
دُکھ	کا	دِراں	ملے	آئیں	گے	دن	بھلے	ختم	ہوں
غَم	کے	بادل	جھٹھیں	خوب	خوشیاں	ملیں	دل	کی	کھلیں
مال	چوری	ہوا	یا	کہیں	گم	گیا	خیر	ہوگی	سُنیں
									قافلے
									میں
									چلو

تنگدستی مٹے دُور آفت بٹے لینے کو برکتیں قافلے میں چلو

وسائلِ بخشش خرم، ص ۶۹ تا ۷۷

دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے، آئیے ترغیب کیلئے ایک مدنی بہار سُنتے ہیں:

میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟

لانڈھی (باب المدینہ، کراچی) کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: ہمارے علاقے میں ایک ویڈیو سینٹر کے باہر دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بھائی اصلاحِ اُمت کی کڑھن میں گرمی کی تپش اور سردی کی ٹھنڈک کی پروا کئے بغیر مُستَقِل مِزاجی سے چوک درس دیا کرتے تھے۔ اسلامی بھائی اس ویڈیو سینٹر کے مالک کو بھی درس میں شرکت کی دعوت دیتے رہتے لیکن وہ روزانہ مصروفیت کا کہہ کر معذرت کر لیتا بالآخر ایک دن چوک درس میں شرکت کر ہی لی۔ جب مبلغِ دعوتِ اسلامی نے درس شروع کیا تو خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفیٰ سے بھرپور الفاظِ تاثیر کا تیر بن کر ان کے دل میں پیوست ہو گئے۔ دل و دماغ پر چھائے غفلت کے پردے ہٹ گئے۔ ان پر چوک درس کی برکت سے فکرِ آخرت غالب آگئی۔ جب مبلغِ دعوتِ اسلامی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے انہیں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی تو فوراً راضی ہو گئے اور یوں وہ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنے اور دیگر مدنی کاموں میں حصہ لینے لگے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تھوڑے ہی عرصے میں ان میں مثبت تبدیلی آنے لگی۔ انہوں نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر لی اور گناہوں میں مبتلا کرنیوالا کاروبار (ویڈیو سینٹر) ختم کر دیا اور دھاگہ، لیس کا کام شروع کر دیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے ویڈیو سینٹر کے مالک میں کیسی زبردست مثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں کہ نہ صرف وہ نیک اجتماعات میں شرکت کرنے لگے بلکہ ویڈیو سینٹر جیسا بُرا کاروبار بھی چھوڑ دیا۔ یقیناً اگر سارے مسلمان کاروبار اور دیگر معاملات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کام ترک کر دیں اور اس کی یاد کو اپنے دل میں بسالیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن کے رِزق میں ایسی برکت عطا فرمادے کہ ان کے معاشی مسائل کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

رِزق میں برکت کے ذرائع

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے کہ جس طرح رِزق کی تنگی اور معیشت کی تباہی سے نجات کے لئے تنگدستی کا سبب بننے والی چیزوں سے بچنا ضروری ہے، اسی طرح رِزق کی فراوانی اور معیشت کی ترقی کے لئے رِزق میں وسعت اور خیر و برکت پیدا کرنے والی چیزوں کو اختیار کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ آئیے رِزق میں برکت پیدا کرنے والے چند مدنی پھول سُنتے ہیں۔ چنانچہ

❀ رشتے داروں اور بالخصوص ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔^(۱) ❀ تقویٰ اختیار کرنا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا (گناہوں کو ترک کرنا) ❀ نمازِ چاشت پڑھنا (کہ یہ عمل رِزق میں برکت کیلئے بے حد مفید اور مجرب ہے) ❀ قرآنِ پاک کی مختلف سورتیں پڑھنا مثلاً سورۃُ الملک، سورۃُ المزمل، سورۃُ اللیل اور سورۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ اور خصوصاً سورۃ واقعہ کی تلاوت کرتے رہنا بھی فراخی رِزق کا سبب ہے

❀ صدقات ادا کرنا، حدیث پاک میں ہے اَسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ ترجمہ: صدقات کے ذریعے رِزق طلب کرو۔^(۱) ❀ صبح سویرے جاگنا (اور فجر کی نماز ادا کرنا) نعمتوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے ❀ لوگوں سے خندہ پیشانی و خوش کلامی بھی رِزق کو بڑھاتی ہے۔ ❀ اپنے گھر کے ماحول اور گھر کے برتنوں وغیرہ کو صاف ستھرا رکھنا رِزق میں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں۔ ❀ پانچوں نمازوں کی ادائیگی اور ان میں خشوع و خضوع اور تعدیل ارکان کا لحاظ کرتے ہوئے واجبات، سنن اور آداب کا پوری طرح لحاظ رکھنا رِزق میں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں۔^(۲) ❀ مسجد میں اذان سے پہلے پہنچنا رِزق میں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں، ہمیشہ با وضو رہنا رِزق میں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں، نمازِ عشا کے بعد دُنیوی بات چیت نہ کرنا رِزق میں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں، غیر مفید اور فضول باتوں سے اجتناب کرنا بھی رِزق میں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں ❀ اپنے بچوں کی امی کے لباس اور نفقہ (یعنی خرچ اور کھانے وغیرہ) میں وسعت کرنا۔ ❀ عاشوراء (یعنی دس (10) مُحَرَّم الحرام) کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب فراخی اور کشادگی کرنا۔^(۳) ❀ رات دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا مانگنا۔^(۴) ❀ ابتدائے دن میں گھر کے اندر بسم اللہ اور سورۃ اِخلاص پڑھ لینا۔ ❀ کھانے سے پہلے اور بعد وُضُو (یعنی ہاتھ منہ دھونا)۔^(۵) ❀ دین کے احکامات پر پابندی سے عمل کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرنا۔^(۶) ❀ طہارت و

۱... الکامل فی ضعف الرجال، حبیب بن ابی حبیب، ۳/۳۲۶

۲... راہِ علم، ص ۱۰۵ اماخوذاً

۳... ما ثبت بالنسب، ص ۱۷

۴... مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، رقم ۱۷۹۹، ۱۰/۲۲۱

۵... كُنْزُ الْغَمَّال، ۱۰/۱۰۶ حدیث: ۴۵۵۵

۶... شعب الایمان، ۶/۲۱۹، حدیث: ۷۹۳۷

پاکیزگی اختیار کرنا۔ ❀ دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو چُن چُن کر کھانا۔⁽¹⁾ ❀ نمازِ تہجد پڑھتے رہنا، توبہ کی کثرت کرتے رہنا اور فجر کی سُنّتوں اور فرضوں کے درمیان ستر (70) بار اِسْتِغْفَار کرنا، گھر میں آیۃُ الْکُرْسٰی پڑھنا اور بکثرت دُرُود شریف پڑھنا۔⁽²⁾ ❀ قرآنِ کریم اور دینی کتابیں مدرسوں کیلئے وقف کرنا ❀ دوسروں تک علمِ دین پہنچانا اگرچہ قرآن کی ایک آیت یا دین کا ایک مسئلہ ہو بھی رِزق میں خیر و برکت اور وسعت کا ذریعہ ہے۔

آئیے احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ترقیِ معیشت اور رِزق میں برکت سے متعلّق تین (3) مزید مدنی پھول ملاحظہ کیجئے۔

رِزق میں برکت کے روحانی علاج

❀ 1) نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے اِسْتِغْفَار کو اپنے اوپر لازم کر لیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی دُور فرمائے گا اور ہر تنگی سے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رِزق عطا فرمائے گا، جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو گا۔⁽³⁾

❀ 2) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے: ایک صحابی (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) خدمتِ اقدس (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں حاضر ہوئے اور عرض کی: دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی۔ فرمایا: کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ خلقِ دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل و خوار ہو کر، طلوعِ فجر کے ساتھ 100 بار کہا کر ”سُبْحَنَ اللہَ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَنَ اللہَ الْعَظِیْمَ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللہَ“

1... اتحاد السادة المتقين، الباب الاول، 5/594

2... سنی بہشتی زیور، ص 69، ملخصاً

3... ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الاستغفار، 2/54، حدیث: 3819

(۱) ان صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: حضور! دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی، میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں۔^(۲)

﴿3﴾ حضرت سیدنا سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس، شفیع روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر اپنی مفلسی کی شکایت کی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہو تو مجھ پر سلام عرض کرو اور ایک بار قُلْ هُوَ اللہُ شریف پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا مالا مال کر دیا کہ اس نے اپنے ہمسایوں اور رشتہ داروں کی بھی خدمت کی۔^(۳)

مجلس تراجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی ساری دنیا میں عشقِ رسول کی شمعیں روشن کرنے اور نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے اب تک 100 سے زائد شعبہ جات کے ذریعے دینِ متین کی خدمت میں مصروفِ عمل ہے، انہی شعبوں میں سے ایک شعبہ ”مجلس تراجم“ بھی ہے، جو امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور مکتبۃ المدینہ کی کُتُب و رسائل کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کی خدمت سر انجام دے رہا ہے تاکہ اُردو پڑھنے والوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی دیگر زبانیں بولنے والے کروڑوں لوگ بھی فیض یاب ہو سکیں اور ان کا بھی یہ مدنی ذہن بن جائے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ۔ انتہائی قلیل عرصہ میں اب تک اس مجلس کے

۱... لسان المیزان، حرف العین، ۳۰۴/۲، حدیث: ۵۱۰۰

۲... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۸

۳... الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی، ۲۰/۲۳۱

تحت دُنیا کی تقریباً 35 مختلف زبانوں میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بہت سی تصانیف اور مکتبۃ المدینہ کی کُتب و رسائل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ مکتبۃ المدینہ کی کُتب و رسائل کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے دوست و احباب کو بھی پڑھنے کی ترغیب دلائیں، خوشی و ایصالِ ثواب کے اجتماعات میں تقسیم رسائل کا سلسلہ بھی جاری رکھیں اور ہو سکے تو نیکی کی دعوت عام کرنے کی نیت سے تحائف میں کتب و رسائل دیتے رہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے آج کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں سنا کہ جو خوش نصیب لوگ کھانا کھاتے وقت کھانے کی سنتوں اور آداب کا خیال رکھتے ہیں اور جو مل جل کر کھانا کھاتے ہیں نیز رِزق کی قدر کرتے ہوئے کھانے کے گرے ہوئے ذرات چُن چُن کر کھا لیتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن کے رِزق میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے جو اس کے برعکس جو لوگ رِزق کی ناقدری کرتے ہیں، وہ تنگی رِزق میں مبتلا ہو جاتے ہیں بلکہ حدیث پاک کی روشنی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس عظیم نعمت کی بے حرمتی کرنے والوں سے یہ نعمت ایسی روٹھتی ہے پھر واپس نہیں آتی لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تمام نعمتوں کی قدر کرنی چاہئے کہ نعمتوں کی ناشکری بھی زوالِ نعمت کا سبب ہوتی ہے جو رِزق کی محرومی سے بچنے کے لئے گناہوں سے توبہ کرنا بھی ضروری ہے کہ حدیث پاک کی رو سے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے انسان رِزق سے محروم کر دیا جاتا ہے جو رِزق میں خیر و برکت کے خواہشمند کو چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ مال سے صدقہ کرے جو زکوٰۃ فرض ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرے جو مال باپ کی خوب خدمت کرے جو بیوی بچوں پر خرچ کرنے کے معاملے میں کنجوسی سے کام نہ لے

❁ روزگار اور دیگر معاملات میں سچ اور دیانت داری سے کام لے ❁ اِسْتِغْفَار اور ذکر و دُرد کی کثرت کرے ❁ رِزْق وغیرہ تمام معاملات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر کامل بھروسہ کرے ❁ فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ زہے نصیب اشراق و چاشت اور تہجد کا بھی اہتمام کرے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام مسلمانوں کی مشکلوں کو آسان فرمائے، ہمیں سچا پکا نمازی بنائے اور دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں مرتے دم تک استقامت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سُنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ مُصْطَفٰی جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔⁽¹⁾

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا
جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

بات چیت کرنے کے اہم مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”101 مدنی پھول“ سے بات چیت کے حوالے سے چند اہم مدنی پھول سنتے ہیں: ❁ مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ ❁ مسلمانوں کی دلجوئی کی نیت سے چھوٹوں کے ساتھ مُشْفِقانہ اور بڑوں کے ساتھ مُؤَدِّبانہ لہجہ رکھئے۔ ❁ چلا چلا کر بات کرنے سے حد درجہ احتیاط کیجئے۔ ❁ چاہے ایک دن کا بچہ ہو

اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اُس سے بھی آپ جناب سے گفتگو کی عادت بنائیے۔ آپ کے اخلاق بھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمدہ ہوں گے اور بچہ بھی آداب سیکھے گا۔ ❀ بات چیت کرتے وقت پردے کی جگہ ہاتھ لگانا، انگلیوں کے ذریعے بدن کا میل چھڑانا، دوسروں کے سامنے بار بار ناک کو چھونا یا ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ ❀ جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنئے، بات کاٹنے سے بچئے نیز دورانِ گفتگو قہقہہ لگانے سے بچئے کہ قہقہہ لگانا سنت سے ثابت نہیں۔ بات کرتے وقت ہمیشہ یاد رکھئے کہ زیادہ باتیں کرنے سے ہیبت جاتی رہتی ہے۔ ❀ کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ ❀ بدزبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کیجئے، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہئے اور یاد رکھئے کہ کسی مسلمان کو بلا اجازت شرعی گالی دینا حرام قطعی ہے۔⁽¹⁾ اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی (بے حیائی کی بات) سے کام لیتا ہے۔⁽²⁾

طرح طرح کی ہزاروں سُنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سُنتیں اور آداب“ ہدیّۃ طلب کیجئے اور بغور اس کا مطالعہ فرمائیے۔ سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلہ میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

1... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۱۲

2... کتاب الصّمت مع موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، ۲۰۴/۷ حدیث: ۳۲۵

تم سُدھر جاؤ گے گر ادھر آؤ گے سیکھنے سنتیں، قافلے میں چلو
 فضل مولیٰ سے جب آئیں گے پائیں گے جذبہ علم دیں قافلے میں چلو
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نَوِيْتُ سُنَّتِ الْعِتِكَاف (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیت فرمالیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرود شریف کی فضیلت

سُلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنتِ نشان ہے: جو مجھ پر جمعے کے دن اور رات میں سو (100) مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی سو (100) حاجتیں پوری فرمائے گا، ستر (70) آخرت کی اور تیس (30) دُنیا کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا، جو اس دُرودِ پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا، جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بلاشبہ میرا علم میرے وصال کے بعد ویسا ہی ہوگا، جیسا میری حیات میں ہے۔⁽¹⁾

اُن پر دُرود جن کو کس بے گناہ کہیں اُن پر سلام جن کو خُبر بے خُبر کی ہے

(حدائقِ بخشش ص، ۲۰۹)

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”ذِیۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسْلِمَان کی نِیَّت اُس کے عَمَل سے بہتر ہے۔^(۱)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیانِ سنوں گا۔ ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا۔ ❀ ضرور تائسٹ سرگ کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوْا اللّٰہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مَصَافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم بڑوں کے ادب و احترام سے متعلق مدنی پھول سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ ہمارا پیارا مذہب، دینِ اسلام ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ جو عمر اور مقام و مرتبے میں ہم سے چھوٹے ہیں، ہم ان کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کریں اور جو عمر میں علم میں، عہدے اور منصب میں ہم سے بڑے ہیں ان کا ادب و احترام بجالائیں۔ دن بھر میں ہمارا اپنے

۱۔۔۔ معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

بڑوں سے کسی نہ کسی وجہ سے رابطہ ضرور رہتا ہے، ہمارے بڑوں میں ماں باپ، چچا تایا، خالو، ماموں، بڑے بہن بھائی دیگر رشتہ دار، اساتذہ، پیر و مرشد اور علماء و مشائخ اور تمام ذی مرتبہ لوگ شامل ہیں۔ ہمیں ان کی تعظیم و تکریم کرنے کا حکم ہمارے پیارے پیارے آقا، دو عالم کے داتا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے، آئیے! اس بارے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دو فرامین سنئے ہیں:

1. وَقِرْ الْكَبِيرَ وَادْحِمِ الصَّغِيرَ تَرَفَّقْنِي فِي الْجَنَّةِ یعنی بڑوں کی تعظیم و توقیر کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو، تم جنت میں میری رفاقت پالو گے۔ (شعب الایمان، باب فی رحم الصغیر و توقیر الکبیر، ۴۵۸/۷، حدیث: ۱۰۹۸۱)

2. تم اپنی مجالس کو عالم کے علم، بوڑھے کی عمر اور سلطان کے عہدے کی وجہ سے کشادہ کر دیا کرو۔ (کنز العمال، کتاب الصحبہ من قسم الاقوال، باب الایمان، ج ۹، رقم ۲۵۴۹۵، ص ۶۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ اپنے سے بڑوں کی عزت و تعظیم کرنا باعثِ نجات اور جنت میں نبی کریم، محبوبِ ربِّ عظیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت کا باعث ہے، ہمارے اسلاف اپنے بزرگوں کا کس قدر ادب و احترام کرتے تھے، آئیے! اس کی ایک جھلک ملاحظہ کرتے ہیں، چنانچہ

ماں کا ادب

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے رسالے ”سمندری گنبد“ صفحہ 4 پر ایک حکایت نقل فرمائی

ہے، آئیے! اس حکایت کو انتہائی توجہ سے سُنئے اور ماں کی دُعا میں لینے کی کوشش کیجئے، چنانچہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ سردیوں کی ایک سخت رات میری ماں نے مجھ سے پانی مانگا، میں پانی کا برتن بھر کر لے آیا مگر ماں کو نیند آگئی تھی، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، پانی کا برتن لئے اس انتظار میں ماں کے قریب کھڑا رہا کہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں، کھڑے کھڑے کافی دیر ہو چکی تھی اور برتن سے کچھ پانی بہ کر میری انگلی پر جم کر برف بن گیا تھا۔ بہر حال جب والدہ محترمہ بیدار ہوئیں تو میں نے برتن پیش کیا، برف کی وجہ سے چپکی ہوئی انگلی جوں ہی برتن سے جدا ہوئی اس کی کھال اُدھڑ گئی اور خُون بہنے لگا، ماں نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا؟ میں نے سارا ماجرا عرض کیا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دُعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہ۔ (نزہۃ المجالس ۱/۲۶۱)

مُطیع اپنے ماں باپ کا کر میں اِزکا
ہر اک حکم لاؤں بجا یا الہی
(وسائلِ بخشش، ص 101)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کتنے خوبصورت انداز میں اپنی والدہ کا احترام کیا، انہیں نیند سے جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان کے ادب کی وجہ سے سخت سردی میں ساری رات کھڑے کھڑے گُزار دی۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی اس ادا سے خُوش ہو کر آپ کی والدہ محترمہ نے دل سے دُعا دی کہ ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہنا۔“ ہمیں بھی اپنے بزرگوں کے ادب بھرے انداز کو اپناتے ہوئے

والدین کا ادب و احترام کرنا چاہیے کہ ماں باپ کی عزت کرنا، اُن کی خدمت کرنا یقیناً بڑی سعادت کی بات ہے۔ اگر ہم ان کے ساتھ اچھے رویے سے پیش آئیں گے، ان کی عزت کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ خوش ہو کر ان کے دل سے ہمارے حق میں کوئی ایسی دُعا نکل جائے جو ہماری دُنیا و آخرت کی بھلائی کا سبب بن جائے۔ دین اسلام نے ہمیں والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنے اور ان سے انتہائی نرم لہجے میں گفتگو کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 24، 23 میں ارشادِ رَبِّ الْاَنَامِ ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آيُ
وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝۳۷
وَ اخْضَعْ لَهُمَا طَاعَةَ الدُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا ۝۳۸

ترجمہ کنزالایمان: اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں (اُن تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (چھوٹی عمر) میں پالا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد اس کے ساتھ ہی ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا، اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور ایجاد ہے جبکہ ظاہری سبب اس کے ماں باپ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے انسانی وجود کے حقیقی سبب کی تعظیم کا حکم دیا، پھر اس کے ساتھ ظاہری سبب کی تعظیم کا حکم دیا آیت (مبارکہ) کا معنی یہ ہے کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے حکم فرمایا کہ تم اپنے والدین

کے ساتھ انتہائی اچھے طریقے سے نیک سُلوک کرو کیونکہ جس طرح والدین کا تم پر احسان، بہت عظیم ہے تو تم پر بھی لازم ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اسی طرح نیک سُلوک کرو۔ (صراط الجنان، ج ۵، ص ۴۴۰) اگر تمہارے والدین پر کمزوری کا غلبہ ہو جائے اور ان کے اعضاء میں طاقت نہ رہے اور جیسا تم بچپن میں اُن کے پاس بے طاقت تھے، ایسے ہی وہ اپنی آخری عمر میں تمہارے پاس ناتواں رہ جائیں تو ان سے اُن تک نہ کہنا یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا، جس سے یہ سمجھا جائے کہ اُن کی طرف سے طبیعت پر کچھ بوجھ ہے اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے خُوبصورت، نرم بات کہنا اور حُسنِ ادب کے ساتھ اُن سے خطاب کرنا۔

(غازن، الاسراء، تحت الآیۃ: ۲۳، ۳/۱۷۰-۱۷۱، صراط الجنان، ج ۵، ص ۴۴۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے والدین کے ساتھ حُسنِ سُلوک کا حکم دیا ہے اور خصوصاً اُن کے بُڑھاپے میں زیادہ خدمت کی تاکید فرمائی ہے۔ یقیناً ہمارے والدین کے ہم پر بے حد احسانات ہیں، اُنہوں نے پیدائش کے بعد ہماری اچھی پرورش کی، کبھی بیمار ہوئے تو ساری ساری رات جاگ کر اپنی نیند کی قربانی دی، ہمیں رِزقِ حلال کھلایا پلایا، اعلیٰ تعلیم یا کوئی ہنر سکھانے کیلئے فیسیں ادا کیں، ساری زندگی ہمارے سُکھ چین کیلئے خود مشکلیں برداشت کیں، ہمارے مُشکل حالات میں اپنی انتظامت کے مطابق ہمارا ساتھ نبھایا، الغرض ہم والدین کے جتنے احسانات شمار کرتے جائیں، ہر ایک میں ماں باپ کی قربانیاں ہی نظر آئیں گی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ احسان کا بدلہ احسان سے چُکاتے ہوئے ان کے بُڑھاپے میں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں، اگرچہ ان کی باتیں مزاج کے خلاف ہوں، مار پیٹ تو دُور کی بات انہیں جھڑکیں بھی نہیں، ہر وقت شفقت و محبت سے پیش آئیں، ان کے کھانے پینے کا خیال رکھیں، ان کے پاس بیٹھ کر ان کا دل بہلانے کی کوشش کریں، بیمار ہو جائیں تو بہتر علاج کروائیں، اگر ملک سے باہر ہوں تب بھی اپنی دُوری کا احساس نہ دلائیں، فون پر بات کریں جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ

اُٹھاتے ہوئے انٹرنیٹ کے ذریعے ویڈیو کال پر ان کی زیارت کریں، بُڑھاپے میں ماں باپ بچوں جیسی حرکتیں کرنے لگتے ہیں، بسا اوقات سخت بُڑھاپے میں اکثر بستر ہی پر بول و براز (یعنی گندگی) ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے عموماً اولاد بیزار ہو جاتی ہے، مگر یاد رکھئے! ایسے حالات میں بھی ماں باپ کی خدمت لازمی ہے۔ بچپن میں ماں بھی تو بچے کی گندگی برداشت کرتی ہے۔ بُڑھاپے اور بیماریوں کے باعث ماں باپ کے اندر خواہ کتنا ہی چڑچڑاپن آجائے، بلا وجہ لڑیں، چاہے کتنا ہی جھگڑیں اور پریشان کریں، صبر، صبر اور صبر ہی کرنا اور ان کی تعظیم بجا لانا ضروری ہے۔ اُن سے بد تمیزی کرنا، ان کو جھاڑنا وغیرہ درکنار اُن کے آگے ”اُف“ تک نہیں کرنا ہے، ورنہ بازی ہاتھ سے نکل سکتی اور دونوں جہانوں کی تباہی مُقَدَّر بن سکتی ہے کہ والدین کا دل دُکھانے والا آخرت میں تو عذابِ نار کا حقدار ہو گا، بسا اوقات دُنیا میں بھی لوگوں کیلئے عبرت کا نشان بن جاتا ہے، جیسا کہ

ماں کے گستاخ کو زمین زندہ نکل گئی!

کسی گاؤں میں ایک کسان کے گھر کے اندر ساس بہو کے درمیان ہمیشہ ٹھنی رہتی تھی، کئی بار کسان کی بیوی رُوٹھ کر میکے چلی گئی اور وہ منّتِ سماجت کر کے اُس کو لے آیا۔ آخری بار بیوی نے کسان سے کہہ دیا کہ اب اس گھر کے اندر میں رہوں گی یا تمہاری ماں۔ کسان اپنی بیوی پر لٹو تھا، اس نادان نے دل ہی دل میں طے کر لیا کہ روزِ روز کے جھگڑے کا حل یہی ہے کہ ماں کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ چنانچہ ایک بار وہ کسی حیلے سے ماں کو اپنے گنے کے کھیت میں لے گیا، گنے کاٹتے کاٹتے موقع پا کر ماں کا رُخ کر کے جُوں ہی اُس پر کلہاڑی کا وار کرنا چاہا ایک دم زمین نے اُس کسان کے پاؤں پکڑ لئے، کلہاڑی ہاتھ سے چھوٹ کر دُور جا پڑی اور ماں گھبرا کر چلاتی ہوئی گاؤں کی طرف بھاگ نکلی۔ زمین نے آہستہ آہستہ کسان

کو نگلنا شروع کر دیا، وہ گھبرا کر چیختا رہا اور اپنی ماں کو پکار پکار کر معافی مانگتا رہا۔ لیکن ماں بہت دُور جا چکی تھی، کچھ دیر بعد جب لوگ وہاں پہنچے تو وہ چھاتی تک زمین میں دھنس چکا تھا، لوگ اُسے نکالنے کی ناکام کوششیں کرتے رہے مگر زمین اُسے نگلتی ہی رہی یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر سما گیا۔

(نیکی کی دعوت، ص ۳۳۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے والدہ کی نافرمانی کرنے والے کا عبرت ناک انجام سنا، ہمارے معاشرے میں عموماً والدہ کو تو پھر کسی قدر اہمیت دی جاتی ہے مگر بد قسمتی سے والد صاحب کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ باپ ہی کی بدولت ”ماں“ کی نعمت ملتی ہے، پورے گھر کا معاشی بوجھ یہ اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، ننھے سے بچے کو انگلی پکڑ کر چلنا سکھاتے اور پھر معاشرے میں سر اٹھا کر چلنے کے گرتاتے ہیں۔ اگر ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، باپ کی رضا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہے۔ آئیے باپ کی اہمیت و فضیلت سے متعلق 3 فرامین مصطفیٰ سنئے:

1. والد کی رضا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہے اور والد کی ناراضی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی ہے۔ (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل فی رضاء الوالدین، ۳/۳۶۰، حدیث: ۱۹۰۷)

2. والد کی اطاعت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت ہے اور والد کی نافرمانی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی ہے۔ (معجم اوسط، ۱/۶۱۳، حدیث: ۲۲۵۵)

3. والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے چاہے تو اسے ضائع کر دو اور چاہے تو اس کی حفاظت کرو۔ (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل فی رضاء الوالدین، ۳/۳۵۹، حدیث: ۱۹۰۶)

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری

رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سبھاتے ہوئے مدنی تربیت کے مدنی پھول ارشاد فرماتے ہیں:

دل دکھانا چھوڑ دیں ماں باپ کا

ورنہ ہے اس میں خُسرہ آپ کا

(وسائلِ بخشش ص 713)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو اپنے بڑوں بالخصوص والدین کو ناراض کرتا ہے، ان کا دل دکھاتا ہے، ان کی عزت نہیں کرتا اور ان کے ساتھ بُرے سُلوک سے پیش آتا ہے تو وہ شخص سخت گناہگار اور دُنیا و آخرت میں عذاب کا حقدار ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو معاشرے میں بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ یاد رکھئے! والدین سے نسبت کی وجہ سے دادا، دادی، نانا، نانی نیز ہر عمر رسیدہ بزرگوں کا بھی احترام ہم پر لازم ہے، کیونکہ یہ اسلامی معاشرے کی انفرادیت اور خصوصیت ہے کہ وہ بوڑھوں اور ضعیفوں کو بھی بلندیوں سے ہم کنار کرتا ہے، اسلام میں بوڑھوں کو بوجھ سمجھ کر گھر سے نکال دینے اور انہیں کسی "اولڈ ہاؤس" (Old House) میں جمع کروا دینے کا کوئی تصوّر نہیں، اسلام کا طرّہ امتیاز ہے کہ اس نے جوانوں کو بوڑھوں کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنے اور ان کی عزت و مقام کی حفاظت کرنے کی ترغیب دی ہے، پہلے زمانے میں جب کوئی نوجوان کسی بوڑھے آدمی کے آگے چلتا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے (اس کی بے ادبی کی وجہ سے) زمین میں دھنسا دیتا تھا۔ (روح البیان، ۹/۶۲)

ایک روایت میں ہے کہ جو جوان کسی بوڑھے کا اس کی عمر کی وجہ سے اکرام کرے، اس کے بدلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کے ذریعے اس کی عزت افزائی کرواتا ہے۔" (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی

اجلال الکبیر، ج ۳، رقم ۲۰۲۹، ص ۳۱۱)

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بڑوں کا ادب کریں، ان کے حکم کی فوراً تعمیل کریں تاکہ دُنیا میں عزّت پانے اور آخرت کی رُسوائی سے خود کو بچانے میں کامیاب ہو سکیں۔ ہمارے بزرگانِ دین اپنے متعلقین و مجبین کو بڑوں کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنے اور ان کی عزّت کرنے کی نصیحت فرماتے تھے، چنانچہ

بڑوں کا ادب کرنے کی نصیحت:

امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ایک شاگرد حضرت سیدنا یوسف بن خالد بصری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه نے تکمیلِ علم کے بعد جب آپ سے اپنے شہر بصرہ جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: کچھ دن ٹھہرو تاکہ میں تمہیں ان ضروری اُمور کے مُتَعَلِّق وصیّت کروں کہ لوگوں کے ساتھ مُعاملات کرنے، اہلِ علم کے مراتب پہچاننے، نفس کی اصلاح اور لوگوں کی نگہبانی کرنے، عوام و خواص کو دوست رکھنے اور عام لوگوں کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے جن کی ضرورت پڑتی ہے، یہاں تک کہ جب تم علم حاصل کر کے جاؤ تو وہ وصیّت تمہارے ساتھ ایسے آلے کی طرح ہو، جس کی علم کو ضرورت ہوتی ہے اور وہ علم کو مُزین کرے اور اسے عیب دار ہونے سے بچائے۔ "جب تم بصرہ میں داخل ہو گے تو لوگ تمہارے استقبال اور تمہاری زیارت کو آئیں گے، تمہارا حق پہچانیں گے تو تم ہر شخص کو اس کے مرتبے کے لحاظ سے عزّت دینا، شُرَفاء کی عزت اور اہلِ علم کی تعظیم و توقیر کرنا، بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں سے پیار و محبت کرنا۔ (امام اعظم کی وصیتیں، ص ۲۵ تا ۲۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے کہ کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا امام اعظم ابو حنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے شاگرد کو نصیحت کرتے ہوئے بڑوں کا احترام کرنے اور چھوٹوں سے شفقت و محبت سے پیش آنے کا حکم فرمایا۔ یاد رہے کہ بزرگوں کا ادب کرنے والا نہ صرف معاشرے میں مُعزّز

سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض اوقات بڑوں کے ادب و احترام کے سبب بڑے بڑے گنہگاروں کی بخشش و مغفرت بھی ہو جاتی ہے، چنانچہ

ولی اللہ کے ادب کی برکت سے بخشا گیا

ایک مرتبہ ایک گناہ گار شخص دریا کے کنارے پر بیٹھا منہ ہاتھ دھو رہا تھا، اسی دوران لاکھوں حنبلیوں کے عظیم پیشوا امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وہاں تشریف لائے اور اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر وضو کرنے لگے، جب اس شخص نے دیکھا کہ جس طرف میرے منہ ہاتھ کا دھوون بہہ رہا ہے، اس طرف تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک بہت بڑے ولی بیٹھ کر وضو فرما رہے ہیں، تو اس کے دل نے یہ بات گوارہ نہ کی اور وہ شخص اُٹھ کر امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے دوسری طرف جا کر بیٹھ گیا، جہاں سے ان کے وضو کا استعمال شدہ پانی اس کی طرف آ رہا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کے ادب و احترام کا صلہ اُس شخص کو یہ ملا کہ جب اس شخص کا انتقال ہو گیا اور کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ولی حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ادب کی برکت سے مجھے بخش دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۹۶)

کروں عالموں کی کبھی بھی نہ تو بین
بنا دے مجھے با ادب یا الہی

(وسائلِ بخشش، ص 108)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بڑوں کا ادب و احترام جہاں گنہگاروں کی آخرت میں نجات کا باعث بنتا ہے، وہیں ان کی شان میں اَدْنٰی اسی بے ادبی ہمیشہ کے نقصان اور بربادی اعمال کا سبب بھی بن سکتی ہے،

کیونکہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرنا شیطان کا کام ہے اور وہ اسی وجہ سے بارگاہِ الہی سے ذلیل و رسوا ہو کر نکالا گیا حالانکہ اس سے پہلے شیطان سرکش و نافرمان نہیں تھا بلکہ اُس نے ہزاروں سال عبادت کی، جنت کا خزانچی رہا، وہ جن تھا لیکن اپنی عبادت و ریاضت اور علمیت کے سبب مُعَلِّمُ الْبَلْکُوت یعنی فرشتوں کا اُستاد بن گیا، مگر جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت سَیِّدُنَا آدَم عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں بے ادبی کا مُر تکب ہو تو اُس کی برسوں کی عبادتیں بے کار اور ہزاروں سال کی ریاضتیں پامال ہو گئیں، ذلت و رُسوائی اُس کا مُقَدَّر بنی، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اُس کے گلے پڑ گیا اور وہ جہنم کے دائمی عذاب کا مستحق ٹھہرا۔

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے ادبوں سے

اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

(وسائلِ بخشش، ص 315)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ بڑوں کی بے ادبی کرنے میں سراسر ہمارا ہی نقصان ہے اور ان کے ساتھ ادب و احترام کرنے میں ہمارا ہی فائدہ ہے، کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

مَا وَصَلَ مَنْ وَصَلَ الْإِبِلَ حُرْمَةً وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ إِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ

یعنی جس نے جو کچھ پایا ادب و احترام کرنے کی وجہ سے پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ ادب و احترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا۔

یقیناً جو لوگ اپنے بڑوں کی عزت و عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے دل سے ان کا احترام کرتے ہیں تو معاشرے میں عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا ہو جاتی

ہے اور اس طرح ان کے متعلقین میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے بڑوں کا ادب کرنے والے دنیا بھر میں مُعرّز ہو جاتے ہیں۔ ہمارے بڑوں میں ہمارے اساتذہ کرام بھی شامل ہیں ہمارے بزرگ اپنے اُستادوں کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے، ان کی موجودگی میں نگاہیں جھکائے، خاموشی کے ساتھ علم حاصل کرتے اور بعض تو اپنے استاد صاحب کا اس قدر ادب بجالاتے کہ ان کی زندگی میں کوئی مسئلہ بتانا بھی بے ادبی تصور کرتے تھے، آئیے اس تعلق سے دو واقعات سُنتے ہیں، چنانچہ

امام حسین کا حلقہٴ درس

حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی علمی مجلس کی تعریف کرتے ہوئے ایک قریشی سے فرمایا: مسجد نبوی میں چلے جاؤ، وہاں ایک حلقے میں لوگ ہمہ تن گوش ہو کر یوں با ادب بیٹھے ہوں گے گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، جان لینا یہی حضرت سیدنا امام ابو عبد اللہ حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مجلس ہے۔ مزید فرمایا: اس حلقے میں مذاق مسخری نام کی کوئی شے نہ ہوگی۔ (تاریخ ابن عساکر، حسین بن علی بن ابی طالب، ۱۲/۷۹ ملخصاً)

اسی طرح حضرت سہل بن عبد اللہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کوئی سوال کیا جاتا، تو آپ پہلو تہی فرمایا کرتے (یعنی جواب نہیں دیتے) تھے۔ ایک مرتبہ اچانک دیوار سے پُشت لگا کر بیٹھ گئے اور لوگوں سے فرمایا، "آج جو کچھ پوچھنا چاہو، مجھ سے پوچھ لو۔" لوگوں نے عرض کی، "آج کیا ماجرا ہے؟ آپ تو کسی سوال کا جواب ہی نہیں دیا کرتے تھے؟" فرمایا، "جب تک میرے اُستاد حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حیات تھے، ان کے ادب کی وجہ سے جواب دینے سے گریز کیا کرتا تھا۔"

لوگوں کو اس جواب سے مزید حیرت ہوئی کیونکہ ان کے علم کے مطابق حضرت ذوالنون مصری

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَبْھِ حیات تھے۔ بہر حال آپ کے اس جواب کی بناء پر فوراً وقت اور تاریخ نوٹ کر لی گئی۔ جب بعد میں معلومات کی گئیں، تو واضح ہوا کہ آپ کے کلام سے تھوڑی دیر قبل ہی حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا انتقال ہو گیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۲۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنے اساتذہ کرام سے ادب واحترام سے پیش آنا چاہیے کیونکہ ہم پر ان کے بڑے احسانات ہیں کہ یہ علم کے ذریعے ہمارے اندر شعور بیدار کرتے ہیں، اچھے بُرے کی تمیز سکھاتے ہیں، معاشرے کا اہم فرد بناتے ہیں، اخلاق و کردار کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں، حضرت ابن مبارک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ، ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا سا ادب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب الادب، ص ۳۱۷)

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اُستاد کا ادب سکھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(1) (شاگرد کو چاہیے کہ) اُستاد سے پہلے گفتگو شروع نہ کرے۔ (2) اس کی جگہ پر اس کی غیر موجودگی میں بھی نہ بیٹھے۔ (3) چلتے وقت اس سے آگے نہ بڑھے۔ (4) اپنے مال میں سے کسی چیز سے اُستاد کے حق میں بخل (کنجوسی) سے کام نہ لے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی حاضر کر دے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت تصور کرے۔ (5) اس کے حق کو اپنے مال باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے۔ (6) اور اگرچہ اس سے ایک ہی حرف پڑھا ہو، اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرے۔ (7) اگر وہ گھر کے اندر ہو، تو باہر سے دروازہ نہ بجائے، بلکہ خود اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔ (8) (اسے اپنی جانب سے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچنے دے کہ) جس سے اس

کے اُستاد کو کسی قسم کی اذیت پہنچی، وہ علم کی برکات سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۷-۶۸)

(۶۳۸ طبعاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُستاد روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے، لہذا شاگرد کو چاہیے کہ اس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے اُستاد سے علم حاصل کرے۔ تفسیر کبیر میں ہے: اُستاد اپنے شاگرد کے حق میں ماں باپ سے بڑھ کر شفیق ہوتا ہے کیونکہ والدین اسے دُنیا کی آگ اور مَصائب سے بچاتے ہیں جبکہ اُستاد اسے دوزخ کی آگ اور آخرت کی مصیبتوں سے بچاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۴۰۱)

ادب اُستادِ دینی کا مجھے آقا عطا کر دو
دل و جاں سے کروں ان کی اطاعت یَا رَسُوْلَ اللہ

(وسائلِ بخشش، ص 331)

بڑے بھائی کا احترام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے دین اسلام نے ہمیں اپنے بڑوں کا احترام سکھا کر ان کے سروں پر عزّت و عظمت کا تاج سجایا، ہمارے بڑوں میں بڑے بھائی کا مقام و مرتبہ بھی لائقِ تعظیم ہے۔ بڑے بھائی کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے چھوٹے بہن بھائیوں کیلئے والد جیسی شفقت و محبت رکھی جاتی ہے۔ بڑا بھائی والد کی موجودگی میں تو چھوٹوں کا خیال رکھتا ہے، ان کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور اگر والد کا سایہ شفقت اُٹھ جائے تو بعد میں بھی اپنی ذمہ داریاں اچھے طریقے سے نبھاتا ہے، بڑے بھائی کے اتنے احسانات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم بھی ان کا ادب کریں، ان کی عزّت و قدر کرتے ہوئے ان کے شایانِ شان مرتبہ و مقام دیں، والدین کی غیر موجودگی میں انہیں

اپنے والدین کا مرتبہ دیں، ورنہ انہیں اپنا سر پرست سمجھیں، ان کی غیبت، چُغلی اور ان کے مُعَلَّق بدگمانیوں سے بچیں۔ حتیٰ الامکان ان کی جائز خواہشات اور احکامات کی تکمیل کریں، ہمیشہ ان سے اچھے تعلقات قائم رکھیں اور اگر کبھی رنجش ہو جائے تو خود بڑھ کر بڑے بھائی سے معافی مانگیں اور انہیں منانے کیلئے جس قدر ممکن ہو کوشش کریں۔

بڑے بھائی سے اچھا سلوک کرو

حضرت سیدنا جریر بن حازم رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میرا سر میرے ہاتھوں میں ہے، اس کی تعبیر جاننے کیلئے میں نے اپنا یہ خواب حضرت امام ابنِ سیرین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو سنایا (جو خوابوں کی تعبیر بتانے میں کافی مہارت رکھتے تھے) انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، تو انہوں نے ارشاد فرمایا: تمہارا کوئی بڑا بھائی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: اس کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو، اس کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کا برتاؤ کرو اور قطعِ تعلقی سے باز رہو۔ (شعب الایمان، ۲۱۰/۶، حدیث: ۷۹۲۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بسنا آپ نے کہ بڑے بھائی کا مقام ادب و احترام کے لحاظ سے باپ جیسا ہوتا ہے۔ لیکن بڑے بھائی کو بھی چاہیے کہ اپنے فضائل سُن کر ہر گز ہر گز فی ذہن نہ بنائے کہ صرف چھوٹے ہی میری عزّت کریں، میں چاہے ان کے ساتھ سخت لہجے میں بات کروں، انہیں جب چاہوں سب کے سامنے ذلیل کر دوں، کوئی غلطی کر بیٹھیں تو گالی گلوچ مار پیٹ پر اُتر آؤں، ہر وقت اپنا رُعب و دُبدبہ قائم رکھنے کیلئے آنکھیں دکھاؤں۔ یاد رکھئے! اسلام نے ہر ایک کے حُقوق و آداب بیان فرمائے

ہیں، جہاں چھوٹوں کو حکم دیا کہ اپنے بڑوں کا ادب کریں، وہیں بڑوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی چھوٹوں سے شَفَقَت و مَحَبَّت کا برتاؤ کریں۔ اس ضمن میں دو (2) فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنئے:

1. لَيْسَ مِنْتَا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوقِّرْ كِبِيرَنَا وَيَعْرِفْ لَنَا حَقَّنَا یعنی جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور مسلمان کا حق نہ جانے، وہ ہم سے نہیں۔ (المعجم الکبیر، ۱/۳۵۵، حدیث: ۱۳۷۶)

2. بڑوں کی عزت کرو، چھوٹوں پر رحم کرو میں اور تم قیامت میں یوں آئیں گے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی انگلیوں کو ایک ساتھ ملا یا۔ (المطالب العالیہ، کتاب الرقاق، باب الوصایا النافعة، ۵۷۰/۷، حدیث: ۳۴۳)

بڑے جتنے بھی ہیں گھر میں ادب کرتا رہوں سب کا

کروں چھوٹے بہن بھائی پہ شَفَقَت یَا رَسُوْلَ اللہ

(وسائلِ بخشش، ص 331)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”مدنی دورہ“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بڑوں کا ادب کرنے، چھوٹوں پر شَفَقَت کرنے، اپنی زندگی سُنّتوں کے مطابق بسر کرنے اور گناہوں سے بچنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہئے اور 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیجئے۔ 12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام ”مدنی دورہ“ بھی ہے۔ نیکی کی دعوت دینا تو ایسا اہم فریضہ ہے کہ تمام ہی اُنبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بلکہ خود سَیِّدُ الْاَنْبِیَاء، محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اسی مقصد کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا، ان مُقَدَّس

ہستیوں نے ڈھیروں مشکلات اور تکلیفیں برداشت کرنے کے باوجود بھی نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے کے اس عظیم فریضے کو ترک نہ فرمایا۔ علامہ زُر قانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ شَرَحِ مواہِب میں فرماتے ہیں کہ بالخصوص حج کے زمانے میں حضور نبی کریم، رُوفٌ رَحِیمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ مُبارکہ تھی کہ جب اہل عرب کے دُور دراز سے آنے والے قبائل مکے میں جمع ہوتے تھے، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام قبائل میں دُور دراز سے آنے والے قبائل عرب کی دعوت دیتے۔ اسی طرح عرب میں وقتاً فوقتاً بہت سے میلے لگتے تھے، جن میں دُور دراز کے قبائل عرب جمع ہوتے تھے۔ ان میلوں میں بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبلیغِ اسلام کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔⁽¹⁾ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ہمیں بھی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور سَیِّدُ الْاَنْبِیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس پیاری پیاری سُنّت پر عمل کرنے کے لئے ہر ہفتے ”مدنی دُورہ“ میں شرکت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدنی دُورے کی برکت سے مسجد میں نمازیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ مدنی دُورے کے ذریعے معاشرے کے بگڑے ہوئے اُفراد، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر صلوٰۃ و سُنّت پر عمل کرنے والے بن گئے، لہذا ہمیں بھی وقت نکال کر اس عظیم مدنی کام میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینا چاہئے۔ آئیے! اب بینڈ باجے سے توبہ کرنے والے ایک عاشقِ رسول کی مدنی بہار سُنتے ہیں، چُنانچہ

مشہور بینڈ پارٹی کے مالک کی توبہ

منند سُر شہر (M.P. ہند) کے ایک نوجوان کی بینڈ باجے کی پارٹی اپنے شہر کی مشہور بینڈ پارٹی مانی جاتی

تھی۔ ایک مبلغِ دعوتِ اسلامی کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں اُس نے آخری عشرہِ رمضان المبارک 1426ھ میں عاشقانِ رسول کے ساتھ اعتکاف کیا۔ تربیتی حلقوں میں گناہوں کی تباہ کاریاں سُن کر اُس کا دل چوٹ کھا گیا۔ عاشقانِ رسول کی صحبت رنگ لائی، اُس نے سابقہ گناہوں سے توبہ کر لی، داڑھی سجانے اور عاشقانِ رسول کے ساتھ 1 ماہ کے مدنی قافلے میں سفر پر جانے کی نیت کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہوں نے بینڈ باجے بجانے کا گناہوں بھرا حرام روزگار ترک کر دیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجلسِ مکتبۃ المدینہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد باادب بن کر ہماری نجات کا ذریعہ بنے تو آج ہی سے اپنے بچوں کی مدنی تربیت شروع کر دیجئے اور اولاد کی دُرست مدنی تربیت کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی بہت ہی پیاری کتاب "تربیتِ اولاد" اور رسالہ "اولاد کے حقوق" ہدیہ حاصل فرما کر اس کا مطالعہ کیجئے۔ مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی کا ایک اشاعتی ادارہ ہے جو ساری دنیا تک علمِ دین کی روشنی پھیلانے کیلئے بے شمار کُتب و رسائل، سُنّتوں بھرے بیانات اور مدنی مذاکرہ کی لاکھوں لاکھ کیسٹیں اور وی سی ڈیز (VCDs) دُنیا بھر میں پہنچا رہا ہے۔ تمام عاشقانِ رسول ہر ہفتہ وار اجتماع کے بعد مکتبۃ المدینہ سے کچھ نہ کچھ خریداری ضرور کیا کریں، کم از کم ایک رسالہ ہی خرید لیا جائے، اولاً خود بھی اس کا مطالعہ کریں، پھر کسی اور کو پڑھنے کے لیے دے دیں، اس سے اپنے علمِ دین میں بھی اضافہ ہو گا اور دوسروں تک نیکی کی دعوت پہنچانے کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ اگر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی ترکیب کر لیں گے تو گھر میں مدنی ماحول بنانے میں مدد ملے گی۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے تمام شعبہ جات بشمول مکتبۃ المدینہ کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْأَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رشتہ داروں کا احترام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام نے والدین، اساتذہ کرام، بڑے بہن بھائی، پیر و مرشد اور دیگر بزرگوں کے ساتھ ساتھ قریبی رشتہ داروں کے حقوق و آداب بھی بیان فرمائے ہیں، قریبی رشتہ داروں سے تعلقات عموماً والدین کے سبب ہوتے ہیں اور ان رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرنا بھی گویا والدین کے ادب و احترام کی ایک صورت ہے۔ رشتہ داروں کے احترام کیلئے یہی ضروری نہیں کہ ان کے سامنے نگاہیں جھکائی جائیں، ہاتھ چومے جائیں بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا، قطع تعلقی سے باز رہنا بھی رشتہ داروں کا احترام کہلاتا ہے۔

صلہ رحمی کا قرآنی حکم

اللہ عَزَّوَجَلَّ پارہ 4 سُورَةُ النَّسَاءِ کی آیت نمبر 1 میں رشتہ داروں کے حُقوق ادا کرنے کا حکم

ارشاد فرماتا ہے:

تَرْجَحْنَ كُنُوزَ الْاِيْمَانِ: اور اللہ سے ڈرو جس کے

نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو، بے شک

اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ

وَالْاُمْرَ حَامٍ ۚ اِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا

مَرْقِبًا ۝ (پارہ: ۴، النساء: ۱)

مفسرِ شہیر، حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیتِ کریمہ کے تحت ارشاد فرماتے

ہیں: مُسلمانوں پر جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ضروری ہے، ایسے ہی قرابت داروں کے حق ادا کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں: اپنے عزیزوں، قریبوں پر اچھا سلوک بہت ہی مفید ہے، دُنیا میں بھی، آخرت میں بھی، اس سے زندگی، موت، آخرت سب سنبھل جاتی ہے۔

(تفسیر نعیمی، ج ۴، ص ۴۵۵، ۴۵۶)

صَدْرُ الشَّرِيعِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ساری اُمّت کا اس پر اِتِّفاق ہے کہ صَلَّہ رَحْم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے، احادیث میں بغیر کسی قید کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم آیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی بِلا قید ذَوِ الْقُرْبٰی (یعنی قرابت والے) فرمایا گیا۔ مزید فرماتے ہیں: رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً اُن کو ہدیہ و تحفہ دینا وغیرہ اور اگر اُن کو کسی بات میں تمہاری امداد دُرکار ہو تو اس کام میں اُن کی مدد کرنا، اُنہیں سلام کرنا، اُن کی ملاقات کو جانا، اُن کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، اُن سے بات چیت کرنا، اُن کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا۔ اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ داروں کے پاس خط بھیجا کرے، اُن سے خط و کتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کر لے، اس طرح کرنے سے محَبَّت میں اضافہ ہو گا۔ (فی زمانہ چونکہ خط و کتابت کا رواج بہت ہی کم ہے، لہذا فون یا انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے بھی رابطے کی ترکیب بنائی جاسکتی ہے، کیونکہ مقصد آپس کے تعلقات کو برقرار رکھنا ہے خواہ وہ کسی بھی جائز طریقے سے ہوں) (بہار شریعت، ۳/۵۵۸، حصہ ۱۶ ملخصاً)

صَلَّہ رَحْمی کرنے کے 10 فائدے:

حضرت سیدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: صَلَّہ رَحْمی کرنے کے 10

فائدے ہیں ﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ﴾ کی رضا حاصل ہوتی ہے ﴿لوگوں کی خوشی کا سبب ہے﴾ فرشتوں کو مَـرَـت ہوتی ہے ﴿مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی تعریف ہوتی ہے﴾ شیطان کو اس سے رنج پہنچتا ہے ﴿عمر بڑھتی ہے﴾ رِزق میں برکت ہوتی ہے ﴿فوت ہو جانے والے آباء و اجداد﴾ (یعنی مسلمان باپ دادا) خوش ہوتے ہیں ﴿آپس میں مَحَبَّت بڑھتی ہے﴾ وفات کے بعد اس کے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس کے حق میں دُعائے خیر کرتے ہیں۔ (تَنْبِيْهُ الْغَافِلِيْنَ ص ۷۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قریبی رشتوں کا احترام کرنا، اُن سے صلہ رحمی کرنا اور ہمیشہ ان سے رشتہ جوڑے رکھنا یقیناً باعثِ سعادت ہے، لیکن افسوس صد افسوس! فی زمانہ بعض لوگ یا تو کسی مجبوری کی وجہ سے رشتہ داری نبھاتے ہیں یا پھر اس رشتے کو کسی مطلب کی وجہ سے قائم رکھتے ہیں، بعض نادان مسلمان ذاتی وجوہات کی بنا پر یا خواہ مخواہ اپنے رشتہ داروں سے ناراض ہو کر کئی کئی سال تک ایک دوسرے سے ملنا گوارا نہیں کرتے، اگر کسی موقع پر آنا سامنا ہو بھی جائے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتے اور بعض تو یہ بھی کہتے ہیں کہ جو ہمارے ساتھ اچھا، ہم اس کے ساتھ اچھے اور جو ہمارے ساتھ بُرا ہم بھی اس کے ساتھ بُرے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ شادی و دیگر تقریبات میں اُنہی رشتہ داروں کو مدعو کرتے ہیں جو انہیں بلاتے ہیں یا اُن سے کوئی مفاد وابستہ ہو، اس کے برعکس جو رشتہ دار اُن کے کام نہیں آتے، یا بیچارے غربت و افلاس کے باعث انہیں اپنے یہاں نہیں بلاتے، تو ایسوں کو اپنی تقاریب میں بلانا تو دُور کی بات اُن سے دُعا سلام کی حد تک بھی تعلقات قائم رکھنا انہیں ناگوار گزرتا ہے، یوں ہی مُسْتَحِقِّیْنَ زکوٰۃ رشتہ داروں کو بھی مسلسل نظر انداز کیا جاتا ہے، الغرض رشتہ داروں میں اب پہلے جیسی مَحَبَّت و خُلوص اور خیر خواہی کا جذبہ ختم ہوتا نظر آ رہا ہے حالانکہ ہمارے پیارے مکی مدنی آقا، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ تربیت نشان ہے: آپس میں ایک

دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو، پیٹھ نہ پھیرو، بُغض نہ رکھو، حسد نہ کرو اور اے بند گانِ خدا! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین (3) دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الحسد، ۳/ ۱۳۷۶، لحديث: ۱۹۳۲)

بھائی حق مت مارنا گھر بار کا

ورنہ ہوگا مُسْتَحِقُّ تُو نار کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک زمانہ تھا کہ ہر مسلمان، بہت باادب اور ایک دوسرے کی عزت و حرمت کا پاسدار، حُسنِ اخلاق کا آئینہ دار، باادب و حیا دار اور سُنَّتِ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چلتی پھرتی یادگار ہوا کرتا تھا۔ بیٹا، بیٹی اپنے ماں باپ سے شاگرد اور مُرید اپنے اُستاد و پیر سے آنکھ ملانا تو کجا، سامنے آنے سے گھبراتے، دورانِ گفتگو آنکھیں جھکاتے، آواز دباتے اور جو حکم ہوتا بجالاتے۔ عدم موجودگی میں بھی ادب ملحوظِ خاطر رہتا اور بڑوں کو نام سے نہیں القاب سے یاد کرتے تھے۔ الغرض ہر وقت مرتبہ و مقام کا لحاظ اور بڑے چھوٹے کی تمیز برقرار رکھتے۔ مگر افسوس! اب ہم میں سے تقریباً ہر ایک ان مدنی اُصولوں سے ناواقف، اخلاق و آداب سے نا آشنا، قوانینِ شریعت سے ناواقف، خاندانی اور معاشرتی نظام کی تباہی و بربادی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بے حیائی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ بیٹا باپ سے آنکھوں میں آنکھیں نہیں گریبان میں ہاتھ ڈال کر بات کر رہا ہے۔ بیٹی ماں کا ہاتھ اگرچہ نہیں بٹاتی مگر ماں پر ہاتھ ضرور اٹھاتی ہے۔ چھوٹے ہیں کہ بااخلاق نہیں، بڑے ہیں کہ شفیق نہیں، دوست ہیں کہ وفادار نہیں، ہمسائے ہیں کہ مہربان نہیں، بیٹی بد مزاج ہے تو ماں سخت مزاج

ہے۔ شاگرد حیا دار نہیں تو استاد نیک کردار نہیں۔ علم دین سے محرومی اور اچھی صحبت سے دوری کی بنا پر والدین اولاد کی اسلامی تربیت کر رہے ہیں نہ بچے ماں باپ کی خدمت کر رہے ہیں۔ الغرض ہماری بے ادبیاں اور بد لحاظیاں ہیں کہ جنہوں نے ہماری گھریلو اور معاشرتی زندگی کو تہ و بالا کر کے تلخ و ترش بنا دیا ہے۔ حالانکہ جب ہم اپنے بزرگانِ دین اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مبارک زندگیوں کی طرف نگاہ دوڑاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے بڑوں کا بہت زیادہ ادب کرنے والے تھے، چنانچہ

پیر و مرشد کا ادب

حضرت علامہ امام ابو قاسم عبدالکریم قشیری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نہایت اہتمام کے ساتھ اپنے پیرو مرشد کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے، آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں جب بھی میں اپنے مرشدِ کریم (حضرت ابو علی دقاق رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کی مجلس میں جانے کی سعادت پاتا تو اس دن روزہ رکھتا، پھر غسل کرتا۔ تب میں اپنے پیر و مرشد کی مجلس میں جانے کی ہمت کرتا۔ کئی بار تو ایسا بھی ہوا کہ مدرسہ کے دروازہ تک پہنچ جاتا۔ مگر مارے شرم کے دروازے سے لوٹ آتا۔ اور اگر جرأت کر کے اندر داخل ہو بھی جاتا مگر جیسے ہی مدرسے کے درمیان تک پہنچتا تو تمام بدن میں ایسی سنسنی پیدا ہو جاتی۔ (اور جُرمِ ایسا ئن ہو جاتا) کہ ایسی حالت میں اگر مجھے سُوءی بھی چھو دی جاتی تو شاید میں محسوس نہ کرتا۔ (الرسالة القشيرية، باب الصحبة، ص ۳۲۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے پہلے کے لوگ اپنے پیر و مرشد کا کس قدر ادب و احترام کرتے تھے، گویا مرشد کا ادب ان کی نَسْ نَسْ میں سما یا ہوا تھا، ان کی دیوانگی بھرے واقعات کو پڑھ کر یا ئن کر عقلیں حیران رہ جاتی ہیں کہ کیا اس طرح بھی پیر و مرشد کا ادب کیا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ

انہیں اپنے پیر و مرشد کا بھرپور فیض ملتا تھا۔ یاد رکھئے! پیر و مرشد کی تعظیم و توقیر اور ان کا ادب و احترام بجالانا بھی ہر مُرید پر لازم ہے، والدین، اساتذہ اور بڑے بھائی کا مقام اور ان کی اہمیت بھی اپنی جگہ مگر پیر و مرشد وہ عظیم شخصیت ہے کہ جس کی صحبت کی برکت سے سلامتی ایمان کا ذہن نصیب ہوتا ہے، بُرے عقائد کی پہچان ہوتی ہے، زندگی کا مقصد معلوم ہوتا ہے، گناہوں سے بیزاری اور نیکیوں میں رغبت نصیب ہوتی ہے، لوگوں کے دلوں میں عزّت قائم ہو جاتی ہے، باطن کی صفائی ہوتی ہے، دل میں خوفِ خدا و عشقِ مصطفیٰ اُجاگر ہوتا ہے، دنیا و آخرت سنور جاتی ہے، الغرض پیر و مرشد کے اپنے مُریدین پر بے شمار احسانات ہوتے ہیں، لہذا اگر کوئی خوش نصیب مرشدِ کامل کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر مُرید ہونے کی سعادت پالے، تو اُسے چاہیے کہ اپنے مرشد سے فیض پانے کیلئے پیکرِ اَدب بنا رہے۔ جو مُریدین دل و جان سے اپنے پیر و مرشد کا ادب کرتے ہیں، ان کے آداب و حقوق میں کوتاہی نہیں کرتے تو ایسے سعادت مند مُریدین ہی ترقی کی منازل طے کرتے اور پیر و مرشد کے پیارے، محبوب اور منظورِ نظر بن کر ابھرتے ہیں، پیر و مرشد کے احسانات و حقوق کس قدر زیادہ ہیں اور ان کا ادب و احترام کتنا ضروری ہے، اس کا اندازہ بزرگانِ دین کے ان ارشادات سے لگائیے، چنانچہ

حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ، جب کوئی مُرید اَدب کا خیال نہیں رکھتا، تو وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے، جہاں سے چلا تھا۔ (رسالہ کشیدیہ، باب الادب، ص ۳۱۹)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے جب یہ عرض کی گئی کہ پیر کا مرید پر کس قدر حق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی مُرید عمر بھر حج کی راہ میں پیر کو سر پر اٹھائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (ہشت بہشت، ص ۳۹۷)

حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شعرانی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مُرید کی شان یہ ہے کہ کبھی اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اس نے اپنے مُرشد کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے۔ اگرچہ اپنے مُرشد کی ہزار برس خدمت کرے اور اس پر لاکھوں روپے بھی خرچ کرے کیونکہ جس مُرید کے دل میں اتنی خدمت اور اتنے خرچ کے بعد یہ خیال آیا کہ اس نے مُرشد کا کچھ حق ادا کر دیا ہے تو وہ راہِ طریقت سے نکل جائے گا یعنی پیر کے فیض سے اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔

(الانوار القدسیۃ، الجزء الثانی، ص ۲۷)

مُطیع اپنے مُرشد کا مجھ کو بنادے

میں ہو جاؤں ان پر فدا یا الہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے مُرشد کا ادب و احترام کتنی بڑی نعمت ہے کہ جسے یہ نعمت نصیب ہو جاتی ہے اس کے وارے ہی نیارے ہو جاتے ہیں، مَوْجودہ زمانے میں اگر آپ کسی باادب مُرید کا مقام دیکھنا چاہتے ہیں تو شیخِ طریقت، امیرِ اہلسُنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عَظَّار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بِرَکَاتُہُمْ اَعَالِیَہِ کی ذاتِ بابرکات ہمارے سامنے ہے کہ جنہوں نے اپنے پیر و مُرشد سیدی قطبِ مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رَضَوِی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے بھی عقیدت و محبت کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اس قدر نوازا کہ آج دنیا بھر میں آپ کی شہرت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

دُنیا بھر میں فضلِ رب سے چرچے ہیں عطار کے

بڑے بڑے گُن گاتے ہیں ان کے سُتھرے کردار کے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم سے راضی رہیں، ہم اپنے پیرو مُرشد کے محبوب و منظورِ نظر بن جائیں تو ہمیں بھی ادب کا دامن مضبوطی سے تھامنا ہو گا اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

سدا پیرو مُرشد رہیں مجھ سے راضی کبھی بھی نہ ہوں یہ خفایا الہی
بنادے مجھے ایک در کا بنادے میں ہر دم رہوں باوفا یا الہی

(وسائلِ بخشش، ص 101)

مدنی انعام نمبر 7 کی ترغیب

شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ نہ صرف خود باادب اور پاکیزہ کردار کے مالک ہیں بلکہ آپ نے مسلمانوں کو بھی ادب و احترام سکھانے کیلئے ایک رسالہ ”احترامِ مسلم“ کے نام سے تحریر فرمایا ہے، آپ نے اس پُر فتن دور میں مسلمانوں کو باعمل بنانے کے ساتھ ساتھ باادب بنانے کیلئے شریعت و طریقت کا جامع مجموعہ بنام ”72 مدنی انعامات“ بصورتِ سوالات عطا فرمایا ہے۔ اس رسالے کے مدنی انعام نمبر 7 میں ہے ”آج آپ نے (گھر میں اور باہر بھی) ہر چھوٹے بڑے حتیٰ کہ والدہ (اور اگر ہیں تو اپنے بچوں اور ان کی اُمّی) کو بھی تُو کہہ کر مخاطب کیا یا آپ کہہ کر؟ نیز ہر ایک سے دورانِ گفتگو میں ”کہہ کر بات کی یا ”جی“ کہہ کر؟“ (آپ کہنا دُرُست جواب ہے)“

ہمیں بھی چاہیے کہ اس مدنی انعام پر عمل کرتے ہوئے ہر ایک سے مؤدبانہ گفتگو کریں، اَبے تَبے، تُو نکار اور بازاری لہجے سے نہ گھر والوں سے بات کریں اور نہ گھر سے باہر، دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ

باہر تو خوب حُسنِ اخلاق کے پیکر بننے اور جی جناب سے بات کرتے ہیں مگر جُو نہی گھر میں قدم رکھا ” شیرِ بر “ کی طرح دھاڑتے، خوب تُوٹکار اور دل آزار گفتگو کرتے بلکہ مار دھاڑ تک سے بھی نہیں چُوتے، ایسے لوگوں کو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان اپنے ذہن میں بٹھالینا چاہئے۔

خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةُ اللّٰعَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِ وَلِبْنَاتِهِ یعنی تم سب میں بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں اور بچیوں کے ساتھ اچھا ہو۔

(شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاہلین، ۶/۵۱، حدیث: ۸۷۲۰)

مشہور مُفسِّرِ قرآن، حکیمُ الْأُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بڑا خلیق (یعنی اچھے اخلاق والا) وہ ہے، جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خلیق ہو کہ ان سے ہر وقت کام رہتا ہے، اجنبی لوگوں سے خلیق ہونا کمال نہیں کہ ان سے ملاقات کبھی کبھی ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۵/۹۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مدنی انعامات کا یہ عظیم تحفہ ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کیلئے ایک بہترین ذریعہ ہے، اس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا عظیم جذبہ پاسکتے ہیں اور تنہائی میں مدنی انعامات کے رسالے کو کھول کر اس میں دیئے گئے سوالات کے جوابات میں خود ہی ”ہاں“ یا ”نا“ کے ذریعے اپنے اعمال کے اچھے بُرے ہونے کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی غلطیوں کو سدھار سکتے ہیں۔ گویا یہ مدنی انعامات ہمیں روزانہ اپنی قائم کردہ خُودِ احتسابی کی عدالت میں حاضر کر کے ہمارے ہی ضمیر سے فیصلہ کرواتے اور ہمیں اپنی اصلاح و نجات کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ مدنی انعامات جنت میں لے جانے والے اور جہنم سے بچانے والے اعمال کی ترغیب کا مجموعہ ہیں۔ گویا شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ہماری عملی بد حالی ملاحظہ فرماتے ہوئے ہماری اصلاح کا ایک خوبصورت طریقہ اختیار فرمایا، تاکہ ہم روزانہ وقت مُقرر کر کے فکرِ مدینہ پر انتہامت

حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار اسلامی بھائی، اسلامی بہنیں اور طلبہ روزانہ سونے سے پہلے ”فکرِ مدینہ“ کرتے ہوئے مدنی انعامات کے رسالے میں دیئے گئے خانے پُر کرتے ہیں، جس کی برکت سے نیک بننے اور گناہوں سے بچنے کی راہ میں حائل رُکاوٹیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل و کَرَم سے آہستہ آہستہ دُور ہوتی چلی جاتی ہیں سُنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذِہن بھی بنتا ہے۔

مدنی انعامات کی بھی مَرَحَبَا کیا بات ہے
قُربِ حَقِّ کے طالبوں کے واسطے سوغات ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بڑوں کا احترام کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا، قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک بہترین عادت ہے۔

بڑوں کا ادب کرنے والے کو معاشرے میں بھی عزّت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔
ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَتُ اللہِ الْبَرِّین کا عمل بھی اِس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پہ شفقت کریں۔

بڑوں کا احترام کرنا انسان کے ستھرے کردار اور والدین کی اچھی تربیت کا نتیجہ ہے۔
بڑوں کا احترام کرنا جنت میں سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس پانے کا ذریعہ ہے۔
آئیے! ہم سب بھی نیت کرتے ہیں کہ آج سے اپنے والدین کی عزّت کریں گے، اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ۔ بڑے بہن بھائیوں کا بھی احترام کریں گے، اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ۔۔۔ اپنے استادوں کی تعظیم کرتے رہیں گے، اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ۔۔۔ چھوٹوں پر رُعب بٹھانے کے بجائے شفقت و محبّت سے پیش آئیں

گے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔۔ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنے بڑوں کا ادب و احترام کرنے اور اپنے چھوٹوں سے شفقت و محبت کے ساتھ پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ مُصْطَفٰی جانِ رحمت، شیع بزمِ ہدایت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔⁽¹⁾

سینہ تری سُنت کا مدینہ بنے آقا
جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

جوتے پہننے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”101 مدنی پھول“ سے ”چل مدینہ“ کے سات حُرُوف کی نسبت سے جوتے پہننے کے 7 مدنی پھول سنتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: (1) جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوتا ہے گویا وہ صُور ہوتا ہے۔ (یعنی کم تھکتا ہے) (مُسْلِم ص ۱۱۶۱ حدیث ۲۰۹۶)

(2) جوتے پہننے سے پہلے جھاڑ لیجئے تاکہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے (3) پہلے سیدھا جوتا پہنئے پھر الٹا

¹... مشکاة الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۹/۱، حدیث: ۱۷۵

اور اُتارتے وقت پہلے اُٹا جوتا اُتاریئے پھر سیدھا۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو دائیں (یعنی سیدھی) جانب سے ابتداء کرنی چاہیے اور جب اُتارے تو بائیں (یعنی الٹی) جانب سے ابتداء کرنی چاہیے تاکہ دایاں (یعنی سیدھا) پاؤں پہننے میں اوّل اور اُتارنے میں آخری رہے۔ (بخاری ج ۳ ص ۶۵ حدیث ۵۸۵۵) (4) مرد مردانہ اور عورت زنانہ جوتا استعمال کرے (5) کسی نے حضرت سیدنا عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد، دج ۴ ص ۸۴ حدیث ۴۰۹۹) (6) جب بیٹھیں تو جوتے اتار لیجئے کہ اس سے قدم آرام پاتے ہیں (7) (تنگدستی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ) اوندھے جوتے کو دیکھنا اور اس کو سیدھا نہ کرنا ”دولت بے زوال“ میں لکھا ہے کہ اگر رات بھر جوتا اوندھا پڑا رہا تو شیطان اس پر آن کر بیٹھتا ہے وہ اس کا تخت ہے۔ (سنی بہشتی زیور حصہ ۵ ص ۶۰۱)

طرح طرح کی ہزاروں سُنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سُنتیں اور آداب“ ہدیّۃ طَلَبِ کِیجئے اور بغور اس کا مطالعہ فرمائیے۔ سُنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنتوں بھر اسفر بھی ہے۔

اَو مدنی قافلے میں ہم کریں مل کر سفر سُنتیں سیکھیں گے اس میں اِنْ شَاءَ اللہ سر بسر تیس تیس اور بارہ بارہ دن کے مدنی قافلے میں سفر کرتے رہو جب بھی تمہیں موقع ملے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نَوَيْتُ سُنَّتَ الْعِتِكَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں،

کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آپ زَمَ زَمَ یاد م کیا ہو اپنی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھاپی یا سو سکتا ہے)

دُرود شریف کی فضیلت

نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر دَس (10) مرتبہ صُبح اور دَس (10)

مرتبہ شام دُرود پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ (مَجْمَعُ الزَّوَادِ، کتاب الانکال، باب ما

یقول اذا أصبح واذآمسى، ۱۰/۱۶۳، حدیث: ۱۷۰۲۲)

شَفاعت کرے خَشَر میں جو رِضَا کی سوا تیرے کس کو یہ قُدْرَت ملی ہے

(حدائقِ بخشش، ص ۱۸۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”بَیِّنَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِہٖ“ مُسلمان کی نیت اُس کے عمل

سے بہتر ہے۔ (معجم کبید، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سنو گا، ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا، ❀ ضرورتاً سمٹ سرگ کر دوسرے کے لیے جگہ کُشاہد کروں گا، ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، ❀ گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا، ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللہَ، تُوبُوا اِلَی اللہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا، ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

اچھے اخلاق کی برکتیں

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جب یہ خبر ملی کہ نَجْد (موجودہ ریاض) کے ایک مشہور بہادر ”ذُغْثُور بن حارثِ مُحاربِی“ نے مدینے پر حملہ کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کر لیا ہے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَالْهٖ وَسَلَّمَ چار سو (400) صحابہ کرام رَضَوُا اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کی فَوْج لے کر مقابلے کے لئے رَوانہ ہو گئے۔ دُغْثُور کو جب یہ خبر ملی کہ رَسولِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے شہر میں آگئے ہیں تو وہ بھاگ نکلا اور اپنے لشکر کو لے کر پہاڑوں پر چڑھ گیا مگر اس کی فَوْج کا ایک آدمی ”حَبَّان“ گرِ فِتار ہو گیا اور بارگاہِ رسالت میں آکر اسلام لے آیا۔ اِتِّفَاق سے اُس دِن زور دار بارش ہو گئی۔ رَسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دَرَحْتَ کے قَرِیب اپنے کپڑے سکھانے لگے۔ پہاڑ کی بلندی سے غیر مُسْلَموں نے دیکھا کہ صحابہ کرام رَضَوُا اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہیں اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکیلے ہیں تو انہوں نے دُغْثُور کو نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرنے کے لئے اُبھارا، دُغْثُور یہ جملہ ”اگر میں محمد (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو قَتْل نہ کر سکا تو اللہ پاک مجھے قَتْل کر دے“ کہتے ہوئے تلوار لے کر رَسولِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بڑھا حتیٰ کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر مُبَارَک پر تلوار بلند کر کے بولا: اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”اللہ کریم مجھے تجھ سے بچائے گا“۔ اتنا کہنا تھا کہ حضرت جَبْرِیْل امین عَلَیْہِ السَّلَام فوراً زمین پر اترے اور دُغْثُور کے سینے پر ایسا گھونسہ مارا کہ تلوار اُس کے ہاتھ (Hand) سے چھوٹ کر گر پڑی۔ رَسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا: ”اب مجھ سے تجھے کون بچائے گا؟“ دُغْثُور نے کہا: مجھے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا! نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اُس کی بے کسی پر رَحْم آگیا، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ صرف اُس کا قُصُور مُعَاف فرمادیا بلکہ اُس کی تلوار بھی اُسے واپس لوٹادی۔ دُغْثُور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ کریمانہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ کَلِمہ پڑھ کر اُسی وَقْت مُسْلِم ہو گیا اور اپنی قوم میں آکر اسلام کی دُغُوت دینے لگا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوة غطفان، ۲/۷۸-۳۸۱ ملخصاً)

ترے اخلاق پر قرباں ترے اوصاف پر واری
مسلمان کیا عُدو بھی تیرا قاتل یا رسول اللہ
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۳۷)

شعر کی وضاحت: یعنی یا رسول اللہ! میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اچھے اخلاق اور عُمَدہ اوصاف پر قرباں کہ اپنے تو اپنے، غَیر بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ حَسَنہ اور اوصافِ حَمیدہ سے متاثر تھے۔

سُبْحٰنَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ! سنا آپ نے کہ رَسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق کتنے اچھے تھے! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قُدْرَت وَاِختیار ہونے کے باوجود اپنی ذات کے لئے کبھی بھی بدلہ نہ لیتے بلکہ بُرائی کا جواب اچھائی سے ہی دیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے خون کے پیاسوں سے بھی اِس قَدْر نِرمی کا برتاؤ فرماتے کہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حَسینِ اداؤں کے اَیڑ ہو کر رہ جاتے جیسا کہ بیان کردہ واقعے سے ظاہر ہوا کہ دُغثور کہ جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جانی دُشمن تھا مگر جب اُس نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دُر گزر اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ کریمانہ کا شاندار مظاہرہ دیکھا تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور فوراً اَکبمہ پڑھ کر داخلِ اسلام ہو گیا۔ معلوم ہوا! اچھے اخلاق دل جیتنے کا بَر دَسْت مَدَنی نُسْخہ ہے اور یہ ایسا نُسْخہ ہے جو ہر شخص کے لئے فائدے مند ہے کیونکہ اچھے اخلاق میں نہ تو رُفْم خرچ ہوتی ہے اور نہ ہی اِس میں کوئی نقصان ہے۔

بااخلاق مبلغ کی برکتیں

مُبَلِّغِین کا اچھے اخلاق کی دَوْلَت سے آراستہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ بااخلاق مُبَدِّغ کی بَر گت سے مَدَنی کام خوب بھلنا پھولتا ہے، بااخلاق مُبَدِّغ مَدَنی کام کو دُر سْت انداز میں کر سکتا ہے، بااخلاق مُبَدِّغ

مسجد بھرو تحریک میں نمایاں کردار ادا کر سکتا ہے، بااخلاق مُبِدِّغ کی برکت سے علاقے میں مدنی کاموں کی دھومیں مچ جاتی ہیں، بااخلاق مُبِدِّغ دعوتِ اسلامی کی نیک نامی کا سبب بنتا ہے، بااخلاق مُبِدِّغ کی برکت سے ہر طرف مدنی قافلوں کی بہاریں آجاتی ہیں، بااخلاق مُبِدِّغ نئے اسلامی بھائیوں کو آسانی مدنی ماحول سے وابستہ کر سکتا ہے، بااخلاق مُبِدِّغ ایک کامیاب ذمہ دار کہلاتا ہے، بااخلاق مُبِدِّغ کو انفرادی کوشش میں کسی خاص پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، بااخلاق مُبِدِّغ کی انفرادی کوشش کی برکت سے گناہگاروں کو توبہ کی توفیق اور غیر مسلموں کو اسلام کی دولت نصیب ہو جاتی ہے، بااخلاق مُبِدِّغ نفرتوں کی دیوار ختم کر کے محبتوں کی فضا قائم کر سکتا ہے، بااخلاق مُبِدِّغ پچھڑوں کو بلا سکتا ہے، بااخلاق مُبِدِّغ روٹھوں کو مناسکتا ہے، بااخلاق مُبِدِّغ آپس کے فاصلوں کو مٹا کر محبت بھرا ماحول بنا سکتا ہے، اَلْعَرَضُ اِجْتَمَعِ اخلاق کثیر فوائد کے حصول کا ذریعہ ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم نرمی اور اچھے اخلاق کو اپنے کردار کا حصہ بنائیں مگر یاد رکھئے! یہ ضروری نہیں کہ ہم کسی سے مسکرا کر ملیں تو وہ بھی خندہ پیشانی سے ہمارا استقبال کرے بلکہ ممکن ہے مخاطب ہماری مسکراہٹ (Smile) کو طنز سمجھ کر غصے میں آجائے اور بد اخلاقی سے پیش آئے لہذا ایسے موقع پر اللہ پاک کا یہ فرمان پیش نظر رکھنا چاہیے چنانچہ پارہ 24 سورہ حم السجدة کی آیت نمبر 34 میں ہے:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾

تَوَجَّهْ كُنْزُ الْاِيْمَانِ: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے بُرائی کو بھلائی سے ٹال جی وہ کہ تجھ میں اور اُس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا

(پ ۲، حم السجدة، آیت: ۳۴) کہ گہرا دوست۔

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جُرائی کو بھلائی

سے ٹالنے کا طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: مثلاً غُصّے کو صَبْر سے، جَہْل (لا علمی) کو حِلْم (بُرد باری) سے، بد سُلُو کی کو عَفْو (دُرُگُزر) سے کہ اگر کوئی تیرے ساتھ بُرائی کرے تو مُعاف کر۔ اِس خُصْلت (عادت) کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دُشمن دوستوں کی طرح حُبّت کرنے لگیں گے۔ (خزائنُ العرفان، ص ۸۸۴)

امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی ہماری تربیت کرتے ہوئے، نصیحت کے مدنی پھول عنایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تُو نرمی کو اپنانا جھگڑے مٹانا رہے گا سدا تُو خُشما مدنی ماحول
تُو غُصّے جھڑکنے سے بچنا وگرنہ یہ بدنام ہو گا تیرا مدنی ماحول
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۶۴۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلمان ہوں یا غیر مسلم سبھی اِس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام اچھے اخلاق اور نرمی کی بدولت پھیلا ہے، آج پوری دنیا میں جو ہمیں اسلام کا حَسین گلشنِ لہلہاتا نظر آرہا ہے اس میں نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ کریمہ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تربیت سے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن اور اولیائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے اخلاق اور نرمی کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ آج بھی اچھے اخلاق کی برکتوں سے بے شمار غیر مسلم اسلام کی دولت سے سرفراز ہو رہے ہیں جبکہ شریعوں، صُود خوروں، والدین کے نافرمانوں، بدکاروں، فلمیں ڈرامے دیکھنے اور گانے باجے سننے کے شیدائیوں، فیشن پرستوں، ایک دوسرے کے خُون کے پیاسوں، معاشرے کے ناسور سمجھے جانے والوں، بد عقیدہ لوگوں اور طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا رہنے والوں کی زندگیوں میں حقیقی معنی میں مدنی انقلاب برپا ہونے کا سلسلہ جاری ہے۔ آئیے! اچھے اخلاق

کی برکتوں پر مُشْتَبِل ایک ایمان آفروز حکایت سُنتے ہیں چنانچہ

شرابی کی توبہ

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنا اِمام محمد غزالی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ”اِحْیَاءُ الْعُلُوْم“ میں نقل کرتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا محمد بن زُکَرِیَّا رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ایک بار میں اِبْنِ عَائِشَہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پاس حاضر ہوا، آپ نمازِ مغرب کے بعد مسجد سے گھر کی جانب روانہ ہوئے، راستے میں ایک قُریشی نوجوان نشے میں دُھت نظر آیا، اُس نے ایک عورت کے ساتھ نازیبا حرکت کی، عورت چلائی، لوگ اُس نوجوان پر ٹوٹ پڑے، حضرت سَیِّدُنا اِبْنِ عَائِشَہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اُسے پہچانا اور لوگوں سے چُھڑا کر شَفَقَت کے ساتھ سینے سے لگا لیا، اپنے گھر لائے اور اُسے سُلا دیا۔ جب وہ جاگا تو اُس کا نشہ اُتر چکا تھا۔ اُسے نشے کے دوران ہونے والے قصے اور بیٹائی کا معلوم ہوا تو مارے شرم کے رو پڑا اور جانے لگا۔

حضرت سَیِّدُنا اِبْنِ عَائِشَہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اُسے نہایت نرمی کے ساتھ نیکی کی دعوت دی اور احساسِ دلایا کہ بیٹا! آپ تو قُریشی ہیں، آپ کی خاندانی شرافت مر حبا! یہ تو عُور فرمائیے کہ آپ کس عظیم ہستی کی اولاد ہیں! بیٹا! اللہ پاک سے ڈریئے اور ہمیشہ کے لئے شراب نوشی اور دیگر گناہوں سے توبہ کر لیجئے۔ وہ نوجوان اس پیار بھری نیکی کی دعوت سے پانی پانی ہو گیا (یعنی بہت شرمندہ ہوا) اور اُس نے رور و کر توبہ کی۔ شراب (Wine) اور دیگر گناہوں کے قریب نہ جانے کا عہد کیا۔ آپ نے شَفَقَت سے اُس کا ماتھا چُومنا اور خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔ وہ بے حد متاثر ہوا، آپ کی صُحبت میں رہنے لگا اور احادیثِ مبارکہ لکھنے پر مامور ہو گیا۔ (احیاء العلوم، ۲/۴۱۱ ملقطاً)

آئیے! بارگاہِ رسالت میں فریاد کرتے ہیں:

نعمتِ اخلاق کر دیجے عطا یہ کرم یا مُصْطَفٰے فرمائیے
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۵۱۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے! حضرت سَیِّدُنا اِبْنِ عَاشَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَآئِیْکِی کی دعوت دینے کا انداز کس قدر شاندار تھا اور آپ راہِ حق سے بھولے بھٹکے مسلمانوں کی اصلاح کے مقدّس جذبے سے سرشار تھے چنانچہ جب آپ نے ایک شرابی کو لوگوں سے ہٹا ہوا ملاحظہ فرمایا تو اُسے چھڑوا کر اپنے گھر لائے اور جب اُس کا نشہ اُتر اتنا انتہائی غری سے نصیحتوں کے مدنی پُھول ارشاد فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ آپ کے میٹھے بول، شفقت بھرے انداز اور اچھے اخلاق نے اُس شرابی کے دل پر اس قدر گہرا اثر کیا کہ وہ شراب نوشی اور دیگر گناہوں سے تائب ہو کر حضرت سَیِّدُنا اِبْنِ عَاشَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی صحبت میں رہ کر حدیثِ پاک کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ اگر حضرت سَیِّدُنا اِبْنِ عَاشَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بھی اُس پر ٹوٹ پڑتے اور اُس کی پٹائی میں شریک ہو جاتے، اُس پر سختی فرماتے یا بد اخلاقی سے پیش آتے تو ذرا سوچئے! کیا اس کے بعد اُس شخص پر آپ کی اِنْفِرَادِی کو شیش اور نصیحتوں کا کوئی اثر ہوتا؟ کیا وہ اپنے گناہوں سے باز آجاتا؟ کیا اُس کی اصلاح کا سامان ہو پاتا؟ کیا گناہوں سے سچی توبہ کا ذہن بنتا؟ کیا اُس کی زندگی (Life) میں حقیقی معنی میں مدنی انقلاب برپا ہوتا؟ یقیناً ہر گز نہیں! تو اگر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرے میں سنّتوں کی مدنی بہاریں آجائیں، بُرائی کے اڈے ویران اور مسجدیں آباد ہو جائیں، مدنی قافلوں کی دُھو میں مچ جائیں، مسلمان اللہ کریم اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حقیقی فرمانبرداری اختیار کر کے اس مدنی مقصد کو اپنانے والے بن جائیں کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کو شیش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ“ تو ہمیں چاہئے کہ جو مسلمان نمازوں

اور سُنّتوں سے دُور ہیں یا مختلف گناہوں میں مشغول ہیں انہیں پیار و محبت، نرمی و شفقت کے جامِ پلائیں اور اچھے اخلاق کے ذریعے انہیں مدنی ماحول سے قریب کرنے کی کوشش کریں۔

اچھے بُرے اخلاق کا نتیجہ

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اچھے اخلاق اُجھٹی کو اپنا بنا دیتے ہیں اور بُرے اخلاق اپنوں کو اُجھٹی بنا دیتے ہیں۔ (دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص ۲۶۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کُتبِ احادیث اچھے اخلاق کے فضائل سے مالا مال ہیں۔ آئیے! بطور ترغیب 4 احادیثِ مبارکہ سنئے اور جھومئے:

(1) فرمایا: تم لوگوں کو اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے، لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں خوش کر سکتی ہے۔ (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، ۲۵۳/۶، حدیث: ۸۰۵۴)

(2) فرمایا: قیامت کے دن بندہ مومن کے میزانِ عمل میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی عمل نہیں ہوگا۔ (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی حسن الخلق، ۴۰۳/۳، حدیث: ۲۰۰۹)

(3) فرمایا: ایمان میں زیادہ کامل وہ مومنین ہیں، جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ (ابوداؤد، کتاب السنة، باب الدلیل... الخ، ۲۹۰/۴، حدیث: ۴۶۸۲)

(4) فرمایا: میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے، جن کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔ (ترمذی، کتاب البر والصلة، ما جاء فی معالی

الاخلاق، ۴۰۹/۳، حدیث: ۲۰۲۵)

اَخْلَاقِ ہوں اچھے مرا کردار ہو سَتھرا محبوب کا صَدَقہ تو مجھے نیک بنا دے

(وسائلِ بخشش مَرْتَم، ص ۱۱۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحٰنَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ! مَنا آپ نے کہ اچھے اخلاق کی کیسی برکتیں ہیں کہ اچھے اخلاق سے لوگ خوش ہوتے ہیں، اچھے اخلاق بروزِ قیامت میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزنی ہوں گے، اچھے اخلاق والے کامل مومنین ہیں، اچھے اخلاق والوں کو بروزِ قیامت قُربِ مُصْطَفٰی نصیب ہو گا۔ اچھے اخلاق کے اِس قدر فضائل و برکات سُن کر اُمید ہے کہ ہمارا بھی اچھے اخلاق اپنانے کا ذہن بنا ہو گا مگر سوال یہ ہے کہ اچھے اخلاق سے کیا مراد ہے؟ تو آئیے سنتے ہیں کہ اچھے اخلاق کسے کہتے ہیں؟ چنانچہ

اچھے اخلاق کسے کہتے ہیں؟

ایک شخص نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اچھے اخلاق کے مُتَعَلِّق سوال کیا، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس کے سامنے یہ آیۃِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْجَہْلِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ (پ ۹، الاعراف: ۱۹۹)

امیر المومنین حضرت سیدنا مولیٰ مُشْکِل کُشا، شیرِ خدا اکرام اللہ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: کیا میں اگلوں اور پچھلوں کے بہترین اخلاق کے مُتَعَلِّق تمہاری رہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کی، ضرور اِرشاد فرمائیے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو تمہیں محروم کرے تم اُسے عطا کرو، جو تم پر ظلم کرے تم اسے مُعاف کر دو اور جو تم سے تَعَلُّق

توڑے تم اُس سے تعلق جوڑو۔^(۱)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: خوش مزاجی سے ملاقات کرنا، خوب بھلائی کرنا اور کسی کو تکلیف نہ دینا، اچھے اخلاق میں سے ہے۔^(۲)

ہو اخلاق اچھا ہو کردار سُتھرا مجھے مُتقی تُو بنا یا الہی

(وسائلِ بخشش مرم، ص ۱۰۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اچھے اخلاق کی برکتوں میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ جس کی شخصیت اچھے اخلاق کی خوبی سے آراستہ ہوگی وہ اُسی قدر ترقی کی منزلیں طے کرتا اور خوب فائدے سہیتا ہے۔ اس بات کو یوں سمجھئے کہ بعض دکانداروں کی دکانوں پر گاہکوں کا بے حد رش رہتا ہے اور کثیر لوگ اُن کی دکانوں کا رخ کرتے اور خریداری کرتے ہیں، اُن کی کامیاب دکانداری کا ایک راز یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے گاہکوں سے نہایت اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں، اُنہیں چائے، بسکٹ اور ٹھنڈے مشروبات (Cold Drink) وغیرہ پیش کرتے ہیں، گاہک ایک چیز دکھانے کا مطالبہ کرے تو وہ 10 چیزیں اُس کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اَلْغَرَض گاہک (Customer) کے ساتھ اُن کا اخلاق اس قدر اچھا ہوتا ہے کہ وہ خریداری کئے بغیر نہیں جاتا، بالفرض کوئی گاہک دکان دار کے ساتھ بدسلوکی بھی کر جائے تو دکاندار اُسے خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا ہے اور گاہک نہیں ٹوٹے دیتا۔ اب ذرا ہم اپنا احتساب کریں کہ کیا نئے اسلامی بھائیوں پر انفرادی کوشش کے دوران ہمارا انداز بھی ایسا میٹھا ہوتا ہے؟ کیا اسلامی بھائیوں سے ملاقات کے وقت ہمارے چہرے پر بھی مسکراہٹ ہوتی

^۱... شعب الایمان، باب فی صلة الارحام، ۲۲۱/۶، حدیث: ۷۹۵۶

^۲... ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، ۴۰۴/۳، حدیث: ۲۰۱۲

ہے؟ کیا ہم نیکی کی دعوت دیتے وقت کوئی تحفہ مثلاً مکتبۃ المدینہ کا رسالہ پیش کرتے ہیں؟ کیا ہمارے اخلاق سے مُتاثّر ہو کر بھی آج تک کوئی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو یا کسی بگڑے ہوئے شخص کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی؟ کیا ہم نے کبھی اپنے اوپر سختی کرنے والوں کی سختی کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا یا مَعَاذَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اینٹ کا جواب پتھر سے دے کر نادانی بھرا سُلوک کیا؟ ہمارے اخلاق تو اتنے پیارے ہونے چاہئیں کہ دیکھنے والوں کی زبانوں پر بے ساختہ جاری ہو جائے کہ غلامانِ رَسول کے اخلاق کا یہ عالم ہے تو پھر رَسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق کا عالم کیا ہو گا۔ یاد رکھئے! اچھے اخلاق کی برکتیں صرف بااخلاق لوگوں تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ اولاد کو بھی اس کے فوائد حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ

والد کے اچھے اخلاق کی بدولت بیٹی کی رہائی!

رَسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس قیدیۃِ مطّٰع کے قیدی لائے گئے تو ایک قیدی لڑکی نے کھڑے ہو کر عرض کی: اے محمد (صلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اگر آپ بہتر سمجھیں تو مجھے آزاد فرمادیں اور قبائلِ عَرَب کو مجھ پر نہ ہنسائیں کیونکہ میں اپنی قوم کے سردارِ حاتمِ طائی کی بیٹی ہوں اور بے شک میرا باپ (Father) اپنی قوم کی حمایت کرتا، قیدیوں کو آزاد کرتا، بھوکوں کو سیر کرتا، کھانا کھلاتا، سلام کو عام کرتا اور کسی ضرورت مند کو کبھی واپس نہیں لوٹاتا تھا۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے لڑکی! یہ (تو) سچے ایمان والوں کی صفت (خوبی) ہے۔ اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ہم ضرور اُس کے لئے رحمت کی دعا کرتے۔ (پھر ارشاد فرمایا: اس لڑکی کو آزاد کر دو کیونکہ اس کا باپ اچھے اخلاق کو پسند کرتا تھا اور اللہ کریم بھی اچھے اخلاق کو پسند فرماتا ہے۔ اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہِ قُدَرَت میں میری جان ہے! جنت میں صرف اچھے اخلاق والا ہی داخل ہو گا۔) (نوادراصول، الاصل الثانی والتسعون والمائة،

۷۲/۲، حدیث: ۱۰۰۱ (املتقطاً)

مرے اخلاق اچھے ہوں مرے سب کام اچھے ہوں بنا دو مجھ کو تم پابندِ سنت یا رسول اللہ
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۳۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
12 مَدَنی کاموں میں سے ایک مَدَنی کام ”مدرسۃ المدینہ بالغان“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے کہ ربِّ کریم اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اچھے اخلاق کس قدر پسند ہیں کہ حاتمِ طائی جو ایک غیر مسلم تھا لیکن اُس کے اچھے اخلاق کی وجہ سے اُس کی بیٹی کو غلامی سے نجات مل گئی۔ ذرا سوچئے کہ اب جو مسلمان اچھے اخلاق کی دولت سے مالا مال ہو گا تو اُسے اور اُس کی اولاد کو اس کی کیسی برکتیں نصیب ہوں گی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول ہمیں اچھے اخلاق اپنانے اور اُس پر ہمیشگی اختیار کرنے کا مَدَنی ذمّہ عطا کرتا ہے، لہذا بد اخلاقی سے پیچھا چھڑانے اور اچھے اخلاق کے زیور سے آراستہ ہونے کے لئے 12 مَدَنی کاموں میں مشغول ہو جائیے۔ 12 مَدَنی کاموں میں سے روزانہ کا ایک مَدَنی کام ”مدرسۃ المدینہ بالغان“ میں پڑھنا یا پڑھانا بھی ہے۔

✽ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدرسۃ المدینہ بالغان کی برگت سے دُرست قرآنِ کریم پڑھنا نصیب ہوتا ہے
✽ مدرسۃ المدینہ بالغان نماز، وضو اور غُسل وغیرہ ضروری احکام سیکھنے کا بہترین ذریعہ ہے ✽ مدرسۃ المدینہ بالغان میں حاضری کی برگت سے اچھی صحبت میسر آتی ہے۔ ✽ مدرسۃ المدینہ بالغان کی برگت سے قرآنِ کریم پڑھنے سننے کی سعادت ملتی ہے ✽ مدرسۃ المدینہ بالغان کی برگت سے علمِ دین کی دولت نصیب ہوتی ہے ✽ مدرسۃ المدینہ بالغان کی برگت سے مَدَنی انعامات پر عمل کا جذبہ ملتا ہے ✽ مدرسۃ المدینہ

بالغان کی بَرَکت سے اچھے اخلاق اپنانے کا موقع ملتا ہے ❀ مدرسۃ المدینہ بالغان کی بَرَکت سے مسجد میں بیٹھنے کا ثواب میسر آتا ہے اور مسجد میں بیٹھنا ربِّ کریم کو کس قدر پسند ہے اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیے چنانچہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ پاک اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب لزوم المساجد، ۱۳۵/۲، رقم: ۲۰۳۱)

آئیے! مدرسۃ المدینہ بالغان میں پڑھنے کی بَرَکت پر مُشتَبِل ایک مَدَنی بہار سُنے اور جھومئے، چُناچہ

بد نگاہی کی عادت سے نجات مل گئی

باب المدینہ (کراچی) کے مقیم اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہونے سے پہلے فلمیں ڈرامے دیکھنے، گانے باجے سُنے اور بد نگاہی کرنے کے عادی تھے جبکہ نمازوں کی پابندی کا بھی ذہن نہ تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ اُن کی ملاقات سفید لباس (White dress) زیب تن کیے سبز سبز عمامہ سبائے ایک اسلامی بھائی سے ہوئی، اُنہوں نے اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے اُنہیں مدرسۃ المدینہ (بالغان) میں شرکت کی دعوت دی، اُنہوں نے دعوت قبول کرتے ہوئے مدرسۃ المدینہ (بالغان) میں پڑھنا شروع کر دیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدرسۃ المدینہ (بالغان) کی بَرَکت سے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت اُن کا معمول بن گیا، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے مُرید بھی ہو گئے۔ نمازی اور مسجد میں دَرَس دینے والے بن گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ فلمیں ڈرامے، گانے باجے، بد نگاہی وغیرہ گناہوں کو چھوڑ چکے اور اپنے گھر والوں پر بھی اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے اُنہیں بھی نمازی بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اگر سُنّتیں سیکھنے کا ہے جذبہ تم آجاؤ دیگا سکھا مَدَنی ماحول
بُری صُحبتوں سے کنارہ کشی کر کے اچھوں کے پاس آکے پا مَدَنی ماحول

سنور جائے گی آخرت اِنْ شَاءَ اللہ تم اپنائے رکھو سدا مدنی ماحول
گنہگارو آؤ، سیئہ کارو آؤ گناہوں کو دیگا چھڑا مدنی ماحول
(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۶۴۶ تا ۶۴۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ نے اپنے اخلاق کی بدولت جس طرح بھولے بھٹکے لوگوں کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِصْلَاحِ اُمّت اور نیکی کی دعوت کا یہ مبارک سلسلہ اب بھی جاری و ساری ہے اور آج کے اِس پُر فتن دور میں بھی ایسی کئی نیک ہستیاں اِس دُنیا میں جلوہ گر ہیں کہ جن کے عُمہ اخلاق کی برکت سے بے شمار لوگوں کی اصلاح ہوئی اور غیر مسلموں (Non muslims) نے اسلام قبول کیا۔ انہی ہستیوں میں سے پندرہویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوالبال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذاتِ بابرکات بھی ہے کہ جن کی شب و روز کوششوں اور عُمہ اخلاق کی بدولت کثیر لوگوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ جی ہاں! اس کی مثال اگر اپنی آنکھوں سے دیکھنی ہو تو دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول دیکھ لیجئے، دُنیا بھر کے ہر ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات و مدنی مذاکرہ اجتماعات میں جمع ہونے والے ہزاروں عاشقانِ رسول کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کسی عظیم ہستی کا فیضان ہے، جی ہاں! میں قربان جاؤں، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی کے اخلاقِ کریمہ پر، یہ یقیناً فیضانِ اخلاقِ مصطفیٰ ہے کہ امیرِ اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی کے ہاتھوں ایسے نہ جانے کتنے لوگوں نے گناہوں سے توبہ کی ہے کہ جو کل تک تو معاشرے کے دھتکارے ہوئے کہلاتے تھے، لیکن آج ان کو امیرِ اہلسنت کے دامنِ شفقت نے چھپایا ہوا ہے، آپ کے اعلیٰ حُسنِ اخلاق کی مبارک کرنیں

جب کسی بے نمازی پر پڑیں تو اُسے نہ صرف نمازی بنادیا بلکہ اِمامت کے مُصلّے پر کھڑا کر دیا، جس کو خود دُورست قرآنِ کریم پڑھنا نہیں آتا تھا، آپ کے اعلیٰ حُسنِ اخلاق کی مہک نے اُسے قاری بنا دیا، جو کل تک علمِ دین سیکھنے سے محروم تھا، آپ کے اعلیٰ حُسنِ اخلاق کی خوشبوؤں نے اُس کے ذہن کو بھی معطر و معنبر کیا اور کسی کو مُفتی تو کسی کو شیخ الحدیث بنا دیا۔ جی ہاں! امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی کے اخلاقِ کریمہ کو سلام پیش کرتے ہوئے ایک عالمِ دین نے کیا خوب کہا!!!

مسلمک کا تُو اِمام ہے اِلیاس قادری	تدبیر تیری تام ہے اِلیاس قادری
امریکہ، یورپ، ایشیاء، افریقہ ہر زمیں	کرتی تجھے سلام ہے اِلیاس قادری
فکرِ رضا کو کر دیا عالم پہ آشکار	یہ تیرا اُونچا کام ہے اِلیاس قادری
سنت کی خوشبوؤں سے زمانہ مہک اُٹھا	فیضان تیرا عام ہے اِلیاس قادری
تنہا چلا تُو ساتھ ترے ہو گیا جہاں	میٹھا تیرا کلام ہے اِلیاس قادری
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!	صَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اللہ پاک، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے اعلیٰ اخلاقِ کریمہ کا صدقہ ہمیں بھی نصیب فرمائے، اے کاش! ہماری جھاڑنے کی عادت چھوٹ جائے، نرمی نرمی اور نرمی نصیب ہو اور ہمارا کلام بھی نرم اور میٹھا ہو جائے۔

آئیے! اس ولیِ کامل کے اخلاق سے مُتاثّر ہو کر دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونے والے ایک اسلامی بھائی کی مَدَنی بہار سُنئے اور اس سے حاصل ہونے والے مَدَنی پھولوں کو اپنے دل کے مَدَنی گلہ سَتے میں سجانے کی کوشش کیجئے چُنانچہ

کمالِ ضبط کا مظاہرہ!

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب دعوتِ اسلامی کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع دعوتِ اسلامی کے اولین مدنی مرکز ”گلزارِ حبیب مسجد“ گلستانِ شفیق اوکاڑوی (سولجر بازار) باب المدینہ کراچی میں ہوتا تھا۔ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ اجتماع میں شرکت کے لئے اسلامی بھائیوں کے ساتھ جب سنیا (سنے-ما) گھر کے قریب سے گزرے تو ایک نوجوان جو فلم کا ٹکٹ لینے کی غرض سے تھار میں کھڑا تھا اُس نے (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) بلند آواز سے امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ کو مخاطب کر کے کہا: ”مولانا بڑی اچھی فلم لگی ہے آکر دیکھ لو۔“ اِس سے پہلے کہ آپ کے ہمراہ اسلامی بھائی جذبات میں آکر کچھ کرتے امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ نے بلند آواز سے اُسے سلام کیا اور قریب پہنچ کر بڑی ہی نرمی کے ساتھ اِنفرادی کو شش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیٹا! میں فلمیں نہیں دیکھتا البتہ آپ نے مجھے دعوتِ پیش کی تو میں نے سوچا کہ آپ کو بھی دعوتِ پیش کروں! ابھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گلزارِ حبیب مسجد میں سنتوں بھرا اجتماع ہو گا، آپ سے شرکت کی درخواست ہے، اگر آپ ابھی نہیں آسکتے تو پھر کبھی ضرور تشریف لائیے گا۔ پھر آپ نے اُسے ایک عطر (Perfume) کی شیشی تحفے میں پیش کی۔ چند سالوں بعد امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ کی بارگاہ میں سنتوں کے عامل ایک اسلامی بھائی سبزِ عمامہ سجائے حاضر ہوئے اور کچھ اِس طرح سے عرض کی، حضور! چند سال قبل ایک نوجوان نے آپ کو (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) فلم دیکھنے کی دعوت دی تھی اور آپ نے کمالِ ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناراض ہونے کے بجائے اجتماع میں شرکت کی دعوتِ پیش کی تھی وہ نوجوان میں ہی ہوں۔ میں آپ کے عظیم حُسنِ اخلاق سے بے حد متاثر ہوا اور ایک دن اجتماع میں آگیا، پھر آپ کی نظرِ کرم ہو گئی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں گناہوں سے توبہ کر کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو گیا۔ (تعارفِ امیرِ اہلسنت، ص ۴۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے کہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا اُفرادی کوشش کرنے کا طریقہ بھی کتنا پیارا تھا! اگر آپ اُس نادان کی نامناسب حرکت پر غصے میں آجاتے اور کوئی سخت بات کہہ دیتے تو کبھی بھی ایسے مدنی نتائج برآمد نہ ہوتے، لہذا اگر ہم بھی اصلاحِ اُمت کا درد اپنے سینے میں رکھتے ہیں تو اچھے اخلاق، عاجزی، صبر اور نرمی کو اپنی طبیعت میں شامل کر لیں کیونکہ بُرے اخلاقِ عمل کو بھی خراب کر دیتے ہیں جیسا کہ

نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق گناہ کو اس طرح پگھلا دیتے ہیں جس طرح پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور بُرے اخلاقِ عمل کو ایسے خراب کرتے ہیں جیسے سرکہ شہد (Honey) کو خراب کر دیتا ہے۔ (معجم کبیر، ۱۰/۳۱۹، حدیث: ۱۰۷۷۷)

آئیے! بُرے اخلاق کے چند دینی اور دنیوی نقصانات کے بارے میں سنتے ہیں چنانچہ

بد اخلاقی کے دینی و دنیوی نقصانات

❁ بد اخلاقی نحوست ہے، ❁ بد اخلاقی خود بھی بد عملی ہے اور بہت سی بد عملیوں کا ذریعہ ہے۔
 (مرآۃ المناجیح، ۶/۳۳۶) ❁ جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی سب بد اخلاقی کی شاخیں ہیں۔ (مرآۃ المناجیح، ۶/۳۳۶)
 ❁ بد اخلاقی آپس کے اختلاف کا باعث ہے۔ (احیاء العلوم، ۲/۵۶۹، بتغیر قلیل) ❁ بد اخلاقی آپس میں بغض و حسد اور جدائی پیدا کرتی ہے۔ (احیاء العلوم، ۲/۵۶۹) ❁ بد اخلاقی سے رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پناہ طلب فرمائی۔ (ابوداؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستعاذۃ، ۲/۱۳۰، حدیث: ۵۴۶) ❁ ملخوذاً و مفہوماً ❁ بد اخلاقی و بد زبانی سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے، ❁ بد اخلاقی کے سبب گاہک دکاندار کے پاس آتے ہوئے ہچکچاتے ہیں، ❁ بد اخلاقی بُرا شگون ہے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الباب الثانی... الخ، الجزء ۳، ۲/۷۸۷،

حدیث: (۷۳۴) ❀ بد اخلاقی اگر انسانی شکل میں ہوتی تو وہ (بہت) بُرا آدمی ہوتا۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الفصل الاول، الجزء الثالث، ۳/۲۸۷، حدیث: ۷۳۵۱) ❀ اللہ پاک کے نزدیک سب سے بڑی بُرائی بُرے اخلاق ہیں۔ (جامع الاحادیث، ۲۰۶/۱۹، حدیث: ۱۴۹۲۲ ملخصاً) ❀ بے شک بے حیائی اور بد اخلاقی کا اسلام کی کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں۔ (مسند احمد، مسند البصريين، حدیث ابی عبد الرحمن، ۴۳۱/۷، حدیث: ۲۰۹۹۷) ❀ بد اخلاقی نیکی کی دعوت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، ❀ بد اخلاقی سے بسا اوقات میاں بیوی میں طلاق کی نوبت آ جاتی ہے، ❀ بد اخلاقی کی نحوست سے گھر کا سُکون برباد ہو جاتا ہے ❀ بد اخلاقی کی نحوست سے کوئی عاشق رسول بلکہ پورا خاندان دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے دُور ہو سکتا ہے۔ ❀ بد اخلاقی کی نحوست دو خاندانوں میں جدائی ڈال دیتی ہے۔ ❀ بد اخلاقی کی نحوست قریب ہونے والوں کو دُور کر دیتی ہے ❀ بد اخلاق ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اُس سے بدتر گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، ۳/۲۷۵، حدیث: ۶۰۶۳) ❀ بد اخلاق شخص کو بار بار ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اَلْغَرَضُ بد اخلاقی کثیر بُرائیوں کا مجموعہ اور دُنیا و آخرت میں ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ اللہ کریم سب مسلمانوں کو بُرے اخلاق کی نحوست سے محفوظ فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بھاگتے ہیں سُن لے بد اخلاقِ انساں سے سبھی مُسکرا کر سب سے بلنا دل سے کرنا عاجزی (وسائلِ بخشش مرمم، ص ۶۹۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے بد اخلاقی کے دینی و دنیوی نقصانات کے بارے میں سنا، اے کاش! انہیں سُن کر ہمارے دل میں بھی اس سے نفرت پیدا ہو جائے اور ہمارا توبہ کا ذہن بھی بن جائے۔ آئیے! اب ہم اچھے اخلاق کا پیکر بننے کے لئے 14 طریقے سُن کر اُن پر عمل کی نیت بھی کرتے ہیں:

اچھے اخلاق کی عادت بنانے کے طریقے

(1) اچھے اخلاق کا پیکر بننے کے لئے بارگاہِ الہی میں گڑ گڑائیے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اَشکبار آنکھوں سے بُرے اخلاق سے نجات کی دُعا مانگئے، (2) اچھے اخلاق کے فضائل اور بُرے اخلاق کے نقصانات پر مُشْتَبِلِ احادیث و روایات، واقعات اور اقوالِ بزرگانِ دین کو بار بار پڑھئے اور سنئے، (3) دِن کا اکثر حصّہ خاموشی اختیار کیجئے اور حتی الامکان لکھ کر یا اشارے سے گفتگو کی عادت بنائیے، (4) پابندی کے ساتھ تلاوتِ قرآن مع ترجمہ، قرآن کزُلا یمان اور اس کے ساتھ تفسیر خزانِ العرفان یا نور العرفان یا صراطِ الجنان کا مطالعہ کرنے کا معمول بنالیجئے، (5) بُرے لوگوں کی صحبت سے بچتے رہئے، (6) دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہئے اور 12 مَدَنی کاموں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیجئے، (7) دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماعات اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عِلْم و حکمت سے بھرپور مَدَنی مذاکروں میں پابندی کے ساتھ اوّل تا آخر شرکت کو اپنا معمول بنالیجئے، (8) دعوتِ اسلامی سے وابستہ عاشقانِ رسول کے ہمراہ یکمشت 12 ماہ، ہر 12 ماہ میں 1 ماہ اور عُمر بھر ہر ماہ 3 دن کے مَدَنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکّرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کیجئے، (9) دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے فِیضانِ فَرَضِ عُلوم کورس، کردار ساز کورس یعنی ”اصلاحِ اعمال کورس، 12 مَدَنی کام کورس، فِیضانِ نماز کورس، مَدَنی تربیتی کورس“ کر لیجئے، (10) مَدَنی چینل پر نشر ہونے والے عِلْمِ دین کی خوشبوؤں سے مالا مال مُتَنَفِّس سلسلے دیکھتے رہئے (11) کسی پیرِ کامل کا دامن مضبوطی سے تھام لیجئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ میں پیرِ کامل کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں لہذا ہمیں بھی امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ذریعے مُرید ہو کر غوثِ پاک رَحْمَۃُ

اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے غلاموں میں شامل ہو جانا چاہئے (12) دعوتِ اسلامی کے تحت قائم شعبہ جات میں سے کسی شعبے میں اپنی خدمات پیش کیجئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِنْ طریقوں پر عمل کی برکت سے بُرے اخلاق کا خاتمہ ہو گا اور اچھے اخلاق اپنانے کا ذہن بنے گا۔ (13) رسائل "حُسنِ اخلاق، احترامِ مُسلم اور بیٹھے بول" کا مطالعہ کیجئے۔ (14) اِحیاء العلوم سے "حُسنِ اخلاق کا بیان" کا مطالعہ کیجئے۔

آئیے! ربِّ کریم جَلَّ جَلَّہ کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں:

تُو عطا حِلْم کی بھیج کر دے میرے اخلاق بھی ٹھیک کر دے
تجھ کو فاروق کا واسطہ ہے یاخدا تجھ سے میری دُعا ہے
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۱۳۸)

مجلسِ مَدَنی مذاکرہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی دُنیا بھر میں خدمتِ دین کے کم و بیش 104 شعبہ جات میں سُنّتوں کی دھو میں مچا رہی ہے، جن میں سے ایک شعبہ ”مجلسِ مَدَنی مذاکرہ“ بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسُنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ”عَلَمِ بے شمار خزانوں کا مجموعہ ہے، جن کے خُصُول کا ذَرِیعہ سوال ہے۔“ کے قول کو عملی جامہ پہناتے ہوئے سُوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے، جسے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں ”مَدَنی مذاکرہ“ کہا جاتا ہے۔ عاشقانِ رسول مَدَنی مذاکروں میں عقائد و اعمال، فضائل و مناقب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، سائنس و طب، اخلاقیات و اسلامی مَعْلُومات، معاشی و معاشرتی و تنظیمی معاملات اور دیگر بہت سے مَوْضُوعات

(Topics) کے مُتعلّق مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہمُ العالیہ انہیں حکمت آموز اور عشق رسول میں دُوبے ہوئے جوابات سے نوازتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ”مجلسِ مدنی مذاکرہ“ کے تحت شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہمُ العالیہ کے ان عطا کردہ دلچسپ اور علم و حکمت سے بھرپور مدنی پُھولوں کی خوشبوؤں سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو مہکانے کیلئے ان مدنی مذاکروں کو تحریری رسالوں، وی سی ڈیز (VCDs) اور میموری کارڈز (Memory Cards) کی صورت میں پیش کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُسنِ اخلاق کے فضائل اور بد اخلاقی کی نحوستیں سُن کر یقیناً ہمارا ذہن بنا ہو گا کہ آئندہ ہمیں بھی با اخلاق بننا ہے، بد اخلاقی سے ہمیشہ کے لیے جان چُھڑانے کی کوشش کرنی ہے۔ بد اخلاقی سے بچنے کے چند طریقے بھی ہم نے سُنے، آئیے! ہاتھوں ہاتھ بد اخلاقی سے نجات کی دُعا بھی سُن لیتے ہیں بلکہ ہو سکے تو اس دُعا کو یاد کر لینا چاہئے تاکہ ہم بار بار یہ دُعا مانگتے رہیں اور اس دُعا کی برکت سے ہمیں حُسنِ اخلاق کی دولت نصیب ہو جائے۔ وہ دُعا یہ ہے:

بد اخلاقی سے نجات کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ، وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ۔ (ترمذی، احادیثِ شتی، باب دُعاء ام

سلمہ، ۵/۳۴۰، حدیث: ۳۶۰۲)

ترجمہ: اے اللہ! میں بُرے اخلاق، بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے اچھے اخلاق کی برکتوں کے مُتعلّق سنا کہ

✽ اچھے اخلاق قُربِ مُصطفیٰ کا ذریعہ ہیں، ✽ اچھے اخلاق والے کامل مومن ہیں، ✽ اچھے اخلاق

دل جیتنے کا زبردست نُسخہ ہے، ❀ اچھے اخلاق کی برکت سے گناہوں میں مُبْتَلَا لوگوں کی اصلاح کا سامان ہو جاتا ہے، ❀ اچھے اخلاق کی برکت سے غیر مسلموں کو دِلتِ ایمان نصیب ہوتی ہے، ❀ اچھے اخلاق کی برکت سے دین کا کام خُوب ترقی کرتا ہے، ❀ اچھے اخلاق کی برکت سے دُشمن بھی دوست بن جاتے ہیں، ❀ اچھے اخلاق کی برکت سے اِنفرادی کوشش میں مشکلات پیش نہیں آتیں، ❀ اچھے اخلاق کی برکتیں اولاد کو بھی نصیب ہوتی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بھی اچھے اخلاق کی لازوال دِلت سے مالا مال فرمائے اور بد اخلاقی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اِمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعَادَت حاصل کرتا ہوں۔ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنّت نشان ہے: جس نے میری سُنّت سے مَحَبّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبّت کی وہ جَنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔^(۱)

سُنّتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں نیک ہو جائیں مُسلمان مدینے والے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زُلفوں اور سر کے بالوں وغیرہ کی سُنّتیں اور آداب

آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”163 مدنی پھول“ سے زلفوں اور سر کے بالوں وغیرہ کی سُنّتیں اور آداب سنتے ہیں: ❀ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَبَارَک زُلفیں کبھی نصف (یعنی آدھے) کان مَبَارَک تک تو ❀ کبھی کان مَبَارَک کی لَو تیک اور ❀ بعض اوقات بڑھ جاتیں

^۱... مشکاة الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ۵۵/۱، حدیث: ۷۵۱

تو مبارک شانوں یعنی کندھوں کو جھوم جھوم کر چومنے لگتیں۔ (الشمائل المحمدية، ص ۳۵، ۳۴، ۱۸)۔ ❀

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو ان کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندھتے ہیں یا جوڑے (یعنی عورتوں کی طرح بال کٹھے کر کے گدی کی طرف گانٹھ) بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/۵۸۷) ❀ چھوٹی بچیوں کے بال بھی مردانہ طرز پر نہ کٹوائیے، بچپن ہی سے ان کو لمبے بال رکھنے کا ذہن دیجئے۔ ❀ سنت یہ ہے کہ اگر سر پر بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے (ایضاً) ❀ آج کل قینچی یا مشین کے ذریعے بالوں کو مخصوص طرز پر کاٹ کر کہیں بڑے تو کہیں چھوٹے کر دیئے جاتے ہیں، ایسے بال رکھنا سنت نہیں۔ ❀ وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں اس کے آس پاس کے بال مونڈنا یا اٹکھڑنا بدعت ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، ۵/۳۵۸) ❀ داڑھی یا سر میں مہندی لگا کر سونا نہیں چاہئے۔ ایک حکیم کے بقول اس طرح مہندی لگا کر سوجانے سے سروغیرہ کی گرمی آنکھوں میں اتر آتی ہے جو بینائی کے لئے مُضر یعنی نقصان دہ ہے۔ ❀ مہندی لگانے والے کی مونچھ، نچلے ہونٹ اور داڑھی کے خط کے کنارے کے بالوں کی سفیدی چند ہی دنوں میں ظاہر ہونے لگتی ہے جو کہ دیکھنے میں بھلی معلوم نہیں ہوتی لہذا اگر بار بار ساری داڑھی نہیں بھی رنگ سکتے تو کوشش کر کے ہر چار دن کے بعد کم از کم ان جگہوں پر جہاں جہاں سفیدی نظر آتی ہو تھوڑی تھوڑی مہندی لگا لینی چاہئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی 2 کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات)، 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سنتیں اور آداب“، رسالہ ”163 مدنی پھول“ اور ”101 مدنی

پھول“ ہدیّۃ طلب کیجئے اور بغور ان کا مطالعہ فرمائیے۔ سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھر اسفر بھی ہے۔

خوب خود داریاں، اور خوش اخلاقیوں آئے سیکھ لیں، قافلے میں چلو
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۶۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
 اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
 اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
 اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ
 نَوَیْتُ سُنَّتِ الْعِتِّكَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھاپی یا سو سکتا ہے)

دُرود شریف کی فضیلت

حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: قیامت کے روز اللہ کریم کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، 3 شخص اللہ کریم کے عرش کے سائے میں ہوں گے عرض کی گئی: یا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا (۱) وہ شخص جو میرے امتی کی پریشانی دُور کرے (۲) میری سنت کو زندہ کرنے والا (۳) مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔
 (اَلْبُدُوْرُ السَّافِرَةُ لِلْسُّیُوْطِی، ص ۱۶۹ حدیث ۳۶۳)

اُن پر دُرود جن کو کس بے گساں کہیں اُن پر سلام جن کو خیر بے خبر کی ہے
(حدائق بخشش، ۲۰۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسْلِمَان کی نِیَّت اُس کے عَمَل سے بہتر ہے۔^(۱)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سُننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا ❀ گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اَذْکُرُوا اللہَ تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصَافَحَہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خوف خدا کے سبب کمر ٹوٹ گئی

حضرت سیدنا سفیان ثوری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مَفْتٰی اسلام، بہت بڑے عالم، کثرت سے عبادت کرنے والے اور تقویٰ و خوفِ خدا سے مالا مال تھے، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ 99 ہجری میں عراق کے شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپ علمِ حدیث میں کمال رکھتے تھے، بڑے بڑے علما آپ کے شاگرد تھے۔ آپ نے ساری زندگی دینِ متین کی خدمت فرمائی اور 161 ہجری میں عراق کے شہر بصرہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کی کمر جوانی ہی میں جھک گئی تھی لوگوں نے کئی مرتبہ اس کی وجہ جاننے کی کوشش کی لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، آپ کا ایک شاگرد (Student) کافی عرصہ تک کسی موقع کی تلاش میں رہا کہ وہ آپ سے اس کا سبب دریافت کر سکے، آخر ایک دن اس نے موقع پا کر آپ سے اس بارے میں پوچھ ہی لیا، آپ نے پہلے تو کوئی جواب نہ دیا لیکن پھر اس کے مسلسل اصرار پر فرمایا، میرے ایک استاد جن کا شمار بڑے علماء میں ہوتا تھا اور میں نے ان سے کئی علوم و فنون سیکھے تھے، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھ سے فرمانے لگے، اے سفیان! کیا تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ میں 50 سال تک مخلوقِ خدا کو ربِّ کریم کی اطاعت کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہا، لیکن افسوس! آج جب میری زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے اگر اللہ کریم نے مجھے اپنی بارگاہ سے یہ فرما کر نکال دیا کہ تو میری بارگاہ میں آنے کی اہلیت نہیں رکھتا اپنے اُستاد کی یہ بات سُن کر خوف سے میری کمر لُٹ گئی، جس کے ٹوٹنے کی آواز وہاں موجود لوگوں نے بھی سنی اور میں اپنے ربِّ کریم کے خوف سے آنسو بہاتا رہا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میرے پیشاب میں بھی خون آنے لگا اور میں بیمار ہو گیا جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں ایک غیر مسلم حکیم کے پاس گیا، پہلے تو اسے میری بیماری کا پتہ نہ چل سکا پھر اس نے غور سے میرے چہرے کا جائزہ لیا اور میری نبض دیکھی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا، میرا خیال ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں اس جیسا نوجوان کہیں نہ ہوگا

کہ اس کا جگر خوفِ الہی کی وجہ سے پھٹ چکا ہے۔ (حکایات الصالحین، ص ۴۵)

گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی مرا حشر میں ہو گا کیا یا الہی
تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الہی
گناہوں کے امراض سے نیم جاں ہوں پئے مُرشدی دے شفا یا الہی
(وسائلِ بخشش مَرَم، 105)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے نیک بندوں کے دل ہر وقت خوفِ خدا سے معمور ہوتے ہیں، ان کا اٹھنا، بیٹھنا چلنا پھرنا الغرض زندگی کے شب و روز فکرِ آخرت میں گزرتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ ان کے دل محبتِ الہی سے ایسے معمور ہوتے ہیں کہ وہ صرف ربِّ کریم کی رضا چاہتے ہیں اور ان کے دلوں میں اللہ پاک کا ایسا خوف ہوتا ہے کہ قیامت کا ہوشربا و ہولناک منظر ہر وقت پیشِ نظر رہتا ہے، لیکن افسوس! آج گناہوں کی نحوست کی وجہ سے شاید خوفِ خدا ہمارے دلوں سے رخصت ہو چکا، گویا کہ ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم نہ سدھرے ہیں نہ سدھریں گے قسم کھائی ہے۔ ہمیں ڈرانے کیلئے عذاب پر مشتمل کتنی ہی آیات سنادی جائیں، گناہوں کی وعیدوں پر کتنی ہی حدیثیں بیان کر دی جائیں، گناہگاروں کے عبرت ناک انجام کی حکایات سنادی جائیں لیکن ہم عبرت حاصل نہیں کرتے، ادھر ادھر دیکھ کر لاپرواہی سے سنتے ہیں شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ گناہوں کے سبب ہمارے دل اس قدر زنگ آلود ہو چکے ہیں کہ ہم پر نصیحت (Advice) کی کوئی بات اثر انداز نہیں ہوتی۔ یاد رکھئے! اگر ہم بے خوف ہو کر اپنی زندگی یوں نہیں گناہوں میں بسر کرتے رہے تو ایسا نہ ہو کہ

بروزِ قیامت ہمارا حشر بھی ایسے مجرموں کے ساتھ ہو جنہوں نے اپنی زندگی ربِّ کریم اور اس کے پیا
رے رسولِ عظیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی اور نیک اعمال سے دُور رہ کر گزاری ہوگی، ایسے لوگ
بروزِ قیامت اللہ پاک کی رحمت سے محروم ہوں گے، گناہوں کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں
گے، یہ لوگ قیامت کے دن ادھر ادھر بھاگتے پھریں گے مگر کوئی ان کا حامی و مددگار نہ ہوگا، چنانچہ اس
کیفیت کو پارہ 30 سُورۃ عَبَسَ آیت نمبر 33 تا 37 میں یوں بیان کیا گیا ہے:

فَاِذَا جَاءَتْ الصَّاحَّةُ ۙ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ
مِنْ اَخِيهِ ۙ وَاُمِّهِ وَاَبِيهِ ۙ وَصَاحِبَتِهِ
وَبَنِيهِ ۙ لِكُلِّ اَمْرٍ مِّنْهُمْ يَوْمَ مَيِّدٍ
شَأْنٌ يُّعَذِّبُهُ ۙ

تَرْجَمَہ کنزالایمان: پھر جب آئے گی وہ کان پھلانے
والی چنگھاڑ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور
ماں اور باپ اور جو رو (بیوی) اور بیٹوں سے ان میں
سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے
بس ہے۔

یہاں تک کہ ان مجرموں کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پارہ 16 سورۃ مَرِیمَ آیت نمبر
86 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَنَسُوْا الْمَجْرِمِيْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا ۙ

تَرْجَمَہ کنزالایمان: اور مجرموں کو جہنم کی
طرف ہاتھیں گے پیاسے

ایسے گنہگاروں کو جہنم (Hell) میں دردناک عذاب دیا جائے گا چنانچہ پارہ 11 سورۃ یونس آیت
نمبر 27 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاَتِ جَزَاءُ سَیِّئَةٍ
مِّثْلُهَا ۙ وَتَرٰهُمْ فِيْ ذُلٍّ ۙ مَا لَهُمْ مِّنْ

تَرْجَمَہ کنزالایمان: اور جنہوں نے برائیاں کمائیں تو
برائی کا بدلہ اسی جیسا اور ان پر ذلت چڑھے گی انہیں

اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا گویا ان کے چہروں پر
اندھیری رات کے ٹکڑے چٹھا دیے ہیں وہی دوزخ
والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مِنْ عَاصِمٍ كَاتِبًا غَشِيَتْ وَجُوهُهُمْ
قَطْعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧٥﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو دنیا میں گناہوں میں مبتلا ہو گا
بروزِ قیامت ایسے لوگوں سے ان کے ماں باپ، اولاد، بھائی اور گھرے دوستوں میں سے کوئی بھی ان کا
مددگار نہ ہو گا۔ ایسے بدنصیبوں کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایسے مجرموں (Criminals) کا
اگر ایمان سلامت نہ رہا تو ان کا ٹھکانا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ بنا دیا جائے گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب تو خوابِ غفلت سے بیدار ہو جانا چاہئے اور مرنے کے بعد گناہگاروں
کا حال سُن کر ڈر جانا چاہئے اور پکی سچی توبہ کر کے نیکیوں میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ افسوس صد افسوس
! ہمارے معاشرے میں لوگ دن رات دوسروں کے خوف سے تو چھپ چھپ کر گناہ کرتے ہیں کہ کہیں
میرے دوستوں اور گھر والوں کو نہ معلوم ہو جائے لیکن اُس رَبِّ کریم سے نہیں ڈرتے جو رات کی
تاریکی میں بھی ہمارے حال سے ہر وقت باخبر ہے اور گناہ کرتے وقت ہمیں اس بات کا بھی خوف نہیں
رہتا کہ بروزِ قیامت تمام اہلِ محشر کے سامنے گناہوں سے بھرپور نامہ اعمال پڑھ کر ہمیں سنا پڑے گا جہاں
وہ لوگ بھی ہوں گے کہ دنیا میں جن کے دلوں میں ہماری عزت و اہمیت تھی۔ اے کاش! اس وقت کی بدنامی
اور شرمندگی سے بچنے کیلئے ابھی سے ہمیں خوفِ خدا کی دولت نصیب ہو جائے۔ اے کاش! ہم گناہوں سے
دور رہنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اے کاش! ہم ہر لمحہ نیکیوں میں بسر کرنے والے بن جائیں۔ اے کاش!
قیامت کے ہولناک دن کو ہمیشہ یاد رکھنے والے بن جائیں۔ اگر ہمیں خوفِ خدا کی دولت نصیب ہو جائے
تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے گناہوں سے بچنے کا ذہن بن جائے گا۔ ہمارے بُزرگانِ دین تو

ایسے تھے کہ دن رات نیکوں میں بسر کرتے، ان کے جسم (Body) کا ہر حصہ ربِّ کریم کے خوف اور اس کی محبت سے سرشار رہتا پھر بھی وہ اپنے اعمال کو کافی نہ سمجھتے اور خوفِ خدا سے خوب آنسو بہایا کرتے تھے، چنانچہ

معلوم نہیں میرا ٹھکانا جنت ہو گا یا جہنم!

حضرت سیدنا مالک بن دینار رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مقامِ جبانہ پر حضرت سعدون رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو دیکھا تو ان سے حال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: اے مالک! اس شخص کا حال کیا ہو گا جس کی صبح و شام ایسے طویل سفر میں بسر ہو جس میں کوئی سامانِ سفر اور زادِ راہ موجود نہ ہو اور اُسے بندوں کے درمیان عدل و انصاف فرمانے والے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ زور زور سے رونے لگے، حضرت مالک بن دینار رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں، میں نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی؟ تو فرمایا: میں دنیا کی حرص پر نہیں رو رہا اور نہ ہی موت کے خوف اور مصیبت نے مجھے رُلا یا ہے بلکہ میں تو اپنی زندگی کے اس دن پر رو رہا ہوں جس میں کوئی اچھا عمل نہیں کر سکا، خدا کی قسم! مجھے تو زادِ راہ کی کمی، کامیابی سے دُوری اور دُشوار گزار گھاٹی (Valley) نے رُلا یا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں۔ حضرت مالک بن دینار رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں، میں نے یہ حکمت بھرا کلام سُن کر کہا: لوگ تو آپ کو مجنوں سمجھتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم بھی دنیا والوں کی طرح دھوکے میں مبتلا ہو گئے؟ اگرچہ میرے اندر جنتیوں والی کوئی اور خوبی نہیں لیکن میرے دل، رگوں، گوشت، خون اور ہڈیوں میں اللہ پاک کی محبتِ سرایت کر چکی ہے۔ میں اللہ کریم کی محبت میں گرفتار ہو کر دیوانہ بن گیا ہوں۔ (حدائق الاولیاء، ۲/۲۲۲)

رہوں مَسّت و بے خود میں تیری وِلا میں
پلا جام ایسا پلا یا الہی

(وسائلِ بخشش ص ۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگانِ دین ربِّ کریم کے خوف سے کس قدر گریہ وزاری فرماتے تھے اور دن رات نیکیوں میں مشغول رہنے کے باوجود بھی اپنے اعمال کو کافی نہ سمجھتے تھے، ان نیک لوگوں کی عاجزی و انکساری کی شان بیان کرتے ہوئے کسی نے پنجابی زبان میں کیا خوب کہا ہے:

راتیں زاری کر کر رَوندے، نیند آکھیں دی دھوندے
فجریں او گنہار کہاندے، سب تھیں نیویں ہوندے

(یعنی وہ ایسے نیک بندے ہیں جن کی راتیں گریہ وزاری کرتے گزرتی ہیں، جس کے سبب ان کی نیندیں اڑ جاتی ہیں اس کے باوجود صبح ہوتی ہے تو لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو سب سے بڑھ کر گناہ گار تصور کرتے ہیں۔)

لیکن افسوس! ہماری حالت یہ ہے کہ ایک تو ہم نیک عمل کرتے نہیں اگر کوئی عمل کر بھی لیں تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح لوگ مجھے دیکھ لیں تاکہ میری نیک نامی ہو۔ یاد رکھئے! ریاکاری کے ساتھ کیا جانے والا عمل ہرگز قابلِ قبول نہیں، لہذا ہر نیک عمل سے پہلے اپنی نیت پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیے کہ اُس سے مقصود ربِّ کریم کی رضا ہے یا مال و زر کا حصول یا کوئی اور دُنیاوی فائدہ؟ بد قسمتی سے آج کل ہماری عبادات سے اخلاص رخصت ہو تا جا رہا ہے، نماز پڑھتے ہیں تو اس لئے کہ لوگ ہمیں نمازی کہیں۔ صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو اس لئے کہ لوگوں میں ہماری سخاوت کے چرچے ہوں۔ حج و عمرہ

کرنے کے بعد یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ مجھے حاجی صاحب کہہ کر بلائیں۔ گھر میں بات بات پر جھگڑا کریں لیکن باہر والوں سے حسنِ اخلاق (Politely) سے اس لئے پیش آتے ہیں کہ لوگوں میں بااخلاق مشہور ہو جائیں۔ یاد رکھئے! جن نیک کاموں کو زندگی بھر ہم اپنے لیے توشہ آخرت اور نجات کا ذریعہ سمجھتے رہے ایسا نہ ہو ریاکاری کی وجہ سے یہ سب برباد ہو جائیں اور قیامت کے دن حسرت و ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے۔ آئیے! ریاکاری کی مذمت پر 2 فرامینِ مصطفیٰ سنئے اور اس باطنی مرض سے بچنے کی کوشش بھی کیجئے، چنانچہ

1. ارشاد فرمایا: جنت کی خوشبو پانچ سو (500) برس کی مسافت (یعنی دُوری) سے سُو گھٹی جاسکتی ہے مگر آخرت کے عمل سے دُنیا طلب کرنے والا اُسے نہ پاسکے گا۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الدراء الریاء، ۱۹۰/۲، جز ۳، حدیث: ۷۴۸۹)

2. ارشاد فرمایا: جو شہرت کیلئے عمل کرے گا، اللہ پاک اُسے رُسوا کرے گا، جو دکھاوے کیلئے عمل کرے گا، اللہ پاک اسے عذاب دے گا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، ۴۴/۷، حدیث: ۲۰۷۴۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے کہ ریاکاری کرنے والے بدنصیب کو جنت کی خوشبو بھی نہیں پہنچے گی۔ ایسے بد عمل کو بروز قیامت ذلیل و رُسوا کیا جائے گا اور اسے سخت عذابِ الہی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یاد رہے! ریاکاری سے دنیا میں نیک نامی اور فوائد تو مل سکتے ہیں مگر آخرت میں ایسے عمل کی کوئی جزا نہیں ہوگی۔ لہذا اپنے دل سے لوگوں کی تعریفیں سننے کی خواہش نکال دیجئے۔ ہر وقت قبر و حشر کی ہولناکیوں اور جہنم کی کڑی سزاؤں کو ذہن نشین رکھئے۔ صرف رضائے الہی کیلئے عمل کیجئے اور بُزرگانِ دین کی سیرت کو زندگی کے ہر گوشے میں اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس

کی برکت سے خوفِ خدا کی دولت نصیب ہوگی۔ اللہ پاک کے مقرب بندوں کی عملی حالت بیان کرتے ہوئے ایک بزرگ فرماتے ہیں: وہ لوگ (کثرت سے نیکیاں کرنے کے باوجود اس کی خفیہ تدبیر سے) خوف زدہ رہتے اور تم تفریط (یعنی گناہوں میں ڈوبنے کے باوجود) بے خوف رہتے ہو۔ وہ مبارک ہستیاں نیکیوں کے باوجود رویا کرتی تھیں اور تم بے کار رہ کر بھی ہنستے ہو۔ وہ لوگ بیمار رہنے کے باوجود رات بھر (عبادت کے لئے) شب بیداری کرتے اور تم تندرست ہو کر بھی پڑے سوتے رہتے ہو۔ وہ درست راہ چلا کرتے اور تم غضب کی شاہراہوں پر دوڑتے چلے جا رہے ہو۔ (حداثق الاولیاء، ۲/۲۲۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی آج ہماری عملی حالت بہت خراب ہو چکی ہے، خوفِ خدا ہمارے دلوں سے ختم ہو چکا ہے اور ہم اپنے بزرگوں کے طریقے سے بالکل دُور ہوتے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج عورتوں کی آزادی اور عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کے نعرے نے ہماری نوجوان نسل کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ فیشن پرستی اور بے حیائی اس قدر بڑھ چکی ہے، ہر گلی محلے بلکہ گھر گھر میں بے حیائی کے دل سوز نظارے ہیں، مخلوط تعلیمی (Co-Education) اداروں، ہسپتالوں، دفاتروں اور تفریح گاہوں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط (میل جول) عام ہو چکا ہے، اسی میل جول کے سبب مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آج ہماری نوجوان نسل گرل فرینڈ (Girlfriend) اور بوائے فرینڈ (Boyfriend) کے مَنخوس چکر میں پھنس کر کس طرح اپنی شرم و حیا سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے یہ کسی پر مخفی نہیں، آج ایک باپ اپنی جوان بیٹی کو خود بازاروں کی رونق بناتا ہے، شوہر اپنی بیوی کو بنا سنوار کر لوگوں کی بد نگاہیوں کا ذریعہ بناتا ہے، بھائی ہے تو وہ اپنی بہن کو بے پردگی سے روکنے کیلئے کوشش تک نہیں کرتا۔

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائقِ بخشش، ص ۱۱۱)

شعر کی مختصر وضاحت: اے غافل مسلمان تیرے دن کھیل کود میں بسر ہوتے ہیں اور راتیں تُو یادِ الہی سے غفلت میں گنوا دیتا ہے، نہ تو تجھے خوفِ خدا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور نہ ہی اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شرم و حیا آتی ہے کہ بروزِ محشر انہیں بھی مُنہ دکھانا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پہلے جب یہ نعرہ بلند ہوا کہ مرد و عورت شانہ بشانہ چلیں تو اس کی نحوست نے گھر کی چار دیواری میں محفوظ عورت کو باہر لا کھڑا کیا اور اب مغرب سے چلنے والا یہ جملہ لیڈیز فرسٹ (Ladies First) یعنی ”پہلے خواتین“ ہاں بھی آپہنچا۔ پہلے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا کیا تھا اب ایک قدم آگے پہنچا کر مزید بے باکی و بے حیائی میں اضافہ کر دیا، عورت سمجھی اس جُملے کے ذریعے مجھے عزت دی جا رہی ہے حالانکہ اس جُملے کا مقصد عورتوں کو کسی قسم کی عزت دینا نہیں بلکہ صُنفِ نازک کو بے وقوف بنا کر اس کے حُسن و جمال کو اپنے مالی فَوائد کے حُصول کا ذریعہ بنانا ہے۔ جس کا مظاہرہ فیشن شو، بل بورڈز (Billboards) اور اشتہارات کے ذریعے سرعام ہوتا ہے۔

آج اسلام کے دشمن عورت کی عزت و عصمت کو خراب کرنے کیلئے جھوٹی ہمدردی ظاہر کر کے بے حیائی کو فیشن، بے پردگی کو مساوات، عورت کی عزت کے تحفظ کے بارے میں جو احکام شریعت بیان ہوئے اس کو ”قید“ سمجھ کر، پردے سے مُتعلّق اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کو آزادی اور عورت کو ہوس بھری نگاہوں کی زد پر لانے کو ترقی قرار دے کر عورتوں کے حقوق کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔

یاد رکھئے! ہوس کے ان بچاریوں کی مثال اُن بھوکے بھیڑیوں جیسی ہے جنہوں نے بکریوں کے حق میں جلوس نکالا کہ بکریوں کو آزادی دو، بکریوں کے حقوق مارے جا رہے ہیں، انہیں گھروں میں قید کر کے رکھا گیا ہے۔ یہ سُن کر بہت سی جوان اور جذباتی بکریاں بھیڑیوں کو اپنا ہمدرد سمجھ بیٹھیں اور ان کی بولی بولنے لگیں، ایک عقلمند بوڑھی بکری نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ بھیڑیے ہمارے دشمن ہیں، ان کی باتوں میں مت آؤ! چار دیواری میں تمہیں جو تحفظ حاصل ہے آزادی ملتے ہی اسے شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے مگر نوجوان بکریوں نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنے خیر خواہ کو بد خواہ اور بد خواہوں کو خیر خواہ سمجھ کر آزادی آزادی کے نعرے لگانے شروع کر دیئے، مجبوراً مالک نے انہیں آزاد کر دیا۔ بکریاں بہت خوش ہوئیں اور اُچھلتی کودتی چار دیواری سے باہر بھاگیں مگر یہ کیا! ابھی تو آزادی کی فضا میں کھل کر سانس بھی نہیں لیا تھا کہ بھیڑیوں نے ہلّہ بول کر انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔

سیکھنے کا مدنی پھول: مسلمان خواتین کو چاہئے کہ حقیقت کی عکاسی کرتی ہوئی اس فرضی حکایت کو نظر انداز نہ کریں اور اسلام نے انہیں عزّت و آبرو کی حفاظت کیلئے چادر کی صورت میں جو خیمہ اور چار دیواری کی صورت میں جو قلعہ عطا فرمایا ہے خُدارا! اُسے غنیمت جانیں اور اس قلعہ و خیمہ سے باہر نکلنے اور اپنے ساتھ شانہ بہ شانہ چلنے کی دعوت دینے والے بھیڑیوں کو بکری بن کر اپنا خیر خواہ ہرگز نہ سمجھیں، آج عورتوں کے حقوق کی بات کرنے والے درحقیقت عورتوں تک پہنچنے کی آزادی چاہ رہے ہیں، انہیں عورتوں کے حقوق کی نہیں بلکہ اپنی غلیظ پیاس بُجھانے کی فکر ہے اے کاش! کوئی سمجھے!!!

چادر و چار دیواری کی ضرورت و اہمیت جاننے کے لئے امیر اہل سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی پردے کے موضوع پر لکھی جانے والی انمول اور مایہ ناز کتاب ”پردے کے بارے میں سُوال جواب“ اور مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”فیضانِ سورۃ نور“ خود بھی پڑھئے اور بالخصوص ہمارے گھر کی اسلامی بہنوں

کو ان کا مطالعہ کرنے کا ذہن دیکھئے۔

افسوس صد افسوس! آج ہمارے دفاتروں، بینکوں اور ہسپتالوں غرض جہاں جائیں بالخصوص استقبالیہ (Receptions) پر ماڈرن لڑکیوں کو ہی رکھا جاتا ہے تاکہ لوگوں کی توجہ حاصل کر کے اپنے کاروبار کو ترقی دی جائے، اب تو بے حیائی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ نوجوان عورتوں سے ہاتھ ملانے تک کو بُرا محسوس نہیں کیا جاتا اور بڑی ڈھٹائی اور بے باکی سے یہ کہا جاتا ہے کہ ماڈرن دور ہے سب چلتا ہے۔ ایسے ماڈرن لوگوں کو جھنجھوڑنے، انہیں خوابِ غفلت سے جگانے، فیشن کے نام پر بے ہودگی اور بے حیائی کے سیلاب سے نکالنے اور دل میں خوف پیدا کرنے کیلئے آئیے! فیشن پرستی کی مذمت پر ایک روایت سنئے، چنانچہ

ناجائز فیشن کرنے والوں کا انجام

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (معراج کی رات) میں نے کچھ مردوں کو دیکھا جن کی کھالیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں، میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ جبریل امین (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے بتایا: یہ لوگ ناجائز اشیاء سے زینت حاصل کرتے تھے۔ اور میں نے ایک بدبودار گڑھا دیکھا جس میں شور و غوغا برپا تھا، میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ تو بتایا: یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیاء سے زینت حاصل کرتی تھیں۔ (تاریخ بغداد، ۱/۴۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! لرز اٹھئے! اور رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ فیشن کرتے کرتے ہماری زندگی بھی ختم ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی اللہ نہ کرے ایسا ہو۔ افسوس صد افسوس! فی زمانہ بعض نادان والدین خود اپنے بچوں کو فیشن ایل بنانے کے لئے ایسے اسکولوں،

کالجوں میں تعلیم (Education) دلاتے ہیں جہاں دنیا کی رنگینیوں اور بے حیائیوں کی تعلیم معاذ اللہ اہتمام کے ساتھ دی جاتی ہو، جہاں باقاعدہ میوزک اور ڈانس کی کلاس ہوتی ہو، ایسی گئی گزری سوچ کے مالک بعض نادان اپنی اولاد کو سنتوں بھرے اجتماعات میں جانے، داڑھی رکھنے، نمازیں پڑھنے سے روکتے ہیں کہ ہمارا بچہ مولوی بن جائے گا، سر پر عمامہ باندھ لے گا، رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنے لگے گا، دوسرے مسلمانوں کو نیکی کی دعوت دینے والا بن جائے گا اور ہم پر بھی گناہوں کی ساری پابندیاں لگا دے گا، اس معاشرے میں جہاں ایسے نادان ہیں کہ دین کے معاملے میں اپنے بچوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتے ہیں، وہیں اس فتنوں سے بھرپور دور میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایسے والدین بھی موجود ہیں جو شریعت کے حکم پر اپنا سر جھکا کر ہمت و حوصلے کے ساتھ معاشرے کے طعنوں کو برداشت کرتے ہیں اور اپنی اولاد کی اصلاح اور ان کی اسلامی طریقے سے مدنی تربیت کر کے اپنی اور ان کی آخرت بہتر بنانے کیلئے کوشاں ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان مدنی ذہن رکھنے والوں کی اولاد میں کوئی حافظِ قرآن بنتا ہے، کوئی قاری قرآن بننے کی سعادت پاتا ہے، کوئی نیکی کی دعوت عام کرنے والا مبلغِ دعوتِ اسلامی بنتا ہے، تو کوئی علمِ دین کی روشنی پھیلانے والا عالمِ دین اور مفتی بن کر اُمتِ محبوب کی شرعی رہنمائی کرتا ہے۔ جن ماں باپ کے بچے اس انداز سے دین کی خدمت کر رہے ہوں وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر و انجینئر وغیرہ بنانے کے فوائد (Benefits) محض دنیا تک ہی محدود ہوتے ہیں جبکہ نیک اولاد والدین کی وفات کے بعد بھی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے، چنانچہ

حضرت سیدنا بُرَیْدَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اسے سیکھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن نور کا ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک سورج کی طرح ہوگی اور اس کے والدین

کو دو خُلق پہنائے جائیں گے جن کی قیمت یہ دُنیا ادا نہیں کر سکتی تو وہ پوچھیں گے، ہمیں یہ لباس کیوں پہنائے گئے ہیں؟ ان سے کہا جائے گا: تمہارے بچوں کے قرآن کو تھامنے کے سبب۔ (مستدرک، کتاب فضائل القرآن، باب من قرأ القرآن وتعلمه الخ، رقم: ۲۱۳۲، ۲/۲۷۸) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ پاک ایک نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرمائے گا تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! مجھے یہ مرتبہ کیسے ملا؟ تو اللہ پاک فرمائے گا کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے مغفرت کی دعا مانگی ہے۔

(مشکاة المصابیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، حدیث: ۲۳۵۴، ۱/۴۴۰)

مری آنے والی نسلیں تیرے عشق ہی میں مچلیں انہیں نیک تُو بنانا مدنی مدینے والے!
(وسائل بخشش، ص ۴۲۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ جن کی اولاد نیک اور قرآن و سنت پر عمل کرنے والی اور حافظ قرآن ہوگی انہیں بروز قیامت ایسا قیمتی تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی طرح ہوگی، ایسے خوش نصیبوں کو بیش قیمت (یعنی قیمتی) لباس پہنایا جائے گا۔ جنت میں ان کے درجات بلند کیے جائیں گے۔ لہذا ہمیں خود بھی نیک اعمال کرنے چاہئیں، تلاوت قرآن کریم کا معمول بنانا چاہئے، اپنے دل میں خوفِ خدا پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی اور اپنی اولاد کی مدنی تربیت کرتے ہوئے انہیں بھی ابتدا سے خوفِ خدا کا ذہن دینا ہوگا کہ اگر بچپن ہی سے خوفِ خدا کی دولت نصیب ہوگئی تو زندگی بھر گناہوں کی دلدل میں پھسنے سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں گے۔ آئیے! بچوں میں خوفِ خدا پیدا کرنے کیلئے اس بارے میں ایک ایمان افروز حکایت سنئے، چنانچہ،

حقیقی مَدَنی مَنے کا خوفِ خدا

ایک 4 سالہ حقیقی مَدَنی مُنّا سید زادہ سر بازار زارو قطار رو رہا تھا، کسی صاحب نے اِلِ رسول کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر عرض کی: شہزادے! کیا بات ہے؟ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو حکم فرما دیجئے ابھی حاضر کرتا ہوں۔ یہ سُن کر مَدَنی مَنے کے رونے کی آواز اور بلند ہو گئی اور کہا: چچا جان! اللہ پاک کے غضب اور عذابِ جہنم کے خوف سے دل بیٹھا جا رہا ہے! اُن صاحب نے شفقت سے عرض کی: شہزادے! آپ بہت ہی کمسن ہیں، ابھی سے اتنا خوف کیسا؟ اطمینان رکھئے! بچوں کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یہ سُن کر مَدَنی مَنے کا خوف مزید نمایاں ہو گیا اور روتے ہوئے بولا: چچا جان! میں نے دیکھا ہے کہ بڑی لکڑیاں سُلگانے کیلئے ان کے گرد چھوٹی چھوٹی لکڑیاں (Sticks) چُن دی جاتی ہیں، چھوٹی لکڑیاں جلدی سے آگ پکڑ لیتی ہیں اور ان کی بدولت پھر بڑی لکڑیاں بھی جل اُٹتی ہیں! میں ڈرتا ہوں کہ ابو جہل اور ابو لہب جیسے بڑے بڑے غیر مسلموں کو جہنم میں جلانے کیلئے چھوٹی لکڑیوں کی جگہ کہیں مجھے آگ میں نہ ڈال دیا جائے! (انیس الواعظین ص ۷۵، بتیغ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس نصیحت آموز واقعے کو سُن کر خوفِ خدا سے لرز جائیے کہ وہ ایک چھوٹا سا بچہ ہو کر بھی جہنم کے خوف سے آنسو بہا رہا ہے اور ہم بچپن تو کیا جوانی بلکہ بعض تو بڑھاپے کی اُس منزل پر پہنچ کر بھی گناہوں سے باز نہیں آتے کہ جس کے بعد آخری منزل یعنی قبر کا خوف ناک گڑھا ہے، عذابِ الہی کی وعیدیں سُن کر بھی نہیں گھبراتے، اگر کوئی سُنّتوں کا پیکر اسلامی بھائی ہمیں سمجھائے تو اس کی بات کو بالکل اہمیت نہیں دیتے، بعض تو ایسے منہ پھٹتے ہوتے ہیں کہ بڑی دلیری کے ساتھ اسے یہ کہہ کر

چُپ کر دیتے ہیں کہ مولانا صاحب ہمیں مت سمجھاؤ ہمیں اپنی قبر میں جانا ہے تمہیں اپنی قبر میں، ہمارے ساتھ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ الامان والحفیظ!۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ذرا سوچئے تو سہی ہم کس طرح خود کو جھوٹی تسلی دے رہے ہیں کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا، اگر ہماری بُرائیوں کے سبب قبر (Grave) میں سانپ اور بچھو آگئے تو کیا دیکھا جائے گا؟ ہماری بد اعمالیوں کی وجہ سے قبر میں آگ بھڑکادی گئی تو کیا دیکھا جائے گا؟ مرتے وقت ایمان کی دولت چھین لی گئی تو کیا دیکھا جائے گا؟ گانے باجوں کی نحوست سے کانوں میں اگر پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا گیا تو اس وقت کیا دیکھا جائے گا؟ بد نگاہی کرنے والوں کی آنکھوں میں آگ کی سلائیاں پھیری گئیں تو کیا دیکھا جائے گا؟ آج اگر ہمارے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے، ہاتھ پر چھری لگ جائے یا پاؤں میں ٹھوکر لگ جائے تو مارے درد کے چیخ اُٹھتے ہیں تو پھر جہنم کے عذاب کے بارے میں آخر یہ کیوں کہتے ہیں کہ ”جو ہو گا دیکھا جائے گا“۔ لہذا ”جو ہو گا دیکھا جائے گا“ والی غلط سوچ کو اپنے دل و دماغ سے نکال کر خوابِ غفلت سے بیدار ہو جانا چاہئے، اپنے دل میں ربِّ کریم کا خوف پیدا کرنا ہو گا، کیونکہ خوفِ خدا رکھنے والے اللہ و رسول کے محبوب ہوتے ہیں، خوفِ خدا رکھنے والے گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں، خوفِ خدا رکھنے والے خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں، خوفِ خدا رکھنے والوں سے مخلوقِ خدا محبت کرنے لگتی ہے۔ آئیے! خوفِ خدا کے فضائل پر مشتمل (3) فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنَّے، چنانچہ

- ارشاد فرمایا: اللہ کریم اپنے اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو مَٹَّقِی یعنی پرہیز گار اور اللہ پاک سے ڈرنے والا ہو، لوگوں سے بے پروا ہو اور اپنے گرد لوگوں کی ریل پیل کی خواہش رکھنے والا نہ ہو بلکہ گوشہ نشین ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، الحدیث: ۴۳۲، ص ۱۲۱۲)
- ارشاد فرمایا: اللہ کریم فرمائے گا کہ اُسے آگ سے نکالو، جس نے مجھے کبھی یاد کیا ہو یا کسی مقام میں

میرا خوف کیا ہو۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ۶۹/۱، حدیث: ۷۴۰)

- ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کریم سے ڈرتا ہے، ہر چیز اُس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ کریم کے سوا کسی اور سے ڈرتا ہے تو اللہ کریم اسے ہر شے سے خوف زدہ کرتا ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف۔ الخ، ۷۸، حدیث: ۹۷۴)

12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”بعد فجر مدنی حلقہ“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ پاک کی خُفیہ تدبیر، اس کی بے نیازی، اُس کی ناراضی، اس کی گرفت (پکڑ) اور اس کی طرف سے دیئے جانے والے عذاب سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے توبہ کیجئے اور نیک اعمال کی طرف راغب ہو جائیئے اور توبہ پر استقامت پانے اور نیکیوں کا ذِہن بنانے کیلئے نیک لوگوں کی صحبت حاصل کرنا بے حد ضروری ہے کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا بڑی برکتوں کا باعث ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اچھی صحبت پانے کا بہترین ذریعہ ہے، ہم بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر 12 مدنی کاموں میں عملی طور پر شامل ہوں۔ بعد فجر مدنی حلقے میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ 3 آیاتِ قرآنی کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزان العرفان / تفسیر نور العرفان / تفسیر صراط الجنان، درسِ فیضانِ سنت (4 صفحات) اور آخر میں شجرہ قادریہ، رَضَوِیہ، ضیائیہ، عطاریہ بھی پڑھا اور سنا جاتا ہے، اس کے بعد شجرے کے کچھ نہ کچھ اُرداد و وظائف اور اشراق و چاشت کے نوافل پڑھنے کی بھی ترکیب ہوتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ شجرہ شریف پڑھنے کی بہت برکتیں ہیں کیونکہ اس میں کئی بزرگانِ دین کا ذکرِ خیر موجود ہے، جن کا تذکرہ باعثِ رحمت ہے۔

حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت

نازل ہوتی ہے۔ (حِلْیَةُ الْأَوْلِیَاءِ، ۳۳۵/۷، رقم ۱۰۷۵۰)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بزرگانِ دین کے ذکرِ خیر پر مشتمل اس مبارک شجرے کی برکت سے مُشکلیں حل ہوتیں اور بگڑے کام سنورتے ہیں۔ آئیے! بطورِ ترغیب ایک مدنی بہار سنئے اور جھوٹے، چنانچہ گھریلو جھگڑے ختم ہو گئے

بابُ المدینہ (کراچی) کی ایک اسلامی بہن کے گھر میں ناچاقیوں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ آئے دن لڑائی جھگڑوں کا سلسلہ رہتا جس کی وجہ سے گھر کا سُکون برباد ہو جاتا تھا، وہ اس صورتِ حال سے سخت پریشان تھی، گھر میں امن قائم ہونے کی کوئی راہ دکھائی نہ دیتی تھی۔ اسی دورانِ پیر و مُرشد امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی توجہ سے انہیں شجرہِ عالیہ پڑھنے کا خیال آیا۔ بس پھر کیا تھا! انہوں نے شجرہِ عالیہ کو گھریلو ناچاقیاں دور کرنے کی نیت سے پڑھنا شروع کر دیا۔ شجرہِ عالیہ پڑھنے کی برکت سے ان کے گھر یلو جھگڑے ختم ہو گئے اور گھر امن کا گہوارہ بن گیا۔

مشکلیں حل کر شرِ مُشکل کُشا کے واسطے کر بلائیں رَدِ شہیدِ کربلا کے واسطے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا؟

حضرت سیدِ ناسرُودُیُّ العُجُوع تابعی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ ان کے پاؤں سُوج جایا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر ان کے گھر والوں کو ان پر ترس آتا اور وہ رونے لگتے۔ ایک دن ان کی والدہ نے کہا: میرے بیٹے! تو اپنے کمزور جسم کا خیال کیوں نہیں کرتا؟ اس پر اتنی مشقت کیوں لادتا ہے؟ تجھے اس پر ذرا رحم نہیں آتا؟ کچھ دیر کے لئے آرام کر لیا کرو، کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ صرف تیرے لئے پیدا کی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اور اس میں نہیں جائے گا؟ انہوں نے جواباً عرض کی، امی جان! انسان

کو ہر حال میں مجاہدہ کرنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن دو ہی باتیں ہوں گی، یا تو مجھے بخش دیا جائے گا یا پھر میری پکڑ ہو جائے گی، اگر میری مغفرت ہو گئی تو یہ محض اللہ پاک کا فضل اور اس کی رحمت ہوگی اور اگر میں پکڑا گیا تو یہ اس کا عدل ہوگا، لہذا اب میں آرام نہیں کروں گا اور اپنے نفس کو مارنے کی پوری کوشش کرتا رہوں گا۔ جب ان کی وفات (Death) کا وقت قریب آیا تو انہوں نے گریہ و زاری شروع کر دی۔ لوگوں نے پوچھا: آپ نے تو ساری عمر مجاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری ہے، اب کیوں رو رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیے کہ میں ستر (70) سال تک جس دروازے کو کھٹکھٹاتا رہا، آج اسے کھول دیا جائے گا لیکن یہ نہیں معلوم کہ جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا؟ کاش! میری ماں نے مجھے جنم نہ دیا ہوتا اور مجھے یہ مشقت نہ دیکھنا پڑتی۔ (حکایات الصالحین، ص ۳۶ بتغید)

کاتھکے نہ دُنیا میں پیدا میں ہوا ہوتا قُبْر و حشر کا ہر غم ختم ہو گیا ہوتا
آہ! سَلَبِ ایمان کا خوف کھائے جاتا ہے کاتھکے مری ماں نے ہی نہیں جِنا ہوتا

(وسائلِ بخشش مرم، ص ۱۵۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے کہ ہمارے بزرگانِ دین کا طرزِ زندگی کس قدر شاندار ہوتا کہ یہ حضرات لمبی لمبی نمازیں پڑھنے کے باوجود خوفِ خدا اور خوفِ جہنم کے سبب کس قدر لڑزاں و ترساں رہتے جبکہ ہم اپنے کردار کا جائزہ لیں تو شرم سے پانی پانی ہو جائیں تو کم ہے۔ کیونکہ ہمارا حال تو کچھ ایسا ہے کہ نیکیاں پلے نہیں، نمازوں، تلاوتِ قرآن اور مساجد وغیرہ میں دل نہیں لگتا، سنتوں پر عمل ہوتا نہیں، دوسروں کی اصلاح کے لئے تو گڑھتے ہیں لیکن اپنی اصلاح کی فکر نہیں، گناہوں اور فضول گوئی کی عادت اور بُرے دوستوں کی بیٹھکوں سے جان چھوڑتی نہیں، توبہ کی جانب دل مائل ہوتا نہیں،

موت کی سختیوں، قبر و حشر اور جہنم کے عذابوں سے ڈر لگتا نہیں۔ الغرض ہماری حالت دن بدن بدترین ہوتی جا رہی ہے اور ہم گناہوں کی دلدل میں تیزی سے دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ اے کاش! ہمیں گناہوں کی بیماری سے چھٹکارا مل جائے۔۔۔ اے کاش! ہم ہر لمحہ نیکیوں میں بسر کرنے والے بن جائیں۔۔۔ اے کاش! ہماری آنکھیں ہر وقت خوفِ خدا و عشقِ مصطفیٰ میں رونے والی بن جائیں۔۔۔ اے کاش! ہمیں بھی اپنے بزرگوں کی طرح جہنم کا خوف نصیب ہو جائے۔

یا رب بچا لے تُو مجھے نارِ جحیم سے اُولا د پر بھی بلکہ جہنمِ حرام ہو
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۱۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ پاک کی رَحمتیں بے حد و بے حساب ہیں، اگر کوئی بندہ رَبِّ کریم کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر کے اس کی بارگاہ میں جُھک جائے تو اللہ کریم اس کے گناہوں کو مُعاف فرما کر اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہے کیونکہ اللہ پاک توبہ کرنے والوں کی ساری خُطاؤں کو مُعاف فرما دیتا ہے، توبہ کرنے والوں کو اپنا قُرب نصیب کرتا ہے، توبہ کرنے والوں کو جنت عطا فرماتا ہے، توبہ کرنے والوں کو جہنم سے آزادی عطا فرما دیتا ہے۔ آئیے! توبہ کے فضائل پر مشتمل دو (2) فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنتے ہیں، چنانچہ

❖ ارشاد فرمایا: اگر تم اتنے گناہ کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو اللہ پاک تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد ۴/۲۹۰ حدیث: ۴۲۸۸)

❖ ارشاد فرمایا: اللہ کریم اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے تم میں سے کسی کا اُونٹ جنگل میں گم ہونے کے بعد دوبارہ اسے مل جائے۔ (بخاری کتاب الدعوات ۹۱/۴ حدیث: ۶۳۰۹)

واقعی توبہ ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی انسان سچے دل سے توبہ کرے تو وہ محبوبِ الہی بن جاتا ہے اور اللہ کریم اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور اپنے گنہگار بندے کی توبہ کو قبول فرمالتا ہے۔ چنانچہ

بنی اسرائیل کے نوجوان کی توبہ

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جس نے 20 سال تک اللہ کی عبادت کی، پھر 20 سال تک نافرمانی کی پھر آئینہ دیکھا تو داڑھی میں بال سفید تھے وہ غم زدہ ہو گیا اور کہنے لگا اے میرے مالک! میں نے 20 سال تک تیری عبادت کی اور 20 سال تک تیری نافرمانی کی، اگر میں تیری طرف آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی، اس نے آواز سنی تم نے ہم سے محبت کی ہم نے تم سے محبت کی، پھر تُو نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا تُو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تُو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کریں گے۔ (مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانة والتوبة، ص ۶۲)

کر لے توبہ رُب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

مجلس مدنی انعامات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی دُنیا بھر میں مسلمانوں کو گناہوں سے بچانے اور نیکیوں کی راہ پر لانے کیلئے مصروفِ عمل ہے، اسی مدنی کام کو مزید بڑھانے کیلئے کم و بیش 104 شعبہ جات (Departments) میں نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے کوشاں ہے، انہی شعبہ جات میں سے ایک ”مجلس مدنی انعامات“ بھی ہے، اس مجلس کا بنیادی مقصد اسلامی بھائیوں، اسلامی بہنوں، جامعات المدینہ و مدارس المدینہ کے طلبہ و طالبات کو باعمل بنانا اور انہیں مدنی انعامات پر عمل کی ترغیب دلانا ہے۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کاش! دیگر فرائض و سنن کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں ان مدنی انعامات کو بھی اپنی زندگی کا دَسْتُورُ الْعَمَل بنالیں اور تمام ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی اپنے حلقوں، علاقوں شہروں، گاؤں، گوٹھوں میں ان مدنی انعامات کو عام کریں تاکہ ہر مسلمان اپنی قبر و آخرت کی بہتری کیلئے ان مدنی انعامات کو اخلاص کے ساتھ اپنا کر اللہ کریم کے فضل و کرم سے جَنّتِ الفردوس میں مدنی حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوسی بننے کا عظیم ترین انعام پالے۔ آئیے! ہم سب نیت کرتے ہیں کہ نہ صرف خود مدنی انعامات پر عمل کی کوشش کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی ترغیب دلائیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سچی توبہ کرتے وقت کی دُعا:

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ، وَرَحْمَتُكَ اَرْحٰی عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ

ترجمہ: اے اللہ تیرا عفو و درگزر میرے گناہوں سے بڑھ کر ہے اور مجھے اپنے عمل سے زیادہ

تیری رحمت کی امید ہے۔ (متدرک، ۲/۲۳۸، حدیث: ۲۰۳۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے سنا کہ

✽ اللہ پاک کے نیک بندے خوفِ خدا سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

✽ خوفِ خدا رکھنے والے ربِّ کریم کے محبوب ہیں۔

✽ خوفِ خدا جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔

✽ خوفِ خدا رکھنے والے سے ہر چیز ڈرتی ہے۔

✽ اس کے علاوہ ہم نے سنا کہ ✽ اللہ پاک توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے ✽ ربِّ کریم بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔

اللہ کریم ہمیں بھی خوفِ خدا کی نعمت اور سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (مشکاۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة ج ۱ صفحہ ۱۷۵ حدیث ۱)

سینہ تری سنت کا مدینہ بنے آقا جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

لباس پہننے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے! شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَعْلَیَہِ کے رسالے ”163 مدنی پھول“ سے لباس پہننے کے متعلق مدنی پھول سنتے ہیں۔

تین فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: ✽ جن کی آنکھوں اور لوگوں کے شر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب کوئی کپڑے اتارے تو بِسْمِ اللہ کہہ لے۔ (الْمُعْجَمُ الْأَوْسَط، ۵۹/۲ حدیث ۲۵۰۲)

مشہور مفسر قرآن، حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جیسے دیوار اور پردے لوگوں کی نگاہ کیلئے آڑ بنتے ہیں ایسے ہی یہ اللہ پاک کا ذکر جنّات کی نگاہوں سے آڑ بنے گا کہ جنّات اس (یعنی شرمگاہ) کو دیکھ نہ سکیں گے۔ (مرآۃ المناجیح، ۱/۲۶۸) ❀ جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسٰہِ ہٰذَا وَزَکَّرَہِ فِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلِ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةَ**۔ تو اس کے اگلے پچھلے گناہ مُعاف ہو جائیں گے۔ (شُعَبُ الْاِیْمَان ج ۵ ص ۱۸۱ حدیث ۲۲۸۵) ❀ جو باوجودِ قدرتِ زیب و زینت کا لباس پہننا تو اَضْع (یعنی عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے تو اللہ پاک اس کو کرامت کا حُلّہ پہنائے گا۔ (ابوداؤد ۳/۳۲۶ حدیث: ۴۷۷۸) ❀ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ، رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک لباس اکثر سفید کپڑے کا ہوتا۔ (کَشْفُ الْاِلْتِبَاسِ فِی اسْتِحْبَابِ الْبِیَّاسِ لِلشَّیْخِ عَبْدِ الْحَقِّ الدَّہْلَوِی ص ۳۶) ❀ لباسِ حلال کمائی سے ہو اور جو لباسِ حرام کمائی سے حاصل ہوا ہو، اس میں فرض و نفل کوئی نماز قبول نہیں ہوتی (ایضاً ص ۴۱) ❀ مَنقُول ہے: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا، یا کھڑے ہو کر سر اوپر (یعنی پاجامہ یا شلوار) پہنی تو اللہ اُسے ایسے مَرَض میں مبتلا فرمائے گا جس کی دوا نہیں۔ (ایضاً ص ۳۹) ❀ پہنتے وقت سیدھی طرف سے شروع کیجئے (کہ سنت ہے) مثلاً جب گر تا پہنیں تو پہلے سیدھی آستین میں سیدھا ہاتھ داخل کیجئے پھر اُلٹا ہاتھ اُلٹی آستین میں (ایضاً ص ۴۳) ❀ اِسی طرح پاجامہ پہننے میں پہلے سیدھے پانچے میں سیدھا پاؤں داخل کیجئے اور جب (گُر تا یا پاجامہ) اُتارنے لگیں تو اس کے برعکس (اُلٹ) کیجئے یعنی اُلٹی طرف سے شروع کیجئے دعوتِ اسلامی کے مکتبۃ المدینہ کی 1197 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“ جلد 3 صفحہ 409 پر ہے: سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ (زُدَّ الْمُحْتَار ج ۹ ص ۵۷۹) ❀ سنت یہ ہے کہ مرد کا تہبند یا پاجامہ ٹخنے سے اوپر رہے۔ (مراۃ ج ۶ ص ۹۴) مرد مردانہ اور عورت زنانہ ہی لباس پہنے۔ چھوٹے بچوں اور بچیوں

میں بھی اس بات کا لحاظ رکھئے۔ ❀ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ”بہارِ شریعت“ جلد اول صفحہ 481 پر ہے: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ”عورت“ ہے، یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔

(لَدَرْ مُخْتَلَرْ، رَدُّ الْمُحْتَارِ ج ۲ ص ۹۳)

طرح طرح کی ہزاروں سنیتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 2 کتب 312 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 اور 120 صفحات کی کتاب ”سننیں اور آداب“ اس کے علاوہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت کے 2 رسائل ”101 مدنی پھول“ اور ”163 مدنی پھول“ مکتبۃ المدینہ کے بسترے سے ہدیۃ طلب کیجئے اور پڑھئے سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

مجھ کو جذبہ دے سفر کا کرتار ہوں پروردگار
سنتوں کی تربیت کے قافلے میں بار بار
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۲۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

نَبِیْتُ سُنَّتِ الْعِتَکَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زمِ زم یا دم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھانی یا سو سکتا ہے)

دُرود پاک کی فضیلت

حضرت سیدنا ابی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی کہ میں (سارے ورد، وظیفے چھوڑ دوں گا اور) اپنا سارا وقت دُرود خوانی میں صرف کروں گا، تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ تمہاری فکر میں دور کرنے کے لئے کافی ہو گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ترمذی، ۴/۲۰۷، حدیث: ۲۴۶۵)

کیوں کہوں بے کس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں

تم ہو میں تم پہ فدا تم پہ کروڑوں دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثَوَاب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے

ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”رَبِیۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔^(۱)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچھی نِیَّت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سُننے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا۔ ☆ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا۔ ☆ ضرورتاً سَمٹ سر کر کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ☆ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ☆ صَلَّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ☆ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلَّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عیادت فرمائی

حضرت سَیِّدُنا حصین بن وَحَّاحِ النصارِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا طلحہ بن براء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیمار ہوئے تو اُمِّمْتُ کے غمخوار، مکی مدنی سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی عیادت کیلئے تشریف لائے، حالانکہ سردی کا موسم تھا اور آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے، واپسی پر حضرت طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر والوں سے فرمایا کہ اب ان کا آخری وقت معلوم ہوتا ہے، مجھے خبر کر دینا کہ میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھوں اور ان کی تجہیز (دفن کیلئے تیار کرنے) میں جلدی کرنا۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

محلہ بنی سالم تک پہنچے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے رات شروع ہونے پر اپنے گھر والوں کو وَصِيَّت (Will) کر دی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے دفن کر دینا اور حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ بلانا، مجھے غیر مسلموں سے اندیشہ ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو میرے سبب سے کوئی تکلیف نہ پہنچا دیں، ان کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر ہوئی تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی قبر مبارک پر تشریف لائے، صحابہ کرام نے صف بنائی پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے اللہ پاک! طلحہ سے تیری ملاقات اس حال میں ہو کہ وہ مسکراتے ہوں۔ (المعجم الکبیر، ۴/۲۸، حدیث: ۳۵۵۴، ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے پیارے غمخوار آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سخت سردی کے باوجود اپنے پیارے صحابی حضرت طلحہ بن براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی قبر پر جا کر ان کیلئے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔ لیکن افسوس! فی زمانہ ہم اس پیاری سُنَّت کی ادائیگی میں بھی سُستی کا شکار نظر آتے ہیں، دُنیادی مال و دولت کے حُصُول میں مگن ہو کر ہم یہ بھول گئے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ایک حقیقی مسلمان آپس کے دُکھ درد میں شریک ہوتے ہیں، ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ایک حقیقی مسلمان اپنے بیمار، تنگدست و پریشان حال بھائی کی مدد کرنے والا ہوتا ہے۔ آج ہماری حالت کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ سگے بہن بھائیوں میں مَحَبَّت ختم ہوتی جا رہی ہے، بھائی بستر مرگ پر آخری سانس لے رہا ہوتا ہے اور دوسرا بھائی پُرانے لڑائی جھگڑوں کو بنیاد بنا کر آخری بار اس سے ملنے تک نہیں جاتا، پہلے ہوتا تھا کہ کسی وجہ سے دو میں لڑائی ہو گئی تو تیسرا نرمی سے سمجھا دیتا تھا، چھڑا دیتا تھا مگر بد قسمتی سے سوشل میڈیا کے اِس دور میں اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ دو لڑ رہے ہوں تو تیسرا ویڈیو بنا رہا ہوتا ہے، کسی کا ایکسیڈنٹ (Accident) ہو جائے تو اس کو ہسپتال لے جانے والا کوئی نہیں ہوتا بلکہ بد قسمتی سے گھٹیا ذہنیت کے مالک نادان اُس مریض کا سامان مثلاً موبائل، رقم، زیورات لوٹنے کے چکر میں ہوتے ہیں، کاروباری مصروفیات کے باعث

ہمارے پاس کسی کی عیادت کیلئے وقت نہیں، حالانکہ مریض کے گھر جا کر عیادت کرنا، اس کی دلجوئی کیلئے اس کے پاس بیٹھنا، اس کو نیکی کی دعوت دیتے ہوئے توبہ و استغفار کی ترغیب دلانا اور اس کی صحت کیلئے دعا کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔

تو سارے مریضوں کو اللہ شفا دیدے اچھا ہے فقط وہ جو بیمارِ مدینہ ہے
افسوس مرض بڑھتا جاتا ہے گناہوں کا دے دیجے شفا عرض اے سرکارِ مدینہ ہے

(وسائلِ بخشش مرم، ۴۹۴، ۴۹۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دینِ اسلام نے ہمیں حُسنِ اخلاق کا درس دیتے ہوئے مریض کی دلجوئی اور اس کی غمخواری کیلئے اس کی عیادت کا حکم دیا ہے اور اس کے آداب بھی سکھائے ہیں۔ مریض کی تیمارداری (یعنی عیادت) سے اس کی تکلیف کم تو نہیں ہوتی مگر اس کا دل ضرور خوش ہو جاتا ہے۔ لہذا ہمیں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ اسپتالوں میں، گھروں میں موجود مریضوں کی عیادت کیلئے بھی جانا چاہئے کہ بعض اوقات اسپتالوں میں ایسے دکھیارے مریض بھی ہوتے ہیں جن کی خبر لینے والا کوئی نہیں ہوتا اور وہ بے چارے حسرت بھری نگاہوں سے دوسروں کو دیکھتے ہیں اور زبانِ حال سے گویا یہ کہہ رہے ہوتے ہیں، اے کاش! کوئی ہماری عیادت کیلئے بھی آتا اور ہمارا حال دریافت کرتا۔ کاش! کوئی ہمارے ساتھ بھی ہمدردی سے پیش آتا۔ کاش! کوئی ہماری صحتیابی کیلئے بھی دعائیں کرتا۔ ایسے موقع پر واجب بھی وقت ملے تو اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ایک دن مقرر (Fixed) کر کے ان مریضوں کی عیادت بھی کرنی چاہئے کہ اس سے مدنی انعام نمبر 53 پر بھی عمل ہو جائے گا کہ "کیا آپ نے اس ہفتے کم از کم ایک مریض یا دکھیارے کے گھر یا اسپتال جا کر سنت کے مطابق غمخواری کی؟ اور اس کو تحفہ (خواہ مکتبۃ المدینہ کا

شائع کردہ رسالہ یا پمفلٹ) پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تعویذاتِ عطاریہ کے استعمال کا مشورہ دیا؟ آئیے! مریض کی عیادت پر مشتمل (2) فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سننے اور اخلاص کے ساتھ عمل کی نیت بھی کیجئے۔ چنانچہ

❖ ارشاد فرمایا: جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے یا اللہ پاک کی رضا کیلئے اپنے کسی اسلامی بھائی سے ملنے جاتا ہے تو ایک پکارنے والا اسے مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ خوش ہو جا کیونکہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تُو نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا ہے۔ (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ملجفی زیارۃ الخ، ۴۰۵/۳، حدیث: ۲۰۱۵)

❖ ارشاد فرمایا: جس نے مریض کی عیادت کی اللہ کریم اس پر پچھتر ہزار (75,000) ملائکہ کے ذریعے سایہ فرمائے گا اور اس کے ہر قدم اٹھانے پر اس کیلئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اس کے ہر قدم رکھنے پر اس کا ایک گناہ مٹا دیا جائے گا اور ایک درجہ بلند کیا جائے گا، جب وہ مریض کے ساتھ بیٹھے گا تو رحمت اسے ڈھانپ لے گی اور اپنے گھر واپس آنے تک رحمت اسے ڈھانپنے رکھے گی۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی عیادۃ الخ، ۲/رقم ۱۳، ص ۱۶۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے کہ مسلمان کی عیادت کرنا کس قدر باعثِ فضیلت ہے کہ فرشتہ مریض کی عیادت کرنے والے خوش نصیب کو جنت میں ٹھکانے کی خوشخبری دیتا ہے۔ مریض کی عیادت کرنے والے پر 75 ہزار ملائکہ (یعنی فرشتے) سایہ رحمت کرتے ہیں۔ مریض کی عیادت کرنے والے کے ہر قدم پر اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ مریض کی عیادت کرنے والے پر رحمتِ الہی کی بارش ہوتی ہے۔ لہذا جب کسی بیمار کی عیادت کیلئے جانا ہو تو خیریت پوچھنے کیلئے خندہ پیشانی کیساتھ انتہائی شفقت بھرا ہوجہ اختیار کریں اور اس کی صحت یابی کیلئے دعا بھی کریں کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اُمت کے غنخوار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کسی مریض کی عیادت

کیلئے تشریف لے جاتے تو فرماتے: لَا بَأْسَ طُهُورًا شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ یعنی کوئی حرج کی بات نہیں اِنْ شَاءَ اللَّهُ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة۔ الخ، ۲/۵۰۵، حدیث: ۳۶۱۶)

یہ تڑا جسم جو بیمار ہے تشویش نہ کر یہ مرض تیرے گناہوں کو مٹا جاتا ہے
اصل آفت تو ہے ناراضی رب اکبر اس کو کیوں بھول کے برباد ہوا جاتا ہے
(وسائل بخشش مرم، ص ۴۳۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مریض کی عیادت کرتے وقت فی زمانہ ایسا ماحول بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ عیادت کیلئے آنے والے مریض کی دلجوئی کرنے کے بجائے اس کی پریشانی اور دل آزاری کا باعث بنتے ہیں۔ بعض اوقات مریض کی عیادت کیلئے ایک ساتھ کئی افراد پہنچ جاتے ہیں اور اس کے سر پر کھڑے ہو کر طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں، بلاوجہ بیماری کی تفصیل پوچھتے ہیں، بسا اوقات تو مریض سے اس طرح کے سوالات پوچھے جاتے ہیں کہ جواب میں مریض بیچارہ شاید جھوٹ بھی بول دیتا ہو گا، جی ہاں! امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اُمتِ مسلمہ کی خیر خواہی کی پیش نظر اپنے رسالے "بیمار عابد" میں اس کو بیان فرمایا ہے: آئیے! ہم بھی توجہ کے ساتھ سنتے ہیں تاکہ ہم بھی اگر کسی مریض کی عیادت کرنے والی سُنَّتِ عظیمہ پر عمل کرنے کی سعادت حاصل کریں تو مریض کو جھوٹ بولنے کی آفت میں مبتلا کرنے کا سبب نہ بنیں اور خود مریض کو بھی چاہیے کہ جھوٹ سے کام لینے کے بجائے سچ کا دامن تھامے رہے۔ بسا اوقات جب مریض سے پوچھا جاتا ہے: آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو طبیعت ناساز ہونے کے باوجود اس طرح کے جوابات ملتے ہیں: {۱} ٹھیک ہوں {۲} بہت ٹھیک ہوں {۳} بالکل ٹھیک ہوں {۴} طبیعت فرسٹ کلاس ہے {۵}

اے دن طبیعت ہے {۶} کسی قسم کی تکلیف نہیں {۷} مزے میں ہوں {۸} ذرہ برابر بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے {۹} ایک دم فٹ ہوں۔ اس موقع پر اس طرح کے جوابات جھوٹ میں شمار ہوتے ہیں۔

بسا اوقات عیادت کرنے والے طبی معاملات سے لاعلم ہوتے ہوئے مختلف علاج اور ٹوٹکے اپنانے کا مشورہ (Suggestions) دیتے اور فضول سوالات اور بچوں کے شور شرابے سے مریض کو بیزار کر دیتے ہیں حالانکہ عیادت کرتے وقت مریض کی کیفیت کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے، اگر یہ محسوس ہو جائے کہ ہماری موجودگی مریض کیلئے تکلیف کا سبب بن رہی ہے تو جلد ہی اٹھ جانا چاہئے کہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ مُرَعَةُ النِّقِيَامِ** یعنی بہترین عیادت جلد اٹھ جانا ہے۔ (شعب الایمان، باب فی عیادۃ المریض، فصل فی آداب العیادۃ، ۵۴۲/۶، حدیث: ۹۲۲۱)

لہذا جب بھی مریض کے پاس جائیں تو اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں، ایسی باتیں کریں کہ اس کا حوصلہ بلند ہو اور رحمتِ الہی پر اس کی اُمید مضبوط ہو اور بیماری میں صبر و شکر کرنے کے فضائل بتائیں تاکہ مریض اپنے ربِّ کریم کی طرف سے آنے والی اس آزمائش پر صبر کرتے ہوئے اجر و ثواب کمانے میں کامیاب ہو سکے۔ موقع کی مناسبت سے ہو سکے تو مریض سے اچھی اچھی نیتیں کروائیں، مثلاً صحتیاب ہونے کی صورت میں نمازِ پنجگانہ کی پابندی جماعت کے ساتھ ادا نیگی کروں گا، دورانِ بیماری بھی نماز قضا نہیں ہونے دوں گا، خوب خوب نیکی کی دعوت کی دھو میں چاؤں گا، 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لوں گا، مدنی قافلوں کا مسافر بنوں گا، مدنی انعامات کا عامل بنوں گا وغیرہ۔ کسی مصیبت یا بیماری پر صبر کرنے کے بڑے فضائل ہیں، آئیے! اس سے مُتَعَلِّق 2 فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے۔ چنانچہ

❖ ارشاد فرمایا: جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا

❖ تو اللہ کریم پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔ (المعجم الکبیر، ۱۸/۱، حدیث: ۱۱۴۳۸)
 ارشاد فرمایا: مسلمان کو مرض، پریشانی، رنج، اذیت اور غم میں سے جو مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ
 کاٹا بھی چُجھتا ہے تو اللہ رحمن اس (مصیبت) کو اُس انسان کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (بخاری،
 کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض، ۳/۴، حدیث: ۵۶۴۱)

چشم کرم ہو ایسی کہ مٹ جائے ہر خطا کوئی گناہ مجھ سے نہ شیطاں کرا سکے
 ہے صبر تو خزانہ فردوس بھائیو! عاشق کے لب پہ شکوہ کبھی بھی نہ آسکے
 (وسائل بخشش مرم، ۴۱۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مہلک امراض سے تحفظ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ بیماری میں صبر کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے
 اور بیمار شخص کیلئے کتنی بشارتیں ہیں کہ بیماری کے سبب گناہ معاف ہوتے ہیں، حتیٰ کہ پاؤں میں کاٹا چُجھے تو
 وہ بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ یاد رکھئے! دُنیا کے دیگر مذاہب میں بیماری کو صرف آفت و مصیبت ہی
 سمجھا جاتا ہے جبکہ دین اسلام ایسا پیارا مذہب ہے کہ جہاں صحت و تندرستی کو نعمت قرار دیتا ہے، وہیں
 بیماریوں اور تکلیفوں کو بھی رحمت سے تعبیر کرتا ہے کیونکہ بیماریاں جہاں گناہوں کے بخشوانے کا ذریعہ
 ہیں، وہیں بعض معمولی بیماریاں مہلک امراض سے تحفظ کا ذریعہ بھی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ
 حکیم الامت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

☆ زُکام بیماری نہیں ہے بلکہ دماغی بیماریوں کا علاج ہے۔ اس سے بہت (سے) مرض دفع ہو جاتے

ہیں۔ زُکام والے کو دیوانگی و جنون نہیں ہوتا ☆ جسے کبھی خارش ہو اُسے جُذام و کوڑھ نہیں ہوتا، زکام و خارش میں رب تعالیٰ کی بہت حکمتیں ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۳۹۵)

فقیرِ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیماریوں کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”بیماری سے بظاہر تکلیف پہنچتی ہے لیکن حقیقت میں وہ بہت بڑی نعمت ہے جس سے مومن کو ابدی راحت و آرام کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ اس لئے کہ یہ ظاہری بیماری حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے بشرطیکہ آدمی مومن ہو اور سخت سے سخت بیماری میں صبر و شکر سے کام لے، اگر صبر نہ کرے بلکہ جزع فزع (رونا پیٹنا) کرے تو بیماری سے کوئی معنوی (حقیقی) فائدہ نہ پہنچے گا یعنی ثواب سے محروم رہے گا۔ (انوار الہدیٰ، ص ۱۹۷)

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! جب کوئی بیماری یا تکلیف آئے تو بے صبری اور شکوہ شکایت کرنے، چیخنے چلانے اور ہر ایک کو بتانے سے مرض تو نہیں جاتا بلکہ بذریعہ صبر ملنے والا اجرِ عظیم ضائع ہو جاتا ہے، لہذا بیماری میں صبر کا دامن ہر گز نہیں چھوڑنا چاہئے اور یوں اپنا ذہن بنائیے کہ انسان کی ہمیشہ ایک جیسی حالت نہیں رہتی۔ اگر کوئی بیمار ہوتا ہے تو جلد صحت یاب بھی ہو جاتا ہے، کبھی کوئی غم پہنچتا ہے تو اس کے بعد کئی خوشیاں بھی نصیب ہوتی ہیں، تنگدستی کے بعد خوشحالی بھی اس کا مقدر بنتی ہے لیکن مسلمان کو ہر حال میں صبر و شکر کے ساتھ رِضائے الہی پر راضی رہتے ہوئے زندگی بسر کرنی چاہیے۔ آئیے! اپنے پاک پروردگار جَلَّ جَلالُہ کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں

وہ بچارے کہ بیمار ہیں جو جنّ و جادو سے بیزار ہیں جو

اپنی رحمت سے ان کو شفا کی میرے مولیٰ تو خیرات دیدے

وہ کہ آفات میں مبتلا ہیں جو گرفتار رنج و بلا ہیں
فضل سے ان کو صبر و رضا کی میرے مولیٰ تو خیرات دیدے

(وسائل بخشش مرمم، ص ۱۲۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نزع کے وقت کیا کرنا چاہیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بسا اوقات عیادت کیلئے کسی ایسے مریض کے پاس بھی جانا ہوتا ہے جس میں موت کی علامات پائی جاتی ہیں اور اس پر نزع کا عالم طاری ہوتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ بس کچھ ہی دیر میں اس کی رُوح نکل جائے گی۔ ایسے میں رونے پٹینے کے بجائے صبر سے کام لیتے ہوئے یہ ذہن بنانا چاہئے کہ جو اس دنیا میں آیا ہے، اُسے ایک دن یہاں سے جانا بھی ہے بلکہ اس کی طرح ہمیں بھی ایک دن مرنا ہو گا اور اس کے بعد والے مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

یاد رکھئے! جس پر نزع کا عالم طاری ہو، اس کا ایک ایک لمحہ ہمیں بھی موت کی یاد دلاتا ہے، لیکن ہم اپنی موت کو بھلائے، نہ جانے کونسی ”کل“ کے انتظار میں مطمئن بیٹھے ہیں کہ جس میں گناہوں سے توبہ کریں گے، اپنی بد اعمالیوں کو چھوڑ کر نیکیاں شروع کریں گے، ہر روز اُٹھتے ہوئے جنازے نہ جانے کیوں ہمیں غفلت سے جھنجھوڑ کر نہیں جگاتے۔

حضرت سیدنا منصور بن عمار رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ایک نوجوان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے نوجوان! تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈالے کتنے ہی نوجوان ایسے تھے، جنہوں نے توبہ میں تاخیر کی اور لمبی لمبی اُمیدیں باندھ لیں، موت کو بھلا کر یہ کہتے رہے کہ کل توبہ کر لیں گے، پرسوں توبہ کر لیں گے

یہاں تک کہ اسی غفلت کی حالت میں ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام آگئے اور وہ قبر میں جا پڑے۔ (مکاشفۃ القلوب، باب فی العشق، ص ۳۴)

یاد رکھئے! نزع کا وقت بڑا ہی کٹھن ہوتا ہے، جو اس کیفیت سے گزرتا ہے وہی اس کی سختیوں کو محسوس (Feel) کر سکتا ہے، اگر مُردہ قَبْرِ سے نکل کر دُنیا والوں کو موت کی تکلیف کی کیفیت بتا دے تو ان کی زندگی کا چین و شکون برباد ہو جائے۔ نزع کی سختیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت سیدنا شہداء ابن اَوس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: مومن پر دُنیا و آخرت میں موت سے بڑھ کر کوئی ہولناک چیز نہیں ہے کہ اس کی تکلیف آروں کے چیرنے، قینچیوں کے کاٹنے اور ہانڈیوں میں اُبالے جانے سے بھی بڑھ کر ہے، اگر کوئی مُردہ قَبْرِ سے نکل کر دُنیا والوں کو موت کے بارے میں بتائے تو وہ لوگ زندگی سے کوئی نفع اٹھا سکیں نہ نیند میں کوئی سُکون پائیں۔ (احیاء العلوم، ج ۵ ص ۲۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُنّا آپ نے کہ موت کا جام کیسا کڑوا ہے کہ جو نہ چاہتے ہوئے بھی ہر ایک کو پینا پڑتا ہے۔ نزع کا وقت ایسا نازک ہوتا ہے کہ اس میں ایک طرف تو موت کی یہ مصیبتیں اور دوسری طرف شیطان لعین کے حملے (Attacks)۔ کیونکہ شیطان موت کے وقت ایمان چھیننے کیلئے طرح طرح کے ہتھ کُنڈے استعمال کرتا ہے، حتیٰ کہ ماں باپ کا رُوپ دھار کر بھی بعضوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور غیر مسلموں کو دُرُست ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایسے موقع پر اللہ رَحْمٰن کا جس پر خاص کرم و احسان ہوتا ہے، وہ شیطان کے ہاتھوں اپنا ایمان بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں دین اسلام نے ہمیں ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا کیا حکم دیا ہے اور رُوح نکلنے سے پہلے اور بعد میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، آئیے! اس بارے میں چند اہم (Important) مدنی پھول سنتے ہیں، جن پر عمل کرنا نہ صرف ہمارے لئے بلکہ اس مرنے والے

کیلئے بھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت مفید ثابت ہو گا۔ ہو سکے تو سُننے کے ساتھ ساتھ اس کا تصور یوں باندھیے کہ عنقریب یہ سارا کچھ میرے ساتھ بھی ہونے والا ہے، آج جو کچھ میں کسی مرنے والے کے ساتھ معاملات کر رہا ہوں، بہت جلد مجھے بھی سفر آخرت کی طرف کُوج کرنی ہے، اللہ کرے اس سے پہلے پہلے میری بھی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹ جائے اور میں بھی جیتے جی پکا نمازی بن جاؤں، دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ سُنّتوں کا عامل بن جاؤں، پکی اور سچی توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے، اے کاش! میں سُدھرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ

☆ جب مریض پر موت کی علامتیں ظاہر ہوں تو سُنّت یہ ہے کہ دائیں پہلو پر لٹا کر قبلہ کی طرف مَنہ کر دیں۔ (اس طرح کرنے میں مریض کو تکلیف ہو تو ایسا نہ کریں)۔ ☆ قریبُ المرگ (یعنی مرنے کے قریب) ہو تو اسے تلقین کریں، یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ "مگر اُسے پڑھنے کا حکم نہ کریں۔ ☆ جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں۔ اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخری کلام "لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ہو ☆ تلقین کرنے والا نیک شخص ہو، کیونکہ اس وقت نیک اور پرہیزگار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت مریض کے پاس سورہ یٰسین شریف کی تلاوت کی جائے اور وہاں خوشبو ہونا مستحب ہے۔ ☆ کوشش کی جائے کہ مکان میں کوئی تصویر یا تِٹانہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کیونکہ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں، وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ ☆ جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبرے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ لگا دیں کہ منہ گھلانہ رہے اور آنکھیں بند کر دیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں، اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔ (بہار شریعت، ۸۰۸، ۸۰۷، ۱، ملخصاً)

مرتے وقت کلمہ پڑھنے کی فضیلت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کبھی ایسا موقع آئے کہ ہم اپنے عزیز ورشتہ دار، دوست احباب یا کسی بھی مسلمان کو اس کیفیت میں پائیں تو ان مدنی پھولوں پر عمل کرنے میں ہرگز سستی (Laziness) سے کام نہ لیں کہ ہماری تھوڑی سی توجہ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ مرنے والے کیلئے نجات و مغفرت کا سبب بن سکتی ہے۔ بالخصوص مرنے والے کو کلمہ طیبہ کی تلقین تو ضرور کرنی چاہئے کہ حدیثِ پاک میں مرتے وقت کلمہ پڑھنے والے کیلئے جنت کی بشارت ہے۔

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، ۲۵۵/۳، حدیث: ۳۱۱۶)

حکیم الامت، حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: اگرچہ عمر بھر کلمہ پڑھتا رہا لیکن مرتے وقت کلمہ ضرور پڑھنا چاہئے کہ اس کی برکت سے بخشش ہوگی۔ (مرآۃ المناجیح، ۲/۳۳۶) معلوم ہوا کہ جب بھی کسی مسلمان کا آخری وقت آئے تو اس کے پاس موجود لوگ کلمہ طیبہ پڑھیں، اللہ کا ذکر کریں اور قرآنِ کریم کی تلاوت کریں تاکہ اس کو بھی کلمہ پڑھنا یاد آجائے۔ جن لوگوں کو موت کی سختیوں کے باوجود بھی کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب ہوتا ہے اور اسی حالت میں ان کی رُوح نکل جاتی ہے تو ایسے افراد بڑے ہی خوش نصیب ہوتے ہیں۔

یاد رہے: کسی کے انتقال کے وقت تلقین کرنے کے باوجود بھی اُس نے کلمہ نہ پڑا تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ "اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا"۔

عطاری کے پیارے کا قابلِ رشک وصال

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے مرحوم نگران حاجی محمد مشتاق عطاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَچھ عرصہ بیمار رہے اور اسی بیماری میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آخری وقت میں جو اسلامی بھائی ان کے پاس موجود تھے ان کا کہنا ہے کہ رات کے وقت حاجی محمد مشتاق عطاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی طبیعت بگڑنے اور حالت غیر ہونے لگی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا رُخ قبلہ کی سمت کر دو، چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق آپ کا رُخ قبلہ کی جانب کر دیا گیا۔ آپ آنکھیں بند کئے درود و سلام اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنے لگے۔ کافی دیر تک آپ اسی طرح ذکر و درود میں مصروف رہے۔ پھر بلند آواز سے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھتے پڑھتے آپ پر نزع کا عالم طاری ہوا اور کچھ دیر بعد آپ کی رُوح اس فانی دنیا سے عالمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔

خُدا یا بُرے خاتے سے بچانا
پڑھوں کلمہ جب نکلے دَم یا اِلہی

(وسائلِ بخشش، ص ۱۱۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”ہفتہ وار سُنّتوں بھر اجتماع“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہوں سے بچنے، پابندِ سُنّت بننے اور مسلمان کی دلجوئی کرنے جیسی صفات کو اپنانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اور 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے، 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”ہفتہ وار سُنّتوں بھر اجتماع“ بھی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس مدنی کام کے بے شمار دُنیوی و اُخروی فوائد ہیں مثلاً ☆ ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کی برکت

سے مسجد کی حاضری کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ ☆ ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کی برکت سے مسلمانوں سے ملاقات و سلام کی سُنّت عام ہوتی ہے۔ ☆ ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کی برکت سے علم دین سے مالا مال قیمتی مدنی پھول اُمتِ مسلمہ تک پہنچائے جاتے ہیں۔ ☆ ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع بے نمازیوں کو نمازی بنانے میں بہت معاون ہوتا ہے۔ ☆ ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کی برکت سے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی تشہیر و نیک نامی ہوتی ہے۔ ☆ ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں مانگی جانے والی دُعائیں قبول ہوتی ہیں، اس کے علاوہ صحابہ کرام اور اولیائے کرام کی سیرتِ مبارکہ پر سُنّتوں بھرے بیانات ہوتے ہیں۔ اور جو خوش نصیب عاشقانِ رسول ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرتے ہیں امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ان کو یوں دُعائے مدینہ سے نوازتے ہیں۔

جو پابند ہے اجتماعات کا بھی میں دیتا ہوں اس کو دُعائے مدینہ

آئیے! بطورِ ترغیب ہفتہ وار اجتماع میں حاضری کی ایک مدنی بہار سُنئے اور اجتماع میں پابندی کے ساتھ حاضر ہونے کی نیت کیجئے۔ چنانچہ

اجتماع کی برکت سے نیک بن گیا

مَرَكَزُ الْأَوَّلِیَا (لاہور) کے ایک اسلامی بھائی گناہوں کی وادیوں میں گم تھے، ان کے اسکول کے زمانے میں ایک اسلامی بھائی اَكْثَرَان کے بڑے بھائی سے ملنے آیا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی۔ یہ اُن کی دعوت پر سُنّتوں بھرے اجتماع میں جا پہنچے، انہیں بہت اچھا لگا، لہذا انہوں نے پابندی سے جانا شروع کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے انہوں نے نمازوں کی پابندی شروع کر دی۔ عمامہ شریف بھی سجالیا، جس پر گھر کے بعض افراد نے

سختی کے ساتھ مخالفت کی مگر مدنی ماحول کی کشش اور عاشقانِ رسول کا حُسنِ سلوک انہیں دعوتِ اسلامی سے مزید قریب تر کرتا چلا گیا، مکتبۃ المدینہ سے جاری ہونے والے سنتوں بھرے بیانات کی کیٹیں سننے سے ڈھارس بندھی اور حوصلہ ملتا چلا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَہِمْتَہ اَہِمْتَہ ان کے گھر کے اندر بھی مدنی ماحول بن گیا۔

اے بیمارِ عِصیاں تُو آجا یہاں پر گناہوں کی دیگا دوا مدنی ماحول
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۶۳۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میت پر نوحہ کرنا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو بسا اوقات اس موقع پر کئی خلافِ شریعت کاموں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، جن میں سے ایک نوحہ کرنا یعنی میت کے اوصاف (خوبیاں) مبالغہ کے ساتھ (خوب بڑھا چڑھا کر) بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین (بھی) کہتے ہیں، یہ بالاجماع حرام ہے۔ یوہیں واویلا، ہائے مصیبت کہہ کر چلانا گر بیان پھاڑنا، مونہ (منہ) نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام۔ آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۱/ ۸۵۵، ۸۵۴، بتغیر قلیل)

میت پر رونے میں بسا اوقات تو بے صبری کی انتہا ہو جاتی ہے اور اللہ پاک کی ذات سے شکوے شکایات کرتے ہوئے کفریات تک بھی بک دیئے جاتے ہیں، جس سے بندے کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

3 دن سے زیادہ سوگ منانا

میت کے موقع پر خلافِ شریعت کاموں میں سے ایک کام 3 دن سے زیادہ عرصے تک سوگ منانا بھی ہے جو کہ حرام ہے۔ اسلام سے پہلے عرب میں بیوہ عورت شوہر کے انتقال کے بعد ایک سال تک بُرے مکان بُرے لباس میں رہتی اور تمام گھر والوں سے علیحدگی اختیار کرتی تھی۔ (مرآۃ المناجیح، ۵/۱۵۱) اور یوں ایک سال تک سوگ کیا کرتی تھی۔ لیکن اسلام کے بعد تاجدارِ انبیاء، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شوہر کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کے (انتقال پر) سوگ کیلئے تین (3) دن مقرر فرمائے۔ (صحابہ گرام کا عشق رسول، ص ۲۳۰) جبکہ بیوی اپنے شوہر کی وفات پر عَدَّت کی مدت چار مہینے 10 دن تک سوگ میں رہے گی۔ اَلْبَتَّہ کسی قریبی (رشتہ دار) کے مرجانے پر عورت کو تین دن (3) تک سوگ کرنے کی اجازت ہے اس سے زائد کی (اجازت) نہیں۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۳)

جب رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دَوْرِ جاہلیت کے اس طریقے کو ختم فرمایا تو صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان پر عمل کرنا شروع کر دیا اور یہ غلط رسم دَم توڑ گئی۔ چنانچہ جب حضرت سَیِّدَتُنَا زینب بنتِ جَحْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بھائی کا انتقال ہو گیا، تو انہوں نے خوشبو منگوا کر لگائی اور کہا کہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی، لیکن میں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ کسی مُسلمان عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ کرے مگر شوہر کے انتقال پر 4 ماہ 10 دن۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب احداث المتوفی عنہا زوجہا، ج ۲، ص ۴۲۲، حدیث: ۲۲۹۹)

اسی طرح جب اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد (حضرت اَبُو سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کا انتقال ہوا تو انہوں نے اپنے رُخساروں پر خوشبو لگائی اور کہا مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کی تعمیل مَقْصُود تھی۔ (ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب احداث المتوفی عنہا زوجہا، ج ۲، ص ۴۲۲، الحدیث: ۲۲۹۹)

سرد خانے میں رکھوانا

کسی کے فوت ہونے پر خلافِ شریعت کاموں میں سے ایک رواج یہ بھی عام ہوتا جا رہا ہے کہ میت کے بیٹے وغیرہ شہر یا ملک سے باہر ہوں تو یہ سوچ کر ان کا انتظار (Wait) کیا جاتا ہے کہ اگر بیٹا جنازے میں شریک نہیں ہو گا تو جنازہ کیسے ہو گا؟ لوگ کیا کہیں گے، اولاد اتنی بے وفائی ہے کہ باپ کے جنازے میں بھی شامل نہیں ہوا، لہذا اس کو پہنچنے دو، حالانکہ اس وقت دیگر بیٹے، بیٹیاں، بہن بھائی سب گھر میں موجود ہوتے ہیں اور اس آنے والے کو چھٹیاں نہ ملنے، یا گاڑی / فلائٹ وغیرہ لیٹ ہو جانے کی وجہ سے کافی تاخیر ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں پیچارے مُردے پر جو ظلم کیا جاتا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اس بے بس میت کے جسم کو خراب ہونے سے بچانے کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ اسے کولڈ اسٹوریج (سرد خانے) میں رکھوا دیا جاتا ہے، جس سے وہ لاش (Dead body) برف بن جاتی ہے اور مُردے کو اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ جب وہ زندہ تھا اور اسے کوئی تکلیف پہنچتی تو سب گھر والے بے چین ہو جاتے تھے، اس کی بیماری میں ساری ساری رات جاگ کر اس کے سر ہانے بیٹھ کر گزار دیا کرتے تھے۔ اسے کوئی کانٹا چُبھتا تو اس کی تکلیف خود محسوس کرتے تھے، لیکن مرنے کے بعد اس کی ساری محبتوں کو فراموش کر کے نہ جانے پیچارے کو کس طرح سرد خانے میں رکھوانے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

غسل کے وقت مُردے کو تکلیف دینا

ایسے ہی جب غسل دینے کا مرحلہ آتا ہے تو علمِ دین سے محرومی یا مُردے سے بے جا خوف کی بنا پر میت کے گھروالوں میں سے کوئی غسل دینے کیلئے تیار نہیں ہوتا تو پھر کوئی ایسا شخص غسل دینے کیلئے آگے

بڑھ جاتا ہے جو سنتوں اور آداب سے ناواقف ہوتا ہے اور بڑی بے دردی کے ساتھ میت کو غسل دے کر چلتا بیٹتا ہے حالانکہ مُردے کو غسل دیتے وقت بہت احتیاط اور نرمی کرنی چاہیے۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ مرنے والا ہر چیز کو جانتا ہے حتیٰ کہ غسل (یعنی غسل دینے والے) سے کہتا ہے کہ تجھے خدائے رحمن کی قسم ہے تُو غسل میں میرے ساتھ نرمی کر۔ (شرح الصدور، ص ۹۵)

غسل دینے کے لیے غسل بھی اب آ چکا
غسل میت ہو رہا ہے اور کفن تیار ہے
یا نبی پانی سے سارا جسم میرا دُھل گیا
نامہ اعمال کو بھی غسل اب درکار ہے
(وسائل بخشش مُرثَم، ص 479)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنے گھر کی میت کو ہم خود ہی سُنّت کے مطابق غسل و کفن دیتے مگر افسوس! ہم نے تو اپنا مستقبل بہتر بنانے اور اعلیٰ دُنیاوی تعلیم حاصل کرنے پر ہی توجہ دی اور علم دین سے محروم رہے، سوشل میڈیا (Social Media) کے غلط استعمال (Missuse) میں ہی اپنا قیمتی وقت برباد کیا، مختلف ایپلی کیشنز (Applications) چلانا تو سیکھ لیا مگر علم دین نہ سیکھا، گاہک کو خراب مال کیسے تھما نا ہے، یہ تو سیکھ لیا مگر نماز پڑھنا نہ سیکھا، دُنوی جاہ و منصب پانے کے لیے بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں لاکھوں روپے تو خرچ کر دیے مگر قرآن کریم پڑھنا نہ سیکھا، اسی طرح غور کرتے جائیں، کیا کیا سیکھا اور کیا نہ سیکھا!!! آج اپنے ماں باپ، بہن بھائی یا قریبی رشتہ داروں کا

جنازہ نہیں پڑھا سکتے، سنت کے مطابق ان کے کفن و دفن کی ترکیب نہیں کر سکتے، قرآن پاک پڑھ کر انہیں ایصالِ ثواب نہیں کر پاتے، کیوں کہ یہ سارا کچھ آتا ہو تو ہم کر سکتے، ہمیں تو بس یہ پتا تھا کہ کسی کے انتقال پر پیسے دے کر مُردے کو غُسل کروالیا جاتا ہے، مسجد کے امام صاحب جنازہ پڑھا دیتے ہیں، میت کے دوست احباب تدفین بھی کر دیتے ہیں، اس لیے ہمیں اس سے کیا!!!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوش کیجئے آج وقت ہے ہم خود بھی علم دین سیکھیں اور اپنی اولاد کو بھی دینی مسائل سکھائیں، نیک اعمال کی ترغیب کے ساتھ ساتھ گناہوں سے نفرت دلائیں۔ اس کی برکت سے علم دین کا ڈھیروں خزانہ ہاتھ آئے گا اور اگر ہماری اولاد نیک بن گئی تو مرنے کے بعد ہمارے لیے ثواب جاریہ کا ذخیرہ ہو جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کتاب کا تعارف!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تجھیز و تکفین کے مسائل کی معلومات حاصل کرنے کیلئے آج ہی مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”تجھیز و تکفین کا طریقہ“ حاصل کیجئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کتاب میں مریض کی عیادت اور وقتِ نزع سے لیکر تجھیز و تکفین اور تدفین کے بارے میں ڈھیروں ڈھیر معلومات موجود ہیں۔ آج ہی اس کتاب کو مکتبۃ المدینہ سے ہدیہ طلب کیجئے، خود بھی اس کا مطالعہ کیجئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس کے مطالعہ کی ترغیب دلائیے، اس کتاب کو دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے پڑھا بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

مجلس تجھیز و تکفین کا تعارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے 104 شعبہ جات (Departments) میں سے ایک شعبہ "مجلس

تجہیز و تکفین" بھی ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو غسل و کفن سے متعلق اہم شرعی مسائل سے آگاہ کرنا، مجلس کے اسلامی بھائیوں کی وقتاً فوقتاً مدنی تربیت کرنا، تربیت یافتہ اسلامی بھائیوں کا مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے ہوئے مُردے کے غسل و کفن کا اہتمام کرنا اور لواحقین کو صبر کی تلقین کرنا ہے۔ کسی کے انتقال پر اپنے علاقے میں مجلس تجہیز و تکفین سے متعلقہ اسلامی بھائیوں سے رابطہ کر کے میت کے غسل و کفن کی ترکیب بنائی جاسکتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قبر کیسی ہونی چاہیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دین سے دُوری کے باعث آج کل میت کو دفناتے وقت بھی خلاف سُنّت طریقے پر قبر کھودی جاتی ہے قبرستانوں میں ایک ڈیڑھ فٹ کھدائی کرنے کے بعد اس میں بلاک کی دیوار اٹھا کر قبر بنادی جاتی ہے اور قبر کا اکثر حصہ زمین کے اوپر ہوتا ہے یہ طریقہ غلط ہے ☆ سُنّت یہ ہے کہ قبر گہری کھودی جائے، قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کے اور گہرائی نصف قد کے اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۴) ☆ قبر دو قسم کی ہوتی ہیں، (۱) لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور (۲) صندوق جو عموماً رائج ہے، لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔ (الفتاویٰ الہنیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۵) ☆ قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا جائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔ (ردالمختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۴) ☆ میت کو کسی لکڑی کے صندوق میں رکھ کر دفن کرنا مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶ و الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، ج ۳، ص ۱۶۵، وغیرہما) ☆ اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سُنّت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگا دیں اور اوپر مٹی کی لپائی کر دیں تاکہ اندر کا حصّہ لحد کی طرح ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نرم ہو تو مٹی بچھا دینا سُنّت ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۵) ☆ قبر کے اس حصّہ جو مِیت کے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶، وغیرہ) ☆ ممکن ہو تو اندرونی تختوں پر یسین شریف، سورۃ ملک اور دُرُودِ تاج پڑھ کر دم کر دیا جائے۔ (مدنی وصیت نامہ، ص ۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صالحین کے قرب کی برکتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ممکن ہو تو اپنے مرحومین کی تدفین نیک لوگوں کے قرب میں کرنی چاہئے کہ ان کی برکت سے مُردوں پر بھی کرم ہوتا ہے، وہ عذابِ الہی سے امن میں رہتے ہیں اور ان پر رحمتِ الہی کی چھماچھم برسات ہوتی ہے اور حدیثِ پاک میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے، چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَدْفِنُوْا مَوْتَا کُمْ وَ سَطُّ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ، اپنے مُردوں کو نیکیوں کے درمیان دفن کرو۔ (کنز العمال، ۲۵۴/۸، الجزء الخامس عشر، الحدیث: ۴۲۳۶۴)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (مردے کو) صالحین کے قریب دفن کرنا چاہئے کہ ان کے قرب کی برکت اسے شامل ہوتی ہے، اگر مَعَاذَ اللہ مستحق عذاب بھی ہوتا ہے

تو وہ شفاعت کرتے ہیں، وہ رحمت کہ اُن پر نازل ہوتی ہے اسے بھی گھیر لیتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۹/۳۸۵)

لہذا اگر اللہ پاک کے کسی نیک بندے کے قُرب میں آسانی سے جگہ مل جائے تو اپنے مُردوں کو وہیں دفن کرنا چاہئے۔ جب اولیائے کرام کی اتنی عظمت و فضیلت ہے کہ ان کے قُرب میں دفن ہونے والا عذابِ الہی سے محفوظ ہو جاتا ہے تو پھر تمام اولیاءِ انبیاء کے سردار، حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قُرب یعنی جنت البقیع میں مدفون مسلمانوں کی شان و عظمت کیا ہوگی۔

اللہ کریم ہمیں مدینہ طیبہ میں ایمان و عافیت کے ساتھ شہادت اور جَنَّتِ البقیع میں مدفون اور جنت الفردوس میں اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ اَلْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں مدفون مرا محبوب کے قدموں میں بنادے
اللہ کرم اتنا گنہ گار پہ فرما جنت میں پڑوسی مرے آقا کا بنادے
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۱۱۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

مُردوں کو ایصالِ ثواب سے فائدہ پہنچائیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُردے کی تدفین کے بعد اس کیلئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا مرحلہ آتا ہے جو تا قیامت جاری رہتا ہے اور مُردہ ہمیشہ اپنے گھر والوں کے ایصالِ ثواب کا منتظر رہتا ہے کیونکہ جب تک وہ زندہ تھا تو اس کے والدین، بہن بھائی اور دوست و احباب وغیرہ موجود اس کے ہر دُکھ درد اور آزمائشوں میں اس کے ساتھ ساتھ رہتے اور اس کا غم ہلکا کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر جب یہ سب کو چھوڑ کر تنگ و تاریک قبر میں آیا تو نہ والدین اس کے ساتھ ہیں، نہ بہن بھائی، نہ اہل و عیال حتیٰ کہ اس کے دوست احباب بھی اس سے چھوٹ گئے اور یہ قبر میں اکیلا رہ گیا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے فوت شدہ مسلمان بھائی کے ساتھ خیر خواہی کریں قبر کی تنہائی میں اسے خوشی مہیا کریں، اس کی راحت کا سامان کریں تو اس کیلئے خوب خوب دُعاے مغفرت اور ایصالِ ثواب کے تحفے پیش کریں کہ ایصالِ ثواب سے مُردے کو خوشی ہوتی ہے اور اس پر رحمتِ الہی کی برسات ہوتی ہے اور مُردوں کو اپنے زندہ رشتہ داروں کی طرف سے ایصالِ ثواب کا شدت سے انتظار رہتا ہے، چنانچہ رسولِ خدا، حبیبِ کبریا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قبر میں مُردے کا حال دُوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے جو شدت سے انتظار کرتا ہے کہ والدین یا بیٹا کسی دوست کی دُعا اس کو پہنچے اور جب کسی کی دُعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ پاک قبر والوں کو ان کے زندہ مُتعلّقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے، زندوں کا تحفہ مُردوں کے لئے ”دُعاے مغفرت کرنا“ اور ان کی طرف سے ”صدقہ کرنا“ ہے۔

(فردوس الاخبار، ۳۳۶/۲، حدیث: ۶۶۶۳)

بھجیو اے بھائیو مجھے تحفہ ثواب کا دیکھوں نہ کاش قبر میں، میں منہ عذاب کا ایصالِ ثواب سے متعلق مزید معلومات کیلئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ“ مکتبۃ المدینہ سے ہدیہ حاصل کر کے خود بھی مطالعہ (Study) کیجئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی تحفہ پیش کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے مرض سے قبر تک چند اہم مدنی پھول سننے کی سعادت حاصل

کی، ہم نے سنا کہ

- ❖ مریض کی عیادت کرنے کے لئے جانا یا رے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّتِ مبارکہ ہے۔
- ❖ مریض کی عیادت کرنے والے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔
- ❖ مریض کو عیادت کرنے والے کی باتوں سے تکلیف ہو تو جلدی اٹھ جانا چاہیے۔
- ❖ نزع کے وقت مریض کے پاس قرآنِ کریم کی تلاوت کرنی چاہئے۔

- ❖ مریض کے پاس بیٹھ کر ذکر اللہ کا ورد اور کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔
 - ❖ غسل دیتے وقت نرمی نہ کرنا اور میت کو سرد خانے میں رکھوانا مردے کیلئے باعثِ تکلیف عمل ہیں۔
 - ❖ مرنے کے بعد اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرتے ہوئے ایصالِ ثواب کرنے سے نہ صرف ہماری نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ مرنے والے کو بھی اس کے فوائد (Benefits) حاصل ہوتے ہیں۔
- اللہ کریم ہمیں ان مدنی پھولوں کو یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فوت شدہ مسلمانوں کی بخشش کی دعا:

اللَّهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ: اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کیلئے کوئی کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! بیشک تو نہایت مہربان، بہت رحمت والا ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت، چند سنسنیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ رسول پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔^(۱)

۱۔۔۔ مشکاة الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ۵۵/۱، حدیث: ۷۵۱

سُنّتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں
نیک ہو جائیں مُسلمان مدینے والے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عیادت کرنے کے مدنی پھول

”عیادت کرنا رسول پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّتِ مُبارکہ ہے آئیے! اس بارے میں چند مدنی پھول سنئے۔ ☆ 2 فرمیں مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: {۱} عُوْدُوْا الْمَرِیض یعنی مریض کی عیادت کرو (الادب المفرد، ص ۱۳۷، حدیث ۵۱۸) {۲} جس نے اچھے طریقے سے وُضُو کیا پھر اپنے مسلمان بھائی کی ثواب کی نیت سے عیادت کی تو اسے جہنم سے 70 سال کے فاصلے تک دور کر دیا جائیگا (ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۸ حدیث ۳۰۹۷) ☆ مریض کی عیادت کرنا سُنّت ہے اگر معلوم ہے کہ عیادت کیلئے جانے سے اُس بیمار پر گراں (یعنی ناگوار) گزرے گا، ایسی حالت میں عیادت کیلئے مت جائیے (بہار شریعت ج ۳ ص ۵۰۵) ☆ اگر مریض سے آپ کے دل میں رنجش یا طبیعت کو اس سے مُناسبت نہیں پھر بھی عیادت کیجئے ☆ اِثْبَاعِ سُنّت کی نیت سے عیادت کیجئے اگر محض اس لیے بیمار پُرسی کی کہ جب میں بیمار پڑوں تو وہ بھی میری تیمارداری کیلئے آئے تو ثواب نہیں ملے گا ☆ کسی کی عیادت کیلئے جائیں اور مَرَض کی سختی دیکھیں تو اُس کو ڈرانے والی باتیں نہ کریں مثلاً تمہاری حالت خراب ہے اور نہ ہی اس انداز پر سر ہلائیں جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے ☆ عیادت کے موقع پر مریض یا ڈکھی شخص کے سامنے اپنے چہرے پر رنج و غم کی کیفیت نمایاں کیجئے ☆ بات چیت کا انداز ہرگز ایسا نہ ہو کہ مریض یا اُس کے عزیز کو دُوسوہ آئے کہ یہ ہماری پریشانی پر خوش ہو رہا ہے! ☆ مریض کے گھروالوں سے بھی اظہارِ ہمدردی کیجئے اور جو خدمت یا تعاون کر سکتے ہوں کیجئے ☆ مریض کے پاس جا کر اُس کی طبیعت پوچھئے اور اُس کیلئے صحت و عافیت کی دُعا کیجئے۔ ☆ مریض سے اپنے لیے دُعا کروائیے کہ مریض کی دُعا رد نہیں ہوتی ☆ عیادت کرتے ہوئے موقع کی مُناسبت سے مریض کو نیکی کی دعوت بھی پیش کیجئے، خصوصاً نماز کی پابندی کا ذہن دیجئے کہ بیماریوں میں کئی نمازی بھی نمازوں سے غافل ہو جاتے ہیں ☆ مریض کے

پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھیے اور نہ شور و غل کیجئے ہاں اگر بیمار خود ہی دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہش مند ہو تو ممکنہ صورت میں آپ اُس کے جذبات کا احترام کیجئے ☆ مریض کی عیادت کے موقع پر تحفے لانا عمدہ کام ہے مگر نہ لانے کی صورت میں عیادت ہی نہ کرنا اور دل میں یہ خیال کرنا کہ اگر کچھ نہ لے کر جائے گا تو وہ کیا سوچیں گے کہ خالی ہاتھ عیادت کے لیے آگئے۔ خالی ہاتھ بھی عیادت کر ہی لینی چاہئے نہ کرنا ثواب سے محرومی کا باعث ہے ☆ آپ عیادت کے لئے جاتے ہوئے اگر پھل اور بسکٹ وغیرہ و تحائف لے جانے لگیں تو مشورہ ہے کہ مکتبۃ المدینہ کے کچھ مدنی رسائل بھی لے جا کر مریض کو پیش کیجئے تاکہ وہ ملاقاتیوں، (اور اگر اسپتال میں ہو تو) پڑوسی مریضوں اور ان کے عزیزوں کو تحفہ دے سکیں بلکہ زہے نصیب! مریض خود بھی کچھ مدنی رسائل ہدیہ منگوا کر اس غرض سے اپنے پاس رکھ کر ثواب کمائے ☆ فاسق کی عیادت بھی جائز ہے، کیونکہ عیادت حقوقِ اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے (بہار شریعت ج ۳ ص ۵۰۵)

ہزاروں سنٹیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 2 کتب 312 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہار شریعت“ حصہ 16 اور 120 صفحات کی کتاب ”سنٹیں اور آداب“ اس کے علاوہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت کے 2 رسائل ”101 مدنی پھول“ اور ”163 مدنی پھول“ مکتبۃ المدینہ کے بسترے سے ہدیہ طلب کیجئے اور پڑھئے سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

مجھ کو جذبہ دے سفر کا کرتار ہوں پروردگار
سنتوں کی تربیت کے قافلے میں بار بار
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نَوِيْتُ سُنَّتِ الْعِتِكَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں، کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آپ زَم زَم یاد م کیا ہو اپنی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھاپی یا سو سکتا ہے)

دُرود شریف کی فضیلت

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر دُرود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (مجمع الزوائد، ۱۰/۲۵۵، حدیث: ۱۷۳۰۷)

پڑھتا رہوں کثرت سے دُرود ان پہ سدا میں اور ذکر کا بھی شوق پئے غوث و رضا دے
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۱۱۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نِیَّۃُ النُّوْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسْلِمَان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

دومذنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا ☆ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گا ☆ ضرور تائیمٹ سرگ کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ☆ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ☆ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اذْکُرُوا اللّٰہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ☆ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصَافَحَہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ماں کی شان!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ”ماں“ قدرت کا انمول تحفہ ہے، ماں کا مقام قرآن و حدیث میں بیان ہوا ہے، ماں کا فرمانبردار اللہ پاک اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے، ماں اولاد کے آرام کی خاطر اپنے آرام کو قربان کر دیتی ہے، ماں کے خونِ جگر سے

اولاد کا وجود بنتا ہے، ماں کئی سال تک اپنی اولاد کو تھکیاں دے کر سُلاتی ہے، ماں بیمار اولاد کو دیکھ کر تڑپتی اور آنسو بہاتی ہے، ماں بیمار اولاد کی خاطر سخت سردیوں میں بھی ساری ساری رات جاگ کر گزارتی ہے، ماں بیمار اولاد کی خاطر مہنگے اسپتالوں اور دوا خانوں کے چکر لگانا گوارا کر لیتی ہے، ماں اولاد کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے اپنی تمام تر زندگی کو اولاد کے لئے وقف کر دیتی ہے، ماں اولاد کے لئے سایہ دار درخت کی طرح ہوتی ہے، ماں خود گرمی برداشت کر کے اولاد کو پنکھا جھلاتی رہتی ہے، ماں اولاد کو چھانٹوں میں بٹھا کر خود ڈھوپ میں بیٹھ جاتی ہے، ماں اولاد کے ناز نخرے اُٹھاتی ہے، ماں قرض لے کر بھی اولاد کی فرمائشوں کو پورا کرتی ہے، ماں اپنے شوہر کی وفات (Death) کے بعد اولاد کو دُزِ بدر بھٹکنے نہیں دیتی، ماں اولاد کی پیدائش سے پہلے، پیدائش کے دوران اور بعد کی تکالیف کو برداشت کرتی ہے، ماں اولاد کو اچھا انسان بناتی ہے، ماں اپنے حصے کا نوالہ بھی اولاد کے منہ میں ڈال کر خوش ہوتی اور خود بھوکی سو جاتی ہے، ماں اولاد کو گرم بستر میں لٹاتی اور خود ٹھنڈے فرش پر لیٹ جاتی ہے، ماں اولاد کے حق میں بُرا نہیں سوچتی، ماں اولاد کو خوش دیکھ کر خوش ہوتی ہے، ماں اولاد کو دکھ تکلیف میں مبتلا دیکھ کر بے قرار ہو جاتی ہے، ماں مشکلات میں اولاد کی ڈھارس بندھاتی ہے، ماں معذور اولاد کو بھی بے سہارا نہیں چھوڑتی، ماں نافرمان اولاد پر بھی شفقت و مہربانی ہی کرتی ہے، ماں نہ ہو تو گھر ویران لگتا ہے، ماں کا خدمت گار چین و سکون کی زندگی گزارتا ہے، ماں کی خدمت اولاد کو جنت میں داخل کروائے گی، ماں کو راضی رکھنا اولاد پر لازم ہے، ماں کے حقوق سے آزاد ہونا ممکن ہے جیسا کہ

ماں کو کندھوں پر اُٹھائے گرم پتھروں پر چھ میل.....

ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بارگاہِ نبوی میں عَزَّض کی: ایک راہ میں ایسے گرم پتھر تھے کہ اگر

گوشت کا ٹکڑا اُن پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا! میں اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے چھ (6) میل (تقریباً 9.656 کلومیٹر) تک لے گیا ہوں، کیا میں ماں کے حقوق سے فارغ ہو گیا ہوں؟ سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں درد کے جس قدر جھٹکے اُس نے اٹھائے ہیں شاید یہ اُن میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔ (معجم صغیر، ۹۲/۱، حدیث: ۲۵۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ماں ہی وہ مہربان ہستی ہے جو اولاد کے لئے رور و کر دُعائیں کرتی ہے، ماں کی دُعا جنت میں لے جاتی ہے، ماں کی دُعا ربِّ کریم کا فرمانبردار بناتی ہے، ماں کی دُعا بُرائیوں سے بچاتی ہے، ماں کی دُعا اولاد کو مقامِ ولایت تک پہنچا دیتی ہے، ماں کی دُعا اولاد کی قسمت سنوار دیتی ہے، ماں کی دُعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے، ماں کی دُعا کامیابیاں دلاتی ہے، ماں کی دُعا نزولِ رحمت کا سبب ہے، ماں کی دُعا گناہوں کی مُعافی کا ذریعہ ہے، ماں کی دُعا کی بَرَکت سے ربِّ کریم اولاد سے مصیبتوں اور آزمائشوں کو ٹال دیتا ہے۔ آئیے! آج ہم ماں کی دُعاؤں کی بَرَکتوں پر مُشْتَبِلِ چند ایمان افروز واقعات سُننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ

ماں کی دعا کا اثر

حضرت سَیِّدُنا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَحمَد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بَیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت حضرت سَیِّدُنا ابنِ مَحْمُود رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عَرَض کی: میرے جوان بیٹے کو رومیوں نے قید کر لیا ہے۔ میرا ایک چھوٹا سا گھر ہے، اس کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی مال نہیں اور اُس گھر کو میں بیچ بھی نہیں سکتی، لہذا آپ کسی صاحبِ حَیثِیَّت سے کہہ دیجئے کہ وہ فِدِیَّہ دے کر میرے بیٹے کو آزاد کرالے کیونکہ اب نہ تو مجھے دن کو قرار آتا

ہے اور نہ رات کو نیند آتی ہے۔ آپ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: مُحْتَرَمہ! آپ جائیے! میں آپ کے معاملے کو حل کرنے کو سشش کرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: جب وہ بڑھیا چلی گئی تو آپ سر جھکا کر بیٹھ گئے اور آپ کے مبارک ہونٹ جنبش کر رہے تھے (جیسے کچھ پڑھ رہے ہوں)۔ کچھ عرصے بعد وہی بوڑھی عورت اپنے جوان بیٹے کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو دُعائیں دیتے ہوئے کہنے لگی: (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ) میرا بیٹا سلامتی کے ساتھ لوٹ آیا ہے اور وہ آپ کی بارگاہ میں اپنا سفر نامہ بھی بیان کرے گا، چنانچہ

بیٹا (آیا اور) بولا: میں قیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومی بادشاہ کی قید میں تھا، اُس کے قبضے میں بہت سارے باغات تھے، وہ ہر روز ہمیں اپنے باغات (Gardens) میں کام کرنے کے لئے بھیجتا اور (شام کو) واپس قید خانے میں ڈالوا دیتا۔ ایک دن جب ہم مغرب کے بعد (باغات میں) کام کر کے واپس قید خانے کی طرف آرہے تھے تو اچانک میرے پاؤں میں بندھی مضبوط بیڑیاں خود بخود ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں۔ (راوی کا بیان ہے کہ) نوجوان نے جس دن اور جس وقت میں بیڑیاں ٹوٹنے کے بارے میں بتایا تھا، وہ وہی (دن اور) وقت تھا جس میں بڑھیا حضرت سیدنا ابنِ مَخْلَد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِہ کی بارگاہ میں دُعا کے لئے حاضر ہوئی تھی۔ سپاہیوں نے مجھ (یعنی بوڑھی عورت کے بیٹے) سے پوچھا: کیا تو نے بیڑیاں توڑی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! وہ تو خود بخود میرے پاؤں سے ٹوٹ کر گر پڑی ہیں۔ نوجوان کی یہ بات سُن کر سپاہی بہت حیران ہوئے اور اُنہوں نے جا کر اپنے افسر کو بتادیا، وہ بھی حیران ہوا اور اُس نے فوراً ایک لوہار کو بلاوا کر کہا: اِس نوجوان کو بیڑیوں میں جکڑ دو! لوہار نے مجھے بیڑیاں پہنادیں، ابھی میں چند قدم ہی چلا تھا کہ وہ بیڑیاں پھر میرے پاؤں سے ٹوٹ گئیں۔

میرے اِس معاملے پر سب لوگ بہت حیران ہوئے اور اُنہوں نے اپنے راہبوں (مذہبی پیشواؤں)

کو بلا کر ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ راہبوں نے ساری گفتگو سُن کر مجھ سے پوچھا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ میں نے کہا: ہاں، راہب میری بات سُن کر اُن لوگوں کی طرف مُتوجّہ ہوا اور کہنے لگا: اللہ کریم نے اِس کی ماں کی دُعا قبول فرمائی ہے۔ سپاہی بولے: جب اللہ پاک نے تجھے آزاد فرمادیا ہے تو ہم کیونکر تجھے بیڑیوں میں جکڑ سکتے ہیں؟ یہ کہہ کر رومیوں نے مجھے رہا کر دیا اور مجھے مسلمانوں سے ملا دیا۔ (تو یوں ماں کی دُعا اور سَیِّدنا اِبْنِ مَحَمَّد رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بَرَکت سے اُس نوجوان کو رہائی کا پروانہ نصیب

ہو گیا۔) (عیون الحکایات، الحکایۃ الثامنۃ والاربعون بعد المائۃ: دعوة بقی بن مغلہ، ص ۱۶۶)

دُعائے ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی
ماں کی دُعا میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! سنا آپ نے کہ اللہ کریم نے ماں کی دُعاؤں میں کیسی تاثیر رکھی ہے کہ ماں جب اپنی اولاد کے حق میں دُعا کرتی ہے تو ربِّ کریم اُس کے اُٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھتا اور اولاد کے حق میں اُس کی دُعا قبول فرماتا ہے، حتیٰ کہ ماں کے دل سے نکلی ہوئی دُعاؤں کی بَرَکت سے اللہ پاک اولاد سے مصیبتوں اور آزمائشوں کو دُور فرمادیتا ہے۔ تو کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کے والدین زندہ اور اُن سے راضی ہیں اور کس قدر سعادت مند ہے وہ اولاد جو اپنے ماں باپ کا سہارا بنتی، اُن کی خدمت کر کے اُن کی دُعائیں لیتی اور رضائے الہی کی حق دار قرار پاتی ہے، لہذا اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ربِّ کریم ہم سے راضی رہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم سے خوش

ہو جائیں، ہمارے والدین ہمارے لئے بھی دعائیں کیا کریں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے والدین کی قدر کریں، اُن کے احسانات کو یاد رکھیں، اُن کی خلاف مزاج باتوں سے دُرُگزر کریں، اُن کا ہر طرح سے خیال رکھیں، اُن سے اچھا سلوک کریں، اُن کی جائز ضروریات پوری کریں، اُن کا ہر جائز حکم بجالائیں، بالخصوص جب والدین بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہوں کیونکہ ایسے وقت میں اُنہیں اولاد کی ہمدردی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ بڑھاپے میں اُن کے اعضاء جواب دے جاتے ہیں، بدن بیماریوں میں جکڑ جاتا ہے اور اپنے بھی پر ائے ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ کا بڑھاپا انسان کو امتحان میں ڈال دیتا ہے، بسا اوقات والدین بڑھاپے میں پیشاب و پاخانے کے مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے عموماً اولاد بیزار ہو جاتی ہے مگر یاد رکھئے! ایسے حالات میں بھی ماں باپ کی خدمت لازمی ہے۔ بچپن میں ماں بھی بچے کی گندگی برداشت کرتی ہے۔ لہذا بڑھاپے اور بیماریوں کے باعث ماں باپ کے اندر خواہ کتنا ہی چڑچڑاپن آجائے، بلاوجہ لڑیں، چاہے کتنا ہی جھگڑیں اور پریشان کریں، صبر، صبر اور صبر ہی کرنا اور اُن کی تعظیم بجالانا ضروری ہے۔ جی ہاں! یہی مقام امتحان ہے، ماں باپ سے بدتمیزی کرنا اور اُن کو جھاڑنا وغیرہ تو دُور کی بات ہے اُن کے آگے ”اُف“ تک نہیں کرنا چاہئے، ورنہ بازی ہاتھ سے نکل سکتی اور دونوں جہاں کی تباہی مُقَدَّر بن سکتی ہے کہ والدین کا دل دُکھانے والا اس دُنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوتا ہے اور آخرت کے عذاب کا بھی حق دار ہوتا ہے۔

والدین کو بُرا بھلا کہنے کا انجام

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: معراج کی رات میں نے کچھ لوگ (People) دیکھے جو

آگ کی شاخوں سے لٹکے ہوئے تھے تو میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ عَرَض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں اپنے باپوں اور ماؤں کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ (الزواجر، ۲/۱۳۹)

قبر پسلیاں توڑ دیتی ہے

منقول ہے: جب ماں باپ کے نافرمان کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اُسے دباتی ہے یہاں تک کہ اُس کی پسلیاں (ٹوٹ پھوٹ کر) ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ (جہنم میں لے جانے والے اعمال، ۲/۲۶۵)

وَلْذُكْحَانَا جَهَنَّمُ دِينَ مَا بَابُ كَا وَرَنَّهُ هِيَ اِسْ مِیْنِ خَسَارِهِ اَبْ كَا
(وسائل بخشش مَرَم، ص ۷۱۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ماں باپ کا مقام اور اُن کی شان و عظمت کس قدر بلند ہے اِس کا اندازہ اِس بات سے لگائیے کہ اللہ کریم نے قرآن پاک میں جہاں اپنی عبادت کا حکم ارشاد فرمایا ہے وہیں والدین کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ

پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 23 اور 24 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلٰہًا اِلَّا وَہٗ
بِاَنۡوَالدِّیۡنِ اِحۡسَانًا ۚ اِمَّا یَبۡیۡعَنَّ عِنۡدَکَ
الۡکِبَرُ اَحَدُہُمَا اَوْ کِلٰہُمَا فَلَا تَقۡلُ لَہُمَا اَفٍّ
وَلَا تَنۡهَہُمَا وَ قُلْ لَہُمَا قَوْلًا کَرِیۡمًا ﴿۲۳﴾
وَ اَحۡفَظْ لَہُمَا جَنَاحَ الدُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے اُن میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے ہوں (اف تک) نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور اُن سے تعظیم کی بات کہنا اور اُن کے لئے عاجزی کا بازو

وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝ بچھا نرم دلی سے اور عَرْض کر کہ اے میرے رب تُو اُن

(پ ۱۵، اسراء: ۲۳-۲۴) دونوں پر رحم کر جیسا کہ اُن دونوں نے مجھے چھپین (چھوٹی

عمر) میں پالا۔

بیان کردہ آیات مبارکہ کے تحت حضرت علامہ مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جب والدین پر ضَعْف (کمزوری) کا غلبہ ہو، اعضاء میں قُوَّت نہ رہے اور جیسا تُو بچپن میں اُن کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخرِ عمر میں تیرے پاس ناٹواں (کمزور) رہ جائیں۔ تو کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ اُن کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرائی (بو جھ) ہے۔ نہ اُنہیں جھڑکنانہ تیز آواز سے بات کرنا بلکہ کمالِ حُسنِ ادب (نہایت اچھے ادب) کے ساتھ ماں باپ سے اس طرح کلام کر جیسے غلام و خادم (اپنے) آقا سے کرتا ہے۔ اُن سے نرمی و تواضع سے پیش آ، اور اُن کے ساتھ تھکے وقت میں شفقت و مَحَبَّت کا برتاؤ کر کہ اُنہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے مَحَبَّت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز اُنہیں درکار ہو وہ اُن پر خرچ کرنے میں دریغ (بُخل) نہ کر۔ مُدَّعا (مطلب) یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مُبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ بارگاہِ الہی میں اُن پر فَضْل و رَحمت فرمانے کی دُعا کرے اور عَرْض کرے کہ یارب! میری خدمتیں اُن کے احسان کی جزا (بدلہ) نہیں ہو سکتیں تُو اُن پر کرم کر کہ اُن کے احسان کا بدلہ ہو۔

پارہ 1 سُورۃ بَقَرہ کی آیت نمبر 83 کے تحت فرماتے ہیں: والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو مَرُو ی ہیں وہ یہ ہیں کہ (1) نَرِ دل (یعنی سچے دل) سے اُن کے ساتھ مَحَبَّت رکھے (2) رَفَقار و کُفَّتار میں نِشِسْت و بَر خَاسْت (اُٹھنے بیٹھنے) میں ادب لازم جانے (3) اُن کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے، (4) اُن کو

راضی کرنے کی سعی (کوشش) کرتا رہے، (5) اپنے نفیس (عمدہ) مال کو اُن سے نہ بچائے، (6) اُن کے مرنے کے بعد اُن کی وصیتیں جاری کرے (یعنی اُن کی وصیتوں پر عمل کرے)، (7) اُن کے لئے فاتحہ، صدقات، تلاوتِ قرآن سے ایصالِ ثواب کرے، (8) اللہ کریم سے اُن کی مغفرت کی دعا کرے، (9) ہفتہ وار اُن کی قبر کی زیارت کرے، (10) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بد مذہبی میں گرفتار ہوں تو اُن کو بڑی نرمی کے ساتھ اصلاح و تقویٰ اور عقیدہ حَقِّ (دُرست عقائد) کی طرف لانے کی کوشش کرے۔ اَلْعَرَضُ اگر ساری زندگی والدین کی خدمت کی جائے تب بھی اُن کے احسانات کا بدلہ نہیں اُتر سکتا۔ (خزائن العرفان، پ ۱، البقرہ، تحت الآیۃ: ۸۳)

بڑے بھائی بہن کا میں کہا مانا کروں ہر دم کروں ماں باپ کی دن رات خدمت یا رسول اللہ (وسائل بخشش مُرّم، ص ۳۳۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح قرآن پاک میں والدین کی تعظیم و توقیر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی کئی مقامات پر والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم اور اُن کی شان و عظمت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ آئیے! بطورِ ترغیب 4 فرامینِ مُصْطَفَی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے:

(1) فرمایا: جب اولاد اپنے ماں باپ کی طرف رَحمت کی نظر کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ہر نظر کے بدلے حجِ مَبْرُور (یعنی مقبول حج) کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے عَرَض کی: اگرچہ دن میں 100 مرتبہ نظر کرے! فرمایا: نَعَمْ، اللہ اُنکے بَرُوْا طَیْبُ یعنی ہاں، اللہ پاک سب سے بڑا ہے اور

(وسائلِ بخشش مَرثَم، ص ۱۰۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کا مقام و مرتبہ نہایت بلند و بالا ہے کہ اگر انسان انہیں راضی رکھے تو اُس کی دُنیا و آخرت سنور جاتی ہے جبکہ انہیں ناراض کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ والدین اگرچہ ظلم کرتے ہوں مگر پھر بھی اولاد پر اُن کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے بالفرض والدین کسی سے ناراض ہوں، ڈانٹ ڈپٹ کریں، ماریں یا بیزار ہو کر گھر سے نکال دیں تو اُسے چاہئے کہ وہ ماں باپ کو قصور وار ٹھہرانے کے بجائے اپنے ضمیر کو یوں ملامت کرے کہ اس میں میری اپنی ہی غلطی ہوگی۔ اگر میں انہیں راضی رکھتا اور اُن کا غلام بن جاتا تو آج مجھے یہ دن دیکھنا نہ پڑتا کیونکہ والدین تو اولاد پر بہت زیادہ مہربان ہوتے ہیں، بھلا وہ کیوں میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کریں گے۔ لہذا وہ لوگ جن کے والدین زندہ ہیں وہ سوچیں کہ کیا ہم اپنے والدین کے حقوق پورے کرتے ہیں؟ کیا ہمارے والدین ہم سے راضی ہیں، کیا ہم اُن سے نرم انداز میں گفتگو کرتے ہیں؟ کیا ہم اُن کا ہر جائز حکم مانتے ہیں، کیا ہم اُن سے لڑتے جھگڑتے تو نہیں؟ کیا ہم اُن کے آگے زبان درازی تو نہیں کرتے؟ کیا ہم اُن کی خدمت کو بوجھ تو نہیں سمجھتے؟ کیا اُن کے کام کرتے وقت ہماری پیشانی پر بل تو نہیں آتے؟ کیا اُن کی ڈانٹ پڑنے پر انہیں آنکھیں تو نہیں دکھاتے؟ کیا اُن کے خرچہ مانگنے پر ہم حیلے بہانے تو نہیں کرتے؟ کیا ہمیں دیکھ کر ہماری والدہ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے؟ کیا ہم اپنی ماں کا ادب و احترام بجالاتے ہیں؟ کیا ہم اپنی ماں سے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں؟۔

یاد رکھئے! ماں کی دعا بہت جلد قبولیت کی معراج کو پہنچ جاتی ہے جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

والہ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ماں کی دُعا (اولاد کے لئے) جلد قبول ہوتی ہے۔ عَرَض کی گئی، اِس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: ماں، باپ کے مقابلے میں زیادہ مہربان (Kind) ہوتی ہے اور رَحْم کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ (طبقات الشافِیة الکبریٰ للسبکی، ۱/۳۱۷)۔

آئیے! ہم بھی ماں کی دعاؤں کی برکتوں پر مُشْتَمِل چند مزید واقعات سُنتے ہیں اور ماں کی دعائیں لینے والے کام کرنے کی نیت کرتے ہیں، چنانچہ

جنت کا ساتھی

شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ”سَمْنَدَرِی گنبد“ صفحہ نمبر 7 پر بیان فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدنا موسیٰ عَلَیْہ السلام ایک بار اللہ پاک کے دربار میں عَرَض گزار ہوئے۔ اے رَبِّ عَفَّار! مجھے میرا جنت کا ساتھی دکھا دے۔ اللہ کریم نے فرمایا: فُلاں شہر میں جاؤ، وہاں فُلاں قَضَاب (گوشت فروش) تمہارا جنت کا ساتھی ہے، چنانچہ حضرت سَیِّدنا موسیٰ عَلَیْہ السلام وہاں اُس قَضَاب (گوشت فروش) کے پاس تشریف لے گئے، (جان پہچان نہ ہونے کے باوجود مسافر و مہمان ہونے کے ناطے) اُس نے آپ عَلَیْہ السلام کی دعوت کی۔ جب کھانا کھانے بیٹھے تو اُس نے ایک بڑا سا ٹوکرا اپنے پاس رکھ لیا، اندر دو نوالے ڈالتا اور ایک نوالہ خود کھاتا۔ اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی، قَضَاب (گوشت فروش) اُٹھ کر باہر گیا۔ حضرت سَیِّدنا موسیٰ عَلَیْہ السلام نے اُس ٹوکرے میں دیکھا تو اُس کے اندر بہت بوڑھے مَرَد و عَوْرَت تھے۔

حضرت سَیِّدنا موسیٰ عَلَیْہ السلام پر نظر پڑتے ہی اُن کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ (Smile) پھیل گئی، انہوں نے آپ عَلَیْہ السلام کی رسالت کی گواہی دی اور اُسی وقت اِنْتِقَالَ کر گئے۔ قَضَاب واپس آیا تو

رَئِیْسُ (کھجور کے پتوں سے بنے ٹوکڑے) میں اپنے والدین کو فوت شدہ دیکھ کر مُعاملہ سمجھ گیا اور آپ (عَلِیْہِ السَّلَام) کی دُست بوسی کر کے عَرَض کی: آپ اللہ پاک کے نبی حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام معلوم ہوتے ہیں! فرمایا: تمہیں کیسے اندازہ ہوا؟ عرض کی: میرے ماں باپ روزانہ گڑ گڑا کر دُعا کیا کرتے تھے کہ ”ہمیں حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے جلووں میں مَوْت نصیب کرنا۔“ اِن دونوں کے اِس طرح اچانک اِنْتِقَالَ فرمانے سے میں نے اندازہ لگایا کہ آپ ہی حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ہونگے۔ قَضَاب (گوشت فروش) نے مزید عرض کی: میری ماں جب کھانا کھا لیتی، تو خوش ہو کر میرے لئے یوں دُعا کیا کرتی تھی: ”میرے بیٹے کو جَنّت میں حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا ساتھی بنانا۔“ حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: مبارک ہو کہ اللہ کریم نے تم کو میرا جَنّت کا ساتھی بنایا ہے۔

(سمندری گنبد، ص ۷ ملخصاً)

پڑوسی بنا مجھ کو جَنّت میں اُن کا خدائے محمد برائے مدینہ
(وسائلِ بخشش مرمّم، ص ۳۶۹)

ماں کی دعا کے سبب عتیق

امیرُ المؤمنین حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ”عَتِیق“ کہنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر بیتُ اللہ شریف گئیں اور گڑ گڑا کر یوں دُعا مانگی: اے میرے پُروردگار! اگر میرا یہ بیٹا مَوْت سے آزاد ہے تو یہ مجھے عطا فرمادے۔ اس کے بعد آپ کو عَتِیق کہا جانے لگا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۲)

ماں کا ادب

سلطان العارفین، حضرت سیدنا بایزید بسطامی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، عارفین کے امام اور زمانے کے غوث تھے، 160 ہجری میں بسطام (صوبہ سمنان) ایران میں پیدا ہوئے، آپ تقویٰ و پرہیزگاری، حُسنِ سلوک، ہمدردی عبادت و ریاضت کے پیکر تھے، آپ کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے تو اللہ کریم کے خوف کے سبب آپ کے سینے کی ہڈیوں سے چرچراہٹ کی آواز نکلتی یہاں تک کہ لوگ اس آواز کو سنتے تھے۔ 15 شعبان المعظم 261 ہجری میں آپ نے وصال فرمایا اور آج بھی آپ کا مزار پُر انوار بسطام میں ہے۔ (طبقاتِ صوفیہ، ۶۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۷۰، ۷۱، ۷۵، ۷۶) آپ کی والدہ کے ادب سے متعلق ایک واقعہ سنئے۔

حضرت سیدنا یزید بسطامی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِہ فرماتے ہیں: سردیوں کی ایک سخت رات میں میری والدہ نے مجھ سے پانی مانگا، میں آنخورہ (یعنی گلاس) بھر کر آیا تو انہیں نیند آگئی تھی، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، پانی کا آنخورہ (یعنی گلاس) لئے اس انتظار میں ماں کے قریب کھڑا رہا کہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں، کھڑے کھڑے کافی دیر ہو چکی تھی اور آنخورے سے کچھ پانی گر کر میری انگلی (Finger) پر جم کر برف بن گیا تھا۔ بہر حال جب والدہ محترمہ بیدار ہوئیں تو میں نے آنخورہ پیش کیا، برف کی وجہ سے چپکی ہوئی انگلی جوں ہی آنخورے (یعنی پانی کے گلاس) سے جدا ہوئی اُس کی کھال اُدھڑ گئی اور خون بہنے لگا۔ ماں نے دیکھ کر پوچھا یہ کیا؟ میں نے سارا ماجرا (واقعہ) عَرَض کیا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دُعا کی: اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہنا۔ (سمندری گنبد، ص ۴)

عظیم ماں

مُحَمَّدِثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد قادری چشتی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مَشْرِقِیْ پَنْجَاب (ہند) میں 1321 ہجری مطابق 1903ء میں پیدا ہوئے اور یکم شعبان 1382ھ مطابق 29 دسمبر 1962ء

میں وصال فرمایا۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا، بچپن ہی سے دینی باتوں میں دلچسپی رکھتے تھے۔ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو والد ماجد کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے جاتے۔ ذکر و اذکار اور نعت خوانی کا ایسا ذوق تھا کہ عموماً چلتے پھرتے نعتیں پڑھتے اور ذکرِ اللہ کرتے تھے۔ (حیاتِ محدثِ اعظم، ص ۳۰) آپ کی عظمت و بزرگی میں آپ کی والدہ کی دُعاؤں کا بھی عمل دخل تھا۔ آپ کی والدہ مُحَرَّمہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا اَکْثَرُ فرمایا کرتی تھیں: اِنْ شَاءَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میرا یہ لاڈلا بچہ عظیم شَخْصِیَّت کا مالک ہو گا اور ساتھ ہی یہ دُعا بھی کرتیں: آپ کا نام سردار ہے، اللہ پاک آپ کو دین و دنیا کا سردار بنائے اور دُنیا نے دیکھا کہ واقعی عظیم بیٹے کے حق میں ماں کی دُعا قبول ہوئی اور اللہ پاک نے آپ (رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کو سردار بنا دیا۔ (حیاتِ محدثِ اعظم، ص ۳۰ ملخصاً)

پیر و مُرشد پر مرے ماں باپ پر ہو سدا رحمت اے نانائے حُسنِ
(وسائلِ بخشش مرثیہ، ص ۲۵۸)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! سنا آپ نے! ماں جب اولاد کے حق میں دُعا کرتی ہے تو اس کے کیسے کیسے مبارک اثرات ظاہر ہوتے ہیں کہ ماں کی دُعا کی بَرَکت سے ایک گوشت فروش نہ صرف جلتی ہو گیا بلکہ اُسے جَنّت میں اللہ پاک کے نبی حضرت سَیِّدُنَا مُوسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کا پڑوس عطا ہونے کی خوش خَبَر (Good News) سے بھی نوازا گیا جبکہ ماں کی دُعا کی بَرَکت سے ہی مُحَدِّثِ اعظم رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دین و دنیا کی سرداری عطا ہو گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہم اَجْمَعِیْن اپنی ماں کی خدمت گزاری کر کے اُسے راضی رکھ کر اُن کی دُعاؤں میں سے حصّہ پاتے تھے۔ لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اِن اللہ والوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی ماں کی خدمت پر کمر بستہ ہو جائیں تاکہ ہم بھی اُن کی آنکھوں کا تارا بن جائیں اور وہ خوش ہو کر خود ہمارے حق میں

دُعائیں کریں کہ ”رَبِّ کریم! میری اولاد کو حافظِ قرآن، قاریِ قرآن، مُبَدِّعِ دعوتِ اسلامی، عالمِ باعمل اور مفتیِ دعوتِ اسلامی بنادے، ان کو دونوں جہاں میں کامیابیاں عطا کر دے، انہیں بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمادے، ان سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو جا“ وغیرہ۔ تو آئیے! آج ہم سب نیت کرتے ہیں کہ ہم بھی اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے رہیں گے، اُن کی نافرمانی سے بچیں گے، اُن سے زبانِ درازی نہیں کریں گے، اُن کے سامنے آوازِ دھیمی اور نگاہیں نیچی رکھیں گے، اُن کی خلافِ مزاج باتوں اور سخت جملوں پر صبر کریں گے، اُن کی ضرورتوں کو پورا کریں گے، اپنی حیثیت کے مطابق ان کی بہتر سے بہتر کفالت کریں گے، ماں باپ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھیں گے، ماں باپ کے دکھ تکلیف میں اُن کا سہارا بنیں گے، ماں باپ کے آرام میں خلل نہیں ڈالیں گے، زوٹھے ہوئے والدین کو منانے کی کوشش کریں گے، اُن کے کھانے پینے رہن سہن، دوا اور دیگر چیزوں میں اُن کی خیر خواہی کریں گے، اُن کا ہر جائز حکم مانیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدقسمتی کے ساتھ، علمِ دین سے دُوری کے سبب ایسے نادانوں کی بھی ایک تعداد ہے جو ماں باپ کی خوشی پر اپنی خوشی قربان کرنے کے بجائے اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ کر ماں باپ کو داؤ پر لگا دیتے ہیں، جہاں اپنی مرضی ہو وہاں جائز و ناجائز طریقے سے ماں باپ کو زبردستی منوانے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً اولاد جو ان ہو جائے اور کسی وجہ سے شادی میں تاخیر ہو رہی ہو تو بسا اوقات نادان اولاد دُوسروں سے ماں باپ کی شکایت کرتی ہے کہ دیکھیں میری اب شادی کی عمر ہو گئی ہے، یہی عمر تو جوانی کی بہاریں دیکھنے کی ہے، اب بھی اگر میری شادی نہ ہوئی تو کیا بڑھاپے میں شادی کروں گا؟ میرے ماں باپ کو میری فکر ہی نہیں، آخر ان کو کون سمجھائے!!!

کوئی کہتا ہے! میں نے فلاں جگہ سے ہی شادی کرنی ہے، میرے ماں باپ کو کیا پتہ، بس میری ہی مرضی چلے گی، جو میں جانتا ہوں، میرے ماں باپ نہیں جانتے۔

کوئی کہتا ہے! میرے دوست کے پاس تو قیمتی موبائل ہے جبکہ میرے پاس سادہ موبائل بھی نہیں، کیا میرا زمانے میں جینے کا کوئی حق نہیں؟

کوئی کہتا ہے! میرے اسکول/کالج کے طلبہ (Students) سیر و تفریح کے لیے مختلف تفریحی مقامات پر جاتے ہیں، آزادانہ گھومتے پھرتے ہیں، مگر میرے باپ کو میرا کوئی احساس نہیں، آخر میرے بھی کوئی جذبات ہیں، کیا میں صرف گھر کی چار دیواری ہی میں قید رہوں؟۔

کوئی کہتا ہے! میرے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والوں کا لباس بہت شاندار اور قیمتی ہوتا ہے، میرے سادہ لباس کی وجہ سے ایسے لوگوں میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔

اے کاش! اے کاش! کہ ہم اپنے ماں باپ کے جذبات کو سمجھنے میں کامیاب ہو جائیں، ذرا غور کریں، وہ کون سے ایسے ماں باپ ہوں گے جو اولاد کی خوشیاں نہ دیکھنا چاہتے ہوں، ماں باپ ہمیشہ اولاد کے حق میں اچھا ہی سوچتے ہیں، اپنی لاڈلی اولاد کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں مگر بعض اوقات حالات اجازت نہیں دیتے، کسی کا بوڑھا باپ آرام کرنے کے بجائے اب بھی مزدوری کر کے اپنے گھر کا گزر بسر چلا رہا ہوتا ہے، ماں بیچاری کئی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود، اپنی ادویات بھی پوری نہیں کر سکتی بلکہ آرام کو قربان کر کے رات گئے تک کپڑے سلائی کر کے میرے باپ کا ہاتھ بٹاتی ہے کہ کسی طرح گھر کی دال روٹی پوری ہو جائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ہم کس طرف چل پڑے ہیں، سوشل میڈیا کے غلط استعمال (Missuse) نے ہمیں اس قدر مفلوج کر کے رکھ دیا ہے کہ ہماری سوچ ہی بدل گئی، ہمارے دل

سے ماں باپ کی قدر و منزلت ہی جاتی رہی، ارے ایسی دوستی، ایسی بیٹھک پر ٹف ہے جو ہمیں ماں باپ کے قدموں سے دُور کر کے معاشرے کی گندگیوں کے ڈھیر میں پھینک دے، خدا را ہوش کیجئے!

اے اللہ! ہمیں حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے جنت کے ساتھی اُس گوشت فروش کا صدقہ نصیب کر دے، اے اللہ! ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا صدقہ ماں باپ کا فرمانبردار بنادے، اے اللہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے صدقے ہمیں ماں باپ کا حقیقی خدمت گزار بنادے، اے اللہ! مُحَمَّدٌ اَعْظَمُ پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد قادری چشتی رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے صدقے ہمیشہ ماں باپ سے دُعائیں لینے والا بنادے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی اپنے ماں باپ کو راضی رکھنا چاہتے ہیں اور اُمید ہے کہ سبھی چاہتے ہوں گے تو آئیے! ہم ایسی اچھی صحبت اختیار کریں جہاں ماں باپ کا ادب و احترام سکھایا جاتا ہو، جہاں ماں باپ کی تعظیم و توقیر کرنا سکھایا جاتا ہو، اس پُر فتن دور میں عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے، قربان جاؤں اللہ کے ولی، بانی دعوتِ اسلامی امیرِ اہلسنت پر کہ جن کی مدنی تربیت سے ایسے لاکھوں نوجوانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا ہے کہ جو اپنے والدین کے لیے تکلیف کا باعث بنے ہوئے تھے، وہ خوش نصیب آج ماں باپ کے لیے راحت کا سامان بن گئے ہیں، ایک تعداد ایسی ہوگی جن کی شرارتوں یا بُری حرکتوں کی وجہ سے ماں باپ کی نیندیں اُچاٹ ہو گئی ہوں گی مگر دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے اب چین کی نیند نصیب ہوئی ہوگی۔

آئیے! ہم مدنی انعامات کو اپنالیں، مدنی قافلوں کے مسافر بن جائیں، ہمیں پتہ چلے گا کہ ماں باپ کی دُعائیں کس طرح لی جاتی ہیں، ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع و مدنی مذاکرے میں نہ صرف خود

شرکت کی سعادت حاصل کریں بلکہ اپنے دوست احباب کو بھی شرکت کروائیں، پھر پتہ چلے گا کہ ماں باپ کو کس طرح خوش کر کے ان کے دل کی دُعائیں لی جاسکتی ہیں۔ "مدنی دورے" کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں، ہر وقت اپنے آپ کو نیکی کے کاموں کے لیے تیار رکھیں۔

یقیناً ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اولاد پر لازم ہے البتہ ماں باپ اگر کسی خلافِ شرع بات کا حکم دیں مثلاً داڑھی منڈوا دو وغیرہ تو اس صورت میں شریعت نے اُن کا حکم ماننے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ربِّ کریم کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری کرنا جائز نہیں، چنانچہ

اگر ماں باپ آپس میں لڑیں تو اولاد کیا کرے؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اگر ماں باپ میں باہم تنازع (یعنی لڑائی) ہو تو نہ ماں کا ساتھ دے نہ باپ کا، ہر گز ایسا نہ ہو کہ ماں کی محبت میں باپ پر سختی کرے۔ باپ کی دل آزاری یا اُس کو سامنے جواب دینا یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرنا یہ سب باتیں حرام ہیں اور اللہ کریم کی نافرمانی ہے۔ اولاد کو ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہر گز جائز نہیں، وہ دونوں اُس کی جنت اور دوزخ ہیں، جسے ایذا (تکلیف) دے گا جہنم کا حقدار ٹھہرے گا۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔ (اللہ پاک کی پناہ) مَعْصِيَّتِ خَالِقِ (یعنی اللہ پاک کی نافرمانی) میں کسی کی اطاعت (یعنی فرماں برداری جائز) نہیں، مثلاً ماں چاہتی ہے کہ بیٹا اپنے باپ کو کسی طرح آزار (یعنی تکلیف) پہنچائے اور اگر بیٹا نہیں مانتا یعنی باپ پر سختی کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، تو ماں کو ناراض ہونے دے اور ہر گز اس معاملے میں ماں کی بات نہ مانے، اسی طرح ماں کے معاملے میں باپ کی نہ مانے۔ علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی

حاکم و آقا ہے۔ (سمندری گنبد، ص ۲۱)

والدین داڑھی مُنڈوانے کا حکم دیں تو نہ مانے

(شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:) معلوم ہوا ماں باپ اگر کسی ناجائز بات کا حکم دیں تو اُن کی بات نہ مانیں اگر ناجائز باتوں میں اُن کی پیروی کریں گے تو گنہگار ہوں گے مثلاً ماں باپ جھوٹ بولنے کا حکم دیں یا داڑھی مُنڈوانے یا ایک مُٹھی سے گھٹانے کا کہیں تو اُن کی یہ باتیں ہرگز نہ مانیں، چاہے وہ کتنے ہی ناراض ہوں، آپ نافرمان نہیں ٹھہریں گے، ہاں اگر مان لیں گے تو خدائے حنان و مٹان عَزَّوَجَلَّ کے ضرور نافرمان قرار پائیں گے۔ اسی طرح ماں باپ میں باہم طلاق ہوگئی تو اب ماں لاکھ رو رو کر کہے کہ دودھ نہیں بخشوں گی اور حکم دے کہ اپنے والد سے مت ملنا تو یہ حکم نہ مانے، والد سے ملنا بھی ہوگا اور اُس کی خدمت بھی کرنی ہوگی کہ ان کی آپس میں اگرچہ جدائی ہو چکی مگر اولاد کا رشتہ جو کاتوں باقی ہے، اولاد پر دونوں کے حقوق برقرار ہیں۔ (سمندری گنبد، ص ۲۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مَدَنی کاموں میں سے ایک مَدَنی کام ”چوک دَرَس“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ماں باپ کی اَہَمِّیَّت سے آگاہی حاصل کرنے، اُن کی خدمت گزاری کا جذبہ بڑھانے، اُن کی دُعاؤں کا حقدار بننے اور اُنہیں راضی رکھنے کے طریقے جاننے کے لئے عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہیے اور 12 مَدَنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیجئے۔ 12 مَدَنی کاموں میں سے روزانہ کا ایک مَدَنی کام ”چوک دَرَس“ بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ☆ چوک دَرَس مسلمانوں کو بُرائیوں سے بچانے کا ذریعہ ہے ☆ چوک دَرَس بے

نمازیوں کو نمازی بناتا ہے ☆ چوک دُرس مسجدوں سے دُور رہنے والوں کو مسجدوں سے قریب کرتا ہے ☆ چوک دُرس کی بَرَکت سے نیکیوں میں رَغبت پیدا ہوتی ہے ☆ چوک دُرس کی بَرَکت سے علاقے (Area) میں مَدَنی کاموں کی دُھو میں مچ جاتی ہیں ☆ چوک دُرس نمازوں کی پابندی کا ذِہن بنانے کے ساتھ ساتھ عِلْم دین کی بہت سی باتیں سیکھنے سکھانے کا ذَرِیعہ ہے اور لوگوں تک عِلْم دین کی باتیں پہنچانا، اَجْر و ثواب کا کام ہے، چنانچہ

نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری اُمت تک کوئی اسلامی بات پہنچائے تاکہ اُس سے سُنّت قائم کی جائے یا اُس سے بد مذہبی دُور کی جائے تو وہ جَنّت ہے۔⁽¹⁾ آئیے! بطور تَزْغِیْب چوک دُرس کی ایک مَدَنی بہار سُنتے ہیں، چنانچہ

چوک دُرس کی بَرَکت سے سُدھر گیا

لائسنز ایریا (باب المدینہ کراچی) کے ایک اسلامی بھائی کی گلی (Street) میں کھڑے دعوتِ اسلامی کے ایک باعمامہ اسلامی بھائی اکیلے ہی چوک دُرس دے رہے تھے، یہ اگرچہ دین سے عملی طور پر اس قدر دُور تھے کہ سبز عمامے والوں کو دیکھ کر بھاگ جاتے تھے مگر نہ جانے کیوں اُن اسلامی بھائی کو تنہا دُرس دیتا دیکھ کر انہیں تَرْس آگیا، چنانچہ وہ چوک دُرس میں شریک ہو گئے، چوک دُرس میں شریک ہونا ہی اُن کی اصلاح کا سبب بن گیا اور وہ بھی مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو گئے، یہ بیان دیتے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ اپنے یہاں علاقائی سَطْح پر مَدَنی انعامات کے ذمّے دار ہیں، ایک وہ دن تھا جب وہ سبز عمامے والوں کو دیکھ کر بھاگ جایا کرتے تھے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج وہ دن ہے کہ خود اُن کے سر پر

سبز سبز عمامے شریف کا تاج جگمگا رہا ہے۔

تمہیں لطف آجائے گا زندگی کا
نبی کی محبت میں رونے کا انداز
اگر سُنتیں سیکھنے کا ہے جذبہ
سنور جائے گی آخرت اِنْ شَاءَ اللہ
قریب آ کے دیکھو ذرا مَدَنی ماحول
چلے آؤ سکھائے گا مَدَنی ماحول
تم آجاؤ دیگا سکھا مَدَنی ماحول
تم اپنائے رکھو سدا مَدَنی ماحول
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۶۳۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح ماں کی دُعا اولاد کے حق میں مقبول ہے اسی طرح اُس کی بد دُعا بھی مقبول ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم ہر گز ہر گز کوئی ایسا کام نہ کریں جس کے سبب ہماری والدہ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچے یا وہ ہمارے لئے بد دُعا عین کرے، کتنے نادان ہیں وہ لوگ کہ جو ماں کی بد دُعا عین لینے والے کام کرتے ہیں۔ خُدا کی قسم! اگر یہ ناراض ہو کر اپنی اولاد کے لئے بد دُعا کر دے تو دِلّت و رُسوائی اُس کا مُقَدَّر بن جاتی ہے۔ آئیے! اس بارے میں ایک سبق آموز حکایت ملاحظہ کیجئے اور عبرت حاصل کیجئے، چنانچہ

ماں کی بد دعا سے ٹانگ کٹ گئی

شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی تصنیف ”نیکی کی دعوت“ صفحہ نمبر 441 پر تحریر فرماتے ہیں: حضرت علامہ کمال الدین دمیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نقل کرتے ہیں: ”زُحَشَّشْرٰی“ (جو مُعْتَبَلِی فریقے کا ایک عالم گُزرا ہے اُس) کی

ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی، لوگوں کے پوچھنے پر اُس نے انکشاف کیا کہ یہ میری ماں کی بددعا کا نتیجہ ہے، قصہ یوں ہوا کہ میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور اُس کی ٹانگ میں ڈوری باندھ دی، اتفاق سے وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر اڑتے اڑتے ایک دیوار کی دراڑ میں گھس گئی، مگر ڈوری باہر ہی لٹک رہی تھی، میں نے ڈوری پکڑ کر بے دزدی سے کھینچی تو چڑیا پھڑکتی ہوئی باہر نکل پڑی، مگر بے چاری کی ٹانگ ڈوری سے کٹ چکی تھی، میری ماں نے یہ دردناک منظر دیکھا تو صدمے سے تڑپ اُٹھی اور اُس کے منہ سے میرے لئے یہ بددعا نکل گئی: جس طرح تُو نے اِس بے زبان کی ٹانگ کاٹ ڈالی، اللہ پاک تیری ٹانگ کاٹے۔ بات آئی گئی ہو گئی، کچھ عرصے کے بعد تحصیلِ علم کے لئے میں نے ”بخارا“ کا سفر اختیار کیا، اثنائے راہ (یعنی راستے میں) سواری سے گر پڑا، ٹانگ پر شدید چوٹ لگی، ”بخارا“ پہنچ کر کافی علاج کیا مگر تکلیف نہ گئی بالآخر ٹانگ کٹوانی پڑی۔ (اور یوں ماں کی بددعا رنگ لائی) (حیاء الحيوان الکبریٰ، ۱۶۳/۲)

دل دکھانا چھوڑ دیں ماں باپ کا ورنہ ہے اِس میں خسارہ آپ کا (وسائلِ بخشش مرم، ص ۷۱۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حکایت میں جہاں جانوروں اور ماں باپ کو تکلیف دینے والوں کے لئے عبرت کے مدنی پھول ہیں، وہیں ماں باپ کے لئے بھی مقامِ غور ہے، خصوصاً وہ مائیں جو بات بات پر اپنی اولاد کو اِس طرح کہہ کر کہ تیرا ستیاناں (سٹ۔ تیا۔ ناس) جائے، تُو پھٹ پڑے، تجھے کوڑھ نکلے وغیرہ بددعائیں دیتی ہیں، انہیں اپنی زبان قابو میں رکھنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ قبولیت کی گھڑی ہو، دعا قبول ہو جائے اور اولاد کو سچ ”مُج“ ”مُکھ“ ہو جائے اور یوں ماں خود بھی ٹینشن (Tension) میں آجائے! لہذا اولاد کو صرف دُعائے خیر سے نوازتے رہنا زیادہ مناسب ہے۔

اللہ کریم ہمیں اپنے ماں باپ کو خوش رکھنے اور اُن کی دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بِجَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

جامعۃ المدینہ (للبنات)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی نے جہاں اسلامی بھائیوں کو ماں باپ کی فرمانبرداری کا ذہن دینے کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کئے ہیں، وہیں اسلامی بہنوں کو بھی اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا بنانے کے لئے دعوتِ اسلامی نے کئی شعبہ جات قائم کیے ہیں۔ انہی میں سے ایک شعبہ ”مجلس جامعۃ المدینہ (للبنات)“ بھی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجلس جامعۃ المدینہ (للبنات) کے تحت ملک و بیرون ملک 266 (دوسو چھیاسٹھ) جامعات المدینہ (للبنات) قائم ہیں۔ جن میں کم و بیش 1623 (سولہ ہزار دوسو تائیس) طالبات دُرّسِ نظامی (عالمہ کورس) اور فیضانِ شریعت کورس کرنے کی مفت تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ کم و بیش 3600 (تین ہزار چھ سو) اسلامی بہنیں دُرّسِ نظامی (عالمہ کورس) جبکہ تقریباً 414 (چار سو چودہ) اسلامی بہنیں 25 ماہ کا ”فیضانِ شریعت کورس“ کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہیں۔ سینکڑوں اسلامی بہنیں جامعۃ المدینہ للبنات میں نظامت و تدریس کے منصب پر دینی خدمات سرانجام دے رہی ہیں، ہزار ہا اسلامی بہنیں ملک و بیرون ملک، اپنے علاقوں / شہروں میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے 8 مدنی کاموں میں مختلف ذمہ داریوں پر نیکی کی دعوت کی دھو میں مچانے میں مصروف ہیں۔ آئیے! ہم بھی اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کو جامعۃ المدینہ (للبنات) میں داخل کروائیں اور اپنے لئے ثوابِ جاریہ کا سامان کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو

(وسائل بخشش مرمم، ص ۳۱۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسالہ ”جنتی محل کا سودا“ کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے ماں باپ کی خدمت کا ذہن بنانے کیلئے مکتبۃ المدینہ کا رسالہ ”سمندری گنبد“ کا مطالعہ مفید رہے گا اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مکتبۃ المدینہ کی دیگر کتب و رسائل خود بھی پڑھئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی پیش کیجئے۔ مکتبۃ المدینہ کا ایک بہت ہی پیارا رسالہ ”جنتی محل کا سودا“ بھی ہے۔ اس رسالے میں ☆ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے والوں پر انعامات کا تذکرہ ☆ نیک لوگوں کا ادب و احترام کرنے کا حکم ☆ اللہ والوں کی گستاخی کرنے والوں کا انجام ☆ دنیا کی محبت دل میں بٹھانے کا نقصان ☆ دنیاوی مال و دولت جمع کرنے کا وبال ☆ عبادات سے غافل کرنے والے اسباب کا تذکرہ اور اس کے علاوہ بہت کچھ موجود ہے۔ آج ہی اس رسالے کو مکتبۃ المدینہ کے بسترے سے ہدیۃً حاصل کر کے خود بھی اس کا مطالعہ فرمائیے، دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس کی ترغیب دلائیے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس رسالے کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے سنا کہ ☆ ماں باپ کی طرف نظرِ رحمت ڈالنے سے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ ☆ ماں کی دُعا مصیبتوں اور آزمائشوں سے بچھٹکارا دِلواتی ہے۔ ☆ ماں کی دُعا جنت کا حقدار بنادیتی ہے۔ ☆ ماں اولاد کی خاطر اپنی خواہشات کو قربان کر دیتی ہے۔ ☆ ماں کا فرمانبردار جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ ہو گا۔ ☆ ماں باپ کا نافرمان دُنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا

ہو جاتا ہے۔ ☆ ماں باپ کی نافرمانی کی حالت میں صُحُج کرنے والے کے لئے جہنم کے 2 دروازے کھل جاتے ہیں۔ ☆ ماں کی بددُعا انسان کو دُنیا و آخرت میں ذلیل و رُسوا کر دیتی ہے۔

رَبِّ کریم سب مسلمانوں کو اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنے، انہیں راضی رکھنے، اُن کے لئے دعائیں کرنے، اُن کا ہر جائز حکم ماننے اور اُن کی دُعاؤں میں سے حصّہ پانے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعَادَت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سُنّت سے مَحَبّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبّت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔⁽¹⁾

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا جنت میں پڑوسی مجھے تُم اپنا بنانا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
سلام کرنے کی سُنّتیں اور آداب

آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”101 مَدَنی پھول“ سے سلام کرنے کی سُنّتیں اور آداب سُنّتے ہیں: ☆ مسلمان سے ملاقات کرتے وقت اُسے سلام کرنا سُنّت ہے۔ ☆ مکتبۃ المدینہ کی کتاب بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 459 پر لکھے ہوئے جُزیئے کا خلاصہ ہے: سلام کرتے وقت دل میں یہ نِیّت ہو کہ جس کو سلام کرنے لگا ہوں اُس کا مال اور عزّت و آبرو سب کچھ میری حفاظت میں ہے اور میں اُن میں سے کسی چیز میں دُخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں۔ (بہارِ شریعت

۳/۴۵۹، حصہ ۱۶ المخصا) ☆ دن میں کتنی ہی بار ملاقات ہو، ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں بار بار آنا جانا ہو وہاں موجود مسلمانوں کو سلام کرنا کارِ ثواب ہے۔ ☆ سلام میں پہل کرنا سنت ہے۔ ☆ سلام میں پہل کرنے والا اللہ کریم کا مقرب ہے۔ ☆ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بھی بری ہے، جیسا کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باصفا ہے: پہلے سلام کہنے والا تکبر سے بری ہے۔ (شعب الایمان، کتاب، ۶/۳۳۳، حدیث: ۸۷۸۶) ☆ سلام (میں پہل) کرنے والے پر 90 رحمتیں اور جواب دینے والے پر 10 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (کیسائے سعادت، ۱/۳۹۴) ☆ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں۔ ساتھ میں وَرَحْمَةُ اللہ بھی کہیں گے تو 20 نیکیاں ہو جائیں گی اور وَبَرَکَاتُہ، شامل کریں گے تو 30 نیکیاں ہو جائیں گی۔ بعض لوگ سلام کے ساتھ جَنَّتُ المَاقَام اور دوزخ الحرام کے الفاظ بڑھا دیتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے بلکہ مَنْ چلے تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہاں تک بک جاتے ہیں: آپ کے بچے ہمارے غلام۔ ☆ سلام کا جواب فوراً اور اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سُن لے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سُنْتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی 2 کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات)، 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سُنْتیں اور آداب“، رسالہ ”163 مدنی پھول“ اور ”101 مدنی پھول“ ہدیّۃ طلب کیجئے اور بغور ان کا مطالعہ فرمائیے۔ سُنْتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنْتوں بھرا سفر بھی ہے۔

خوب ہو گا ثواب اور ٹلے گا عذاب پاؤ گے بخششیں ، قافلے میں چلو
دل پہ گر زنگ ہو ، سارا گھر تنگ ہو داغ سارے دھلیں ، قافلے میں چلو

(وسائلِ بخشش مرم، ص ۶۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحِبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحِبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

نَوِیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِكَافِ (ترجمہ: میں نے سُنّتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں،

کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آپ زَم زَم یاد م کیا ہوا پانی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھاپی یا سو سکتا ہے)

دُرود شریف کی فضیلت

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: جس نے قرآنِ پاک پڑھا، رُب کریم کی حمد کی، نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرودِ شریف پڑھا اور اپنے رُب کریم سے مغفرت طلب کی تو اُس نے بھلائی کو اُس کی جگہ سے تلاش کر لیا۔⁽¹⁾

گرچہ ہیں بے حد قُصُوْر تم ہو عَفْوٌ و عَفُوْر بخش دو جُرم و خطا تم پہ کروڑوں دُرود

1... شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، فصل فی استحباب التکبیر... الخ، ۲/۳۷۳، حدیث: ۲۰۸۴

(حدائق بخشش، ص ۲۶۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثَوَاب کی خاطر بیان سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”یٰۤاَیُّہَا الْمُؤْمِنُ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِکَ“ مُسْلِمَان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، سهل بن سعد الساعدي... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا ☆ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ☆ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کُشادہ کروں گا ☆ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ☆ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرْہُ وَاللّٰہُ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ☆ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصَافَحَہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گناہوں سے حفاظت کی انوکھی دُعا

حضرت سیدنا یونس بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے زمانے کے مشہور اولیائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اجمعین میں سے تھے۔ زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے اور اپنے رب کریم کی عبادت میں مشغول رہتے۔ انہوں نے اپنی جوانی اللہ کریم کی عبادت کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ آپ

مسجد سے باہر آرہے تھے کہ اچانک راستے میں ایک نوجوان عورت پر نظر پڑی اور دل کچھ دیر کے لئے اس کی طرف مائل ہو گیا لیکن پھر فوراً اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور بارگاہِ الہی میں دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ میں دُعا مانگنے لگے: اے میرے پاک پروردگار! بے شک تُو نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں جو کہ بہت بڑی نعمت ہے، لیکن مجھے خطرہ لگ رہا ہے کہ کہیں ان آنکھوں کی وجہ سے میں عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور یہ آنکھیں میرے لئے ہلاکت کا باعث نہ بن جائیں، اے میرے پاک پروردگار! تُو میری آنکھوں کی بینائی سنبھال کر لے۔ جیسے ہی آپ دُعا سے فارغ ہوئے آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور آپ نابینا ہو گئے۔ چنانچہ آپ اپنے بھتیجے کو اپنے ساتھ رکھتے جو نمازوں کے اوقات میں آپ کو مسجد تک لے جاتا اور دیگر حاجات میں بھی آپ اس سے مدد لیتے۔ آپ کا بھتیجا آپ کو مسجد میں چھوڑ جاتا اور خود بچوں کے ساتھ کھیلنے لگتا۔ جب آپ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی تو اسے بلا لیتے اسی طرح وقت گزرتا رہا۔

ایک مرتبہ آپ مسجد میں تھے کہ آپ کو اپنے جسم پر کوئی چیز ریختی ہوئی محسوس ہوئی، آپ نے بھتیجے کو آواز دی لیکن وہ بچوں کے ساتھ کھیل میں مگن رہا اور آپ کے پاس نہ آسکا۔ آپ کو خطرہ تھا کہ کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ چنانچہ آپ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دوبارہ فریاد کی، اے میرے مولیٰ! اب مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میری بینائی واپس لوٹ کر نہ آئی تو کہیں یہ میرے لئے آزمائش اور رُسوائی کا باعث نہ بن جائے کیونکہ میں اب دیکھ تو نہیں سکتا، کوئی مُوزی جانور مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے اور بار بار اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی مدد درکار ہوتی ہے، جس سے مجھے بڑی آزمائش ہوتی ہے، اے میرے مالک کریم! مجھے میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں رُسوائی اور لوگوں کی محتاجی سے بچ جاؤں۔

حضرت سیدنا مالک بن انس رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ابھی وہ اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ ان کی بینائی واپس لوٹ آئی اور اب وہ خود دوسروں کی مدد کے بغیر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں نے آپ کو دونوں حالتوں میں دیکھا یعنی اس حال میں بھی دیکھا کہ آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور اس حالت میں بھی دیکھا کہ دعا کی برکت سے آپ کو دوبارہ آنکھوں کی نعمت عطا کر دی گئی اور آپ پہلے کی طرح اب بھی خود مسجد کی طرف جاتے اور اپنے ربِّ کریم کی عبادت کرتے۔ (عیون

الحکایت، الحکایت السابعة الاربعون بعد المائة ص ۱۶۵)

میں نیچی نگاہیں رکھوں کاش اکثر عطا کر دے شرم و حیا یا الہی
ہمیشہ کروں کاش پردے میں پردہ تُو پیکر حیا کا بنا یا الہی
(وسائل بخشش مرم، ص ۱۰۳-۱۰۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے ہمارے اسلاف کرام رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کیسے عظیم لوگ تھے، ان مُبارک ہستیوں کو اگر کسی کام میں آخرت کا فائدہ نظر آتا تو اس کی خاطر دُنیاوی نقصان کی پروا نہ کرتے مگر دُنیاوی نفع کی خاطر آخرت کا نقصان ہر گز ہر گز برداشت نہ کرتے۔

جیسا کہ بیان کردہ حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم کے مُقَرَّب ولی حضرت سَیِّدنا یونس بن یوسف رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو یہ بات تو منظور تھی کہ ان کی آنکھوں کی روشنی جاتی ہے تو جائے، مگر اس آنکھ سے اللہ کریم کی نافرمانی ہر گز ہر گز نہ ہونے پائے۔ اللہ کریم ان بزرگوں کے صدقے ہمیں بھی بد نگاہی سے بچنے، اپنے ہر ہر عضو کو گناہوں سے محفوظ رکھنے بالخصوص آنکھوں کا قفل مدینہ لگانے کی

توفیق عطا فرمائے۔ اَمِیْنُ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنُ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

آقا کی حیا سے جھکی رہتی نظر اکثر آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قفل مدینہ
آنکھوں میں سرخسٹر نہ بھر جائے کہیں آگ آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قفل مدینہ
بولوں نہ فضول اور رہیں نیچی نگاہیں آنکھوں کا زباں کا دے خدا قفل مدینہ

(وسائل بخشش مرم، ص ۹۵، ۹۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نگاہ کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بد قسمتی سے جس طرح آدمی بولنے میں بے باک ہے، اسی طرح دیکھنے میں بھی بے باک ہے، اسے احساس تک نہیں کہ دیکھنا بھی ایک ایسا عمل ہے جو اس کے لیے ثواب یا عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔ مثلاً اگر اپنی ماں کو محبت بھری نظر سے دیکھتا ہے تو ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے اور اگر غیر محرم کو شہوت کے ساتھ دیکھتا ہے تو عذابِ نار کا حق دار بنتا ہے کیونکہ غیر محرم عورت کو دیکھنا انسان کا نہیں شیطان کا کام ہے۔ جیسا کہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذی وقار ہے: اَلْبَصَرُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجْتَ اسْتَشِرْ فَہَا الشَّیْطَانُ عَوْرَتُ عَوْرَتِ (یعنی چھپانے کی چیز) ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔ (ترمذی، کتاب

الرضاع، باب: ۲، ۱۸، ۳۹۲، حدیث: ۱۱۷۶)

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: جو آدمی اپنی آنکھوں کو بند کرنے پر قادر نہیں ہوتا وہ اپنی شرمگاہ کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔ (احیاء علوم الدین، کتاب

(کسرالشہوتین، ۱۲۵/۳)

دیدے ”قفلِ مدینہ“ آنکھوں کا واسطہ چار یار کا یارب
(وسائلِ بخششِ مرم، ص ۸۱)

نظر کی حفاظت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ پاک میں اس کے

بارے میں بڑا واضح حکم ارشاد ہوا ہے، چنانچہ

پارہ 18 سورہ نور کی آیت نمبر 30 میں ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ لِلّٰہِ مُوٰئِنٌ یَّعْظُوْا مِنْ اَبْصَارِہُمْ تَرْجَمُوْہُ کُنْزَ الْاٰیٰتِ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں
و یَحْفَظُوْا اَفْوَہَہُمْ ۚ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَہُمْ ۚ کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان
اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِاٰیٰتِہُمْ ۝۳۰ کے لئے بہت سترہا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی

(پ ۱۸، النور: ۳۰) خبر ہے۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”مختصر منہاج العابدین“ کے صفحہ نمبر 62

پر ہے کہ یہاں نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور بندے پر لازم ہے کہ اپنے مالک کے حکم پر عمل
کرے ورنہ وہ بے ادب قرار پائے گا اور اُسے روک کر مالک کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت نہیں دی جائے
گی اور آیتِ طیبہ میں یہ جو فرمایا گیا: ”ذٰلِکَ اَزْکٰی“ یہ ان کے لئے سترہا ہے یعنی ان کے دلوں کو سترہا
کرنے اور ان کی بھلائی کو بڑھانے والا ہے۔ اس فرمان سے آگاہ فرمایا گیا کہ نگاہوں کو نیچا رکھنے میں دل کی
پاکیزگی اور عبادت و بھلائی کی کثرت ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنی نگاہ کو نہیں روکو گے اور اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ
دو گے تو وہ لایعنی چیزوں کو دیکھے گی اور اگر اللہ پاک کی رحمت شاملِ حال نہ ہوئی تو تم ہلاک ہو جاؤ

گے۔ اس لئے کہ یا تو تم حرام کو دیکھو گے تو گناہ میں پڑ جاؤ گے یا پھر مباح کی طرف نظر کرو گے تو تمہارا دل اس میں مشغول ہو جائے گا اور تمہیں اس کے سبب وسوسے اور خیالات آئیں گے، بالآخر تمہارا دل بھلائی سے غافل ہو کر انہی میں لگا رہے گا۔ (مختصر منہاج العابدین، ص ۶۲)

یاد رکھئے! جس طرح قرآن پاک میں اللہ پاک نے بد نگاہی سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، اسی طرح کثیر احادیث مبارکہ میں بھی مسلمان مردوں کو نظریں نیچی رکھنے اور اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آئیے! اس بارے میں 3 فرامینِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے:

نگاہیں نیچی رکھنے کے متعلق 3 احادیثِ طیبہ

فرمایا: ”تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔“ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! راستوں میں بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اگر راستوں میں بیٹھے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ نے عرض کی: راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ سلام کا جواب دینا، نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔ (بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا والجلوس علی الصعدات، ۱۳۲/۲، الحدیث: ۲۴۶۵)

فرمایا: تم ضرور اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو گے اور اپنے چہرے سیدھے رکھو گے یا پھر اللہ پاک تمہاری شکلیں بگاڑ دے گا۔ (معجم کبیر، ۲۰۸/۸، حدیث: ۷۸۴۰)

فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلا ارادہ کسی عورت پر نظر پڑی تو فوراً نظر

ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز اور دوسری ناجائز ہے۔ (ابوداؤد، کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غض البصر، ۲/۳۵۸، حدیث: ۲۱۴۹، ملقطاً)

ہر گھڑی شرم و حیا سے بس رہے نیچی نظر پیکر شرم و حیا بن کر رہوں آقا مُدام (وسائلِ بخشش مرم، ص ۲۴۶)

پہلی نظر سے کیا مراد ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ تیسری حدیث پاک کو بعض نادان غلط پیرائے میں بیان کرتے ہوئے مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کچھ اس طرح کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ”پہلی نظر مُعاف ہے“، لہذا وہ اپنی نظر ہٹاتے ہی نہیں اور مسلسل بد نگاہی کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ مُعاف تو وہ پہلی نظر ہے جو عورت پر بے اختیار پڑ گئی اور فوراً ہٹائی، جان بوجھ کر ڈالی جانے والی پہلی نظر بھی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ جیسا کہ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: پہلی نگاہ سے مُراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد (یعنی ارادے کے بغیر) اجنبی عورت پر پڑ جائے اور دوسری نگاہ سے مراد دوبارہ اسے قصداً (جان بوجھ کر) دیکھنا ہے۔ اگر پہلی نظر بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی اور اس پر بھی گناہ ہوگا۔ (مرآۃ المناجیح، ۵/۱۷)

عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”پردے کے بارے میں سوال جواب“ صفحہ نمبر 30 پر شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عَظَّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہِ مرد کے غیر عورت کے چہرے کو دیکھنے یا نہ دیکھنے کے

متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: (مرد اجنبی عورت کا چہرہ نہ دیکھے۔ اللہ ضرورتاً بعض قیودات کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ اس کی بعض صورتیں بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ (ضرورت کے وقت) اُس کے چہرے اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے موافق یا مخالف شہادت (گواہی) دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے۔ اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ (آج کل گلیوں بازاروں میں) بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہذا اس سے بچنا بھی دشوار ہے۔ بعض علما نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنے کا ہے اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانے میں تھے لہذا اس زمانے میں اس کو (یعنی چہرے کو) دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے کہ بوجہ ضرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۳۰)

یاد رہے! ایک مسلمان کے لئے اس بات کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کہ اسلام نے اس کو کن عورتوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے اور کن عورتوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ آئیے! سنتے ہیں کہ مرد کا کن کن عورتوں سے پردہ ہے چنانچہ

مرد کا کس کس سے پردہ ہے؟

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: مرد کا اپنی مُمائی، چچی، تائی، بھابھی اور اپنی زوجہ کی بہن وغیرہ رشتے داروں سے پردہ ہے۔ مُنہ بولے بھائی بہن، منہ بولے ماں بیٹے اور منہ بولے باپ بیٹی

میں بھی پردہ ہے حتیٰ کہ لے پالک بچہ (جب مرد و عورت کے معاملات سمجھنے لگے تو) اس سے بھی پردہ ہے البتہ دودھ کے رشتوں میں پردہ نہیں مثلاً رضاعی ماں بیٹے اور رضاعی بھائی بہن میں پردہ نہیں۔ (کربلا کا خونی منظر، ص ۳۳)

زبان اور آنکھوں کا قفل مدینہ عطا ہو چئے مصطفیٰ یا الہی
(وسائل بخشش مرم، ص ۱۰۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نگاہوں کی حفاظت کے معاملے میں اگر ہم اللہ والوں کی سیرت کا مطالعہ کریں تو ہمیں نصیحت کے بہت سے مدنی پھول ملیں گے، مثلاً یہ حضرات شرعی احکام کے پابند ہوتے ہیں، سر تا پا شرم و حیا کے پیکر ہوتے ہیں، دیگر اعضاء کے ساتھ ساتھ آنکھوں کی حفاظت کے معاملے میں ان کا زبردست مدنی ذہن بنا ہوتا ہے، جو غیر محرم سے بات کرنا تو کجا اُس کی طرف دیکھنے سے بھی اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ آئیے! بطورِ ترغیب ۱۳ ایمان افروز واقعات سنئے ہیں اور نصیحت کے مدنی پھول چن کر اپنے دل کے مدنی گلہ سے میں سجانے کی کوشش کیجئے ہم بھی نیت کرتے ہیں کہ حکم شریعت پر عمل کرتے ہوئے، اِن اللہ والوں کی ادا کو ادا کرتے ہوئے اپنی نظر کی حفاظت کریں گے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

ہمیشہ سر اور آنکھیں جھکائے رکھتے!

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”احیاء العلوم“ جلد: 1 صفحہ نمبر 529 پر ہے: منقول ہے کہ حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہمیشہ سر اور آنکھیں جھکائے رکھتے تھے حتیٰ کہ بعض لوگ آپ کو نایبنا سمجھتے۔ آپ 20 سال حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْهُ کے گھر حاضر ہوتے رہے، جب حضرت سیدنا ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی کنیز انہیں (آتے) دیکھتی تو کہتی: ”آپ کے نابینا دوست تشریف لائے ہیں۔“ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس کی بات سن کر مسکرا دیتے۔ آپ جب دروازہ بجاتے، کنیز باہر نکلتی تو انہیں سر اور آنکھیں جھکائے دیکھتی۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ کو دیکھتے تو یہ آیت مقدسہ تلاوت کرتے:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿۳۳﴾ (پ ۱، الحج: ۳۳) تَرْجَمَةُ كَنْزِ الْإِيْمَانِ: اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو۔

اور (آیت مقدسہ تلاوت کرنے کے بعد) فرماتے: خدا کی قسم! اگر حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہیں دیکھتے تو تم سے خوش ہوتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کو پسند فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کو دیکھ کر مسکرا دیتے۔ (احیاء العلوم، کتاب اسرار الصلاة، الباب الثالث، حکایات و اخبار فی صلاة الخاشعین، ۱/۲۳۲)

آنکھوں کا نقلِ مدینہ

حضرت سیدنا حسان بن ابی سنان رَحِمَهُ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ نمازِ عید کے لئے گئے۔ جب واپس گھر تشریف لائے تو آپ کی زوجہ کہنے لگی: آج آپ نے کتنی عورتیں دیکھیں؟ آپ خاموش رہے، جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا: گھر سے نکلنے سے لے کر، تمہارے پاس واپس آنے تک میں اپنے (پاؤں کے) انگوٹھوں کی طرف دیکھتا رہا۔ (کتاب الْوَرَع، موسوعۃ ابنِ ابی الدنیا، ۱/۲۰۵)

نرسوں کی وجہ سے آنکھیں بند کر لیتے

مختلف اسلامی بھائیوں کا بیان ہے کہ ہم جب حاجی زم زم رضا عطاری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اسپتال لے کر جاتے تو وہ اکثر اپنی آنکھیں بند کر لیا کرتے تھے اور اس کی وضاحت کچھ یوں فرماتے کہ اسپتال میں نرسیں وغیرہ ہوتی ہیں میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر نگاہ پڑے اور اسی حالت میں میری رُوح پرواز کر جائے۔ رکن شوریٰ حاجی ابورضا محمد علی عطاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اسپتال میں ان کی عیادت کے لئے موجود تھا، اس دوران میں نے دیکھا کہ یہ بار بار آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ میں سمجھا شاید ان کو نیند آرہی ہے، چنانچہ میں نے اجازت چاہی کہ آپ سو جائیے میں چلتا ہوں، تو فرمایا: آپ تشریف رکھئے، مجھے نیند نہیں آرہی بلکہ نرسوں کے سامنے آنے کے اندیشے پر آنکھیں بند کر لیتا ہوں تاکہ ان پر نگاہ نہ پڑے۔ (محبوب عطاری کی 122 حکایات، ص ۵۲)

بولوں نہ فضول اور رہیں نیچی نگاہیں آنکھوں کا زباں کا دے خدا قُتلِ مدینہ (وسائلِ بخشش مرم، ص ۹۵)

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! سنا آپ نے اللہ والے نگاہوں کی حفاظت کے معاملے میں کس قدر حساس طبیعت والے ہوتے ہیں، جو طاقت ہونے کے باوجود بھی غیر عورتوں کو دیکھنے سے اپنے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش فرماتے ہیں، انہیں اس بات کا کامل یقین ہوتا ہے کہ کوئی دیکھے نہ دیکھے اللہ پاک تو دیکھ رہا ہے۔ اے کاش! نگاہوں کی حفاظت کا یہ مدنی جذبہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے اور ہم بھی آنکھوں کا قُتلِ مدینہ لگانے والے بن جائیں۔

آنکھوں کی حفاظت پر استقامت پانے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم وقتاً فوقتاً اپنا محاسبہ کرتے رہیں، مثلاً اپنے آپ سے یوں مخاطب ہو کر فکرِ مدینہ کریں کہ اے بندے! تجھے اللہ پاک نے آنکھوں جیسی نعمت عطا فرمائی جن کی مدد سے تُو جو چاہے دیکھ سکتا ہے، لیکن ذرا سوچ کہ تُو نے انہیں

کس طرح استعمال کیا؟ مثلاً راستہ طے کرنے، علم دین سیکھنے سکھانے، تلاوت قرآن کرنے، بیت اللہ شریف، گنبدِ خضریٰ، مقاماتِ مقدسہ، والدین اور نیک لوگوں کی زیارت کرنے میں ان سے مدد لی یا مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اجنبی عورتوں کو دیکھنے، مردوں یعنی بے ریش لڑکوں کو لذت کے ساتھ دیکھنے، کسی کا کھلا ہو ستر دیکھنے، فلمیں ڈرامے دیکھنے، اخبارات میں چھپنے والی نامحرم عورتوں وغیرہ کی تصاویر دیکھنے، خواتین کی تصاویر پر مشتمل بڑے بڑے اشتہاری بورڈز دیکھنے، کسی کا خط یا تحریر بلا اجازت پڑھنے، کمپیوٹر یا موبائل پر فحش تصاویر یا ویڈیوز دیکھنے، کسی کے گھر جھانکنے کے لئے، یا ادھر ادھر فضول دیکھنے میں ان سے مدد لی؟ تجھے تو ان آنکھوں کو پاکیزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا، تجھے تو اپنے رب کریم، اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابہ کرام و اہل بیتِ اطہار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ، اولیائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اور جنت کی زیارت کا مشتاق ہونا چاہیے تھا، اس کے لئے ضروری تھا کہ تیری نگاہیں دنیا میں کسی حرام و فضول شے پر نہ ٹھہرتیں، لیکن افسوس! یہ پاکیزہ نہ رہ سکیں، آج تجھے حرام چیزیں دیکھنے میں بہت لذت محسوس ہوتی ہے لیکن یاد رکھ! نگاہِ حرام سے پُر ہونے والی ان آنکھوں میں ایک دن آگ بھری جائے گی، تیری آنکھیں تو اتنی نازک ہیں کہ چھوٹا سا مچھریا ریت کا کوئی ذرہ ان میں جا پڑے تو تکلیف کی شدت تیرے پورے وجود کو تڑپا کر رکھ دیتی ہے، دھوپ سے اچانک کسی بند کمرے میں چلے جانے پر تیرے دیکھنے کی صلاحیت اتنی کمزور ہو جاتی ہے کہ قریب پڑی چیز بھی دکھائی نہیں دیتی، پھر اپنے آپ کو یوں ڈرائے کہ آہ صد آہ! اگر ان آنکھوں کو بد نگاہی کرنے اور اللہ پاک کی حرام کردہ چیزیں دیکھنے کے سبب بروز قیامت عذاب دیا گیا تو میرا کیا بنے گا؟ آئیے! اب بد نگاہی کی سزاؤں کے بارے میں 3 روایات سنئے اور عبرت حاصل کیجئے، چنانچہ

(1) بد نگاہی کی سزا

حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اس کا خون بہہ رہا تھا، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کی: میرے پاس سے ایک عورت گزری تو میں نے اس کی طرف دیکھا اور میری نگاہیں مسلسل اس کا پیچھا کرتی رہیں کہ اچانک میرے سامنے ایک دیوار آگئی جس نے مجھے زخمی کر دیا اور میرا یہ حال کر دیا جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ تو نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ کریم جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں اس کی سزا دے دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب التوبۃ، باب فیمن عوقب بذنبہ فی الدنیا، ۱۰/۳۱۳، رقم: ۱۷۷۱)

(2) آنکھوں میں آگ بھر دی جائے گی

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ نقل کرتے ہیں: جو کوئی اپنی آنکھوں کو حرام نظر سے پُر کرے گا اللہ پاک قیامت کے روز اُس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۰)

(3) آگ کی سلائی

حضرت سیدنا علامہ عبدالرحمن بن جوزی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ نقل کرتے ہیں: عورت کے محاسن (یعنی حُسن و جمال) کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، جس نے نامحرم سے آنکھ کی حفاظت نہ کی اُس کی آنکھ میں بروز قیامت آگ کی سلائی پھیری جائے گی۔ (بحر الدموع، ص ۱۷۱)

غور کیجئے! سُرمہ لگاتے ہوئے ہمارے ہاتھ کانپتے ہیں، اگر سُرمہ کی سلائی آنکھ سے ہلکی سی بھی ٹکرا

جائے یا سُرْمہ ذرا تیز ہو تو ہماری چیخ نکل جاتی ہے، جب ہمیں سُرْمے کی معمولی سی سلائی تڑپا کر رکھ دیتی ہے تو بد نگاہی کے سبب اگر اللہ پاک ناراض ہو گیا اور ہماری آنکھ میں آگ کی سلائی پھیر دی گئی تو ہمارا کیا بنے گا؟ بد قسمتی سے آج کل بعض نادان بد نگاہی کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ مَعَاذَ اللہ شُمّ مَعَاذَ اللہ جب تک غیر مُحَرَّم عورتوں کو تکتے نہیں انہیں چین نہیں آتا، وہ اپنے اس بُرے مقصد کے حصول کی خاطر بازاروں، شاپنگ سینٹروں، تفریح گاہوں، الغرض جہاں جہاں بے پردہ عورتوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں مارے مارے پھرتے، خوب بد نگاہیاں کرتے اور اپنی دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان کرتے ہیں۔ ہم غور کریں کیا ہم اپنی موت کو بھول گئے؟ کیا ہمیں مغفرت کا پروانہ مل گیا؟ کیا ہم پچھلی امتوں پر آنے والے عذابات کو بھول گئے؟ کیا ہمیں روزانہ اٹھتے جنازوں سے عبرت حاصل نہیں ہوتی، کیا ہم بسترِ علالت پر سکتے مریضوں سے سبق حاصل نہیں کرتے؟ کیا ہم تنگ و تاریک قبر کو بھول گئے؟ یا ہم منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دے پائیں گے؟ کیا قیامت کے دن ہم سے حساب کتاب نہیں ہوگا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے پہلے کہ موت کا فرشتہ ہمارا رشتہ تحیاتِ اس دُنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کاٹ کر رکھ دے، لہذا جاگ اُٹھئے! اور دُوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی بیدار کیجئے!! اور نہ یاد رکھئے، کہیں ایسا نہ ہو!!

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو!

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”صدائے مدینہ“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بے پردگی کی آفت سے نجات پانے، آنکھوں اور دیگر اعضاء کے

قفلِ مدینہ لگانے کی مدنی سوچ پانے، شرم و حیا کا پیکر بننے اور اپنے گھر والوں کو بھی پردے کا ذہن دینے کا طریقہ سیکھنے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہئے اور ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”صدائے مدینہ“ لگانا بھی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں مسلمانوں کو نمازِ فجر کیلئے جگانے کو ”صدائے مدینہ“ لگانا کہتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کی طرف سے اس مدنی کام کا سالانہ بنام ”صدائے مدینہ“ بھی منظرِ عام پر آچکا ہے۔

”صدائے مدینہ“ کی برکت سے نمازِ تہجد کی سعادت مل سکتی ہے۔

”صدائے مدینہ“ کی برکت سے نماز کی حفاظت ہوتی ہے۔

”صدائے مدینہ“ کی برکت سے مسجد کی پہلی صف میں مکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نمازِ فجر کی ادائیگی ہو سکتی ہے۔

”صدائے مدینہ“ کی برکت سے ”نیک کی دعوت“ دینے کا ثواب بھی کمایا جاسکتا ہے۔

”صدائے مدینہ“ کی برکت سے دعوتِ اسلامی کی نیک نامی اور تشہیر ہوگی۔

”صدائے مدینہ“ لگانے والا بار بار مسلمانوں کو حج اور میٹھا مدینہ دیکھنے کی دُعا دیتا ہے، اللہ پاک نے چاہا تو یہ دُعائیں، اس کے حق میں بھی قبول ہوں گی۔

”صدائے مدینہ“ میں پیدل چلنے کی برکت سے صحت بھی اچھی ہوگی۔

صدائے مدینہ لگانا (یعنی مسلمانوں کو نمازِ فجر کے لیے جگانا) سنتِ صحابہ ہے چنانچہ

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدُنَا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نمازِ فجر کے لیے لوگوں کو جگاتے ہوئے مسجدِ تشریف لاتے تھے۔ (طبقاتِ کبریٰ، ذکرِ استخلافِ عمر، ۲/۲۶۳ مفہوماً) آئیے! بطورِ ترغیب

صدائے مدینہ لگانے کی ایک مدنی بہار سنئے اور جھومئے چنانچہ
سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے بلاوا آگیا

ٹھینگ موڑ (ٹھور، پنجاب) کے علاقے الہ آباد کے مُقِیْمِ اسلامی بھائی جو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ تو تھے لیکن مدنی کاموں کے سلسلے میں سستی کا شکار تھے۔ اِتِّفَاق سے مُحَرَّمُ الْحَرَامِ ۱۴۳۱ھ بمطابق جنوری 2010ء کو دعوتِ اسلامی کے ڈویژن مشاورت کے ذمّہ دار اسلامی بھائی سے اُن کی ملاقات ہوئی، جب اُنہیں اُن کی مدنی کاموں میں دلچسپی نہ ہونے کا علم ہوا تو اُنہوں نے اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے نہ صرف اُنہیں مدنی کام کرنے کا ذہن دیا بلکہ صدائے مدینہ کی پابندی کرنے کی ترغیب بھی دلائی اور اس بارے میں اُنہوں نے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا فرمان ”صدائے مدینہ دکھائے مدینہ“ بھی سنایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اُن کا ذہن بن گیا اور حاضری مدینہ کی اُمید پر اگلے ہی دن اِس پر عمل شروع کر دیا۔ صدائے مدینہ کیا لگانی شروع کی اُن پر تو اللہ کریم اور اُس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کرم ہو گیا، قسمت کا ستارا یوں چمکا کہ اُسی سال اُنہیں بارگاہِ مُصْطَفٰی کی حاضری کا شرف حاصل ہو گیا۔ کرم بالائے کرم یہ کہ صدائے مدینہ کی برکت سے اُن کے بڑے بھائی کو بھی حج کی سعادت نصیب ہو گئی، دورانِ حج شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے یسعت ہونے کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔

پڑوسی بنا مجھ کو جنت میں اُن کا خدائے محمد برائے مدینہ
لگا فجر میں بھائی گھر گھر پہ جاکر ذرا دل لگا کر ”صدائے مدینہ“
(وسائلِ بخشش مُرتم، ص ۳۶۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کامل مومن کی پہچان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! بد نگاہی انسان کو دنیا و آخرت میں کہیں کا نہیں چھوڑتی، اس کی وجہ سے بندہ اللہ پاک کی نافرمانیوں میں بڑھتا جاتا ہے، ہر وقت اس کے دل و دماغ میں شیطان سمایا رہتا ہے، عجیب بے سکونی کا عالم اس پر طاری رہتا ہے، نفسانی خواہشات و خیالات اس پر غالب رہتے ہیں، نفس کی تسکین کے لیے وہ مزید ہلاکت خیز گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے مثلاً بدکاری وغیرہ کے علاوہ اپنے ہاتھوں سے اپنی جوانی برباد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ بد نگاہی کرنے والے کو اگر پتا چل جائے کہ کوئی غیر مرد اس کی ماں، بہن، بیوی یا بیٹی کو بُری نظر سے دیکھ رہا ہے تو اس کی غیرت کو جوش آجاتا ہے، وہ آگ بگولا ہو کر دیکھنے والے کو کھری کھری سناتا ہے، بعض اوقات مار پیٹ پر بھی اتر آتا ہے، اسی پر اکتفا نہیں بلکہ بسا اوقات تو نوبت قتل و غارت گری تک پہنچ جاتی ہے اور سالہا سال دونوں خاندانوں کی دشمنی چلتی رہتی ہے اور کتنی ہی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں، کتنے بچے یتیم ہو جاتے ہیں، کتنی عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں، قید و بند کی سلاخیں کئی کئی سال اپنوں سے دُور کر کے ذلت و رُسوائی کے دیرانے میں دھکیل دیتی ہیں۔ لیکن جب وہ خود بد نگاہی کرتا ہے یا بدکاری کا ارادہ کرتا ہے تو اس وقت یہ کیوں بھول جاتا ہے کہ جسے وہ دیکھ رہا ہے یا جس سے بُرائی کا ارادہ رکھتا ہے وہ بھی تو کسی کی ماں، بہن، بیوی یا بیٹی ہوگی۔ آئیے! اس بارے میں ایک نصیحت آموز حکایت سنئے اور عبرت کے مدنی پھول چنے چنانچہ

بے باک نوجوان کی توبہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”ہمیں کیا ہو گیا ہے“ کے صفحہ نمبر 5 پر ہے: صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ دُرِّ بَرِّ مِصْطَفٰے میں میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مِصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

دیدار کی دولت سے فیض یاب ہو رہے تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان بارگاہِ ناز میں حاضر ہوا جس نے ابھی حال ہی میں جوانی کی حدود میں قدم رکھا تھا اور کچھ یوں عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے بدکاری (Adultery) کی اجازت دیجئے۔“ اُس کی اس بے باکی و جرأت پر تمام صحابہ گرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ حیران رہ گئے۔ چنانچہ وہ اس نوجوان کو بارگاہِ نبوت کے آداب کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے ڈانٹنے لگے تو محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اس نوجوان کو کچھ کہنے سے منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا: اسے میرے قریب آنے دو۔ وہ نوجوان معاملے کے حَسَّاس ہونے کی پروا کئے بغیر آگے بڑھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس نوجوان کو اپنے پاس بٹھا کر بڑی نرمی اور محبت و شفقت سے کچھ یوں نیکی کی دعوت ارشاد فرمائی: اے نوجوان! ذرا یہ تو بتا کہ اگر کوئی شخص تیری ماں کے ساتھ ایسا کرے تو کیا تجھے اچھا لگے گا؟ نوجوان (جوشِ غیرت سے) کچھ یوں عرض گزار ہوا: نہیں نہیں! اللہ کی قسم! یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری جان آپ پر قربان میں ہر گز یہ پسند نہیں کروں گا۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ ایسا کرے تو دوسرے بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی ماں سے ایسا کرے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت کیا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ بولا: میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان جاؤں میرے آقا! ہر گز نہیں۔ ارشاد فرمایا: دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا: کیا اپنی بہن کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! خدا کی قسم! ہر گز نہیں۔ ارشاد فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھوپھی اور خالہ کے متعلق یہی سوال اس نوجوان سے پوچھا تو ہر بار اس نے نفی میں ہی جواب دیا اور سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی

اسے ایک ہی بات سمجھائی کہ جب تو یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی ان کے ساتھ ایسی نازیبا حرکت کرے تو یاد رکھو جس عورت کے ساتھ تم یہ حرکت کرو گے وہ بھی تو کسی کی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی یا خالہ ہو گی۔ اللہ پاک کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں بات اس نوجوان کی سمجھ میں آ تو گئی مگر سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر مزید کرم فرماتے ہوئے اس کے سینے پر اپنا دستِ اقدس رکھ کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے رب کریم! اس کا گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ چنانچہ اس دُعا کی برکت سے وہ نوجوان تمام عمر اس بُرے کام سے بیزار رہا۔

(مسند احمد، ۸/۲۸۵، حدیث: ۲۲۷۴۴ ملقطاً و ملخصاً)

اللہ ہم کو فضل سے عقلِ سلیم دے شرم و حیا تو بہرِ رسولِ کریم دے
(غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۳۶۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے! رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کس پیارے اور لہنشین انداز میں اس نوجوان کو یہ بات سمجھائی کہ جس طرح تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص تمہاری اِنْ مَحْرَم عورتوں (یعنی جن سے نکاح حرام ہے) کے ساتھ اس طرح کا کام کرے، اسی طرح کوئی دوسرا شخص بھی اپنی ان محرم عورتوں کے ساتھ اس طرح کی بُری حرکت ہرگز پسند نہ کرے گا۔ جب تم اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتے تو دوسروں کے لئے اسے کیسے پسند کر سکتے ہو؟ کیونکہ تم جس کے ساتھ یہ کام کرو گے وہ بھی تو کسی کی ماں، کسی کی بہن، کسی کی بیٹی، کسی کی بیوی، کسی کی خالہ، کسی کی پھوپھی ہو گی۔

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ اندازِ مبارک تاثیر کا تیر بن کر اس کے دِل میں اس طرح پیوست ہو گیا کہ وہ نہ صرف اپنی بے باکی پر نادم ہوا بلکہ ہمیشہ بدکاری سے بھی باز رہا اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُعا کی برکت سے جب تک زندہ رہا کبھی اس فعل کا تصور تک نہ کیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجلس مدنی تربیت گاہ برائے اسلامی بہنیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی شرم و حیا کو فروغ دینے، بے پردگی کے منہ زور سیلاب کو روکنے اور بے حیائی جیسی بُرائی کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے مسلسل کوشاں ہے اور اس مقصد کے لئے دعوتِ اسلامی نے مختلف شعبہ جات قائم کئے ہیں، انہی شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ”مجلس مدنی تربیت گاہ برائے اسلامی بہنیں“ بھی ہے۔ یہ مجلس اسلامی بہنوں کو 12 دن کے مختلف مدنی کورسز مثلاً خصوصی اسلامی بہن کورس، فیضانِ قرآن کورس، فیضانِ نماز کورس اور مدنی کورسز کرواتا ہے۔ ان کورسز میں فقہ، تجوید، عقائد، سننیں اور آداب، خصوصی (یعنی گوگی بہری) اسلامی بہنوں میں مدنی کام کرنے کا طریقہ، فیضانِ سورہ نور (تفسیر)، نماز کے مسائل اور مخصوص صورتیں یاد کروانے کا سلسلہ ہوتا ہے۔ اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر سے بھی بے پردگی کی نحوست جان چھوڑ دے، شرعی پردے کی مدنی بہاریں آجائیں، گھر کی خواتین بھی مدنی ماحول میں آجائیں، یہ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں مشغول ہو جائیں تو براہِ کرم! اپنے شہر / علاقے کے ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی سے رابطہ کر کے ان کو اسلامی بہنوں کی مدنی تربیت گاہوں میں ہونے والے مختلف مدنی کورسز کروائیے، جتنا وقت دیں گی، اللہ پاک کی رحمت سے اُمید ہے کہ اُسی قدر علمِ دین سیکھنے کا موقع ملے گا۔

اللہ کریم ”مجلس مدنی تربیت گاہ برائے اسلامی بہنیں“ کو مزید لگن کے ساتھ دین کی خدمت کرتے

رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تم جانتے ہو کیا ہے یہ دعوتِ اسلامی فیضانِ مدینہ ہے فیضانِ مدینہ ہے
(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۴۹۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”ویلنٹائن ڈے“ کی خرافات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ مسلمانوں کی عملی حالت کافی خراب ہوتی جا رہی ہے، بعض نادان مسلمان دینی تعلیمات کو چھوڑ کر اغیار کی عادات و اطوار اپنانے میں بہت فخر محسوس کرتے ہیں بالخصوص ان کے خاص ایام کو منانے کیلئے خوب روپیہ، پیسہ برباد کرتے، وقت ضائع کرتے، بدنگاہی، شراب نوشی اور بدکاری جیسے گناہوں میں بالکل بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ ایسے بے ہودہ کاموں کا ارتکاب ”ویلنٹائن ڈے“ کے موقع پر بھی سرعام کیا جاتا ہے۔ اس دن لوگ تمام شرعی حدود کو پامال کرتے ہوئے خوب گناہوں کا بازار گرم کرتے ہیں۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے بے پردگی و بے حیائی کیساتھ میل ملاپ، تحفے تحائف کے لین دین سے لے کر فحاشی و غریانی کی ہر قسم کا مظاہرہ کھلے عام یا چوری چھپے جس کا جتنا بس چلتا ہے عام دیکھا سنا جاتا ہے، گفٹ شاپس (Gift shops) اور پھولوں کی دکان پر رش میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان اشیاء کو خریدنے والے بھی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہوتی ہیں۔ ویلنٹائن ڈے پر ہوٹلز کی بکنگ عام دنوں کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے۔ مَعَآذِ اللہ عَزَّوَجَلَّ شراب کا بہت زیادہ کاروبار ہوتا ہے جبکہ ساحل سمندر پر بے پردگی اور بے حیائی کا ایک نیا سمندر دکھائی دیتا ہے۔

وہ ممالک جہاں غیر مسلم مذہبی اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد رہتے ہیں اور بے حیائی کے کاموں کو

وہاں ہر طرح کی قانونی چھوٹ حاصل ہے۔ اس دن کے ہنگامے سے بعض اوقات وہ بھی پریشان ہو جاتے ہیں اور اس کے خلاف بعض اوقات کہیں کہیں سے دبی دبی صدائے احتجاج بھی بلند ہوتی رہتی ہے لیکن انتہائی دُکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دن کو غیر مسلموں کی طرح بے حیائی کے ساتھ منانے والے بہت سے مسلمان بھی اللہ پاک اور اُس کے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عطا کردہ پاکیزہ احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے کھلم کھلا گناہوں کا ارتکاب کر کے نہ صرف اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ مسلم معاشرے کی پاکیزگی کو بھی ناپاک و آلودہ کرتے ہیں۔ بد نگاہی، بے پردگی، فحاشی و عُریانی، اجنبی لڑکے اور لڑکیوں کا میل ملاپ، ہنسی مذاق، اس ناجائز تعلق کو مضبوط رکھنے کے لئے تحائف کا تبادلہ اور آگے بدکاری تک کی نوبتیں یہ سب وہ باتیں ہیں جو اس دن زور و شور سے جاری رہتی ہیں، ان شیطانی کاموں کے ناجائز و حرام ہونے میں کسی مسلمان کو بالکل بھی شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن کریم کی روشن آیات اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے واضح ارشادات سے ان کاموں کا حرام ہونا ثابت ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اس طرح کی تمام خرافات سے خود بھی بچیں اور خیر خواہی اُمت کی نیت سے دُوسروں کو بھی اس سے بچائیں اور ہم سب اللہ کریم کو راضی کرنے والے کاموں میں لگ جائیں۔ ربِّ کریم ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

رسالہ ”استنجا کرنے کا طریقہ“ کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شرعی احکامات کا علم نہ ہونے اور کچھ بے احتیاطی کرنے کی وجہ سے بعض لوگ استنجا کرتے وقت اپنے کپڑے اور اپنا جسم ناپاک کر لیتے ہیں اور بعد میں انہیں پاک

کرنے کا خیال بھی نہیں آتا۔ لہذا اپاکی و ناپاکی کا علم حاصل کرنا ایک مسلمان کیلئے بے حد ضروری ہے۔ اس کا ایک بہترین ذریعہ مکتبۃ المدینہ کی دیگر کتب و رسائل کے ساتھ ساتھ اس رسالے ”استنجا کرنے کا طریقہ“ کا مطالعہ کرنا بھی بے حد مفید ہے۔ اس رسالے میں ☆ استنجا کرنے کا طریقہ ☆ رفع حاجت کیلئے بیٹھنے کا طریقہ ☆ ٹائلٹ پیپر استعمال کرنے کے نقصانات ☆ کس پانی سے استنجا کرنا منع ہے ☆ کرسی نما کو ڈپر بیٹھنے کے خطرات کا انکشاف ☆ بیت الخلا میں جانے کی نیتیں ☆ اور اس کے علاوہ بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ لہذا آج ہی اس رسالے کو مکتبۃ المدینہ کے بسترے سے ہدیۃً حاصل کر کے خود بھی اس کا مطالعہ فرمائیے، دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس کی ترغیب دلائیے۔ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس رسالے کو ریڈ (یعنی پڑھا) بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ (Download) اور پرنٹ آؤٹ (Print Out) بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے سنا کہ

☆ بدنگاہی بدکاری کو پھیلانے کا ذریعہ ہے، ☆ قرآنِ کریم مسلمانوں کو نگاہوں کی حفاظت کا درس دیتا ہے ☆ کثیر احادیثِ مبارکہ میں بدنگاہی سے بچنے کی ترغیب و تاکید ارشاد ہوئی ہے ☆ نگاہوں کی حفاظت کرنے میں دل کی پاکیزگی ہے ☆ بدنگاہی کرنا اللہ پاک اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی کا سبب ہے ☆ اللہ والے نگاہوں کی حفاظت کے معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں، ☆ بدنگاہی کی سزا بسا اوقات دنیا کے اندر ہی مل جاتی ہے، ☆ بدنگاہی انسان کو دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کروانے کا سبب ہے، ☆ بدنگاہی کرنے والے عجیب بے سکونی میں مبتلا رہتے ہیں۔

اللہ کریم تمام مسلمانوں کو بدنگاہی و بے پردگی کی تباہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ

النَّبِيُّ الْأَمِينُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت، چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ رسول پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔⁽¹⁾

سنتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں
نیک ہو جائیں مسلمان مدینے والے
صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زینت کی سنتیں اور آداب

آئیے! مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”سنتیں اور آداب“ صفحہ نمبر 78 سے زینت کی سنتیں اور آداب سنتے ہیں: ☆ انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے، یہ حرام ہے۔ حدیث مبارک میں اُس پر لعنت آئی بلکہ اُس پر بھی لعنت آئی ہے جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں انسانی بالوں کی چوٹی گوندھی۔ (درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب فی النظر والمس، ۹/۶۱۴ تا ۶۱۵) ☆ اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اُس عورت کے اپنے بال ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز ہے۔ (درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۹، ص ۶۱۴ تا ۶۱۵) ☆ بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور بالی وغیرہ پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اُسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/۵۹۸ ملخصاً) ☆ عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز

۱... مشکاة الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ۵۵/۱، حدیث: ۱۷۵

ہے۔ چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا ناجائز ہے، بچیوں کو مہندی لگانے میں حرج نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الحظروالاباحۃ، فصل فی اللبس، ۵۹۹/۹، ملقطاً) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ مدینہ کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ایک ہجڑا حاضر کیا گیا جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ اِرشاد فرمایا: اِس کا کیا حال ہے؟ (یعنی اِس نے کیوں مہندی لگائی ہے؟) لوگوں نے عَرَض کی، یہ عورتوں کی نقل کرتا ہے۔ مَدَنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم فرمایا: اِسے شہر بدر کر دو۔ لہذا اُس کو شہر بدر کر دیا گیا، مدینہ مُمْتَوْرہ سے نکال کر ”نَقِیْع“ (مدینہ مُمْتَوْرہ کے قریب ایک جگہ) بھیج دیا گیا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الحکم فی المخنثین، حدیث: ۴۹۲۸، ۳/۳۶۸) جس طرح مردوں کو عورتوں کی نقل جائز نہیں اِسی طرح عورتیں بھی مردوں کی نقل نہیں کر سکتیں جیسا کہ حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لعنت فرمائی زَنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنائیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی صورت بنائیں۔ (مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، حدیث: ۲۲۶۳، ۱/۵۳۰) ☆ خواتین اپنے شوہر کے لئے جائز اشیا کے ذریعے، مگر گھر کی چار دیواری میں زینت کریں لیکن میک اپ کر کے اور بن سُنُور کے گھر سے باہر نہ نکلا کریں کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عورت پوری کی پوری عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے جب کوئی عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اُسے جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الرضاع، باب (۱۸)، حدیث: ۱۱۷۶، ۲/۳۹۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سُنَّتیں سیکھنے کے لئے مکتبہ المدینہ کی 2 کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات)، 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سُنَّتیں اور آداب“، رسالہ ”163 مَدَنی پھول“ اور ”101

مدنی پھول ”ہدیۃ طلب کیجئے اور بغور ان کا مطالعہ فرمائیے۔ سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

خوب خود داریاں، اور خوش اخلاقیاں آئیے سیکھ لیں، قافلے میں چلو
(وسائلِ بخشش مرم، ص ۷۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نَوَيْتُ سُنَّتَ الْعِتِكَاف (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زمِ زم یا دم کیا ہو اپانی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکرِ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھانی یا سو سکتا ہے)

دُرود شریف کی فضیلت

حُصُوْر نبی رحمت، شَفِیع اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب جمعرات کا دن آتا ہے، اللہ پاک فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یوم جمعرات اور شب جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھتا ہے۔ (فردوس الاخبار بمأثور الخطاب، ۱۱۱/۱ حدیث: ۶۸۵)

(۱۱۱/۱ حدیث: ۶۸۵)

شافع روزِ جزا تم پہ کروں دُرود دافعِ جملہ بلا تم پہ کروں دُرود

(حدائق بخشش، ص ۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثَوَاب کی خاطر بیاں سُننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ ”مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

مَدَنی پھول: جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیان سُننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیان سُنوں گا ☆ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکادو زانو بیٹھوں گا ☆ ضرورتاً سٹ سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا ☆ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ☆ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اذْکُرُوا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ☆ اجتماع کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصَافَحَہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ”معاشرے کی اصلاح“ آج ہمارا موضوع ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ معاشرہ فرد سے بنتا ہے، جب ہر فرد اپنے آپ کو ٹھیک کرنے کی سچے دل سے کوشش کرے گا تو معاشرے کی بگڑتی ہوئی تصویر خود بخود ڈھیک ہوتی چلی جائے گی۔

شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری

رَضَوِی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ہمیں جو مدنی مقصد عطا فرمایا ہے وہ کیا ہے، آئیے! مل کر دُہر لیتے ہیں: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اس مدنی مقصد کا پہلا اور ضروری جز بھی یہی ہے کہ پہلے مجھے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب ہر مسلمان اپنا یہ ذہن بنالے گا کہ مجھے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی ہے تو معاشرے کی دُوبتی ہوئی کشتی کو خود بخود سہارا ملنا شروع ہو جائے گا۔ اپنی اپنی تصویر ٹھیک کرنے سے معاشرے کا نقشہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے، آئیے! سنتے ہیں:

اپنی تصویر ٹھیک کیجیے!

ایک شخص مُطالعہ میں مصروف تھا، پاس ہی اس کا بچہ کھیل رہا تھا، جو بار بار اسے تنگ کرتا تھا اور یوں اس کے مطالعے میں خلل پیدا ہوتا، باپ نے بیٹے کو کئی بار سمجھایا مگر بچہ تھوڑی دیر تو سکون میں رہتا مگر جیسے ہی وقت گزرتا وہ پھر سے کسی شرارت میں مشغول ہو جاتا۔ باپ بچے کی شرارتوں سے بہت پریشان ہوا، یہاں تک کہ اس کے سر میں درد ہونا شروع ہو گیا۔ آخر اس کے دماغ میں ایک ترکیب آئی اور اس نے قریب ہی موجود کسی ملک کے نقشے (Map) کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: بیٹا! دوسرے کمرے میں جا کر یہ نقشہ درست کر لاؤ۔ بچہ چلا گیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا اور دل ہی دل میں یہ خیال کیا کہ بچہ جتنی دیر تک نقشہ بناتا رہے گا میں مطالعہ کر لوں گا۔ کیونکہ نقشے کے ٹکڑوں کو ترتیب دینا کافی مشکل کام تھا اور اس میں بچے کو کافی وقت لگ سکتا تھا۔ بچہ چلا گیا اور باپ نے اطمینان سے مطالعہ کرنا شروع کر دیا، ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ بچے نے آکر کہا: ابو! نقشہ صحیح ہو گیا۔ باپ کو حیرت ہوئی کہ اتنے گھنٹوں کا کام منٹوں میں کیسے ہو گیا؟ اس نے دیکھا تو واقعی نقشہ ٹھیک بنا ہوا تھا۔ باپ نے پوچھا: بیٹا! یہ نقشہ اتنی جلدی کیسے صحیح کر دیا؟ تو

بیٹے نے بتایا: ابو جان! جب آپ نے نقشہ پھاڑا تھا تو میں نے دیکھا اس کے پیچھے ایک آدمی کی تصویر ہے، لہذا میں نے نقشہ صحیح کرنے کے بجائے آدمی کی تصویر (Picture) کو ٹھیک کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نقشہ خود بہ خود ٹھیک ہو گیا۔ (مقصد حیات، ص ۲۹)

تالاب کی گندی مچھلی کون

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! واقعی آج بھی اگر ہر ایک اپنی ظاہری اور باطنی تصویر کو سنوارنے کی کوشش میں لگ جائے تو معاشرے کا بگڑا ہوا نقشہ خود بخود ٹھیک ہو تا چلا جائے گا۔ آج ہمیں معاشرے کے بگڑے ہوئے نقشے کی اصلاح کی بڑی فکر ہے، مگر افسوس اس خواہش میں ہم نے اپنی اپنی تصویروں کو فراموش کر دیا ہے۔ آج کل یہ مثال تو دی جاتی ہے کہ ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے، لیکن کوئی یہ نہیں سوچتا کہ وہ تالاب کی گندی مچھلی کہیں میں تو نہیں کہ جس کی وجہ سے معاشرے کا یہ تالاب گندہ ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن و حدیث اور اللہ والوں کے واقعات اور اللہ والوں کے فرامین سے معمور بیانات دلوں کی کاپی لٹ دیتے ہیں مگر موجودہ حالات میں دنیا بھر میں تبصروں کی محافل، ٹاک شو، کانفرنسز (Conferences) کا انعقاد اور ان میں دانشورانِ قوم و ملت کی لمبی لمبی تقریریں، جن میں معاشرے کے نقشے کو دُرست کرنے کے لیے گھنٹوں گفتگو اور بحث و مباحثہ ہوتا ہے لیکن نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ ”حالات بدلتے ہوئے نظر نہیں آتے“۔ آج ہمارا حال بھی عجیب ہو چکا ہے، ہم چند بُرائیوں کو تو بُرائی سمجھتے ہیں مگر کثیر بُرائیاں ایسی بھی ہیں جنہیں بُرا کہنا تو بڑی دُور کی بات بُرا سمجھتے بھی نہیں۔ مثلاً شراب پینے، جُوا کھیلنے اور بدکاری کرنے والے کو تو بُرا کہا جاتا ہے اور واقعی ایسا کرنے والے بُرے ہیں مگر سوچئے! کیا نماز نہ پڑھنے والا بُرا نہیں؟ کیا بلا عذر شرعی ماہ

رمضان کا فرض روزہ جان بوجھ کر چھوڑ دینا کوئی گناہ نہیں؟ کیا جھوٹ بولنا کوئی بُرائی نہیں؟ کیا ملاوٹ کرنا گناہ نہیں؟ کیا وعدہ خلافی بُری شے نہیں؟ کیا فلمیں ڈرامے دیکھنا ناجائز نہیں؟ کیا گانے باجے سنانا دیکھنا ممنوع نہیں؟ کیا بے پردگی گناہ نہیں؟ جی ہاں! یہ سب بھی بُرائیاں ہی ہیں، یہ سب بھی معاشرے کو تباہ کرنے والے کام ہیں لیکن انہیں ایک تعداد بُرا کہنے اور بُرا سمجھنے کو تیار نہیں ہے۔ اگر بُرا کہہ بھی لیں، مگر اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض بُرائیاں ایسی مُہلک (یعنی ہلاک کرنے والی) ہوتی ہیں کہ معاشرہ (Society) ان کی وجہ سے تباہی کے سمندر کی گہرائی میں گرنا چلا جاتا ہے، مگر شاید ہمیں ان بُرائیوں کی پہچان تک نہیں ہوتی۔ ان برائیوں میں دوسروں کے حقوق ادا نہ کرنا بھی ہے۔ غور کیجئے! کیا ہمیں لوگوں کے حقوق سے متعلق علم ہے؟ کیا ہم ماں باپ کے حقوق کی معلومات رکھتے ہیں؟ اولاد کے وہ حقوق جو ماں باپ پر لازم ہوتے ہیں، کیا ہمیں معلوم ہیں؟ ساس بہو کے مسائل تو گھر گھر میں ہم سنتے ہیں، مگر کیا ہم نے غور کیا کہ ہمیں غیبت، چُغلی، شُمت، بدگمانی و بدگوئی کا مطلب بھی معلوم ہے؟ جب ہم خود پر لازم ضروری علوم سے ہی دُور ہوں گے تو ان بُرائیوں سے کیسے بچیں گے؟ آیئے اللہ پاک کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں:

ہماری بگڑی ہوئی عادتیں نکل جائیں ملے گناہوں کے آمراض سے شفا یارب!
(وسائل بخشش مرتب، ص ۷۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بُرائی انفرادی ہو یا اجتماعی، ہر سطح پر کی جانے والی بُرائی معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد یہ عہد

کرے کہ ہر حالت میں گناہوں سے بچے گا، تنہائی میں بھی اور سب کے سامنے بھی خود کو گناہوں سے آلودہ نہیں ہونے دے گا۔ بعض گناہ اور بُرائیاں وہ ہیں، جو ہمارے معاشرے میں بہت عام ہو چکی ہیں اور معاشرے کی تباہی اور بربادی میں ان کا بڑا کردار ہے۔ مگر افسوس! ان بُرائیوں کا نشہ ایسا ہے کہ ایک شخص یہ بُرائیاں کرتے وقت یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ اس سے کچھ نہیں ہوگا، اس سے کسی کا کیا بگڑے گا، اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن حقیقتاً وہ بُرائیاں نہ صرف کسی ایک شخص کے لیے بلکہ پورے معاشرے کی تباہی کا باعث بن رہی ہوتی ہیں۔ اگر ایسی چند بُرائیوں پر قابو پا لیا جائے اور معاشرے کا ہر فرد ان سے بچنے کا ذہن بنالے تو یہ بیمار معاشرہ ایک صحت مند معاشرے میں تبدیل ہو سکتا ہے۔

(1) جھوٹ کی تباہ کاریاں

ہمارے معاشرے کو تباہی کے کنارے کھڑا کرنے میں جو بُرائیاں سرفہرست ہیں، ان میں سے ایک بُرائی جھوٹ (Lie) ہے، جھوٹ ہمارے معاشرے میں اپنی جڑیں اتنی مضبوط کر چکا ہے کہ اب ایک قد آور درخت بن چکا ہے اور معاشرے کا تقریباً ہر طبقہ اس کی لپیٹ میں ہے۔ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ جھوٹ تمام بُری عادتوں میں سب سے بُری عادت ہے۔ جھوٹ تمام مذاہب کے نزدیک بُرا سمجھا جانے والا عمل ہے۔ جھوٹ ایمان کو کمزور کرنے والا عمل ہے۔ جھوٹ معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا سبب ہے۔ جھوٹ باہمی اعتماد کو ختم کرنے والا بدترین عمل ہے۔ جھوٹ شیطان کا پسندیدہ کام ہے۔ جھوٹ انسانی تعلقات کو خراب کرنے والا کام ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ جھوٹ اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی کا سبب ہے۔

بار بار جھوٹ بولنا ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں بات بات پر جھوٹ بولنا بہت

عام ہو گیا ہے، جھوٹا شخص یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ جھوٹ بول کر مجھے کوئی نقصان نہیں ہو بلکہ فائدہ ہوا ہے، حالانکہ جھوٹ، جھوٹے شخص کے باطنی بگاڑ کا سبب بنتا ہے، جھوٹ جھوٹے شخص کو دوسرے گناہوں پر بھی دلیر کر دیتا ہے، جھوٹ جھوٹے شخص کو خود بخود کئی اور گناہوں کی طرف لے جاتا ہے۔ جھوٹ کے مرض کا انداز بھی نرالا اور غیر محسوس ہوتا ہے، انسان یہ سمجھتا ہے کہ ایک آدھ بار جھوٹ بولنے میں کون سا بڑا نقصان ہو جائے گا۔ حالانکہ یہی ایک آدھ بار کا جھوٹ بڑے فساد کا سبب بن سکتا ہے۔ یہی ایک آدھ بار کا جھوٹ بندے کی آخرت کو تباہ کر سکتا ہے، یہی ایک آدھ بار کا جھوٹ بندے کی شخصیت (Personality) کو داغدار کر سکتا ہے، یہی ایک آدھ بار کا جھوٹ معاشرے میں اعتماد کی فضا کو خراب کر دیتا ہے اور یہی ایک آدھ بار کا جھوٹ پورے معاشرے کے بگاڑ اور تباہی کا سبب بنتا ہے۔ آئیے! اب یہ بھی سنتے ہیں کہ جھوٹ کسے کہتے ہیں، چنانچہ

علامہ عبدالغنی نابلسی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ تحریر فرماتے ہیں: حقیقت کے برعکس (یعنی اُلٹ) کوئی بات کی جائے تو وہ جھوٹ ہے۔ (حلیقہ ندیہ، ۲/۴۰۰)

افسوس صد کروڑ افسوس! اب تو جھوٹ بولنے والوں نے مَعَاذَ اللّٰہ جھوٹ کو بُرائی سمجھنا ہی چھوڑ دیا۔ دُنیا میں جھوٹ بول کر کچھ روپوں کا فائدہ اٹھانا، جھوٹے چٹنگلوں کے ذریعے دوسروں کو ہنسانا، جھوٹے خواب سنا کر دوسروں کا دل بہلانا، بلکہ جھوٹے خواب سنا کر دوسروں سے پیسے بٹورنا، اپنے نام کے ساتھ جھوٹے القابات لگا کر عزت و شہرت کی محبت کا سامان کرنا، جھوٹے بہانے تراش کر ذمہ داریوں سے منہ موڑنا، جھوٹی سفارشاتیں کر کے حق داروں کا حق روکنا، جھوٹی قسمیں کھا کر گھٹی مال کو اعلیٰ بتا کر فروخت کرنا، لین دین کے تعلق سے جھوٹے وعدے کر کے دوسروں کی مجبوریوں سے کھیلنا، جھوٹے اَعذار بتا کر اپنے لیے دوسروں کی ہمدردیاں سمیٹنا وغیرہ جیسی جھوٹ کی صورتیں ہی ہیں، جو ہمارے

معاشرے میں گویا رچ بس چکی ہیں۔ ذرا سوچئے! جب ترقی کرنے کا راز کثرت سے جھوٹ کو سمجھا جائے گا، جب مال میں برکت کثرت سے جھوٹ کو سمجھا جائے گا تو معاشرہ کیسی ترقی کرے گا؟ جھوٹ بولنے کی سزا بہت بھیانک (Frightful) ہے۔

جھوٹ کی سزا

چنانچہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا: چلئے! میں اُس کے ساتھ چل دیا، میں نے دو (2) آدمی دیکھے، ان میں ایک کھڑا اور دوسرا بیٹھا تھا، کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا، جسے وہ بیٹھے شخص کے ایک جبرٹے میں ڈال کر اُسے گلدی تک چیر دیتا، پھر زنبور نکال کر دوسرے جبرٹے میں ڈال کر چیرتا، اتنے میں پہلے والا جبرٹا اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا، میں نے لانے والے شخص سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: یہ جھوٹا شخص ہے، اسے قیامت تک قبر میں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (مساوی الاخلاق للخرائط،

باب ماجاء فی الکذب وقبح ماتى به اہلہ، ص: ۶۷، حدیث: ۱۳۱، جھوٹا چور، ص: ۱۴)

مشہور بزرگ حضرت سیدنا حاتمِ اصمؓ بَلَّغِ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ”جھوٹا“ دوزخ میں کُتے کی شکل میں بدل جائے گا۔ (تنبیہ المغترین، ص: ۱۹۴، از جھوٹا چور: ۱۰)

خطاؤں کو میری مٹا یا الہی	مجھے نیک خصلت بنا یا الہی
مجھے غیبت و پُغلی و بدگمانی	کی آفات سے تُو بچا یا الہی
زبان اور آنکھوں کا قُتلِ مدینہ	عطا ہو پئے مُصْطَفٰے یا الہی

(وسائل بخشش، ص: ۱۰۰، ۱۰۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے! دُنیا میں داڑھ کا دُرد نہ سہہ سکنے والا، آخرت میں جبرے چیرے جانے پر ہونے والی تکلیف کس طرح برداشت کر سکے گا؟ دُنیا میں ایک مچھر کے کاٹ لینے پر بے قرار ہو جانے والا، جھوٹ بولنے کی وجہ سے قبر میں ہونے والے عذاب کو کس طرح سہہ سکے گا؟ لہذا اس بُری عادت سے ہاتھوں ہاتھ پیچھا چھڑالینا چاہئے۔ یقیناً اگر معاشرے کا ہر فرد جھوٹ بولنے سے توبہ کر لے تو بہت حد تک معاشرے کی اصلاح ہو جائے گی۔ لہذا اپنا یہ پکا ذہن بنائیے کہ آج کے بعد میں کبھی بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ۔

دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہر طرح کے گناہوں خصوصاً جھوٹ سے بچنے اور سچ کی عادت بنانے کے لیے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں۔ یاد رکھئے! بُرے کی صحبت بُر ابنا دیتی ہے، کوئی بھی چور، ڈاکو، نشہ کرنے والا پیدا انٹی ایسا نہیں ہوتا، بلکہ بُری صحبت اُسے ایسا بنا دیتی ہے، اچھی صحبت معاشرے کے گرے ہوئے فرد کو اٹھا کر ترقی کی منازل پر پہنچا دیتی ہے، اس کی ہزاروں مثالیں آپ کو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں اپنی آنکھوں سے نظر آئیں گی، جی ہاں! کل کے بے نمازی آج نہ صرف خود نماز پڑھتے ہیں بلکہ دُوسروں کو مسجد بھر و تحریک کا حصہ بنانے کے لیے نماز کی دعوت دیتے ہیں، بلکہ ایسے کئی امامت کے مُصلّے پر نظر آئیں گے جو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی مبارک صحبت ملنے سے قبل ایسے نہیں تھے، بلکہ اس مدنی ماحول نے ان کی قسمت کا ستارہ چمکا دیا۔ اس طرح آپ غور کرتے جائیں کیسی مدنی بہاریں نظر آئیں گی!!!

اللہ پاک ہمیں حقیقی معنوں میں پکاسچا با عمل مسلمان بنائے۔ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر عاشقانِ رسول کی صحبت میں رہنے والا، اللہ پاک اور اُس

کے نبی کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مہربانی سے بے وقت پتھر بھی ”انمول ہیرا“ بن کر خوب جگمگاتا ہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۰۹) اگر ہم بھی جھوٹ، غیبت، پُجھلی، فلمیں ڈرامے دیکھنے دکھانے، گانے باجے سننے، سنانے جیسی بُری عادتوں سے پیچھا بچھڑانا چاہتے ہیں تو ہاتھوں ہاتھ اس مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو کر عملی طور پر دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے رہیں، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تَرْبِیَّت کیلئے راہِ خدا میں سفر اختیار کریں، کامیاب زندگی گزارنے اور اپنی آخرت سنوارنے کیلئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کے رسالے میں دیے گئے خانے پُر کر کے اپنے ذمہ دار کو ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ کو ہی جمع کروانے کا معمول بنالیں۔ ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع، ہفتہ وار اجتماعی طور پر دیکھے جانے والے ”مدنی مذاکرے“ میں خود بھی شرکت اور دوسروں تک بھی اس کی دعوت پہنچاتے رہیں۔ اگر ان مدنی کاموں میں مُستقل مزاجی کے ساتھ شرکت اور دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں استقامت نصیب ہو گئی تو اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب، حبیبِ لیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت مزید پیدا ہوگی، پیارے صحابہ و اولیاء کا مبارک فیضان جاری و ساری ہو جائے گا، گناہوں سے دل بیزار ہو گا اور فکرِ آخرت کے ساتھ سُنّتوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کا بھی ذمہ بنے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ

ہمیں عالموں اور بزرگوں کے آداب سکھاتا ہے ہر دمِ سدا مَدَنی ماحول
یہاں سُنّتیں سیکھنے کو ملیں گی دلائے گا خوفِ خدا مَدَنی ماحول

(وسائلِ بخشش، ص: ۶۳۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2) جھگڑے کی تباہ کاریاں

اے عاشقانِ رسول! آج کے معاشرے میں گناہوں اور بُرائیوں کا رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ چند بُرائیاں جو ہمارے معاشرے میں سرفہرست ہیں اُن میں سے ایک لڑائی جھگڑا بھی ہے۔ لڑائی جھگڑا شیطانی کام ہے۔ چنانچہ پارہ 7 سُورۃ مائدہ کی آیت نمبر 91 میں ارشادِ حُسن ہے:

اِنَّسَايِرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُؤَقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ تَرْجِمَةً كُنْزِ الْاِيْمَانِ: شيطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں
وَالْبَعْضُ عَلَى الْبَعْضِ (پ، المائدہ: ۹۱)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ دشمنی بغض اور لڑائی جھگڑے کو فروغ دینا شیطان کی خواہشات میں سے ہے۔ آج ہم اگر اپنے معاشرے میں نظر دوڑائیں تو ہمارا ضمیر اس بات کی گواہی دے گا کہ آج شیطان اپنے اس وار میں کامیاب ہو تا دیکھائی دیتا ہے، مثلاً ☆ کہیں ذات پات پر جھگڑا ہو رہا ہے تو کہیں تعصب کی بنا پر گولیاں چل رہی ہیں اور لاشیں اُٹھ رہی ہیں ☆ کہیں ادارے والوں سے گالم گلوچ کا سلسلہ ہے تو کہیں اساتذہ و طلبہ میں ٹھنی ہوئی ہے، ☆ کہیں میاں بیوی کے درمیان جھگڑا زور پکڑتا جا رہا ہے تو کہیں ساس بہو میں تلخ کلامی جاری ہے، ☆ کہیں دکاندار و کاروباری پارٹنر ایک دوسرے کا گلا گھونٹ رہے ہیں تو کہیں مالک مکان و کرائے داروں میں ہاتھ پائی ہو رہی ہے، ☆ کہیں کنڈیکٹر اور سوار یوں میں لڑائی جھگڑا ہو رہا ہے تو کہیں ٹھہیے لگانے والوں میں تلخ کلامی ہو رہی ہے، ☆ کہیں ڈاکٹر (Doctor) و مریض ایک دوسرے سے بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو کہیں ٹھیکیدار و ملازمین آپس میں گتھم گتھا ہیں، ☆ کہیں پڑوسی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں تو کہیں رشتے داروں میں ناراضی ہے، ☆ کہیں امام و مقتدیوں میں دُوریاں بڑھتی جا رہی ہیں تو کہیں مسجد کمیٹی اور نمازی حضرات آپس میں ناراض ہیں ☆ کہیں برسوں کے دوستوں (Friends) میں اُن بن چل رہی ہے تو کہیں پورا گھر ہی میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔

☆ کہیں خونی رشتے اور ان کا احترام داؤ پر لگا ہے تو کہیں سکے بھائیوں میں پھوٹ پڑ چکی ہے۔ اَلْغَرَضُ!
 ☆ وہ جو کل تک ایک دوسرے کے محافظ تھے ☆ وہ جو کل تک ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے کے
 دعوے کیا کرتے تھے، ☆ وہ جو کل تک ایک دوسرے کی عزت کے محافظ تھے، ☆ وہ کہ کل تک جن
 کی دوستی کی مثالیں دی جاتی تھیں، ☆ وہ کہ کل تک جن کے اتفاق و اتحاد کا شہرہ تھا۔ ☆ وہ جو کل تک
 ایک دوسرے کے خلاف ایک لفظ تک سُنا بھی گوارا نہ کرتے تھے، ☆ وہ جو کل تک ایک دوسرے
 کے بغیر کھانا تک نہیں کھاتے تھے، ☆ وہ جو کل تک بُرے وقت میں ایک دوسرے کے مددگار تھے،
 ☆ وہ جو کل تک ایک دوسرے کو نیکی کے کاموں کی ترغیبیں دلا یا کرتے تھے، ☆ وہ جو کل تک سُنّتوں
 بھرے اجتماعات میں اکٹھے آیا اور جایا کرتے تھے، ☆ وہ جو کل تک دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں
 ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، لڑائی جھگڑے جیسے منحوس شیطانی کام کی نحوست کے سبب
 اُن کے درمیان نفرتوں کی ایسی مضبوط دیواریں قائم ہو جاتی ہیں کہ پھر وہ ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارا
 نہیں کرتے۔ یوں سمجھئے کہ جس طرح آگ (Fire) گھروں، فیکٹریوں، کمپنیوں، گوداموں، جنگلات، گاؤں
 دیہات اور مختلف چیزوں کو گھنٹوں بلکہ منٹوں میں جلا کر تباہ و برباد کر ڈالتی ہے، اسی طرح ہنستے بستے
 ملکوں، شہروں، نسلوں، قوموں، گھروں، خاندانوں، اداروں اور تنظیموں کا اُمن تہس نہس کرنے اور دلوں
 میں نفرتوں کا بیج بونے میں اکثر لڑائی جھگڑوں کی تباہ کاریاں ہی کار فرما ہوتی ہیں۔ یقیناً اگر ہم نے قرآنی
 احکام کو نظر انداز نہ کیا ہوتا، اگر ہم رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین پر عمل پیرا
 ہوتے، اگر ہم نے اپنے بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْنَ کے ارشادات سے نصیحت کے مدنی پھول چُنے
 ہوتے، اگر ہم علمائے حق کے دامنِ کرم سے وابستہ رہتے، اگر ہم نے لڑائی جھگڑوں کی تباہ کاریوں کو پیشِ نظر
 رکھا ہوتا تو آج ہمارا معاشرہ بھی اُمن و سکون کا گہوارہ بنا ہوتا۔

اے خاۓ خاصانِ رُسل! وقتِ دُعا ہے
اُمّت پہ تیری آ کے عَجَبِ وقتِ پڑا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبتِ بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے
فَریاد ہے اے کشتی اُمّت کے نگہاں!
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آئیے لڑائی جھگڑوں کی تباہ کاریوں پر مُشتَبِل دو (2) فرامینِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے اور
عبرت کے مدنی پھول چنئے:

لڑائی جھگڑوں کی مذمت پر 2 فرامینِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(1) فرمایا: اللہ پاک کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے، جو بہت زیادہ جھگڑا لو ہو۔ (بخاری،

کتاب المظالم، باب قول اللہ تعالیٰ: وَهُوَ الدَّخْصَام، ۱۳۰/۲، حدیث: ۲۴۵۷)

(2) فرمایا: جو شخص بے جا جھگڑتا ہے، وہ ہمیشہ اللہ پاک کی ناراضی میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ اُسے

چھوڑ دے۔ (موسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب الصّفت وآداب اللّسان، باب ذم الخصومات، ۱۱۱/۷، حدیث: ۱۵۳)

امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی کتنے پیارے انداز میں اُمّتِ مسلمہ کی خیر خواہی کرتے ہوئے، لڑائی

جھگڑوں سے بچنے کی مدنی سوچ عطا فرما رہے ہیں کہ!

کوئی دھتکارے یا جھاڑے بلکہ مارے صُبر کر مَت جھگڑ، مَت بڑبڑا، پا آجر رب سے صُبر کر

(وسائل بخشش مرم، ص ۶۸۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بزرگانِ دین اور اصلاحِ معاشرہ

اے عاشقانِ رسول! کوشش کیجئے اور حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا ترک کر دیجئے، اسی میں بھلائی ہے۔ یقیناً حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دینا بہت اچھا اور ہمت کا کام ہے۔ لیکن یہی وہ طریقہ ہے جو معاشرے میں لڑائی جھگڑے کے بڑھتے ہوئے رجحان کو ختم کر سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کا یہ معمول تھا کہ ان کے ساتھ کیسا بھی بُرا سلوک کیا جاتا، وہ معاف کر دیا کرتے تھے اور کوئی بدلہ نہیں لیتے تھے۔ لوگ ان کے حقوق دبا لیتے لیکن یہ حضرات لوگوں کے حقوق (Rights) کی ادائیگی سے کبھی غافل نہ ہوتے، نادان لوگ انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیتے، لیکن یہ حضرات انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے اور نفس کی خاطر غصہ کرنے کے بجائے انہیں دعائیں دیتے اور مُعافی سے نواز کر ثواب کا خزانہ لوٹتے۔ اس طرح جہاں انہیں معاف کر دینے کا ثواب پانے کا موقع ملتا، وہیں معاشرے میں بھی امن و سکون کی فضا پھلتی پھولتی۔ آئیے اسی طرح کے دو ایمان افروز واقعات ہم بھی سنتے ہیں:

(1) ظلم کرنے والے کو بھی دعا دی

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”احیاء العلوم“ جلد 3، صفحہ نمبر 216 پر ہے: ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ کسی صحرا کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں آپ کو ایک سپاہی ملا، اُس نے کہا تم غلام ہو؟ فرمایا: ہاں! اُس نے کہا: بستی کس طرف ہے؟ آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ فرمایا۔ سپاہی نے کہا: میں بستی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ فرمایا: وہ تو

قبرستان ہی ہے۔ یہ سُن کر اُسے غصّہ آگیا اور اُس نے کوڑا آپ کے سر پر دے مارا اور زخمی کر کے آپ کو شہر کی طرف لے گیا۔ آپ کے ساتھیوں نے دیکھا تو سپاہی سے پوچھا: یہ کیا ہوا؟ سپاہی نے ماجرا بیان کر دیا۔ اُنہوں نے سپاہی کو بتایا یہ تو (زمانے کے ولی) حضرت سیدنا ابراہیم بن اُدہم رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ ہیں۔ یہ سُن کر وہ گھوڑے سے اتر اور آپ کے ہاتھ چومتے ہوئے مَغْذِرَت کرنے لگا۔ آپ سے پوچھا گیا: آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں غلام ہوں۔ فرمایا: اُس (سپاہی) نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ تم کس کے غلام ہو؟ بلکہ صُرف یہ پوچھا کہ تم غلام ہو؟ تو میں نے کہا: ہاں! کیونکہ میں ربِّ کریم کا غلام (یعنی بندہ) ہوں۔ جب اُس نے میرے سر پر مارا تو میں نے اللہ پاک سے اُس کے لئے جَنّت کا سَوال کیا۔ عَزَّوَجَلَّ کی گئی: اُس نے آپ پر ظُلم کیا تو آپ نے اُس کے لئے دعا کیوں مانگی؟ فرمایا: مجھے یہ معلوم تھا کہ تکلیف برداشت کرنے پر مجھے ثواب ملے گا، لہذا میں نے یہ مناسب نہ جانا کہ مجھے تو ثواب ملے اور وہ عذاب میں گرفتار ہو جائے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۱۶ طحطا)

(2) معاف کرنا قدرت کے بعد ہی ہوتا ہے!

حضرت سیدنا مَعْمَر بن راشد رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا قتادہ بن دُعَامہ رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ کے صاحبزادے کو زوردار تھپڑ مارا۔ آپ نے بیٹے سے فرمایا: ”تم بھی اُسی طرح اسے تھپڑ مارو جس طرح اِس نے تمہیں مارا اور فرمایا: بیٹا! آستینیں اوپر کر لو اور ہاتھ بلند کر کے زوردار تھپڑ مارو۔“ چنانچہ بیٹے نے آستینیں اوپر کیں اور تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ بلند کیا تو آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: ”ہم نے رضائے الہی کے لئے اُسے مُعاف کیا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ مُعاف کرنا قدرت کے بعد ہی ہوتا ہے۔“ (اللہ والوں کی باتیں، ۲/۵۱۹)

ہمیشہ ہاتھ بھلائی کے واسطے اُنھیں بچانا ظلم و ستم سے مجھے سدا یارب
(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۷۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امیر اہلسنت اور معاشرے کی اصلاح

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بزرگانِ دین کا مُعانی اور معاشرے کی اصلاح کا جذبہ
مرحبا! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! بزرگانِ دین کی صحبت سے تربیت یافتہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی
حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بھی معاشرے کی اصلاح
کرنے کے معاملے میں بے حد ایکٹو (Active) ہیں۔ آپ اصلاحِ معاشرہ کے لئے کئی اہم کاموں میں
مصروف ہیں، آپ لوگوں کو نرمی و محبت سے نیکی کی دعوت دے کر گناہوں سے روکنے کے لئے ہر دم
کوشاں ہیں۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جہاں انفرادی کوشش کے ذریعے معاشرے کی اصلاح
کر رہے ہیں، وہیں آپ اپنے بیانات اور مدنی مذاکروں کے ذریعے بھی معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا
کر رہے ہیں، آپ کے بیانات اور مدنی مذاکرے تاثیر کا تیر بن کر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ آپ کے سنتوں
بھرے اصلاحی بیانات اور مدنی مذاکروں کو سننے والوں کی توجہ کا عالم دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ عاشقانِ
رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماعات ہوں یا ہر ہفتے کو ہونے والا مدنی مذاکرہ
کثیر عاشقانِ رسول آپ کے بیان اور رنگ برنگ مدنی پھولوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، بذریعہ مدنی
چینل، انٹرنیٹ دیکھنے اور سننے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ آپ کے بیانات و
مدنی مذاکرے بذریعہ مدنی چینل گھروں، دکانوں (Shops)، مساجد، جامعات وغیرہ میں بھی نہایت

شوق سے سُنے جاتے ہیں۔ ان بیانات کو مکتبۃ المدینہ شائع کرتا ہے۔ آپ کا اندازِ بیان بے حد سادہ اور عام فہم اور سمجھانے کا طریقہ ایسا ہمدردانہ ہوتا ہے کہ سننے والے کے دل میں اُترتا چلا جاتا ہے۔ لاکھوں مسلمان آپ کے بیانات کی برکت سے تائب ہو کر راہِ راست پر آچکے ہیں۔ آئیے! آپ کے بیان کا ایک واقعہ سنتے ہیں: چنانچہ

نمازی ڈاکو

باب المدینہ (کراچی) کے ایک ذمہ دار اسلامی بھائی کا بیان ہے میرا ایک دوست بہت زیادہ ماڈرن، جُوعے اور شراب کا عادی اور گناہوں میں بڑا دلیر تھا۔ کسی طرح باز نہ آتا تھا، ایک بار باب المدینہ سے کو لمبو روانگی کے وقت، میں نے اس کے سامان میں امیر اہلسنت کے سُنّتوں بھرے بیان کی کیسٹ "نمازی ڈاکو" ڈال دی۔ کو لمبو پہنچ کر اس نے بیان سنا، امیر اہلسنت کے الفاظ تاثیر کا تیر بن کر اُس کے جگر میں پیوست ہونے لگے۔ اس بیان کی برکت سے اس میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب آگیا۔ یہاں تک کہ اس نے داڑھی شریف اور عمامہ شریف کا مدنی تاج مستقل طور پر سجالیا۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں مشغولیت اختیار کر لی اور امیر اہلسنت سے بیعت ہو کر عطاری ہونے کی سعادت بھی پالی۔

(تعارفِ امیر اہلسنت، ۲۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا فیضان

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے جب نیکی کی دعوت عام کرنے اور معاشرے کی اصلاح

کے مقدس جذبے کے تحت لوگوں کو بُرائی سے روکنے کی کڑھن دل میں پیدا ہوئی تو آپ نے اُمّتِ مسلمہ کو نماز و روزے کا پابند بنانے، سُنّتیں سیکھنے سکھانے، نیکیوں کا جذبہ دلانے، گناہوں سے بچنے کا ذہن بنانے کیلئے انفرادی و اجتماعی کوشش اور بیانات شروع کئے۔ آپ نہ صرف خود استقامت کے ساتھ نیکی کی دعوت عام کرتے رہے بلکہ وقتاً فوقتاً اسلامی بھائیوں کو بھی اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کا ذمہ دیتے رہے۔ اس مدنی مقصد (Aim) کو دُنیا کے کونے کونے میں عام کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی کی بنیاد رکھی اور اس میں زندگی کے تقریباً ہر شعبے سے وابستہ لوگوں کی اصلاح کے لئے کئی شعبہ جات کو ترتیب دیا تاکہ اس شعبے سے وابستہ اسلامی بھائی لوگوں کو نمازوں کی پابندی، تقویٰ و پرہیزگاری، معاشرے میں رہنے سہنے کا انداز سکھا کر معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا کریں، آپ نے اپنے سُنّتوں بھرے بیانات اور کتب و رسائل کے ذریعے نیکی کی دعوت کی خوب خوب دُھو میں مچائیں۔ آپ کی عام فہم، تاثیر کُن تحریر اور سُنّتوں بھرے بیانات کی برکت سے لاکھوں مسلمان بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا اور وہ جرم و گناہ کی دُنیا کو چھوڑ کر صلوة و سُنّت کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ اگر ہم بھی نیکی کی دعوت دینے اور دوسروں کو بُرائی سے روکنے کا ذہن رکھتے ہیں اور اپنے معاشرے کو امن و سکون کا گوارہ بنانا چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، دوسروں کو بھی اس سے وابستہ کیجئے، خود بھی مدنی انعامات کے عامل بنئے، دوسروں کو بھی بنائیے، خود بھی ہر ماہ تین (3) دن کے مدنی قافلے میں سفر کیجئے دوسروں کو بھی سفر کروائیے۔

معاشرے کی اصلاح سے سرشار امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مُریدین و مُحبّین و تمام عاشقانِ رسول کو سُنّتوں کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے جو مدنی انعامات عطا فرمائے ہیں، ان میں

مدنی انعام نمبر 61 میں ہے: کیا اس ماہ آپ کی انفرادی کوشش سے کم از کم ایک اسلامی بھائی نے مدنی قافلے میں سفر کیا؟ اور کم از کم ایک نے مدنی انعامات کا رسالہ جمع کروایا؟

دے جذبہ ”مدنی انعامات“ کا تُو کرم بہر شہِ کرب و بلا ہو

(وسائلِ بخشش مرتبہ، ص ۳۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3) معاشرے کے مختلف گناہ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بیان کے شروع میں جیسے ہم نے سنا کہ معاشرہ فرد سے بنتا ہے، اگر ہر ایک فرد اپنی اصلاح کی کوشش میں لگ جائے تو معاشرہ خود بخود اچھا ہوتا چلا جائے گا۔ معاشرے میں پائے جانے والے گناہوں میں سے ایک غیبت بھی ہے جو معاشرے کی تباہی کا سبب بن رہی ہے۔

غیبت کی تعریف: انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا، جو اس میں موجود ہو غیبت کہلاتا ہے۔ غیبت کی نحوست میں سے ہے کہ یہ بُرے خاتمے کا سبب ہے، بکثرت غیبت کرنے والے کی دُعا قبول نہیں ہوتی، غیبت سے نماز روزے کی نورانیت چلی جاتی ہے، غیبت کی نحوست کا اندازہ اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھی لگایا جاسکتا ہے ارشاد فرمایا: **الْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الذَّنْبِ** یعنی غیبت بدکاری سے بڑا گناہ ہے۔ (الترغیب والترہیب، ۳/ ۳۳۱، حدیث: ۲۴) اسی طرح **چغلی** کا بھی معاشرے کی تباہی میں بڑا کردار ہے۔ اس کے سبب بھی گھروں کی بربادی، آپس میں رنجشیں اور بغض و کینہ پرورش پاتا ہے نیز ایسے شخص کو اللہ پاک بھی پسند نہیں فرماتا۔

چغلی کی تعریف: لوگوں میں فساد کروانے کے لئے اُن کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا چغلی

کہلاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی، ۱۱۲/۲) حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ پاک کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں دیکھیں تو اللہ پاک یاد آجائے اور اللہ پاک کے بُرے بندے وہ ہیں جو چُغَل خوری کرتے، دوستوں میں جدائی ڈالتے اور نیک لوگوں کے عیب (Defect) تلاش کرتے ہیں۔ (مسند احمد، ۶/۲۹۱، حدیث ۱۸۰۲۰) چغلی کی طرح گالی گلوچ بھی ہمارے معاشرے میں بڑھتے ہوئے بُرے کاموں میں سے ایک ہے، اس سے بھی فتنہ و فساد جنم لیتے مثلاً آپس میں نفرتیں جنم لیتی ہیں، خون ریزیاں، لڑائیاں اور بہت سی تباہ کاریاں رونما ہوتی ہیں۔ نبی کریم، رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "مسلمان کو گالی دینا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔" (الترغیب والترہیب، کتاب الادب، ۳/۱۱۳، الحدیث: ۲۶۲۳) اسی طرح حسد بھی نہایت بُری خصلت اور گناہِ عظیم کے ساتھ ساتھ معاشرے کو خراب کر دینے والا کام ہے۔

حسد کی تعریف: کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر تمنا کرنا کہ کاش! اس سے یہ نعمت چھن کر مجھے حاصل ہو جائے حسد کہلاتا ہے۔ (بُڑے خاتمے کے اسباب، ص ۱۳۱ حصہ ۱) حسد کرنے والے کی ساری زندگی جلن اور گھٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور اسے چین و سکون نصیب نہیں ہوتا، حسد نیکوں کو اس طرح کھاجاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو۔ یونہی تکبر (Arrogance) کو دیکھا جائے تو اس کے سبب اللہ پاک اور رسول اکرم، نبی مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی، مخلوق کی بیزاری، میدانِ محشر میں ذلت و رسوائی، رُب کی رحمت اور انعاماتِ جنت سے محرومی اور جہنم کا حقدار بننے جیسے بڑے بڑے نقصانات کا سامنا ہو سکتا ہے۔

تکبر کی تعریف: خود کو افضل دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔ (تکبر، ص ۱۶)

نبی کریم، رؤف و رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی

تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، الحدیث: ۲۶۶، ص ۶۱)

کس کی نافرمانی کرتے ہو

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! سنا آپ نے یہ گناہ معاشرے میں کیسی کیسی برائیوں کو جنم دیتے ہیں۔ لہذا گناہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے بچنے ہی میں عافیت ہے جیسا کہ حضرت سیدنا بلال بن سعد رَضِیَ اللہ عَنْہُ فرماتے ہیں: گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو۔ (الزواج عن اقتراح الکبائر، مقدمہ فی تعریف الکبیرۃ، خاتمة فی التحذیر۔ الخ، ۲/۱) لہذا پہلی بات تو یہ ہے کہ اتنا علم ہو کہ بندہ ظاہری و باطنی گناہوں کو جان سکے۔ ظاہری و باطنی گناہوں کی ضروری معلومات ہونا بھی فرائض و لازم علوم میں سے ہے۔ دیگر لازم علوم کی طرح ان کی بھی معلومات ہونا لازم ہے۔ مزید اگر گناہ کا ارادہ کرتے وقت ہماری یہ مدنی سوچ بن جائے کہ میں جس رب کریم کی نافرمانی کر رہا ہوں وہ تو مجھے ہر وقت ہر حال میں دیکھ رہا ہے تو اِنْ شَاءَ اللہ! اس طرح کافی حد تک گناہوں سے چھٹکارا نصیب ہو جائے گا۔ گناہوں سے نفرت کرنے اور چھٹکارا پانے کا ایک بہترین ذریعہ کسی اچھے ماحول سے وابستہ ہونا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! آج کے اس پُر فتن دور میں دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول، اللہ پاک کی عظیم نعمت ہے۔ آپ بھی اس مہکے مہکے مشکبار مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے، اِنْ شَاءَ اللہ! دُنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل ہوں گی۔

دعوتِ اسلامی اور معاشرے کی اصلاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دَعْوَتِ اسلامی اِصْلَاحِ اُمَّتِ و اصلاحِ معاشرہ کے لئے ہر دم کوشاں ہے۔ اس تحریک سے وابستہ بعض مُبَلِّغِینِ اَشْکَلِیّہ آکھوں اور عاجزی و اِنکساری کے

ساتھ نیکی کی دُعا دے کر بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا سبب بنتے ہیں۔ یقیناً ان جیسے مُبَلِّغِیْن کی انفرادی و اجتماعی کوششوں کا ہی تو صدقہ ہے کہ آج معاشرے میں سنتوں کی مدنی بہاریں عام ہیں، گل تک جو کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، معاشرے کے ناسور سمجھے جاتے تھے، والدین کے نافرمان تھے، فیشن (Fashion) کے شیدائی تھے، بد عقیدہ، گلوکار و فنکار تھے، حرام خوری اور عَشَقِ مجازی کی آفت میں گرفتار تھے، اَلْغَرَضِ طرح طرح کے گناہوں کی دلدل میں دھسے ہوئے تھے، مگر جب اصلاحِ اُمّت کا در در کھنے والے مُخْلِصِ مُبَلِّغِیْن دعوتِ اسلامی نے خَوْفِ خدا میں دُوب کر انہیں فکرِ آخرت پر مبنی نیکی کی دُعا پیش کی تو ان کے دل نرم پڑ گئے اور وہ بھی دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہو کر سنتوں کی دھومیں مچانے والے بن گئے۔

تم کو کچھ معلوم ہے یارو! مجھے	دعوتِ اسلامی سے کیوں پیار ہے
ہے کرم اس پر خدائے پاک کا	دعوتِ اسلامی سے یوں پیار ہے
اس پہ ہے نظرِ کرم سرکار کی	دعوتِ اسلامی سے یوں پیار ہے
بے عدد کافر مسلمان ہو گئے	دعوتِ اسلامی سے یوں پیار ہے
بے نمازی بھی نمازی ہو گئے	دعوتِ اسلامی سے یوں پیار ہے
چور ڈاکو آئے اور تائب ہوئے	دعوتِ اسلامی سے یوں پیار ہے
اور شرابی آئے تائب ہو گئے	دعوتِ اسلامی سے یوں پیار ہے
سُنّتوں کی ہر طرف آئی بہار	دعوتِ اسلامی سے یوں پیار ہے

(وسائلِ بخشش، ص ۷۰۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مُصطفیٰ جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نَوْشہِ بزمِ جَنّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنّت نشان ہے جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (مشکاۃ

الصاibح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۹۷، حدیث: ۱۷۵)

سینہ تری سنت کا مدینہ بنے آقا
جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

انگوٹھی پہننے کی سنتیں اور آداب

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آئیے! شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”163 مدنی پھول“ سے انگوٹھی پہننے کی سنتیں اور آداب سنتے ہیں: مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ سلطانِ دو جہان، رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ (بخاری ج ۴ ص ۶۷ حدیث ۵۸۶۳) (نابالغ) لڑکے کو سونے چاندی کا زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہو گا۔ اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے، مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہو گی۔ (بہارِ شریعت، ۳/۴۲۸، دُرِّ مختار و دُرِّ المختار، ۹/۵۹۸) بچیوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے میں حرج نہیں۔ لوہے کی انگوٹھی جہنمیوں کا زیور ہے۔ (ترمذی ج ۳ ص ۳۰۵ حدیث ۱۷۹۲) مرد کیلئے وہی انگوٹھی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی صرف ایک انگلی کی ہو اور اگر اُس میں (ایک سے زیادہ یا) کئی انگلیں ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو، مرد کے لیے ناجائز

ہے۔ (ردُّ المحتار، ۹/۵۹۷) بغیر نگینے کی انگوٹھی پہننا ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں چھلا ہے۔ حروفِ مقطعات (م۔ ق۔ ط۔ عات) کی انگوٹھی پہننا جائز ہے (جب کہ اس میں نگینہ اور دیگر شرائط بھی پائی جاتی ہوں) مگر حروفِ مقطعات والی انگوٹھی بغیر وضو پہننا اور چھونا یا مصافحے کے وقت ہاتھ ملانے والے کا اس انگوٹھی کو بے وضو چھو جانا جائز نہیں۔ اسی طرح مردوں کے لیے ایک سے زیادہ (جائز والی) انگوٹھی پہننا یا (ایک یا زیادہ) چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ (چھلا) انگوٹھی نہیں۔ عورتیں چھلے پہن سکتی ہیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/۴۲۸) چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ (یعنی نگینے) کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشے (یعنی چار گرام ۳۷۴ ملی گرام) سے کم ہو، پہننا جائز ہے، ہاں تکبّر یا زنا نہ پن کا سنگار (یعنی لیڈیز اسٹائل کی ٹیپ ٹاپ) یا اور کوئی مذموم (یعنی قابلِ مذمت) نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی (بی) کیا اس نیت سے (تو) اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۱۴۱)

طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی دو کتب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 (312 صفحات) اور 120 صفحات پر مشتمل کتاب ”سنتیں اور آداب“ ہدیۃ طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ فرمائیے سنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھر اسفر بھی ہے۔

سیکھنے سنتیں قافلے میں چلو لُٹنے رحمتیں قافلے میں چلو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نَوِيْتُ سُنَّتِ الْعِتِكَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں،

کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دم کیا ہو اپنی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھانی یا سو سکتا ہے)

دُرودِ پاک کی فضیلت

رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میرا جو اُمّتی اخلاص کے ساتھ مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے گا اللہ پاک اُس پر دس (10) رحمتیں نازل فرمائے گا، اُس کے دس (10) درجات بلند فرمائے گا، اُس کے لئے دس (10) نیکیاں لکھے گا اور اُس کے دس (10) گناہ مٹا دے گا۔⁽¹⁾

میری زبان تر رہے ذکر و دُرود سے بے جا ہنسوں کبھی نہ کروں گفتگو فضول
(وسائل بخشش مرم، ص ۲۴۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ
مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُمِنْ عَمِلَہٗ“ مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔^(۱)
مدنی پھول: جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں

لگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیانِ سنوں گا۔ ☆ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی
خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا۔ ☆ ضرور تائسمٹ سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔
☆ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ☆ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب،
اَذْكُرُوا اللہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللہِ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند
آواز سے جواب دوں گا۔ ☆ اجتماع کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مضامین اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اِنْ شَاءَ اللہ آج کے بیان میں ہم ”خود کشی کے
اسباب“ کے متعلق سنیں گے۔ خود کشی کے بنیادی طور پر چار (4) اسباب ہیں۔ (۱) دین سے دُوری، (۲)
مُعاشی پریشانیاں، (۳) مایوسی اور (۴) گھریلو ناچاقیاں۔ آج ہم انہی سے متعلق سنیں گے۔ ان اسباب کے کیا
علاج ہیں؟ یہ بھی سنیں گے۔ ضمناً اور مزید کئی مدنی پھول بھی سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ پورا بیان

اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ سینے، اِنْ شَاءَ اللہ ڈھیروں معلومات حاصل ہوں گی۔
آئیے سب سے پہلے ایک عبرت آموز حکایت سنتے ہیں:

بے مثال بہادر

بخاری شریف میں ہے: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا، رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ دوزخی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب ہم قتال (یعنی لڑنے) میں مشغول ہوئے تو وہ شخص بہت شدت سے لڑا اور اُسے زخم لگ گیا۔ کسی نے عرض کی: یا رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس کے بارے میں آپ نے کچھ دیر پہلے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے، وہ آج بڑی بہادری سے لڑا ہے اور مر گیا ہے۔ تو رسولِ خدا، مکی مدنی آقَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ جہنم میں گیا۔ قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جاتے کہ اتنے میں کسی نے کہا: وہ مرا نہیں تھا بلکہ اُسے شدید زخم لگا تھا اور جب رات ہوئی تو اُس نے اُس زخم کی تکلیف پر صبر نہ کیا اور خود کشی کر لی۔ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس بات کی خبر دی گئی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہُ اُکْبَرُ! ”میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ پاک کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت بلال رَضِيَ اللہُ عَنْہُ کو ایک اعلان کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت بلال رَضِيَ اللہُ عَنْہُ نے لوگوں میں اعلان فرمادیا کہ ”جنت میں صرف مسلمان داخل ہوگا اور بے شک اللہ پاک اِس دین کی تائید کسی فاجر آدمی سے (بھی) کروا دیتا ہے۔“ (بخاری، کتاب الجہاد السین، باب

ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر، ۳۲۸/۲، حدیث: ۳۰۶۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے سنا وہ شخص جو بڑی بہادری سے لڑا، شدید

زخمی ہوا اور زخموں کی تکلیف نہ سہتے ہوئے اپنی جان لے بیٹھا، اس واقعے میں ہمارے لیے کئی مدنی پھول ہیں۔

ایک مدنی پھول تو یہ ملا کہ ہمارے آقا، مدینے والے داتا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ پاک کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں، جہی اس شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ امام نووی رَحْمَةُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یا تو اسے اس لیے جہنمی فرمایا کہ خود کشی گناہ ہے اور وہ شخص جہنم میں اپنے گناہ کی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔ جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ خود کشی کرنے والا یہ شخص مُنافِق تھا۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۲۳، الجزء الثانی)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس روایت سے ایک مدنی پھول یہ بھی ملا کہ بظاہر کوئی کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو، بھلے اس کے دن روزے میں اور راتیں عبادت میں گزرتی ہوں، کتنی ہی عبادت و ریاضت کرنے والا ہو، دین متین کی خوب تبلیغ و خدمت کرنے والا ہو، لیکن اگر دل میں بیٹھے مصطفیٰ کریم، صاحبِ خلقِ عظیم صَلَّی اللہ علیہ والہ وسلم کی دشمنی ہو تو نیکیوں اور عبادت کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ بھی پتا چلا کہ اعمال میں خاتمے کا مکمل عمل دخل ہے۔ چنانچہ ”مُسْنَدِ امام احمد بن حنبل“ میں ہے: **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنَّوَاتِیْمِ** یعنی اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے۔ (مسند احمد، ۸/۴۳۴، حدیث

(۲۲۸۹۸)

خود کشی کی تعریف و حکم:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اپنے ہاتھوں سے خود کو موت کے گھاٹ اُتار دینا خود کشی کہلاتا ہے۔ خود کشی گناہ کبیرہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ یہ جسم اللہ پاک کی نعمت ہے، صحیح سلامت اعضا اللہ پاک کی نعمت ہیں، دھڑکتا ہوا دل اللہ پاک کی نعمت ہے اور چلتا ہوا سانس

بھی اللہ پاک کی نعمت ہے۔ ان نعمتوں کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے، جبکہ خود کشی کر کے اپنی جان کو ضائع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ پاک پارہ 5 سُورَةُ النَّسَا آیت نمبر 29 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ

تَرْجُمَةً كُنْزِ الْاِيَّان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک

اللہ تم پر مہربان ہے

(پ ۵، النساء: ۲۹)

رَحِيْمًا

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ”خَزَانُ الْعِرْفَان“ میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: اس آیت سے خود کشی کی حُرْمَت ثابت ہوتی ہے (یعنی یہ ثابت ہوا کہ خود کشی کرنا حرام ہے)

خود کشی کا بڑھتا ہوا رجحان

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! خود کشی بُزدلی اور کم ہمتی کی دلیل ہے۔ افسوس! آج کل خود کشی کا رجحان (زُج۔ حان) بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ”ایک میڈیکل سینٹر“ کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق 1985ء میں 35 افراد نے خود کشی کی تھی اور اس کی تعداد بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ 2003ء میں 930 افراد نے خود کشی کی۔ ان وارداتوں کا دردناک پہلو یہ ہے کہ مرنے والوں میں زیادہ تر کی عمر 16 سے 30 سال کے درمیان تھی۔ پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 6 ماہ میں یعنی جنوری سے جون 2004ء کے عرصے میں 1103 افراد نے خود کشی کی کامیاب اور ناکام کوششیں کیں۔ (خود کشی کا علاج، ص ۹) جبکہ ایک معتبر اور بین الاقوامی ادارے کے سروے کے بعد دیئے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق دنیا میں ہر سال تقریباً دس (10) لاکھ انسان خود کشی کرتے

ہیں، دنیا کی کل اموات میں خودکشی کے باعث ہونے والی اموات کی شرح ایک عشاریہ آٹھ (1.8) فی صد ہے۔ ایک سروے کے مطابق اس شرح میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ (مختلف ویب سائٹ سے ماخوذ) گناہوں کی کثرت اور احوالِ آخرت کے معاملے میں جہالت کے سبب ہمارے وطن عزیز پاکستان میں خودکشی کا رجحان بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق اگست 2004ء میں پاکستان میں خودکشی کی 68 وارداتیں ہوئیں۔ اُسی اخبار کے مطابق دنیا میں ہر 40 سیکنڈ میں خودکشی کی ایک واردات ہوتی ہے۔ (خودکشی کا علاج، ص ۱۳ بتیر)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! انسانوں سے بھری اس دنیا میں ہر چالیس (40) سیکنڈ بعد کوئی نہ کوئی بیچارہ اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا چراغ گل کر لیتا ہے۔ خودکشی کیوں کی جاتی ہے؟ اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں اور ان کا علاج کیسے ہو سکتا ہے۔ آئیے! خودکشی کے 4 بنیادی اسباب اور ان کے علاج سے متعلق سنتے ہیں:

پہلی وجہ دین سے دُوری

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم سب مسلمان ہیں، ہمارا دین (دینِ اسلام) سب سے بہتر دین ہے۔ ہمارا دین دنیا اور آخرت کے ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ مسلمانوں میں خودکشی کی بڑھتی ہوئی شرح کے اسباب میں سے ایک اہم اور بنیادی وجہ دین، شریعت اور اسلام سے دُوری ہے۔ بعض وارداتیں بڑا رقت انگیز منظر پیش کرتی ہیں، آئیے خودکشی کی ایسی چند خبریں سنتے ہیں:

کراچی کے ایک اخبار کی خبر کا خلاصہ ہے کہ ماں نے بیٹے کو ڈولہا بنایا، بارات رخصت کی، باراتیوں نے بہت کہا ساتھ چلو مگر نہیں گئیں اور بعد میں گھر کا تمام زیور اور رقم وغیرہ کسی کے حوالے کر کے ماں

نے نہر میں چھلانگ لگا دی اور دو دن بعد لاش ملی۔

ایک اور معروف اخبار کی خبر ہے کہ ایک باپ نے اپنی ایک بیٹی، دو بیٹیوں اور ان بچوں کی امی کو قتل کرنے کے بعد خود کشی کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

پاکستان کے اخبار کی خبر ہے کہ باپ نے غصے میں طمانچہ مارا تو 14 سالہ لڑکے نے خود کو ہاتھ روم میں بند کر کے آگ لگا دی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خود کشی کی مذمت

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ان واقعات پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کے چند واقعات ہیں، اس طرح کے ہزاروں واقعات سے اخبار بھرے پڑے ہیں۔ خود کشی کرنے والے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری جان چھوٹ جائے گی! حالانکہ اس سے جان چھوٹنے کے بجائے اللہ پاک کی ناراضی کی صورت میں نہایت بُری طرح پھنس جاتی ہے۔ وہ جو نفس کی شرارتوں کا شکار ہو کر رب کی عطا کردہ زندگی سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیتے ہیں، موت ان کے لیے دردناک عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ خود کشی کے ذریعے دنیا کی تکلیف سے بظاہر منہ موڑنے والے آخرت کی تکلیف میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

یاد رکھیے! زندگی ختم ہونے پر ایمان و عقائد کی سلامتی کے ساتھ آنے والی موت راحت ہی راحت ہے، ایسی موت جنت کی طرف لے جانے کا راستہ ہے۔ ایسی موت اللہ پاک کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جبکہ شیطان کے وسوسوں میں مبتلا ہو کر دنیا کے بدلے آخرت کا سودا کر بیٹھنا بہت بڑی نادانی ہے۔ خود کشی پر ملنے والا عذاب ہر گز برداشت نہیں ہو سکے گا۔ آئیے! خود کشی پر ملنے والی

آخرت کی سزاؤں پر مشتمل تین (3) فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنتے ہیں:

1. فرمایا: جو شخص جس چیز کے ساتھ خود کشی کرے گا، وہ جہنم کی آگ میں اُسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب من حلف بملۃ سوی ملة الاسلام ۲/۲۸۹، حدیث: ۶۶۵۲)

2. فرمایا: جس نے لوہے کے ہتھیار سے خود کشی کی تو اُسے جہنم کی آگ میں اُسی ہتھیار سے عذاب دیا جائیگا۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، ۱/۴۵۹، حدیث: ۱۳۶۳)

3. فرمایا: جس نے اپنا گلا گھونٹا تو وہ جہنم کی آگ میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جس نے خود کو نیرہ مارا وہ جہنم کی آگ میں خود کو نیرہ مارتا رہے گا۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، ۱/۴۶۰، حدیث: ۱۳۶۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا تو قید خانہ ہے

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً خود کشی کرنا گویا خود کو مصیبتوں میں پھنسانا ہے، دنیا کی مصیبتیں قابل برداشت ہیں جبکہ آخرت میں ملنے والی تکالیف یقیناً ناقابل برداشت ہیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی کو خود کشی کرنے کے وسوسے آئیں تو اس کو چاہئے کہ بیان کردہ وعیدوں (عذابات) سے خود کو ڈرائے، عبرت حاصل کرے اور شیطان کے وار کو ناکام بنائے۔ اگرچہ کیسی ہی پریشانیاں ہوں صبر و رضا کا پیکر بن کر مردانہ و حالات کا مقابلہ کرے۔

یاد رکھئے! حدیث پاک میں ہے: ”اَلْ دُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ“ دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب الدنيا سجن المؤمن و جنت الکافر، ص ۱۲۱۰

حدیث: (۷۴۱) ظاہر ہے قید خانے میں تکلیفیں ہی تکلیفیں ہوتی ہیں، زندگی کے اس سفر میں انسان ہمیشہ ایک جیسی حالت میں نہیں رہتا۔ کوئی دن اس کے لیے خوشخبری لے کر آتا ہے تو کوئی پیام غم، کبھی خوشیوں اور شادمانیوں کی بارش برستی ہے تو کبھی مصیبتوں اور پریشانیوں کی آندھیاں چلتی ہیں۔ ان آندھیوں کی زد میں کبھی انسان کی ذات آتی ہے، کبھی اس کا کاروبار آتا ہے اور کبھی اس کا گھر بار آتا ہے۔ اَلْغَرَضُ! مصیبتوں اور پریشانیوں سے سامنا ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے مصیبتوں میں صبر اور خوشیوں میں اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔

اللہ پاک مسلمانوں کو امتحانات میں مبتلا فرما کر ان کے گناہوں کو مٹاتا اور دَرَجات کو بڑھاتا ہے۔ جو مَصائب و آلام پر صبر کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، وہ اللہ پاک کی رحمتوں کے سائے میں آ جاتا ہے۔ چنانچہ پارہ 2، سورۃُ البَقَرَةِ آیت نمبر 155 تا 157 میں ارشادِ ربّانی ہے:

وَلَبِئْسَ لَكُمۡ بِشَىْءٍ مِّنَ الْخَوَفِ وَالْجُوعِ
وَنَقۡصِ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۖ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝۱۵۵ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ
مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ لَرَاٰجِعُونَ ۝۱۵۶
أَوَلَيْكَ عَلَيْهِمۡ صَلَوَاتٌ مِّنۡ رَبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝۱۵۷

(پ ۲، البقرة: ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵)

آئیے! اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں:

تَرْجَمَةُ كُنُزِ الْإِيمَانِ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنانا صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

مُسْکُوْنِ مِیْن دے صَبْر کی تَوْفِیْق اِپْنے غَم مِیْن فَطْط گھلا یارب!

(وسائلِ بخشش مرتبہ، ۸۰)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! قرآنِ پاک یہ فرما رہا ہے کہ اللہ پاک مصیبتیں دے کر آزماتا ہے۔ اب جس نے ان میں بے صبری کا مظاہرہ کیا، شور شرابا کیا، ناشکری کے کلماتِ زبان سے ادا کئے یا بیزار ہو کر معاذ اللہ خود کشی کی راہ لی، وہ اس امتحان میں بُری طرح ناکام ہو کر پہلے سے کروڑ ہا کروڑ گنا زائد مصیبتوں کا سزاوار ہو گیا۔ بے صبری کرنے سے مصیبت تو جانے سے رہی، اَلْاَصْبْر کے ذریعے ہاتھ آنے والا عظیم الشان ثواب بھی ضائع ہو جاتا ہے جو کہ بذاتِ خود ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ اس لیے صبر سے کام لینا چاہئے۔

حدیثِ پاک میں مومن کی صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ اسے خوشی پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب المؤمن امر مکلہ خیر، ص ۲۲۲، حدیث: ۷۰۰)

صبر کا مفہوم اور اس کی برکتیں

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً صبر میں خیر ہی خیر ہے۔ ☆ صبر دنیا کے غموں سے پناہ دینے والی صفت ہے۔ ☆ صبر اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنے کا نام ہے۔ ☆ صبر گناہوں سے خود کو بچانے کا نام ہے۔ ☆ صبر قربِ الہی کا ذریعہ ہے۔ ☆ صبر دین کی سرداری ملنے کا سبب ہے۔ ☆ صبر اللہ پاک کی طرف سے بہترین اور بے حساب اجر پانے کا ذریعہ ہے۔ ☆ صبر کرنے سے مددِ الہی بندے کے شامل حال ہوتی ہے۔ ☆ صبر کرنے پر اللہ پاک کی رحمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ☆ صبر سے دنیا بھی بہتر ہوتی ہے، آخرت بھی سنور جاتی ہے۔ ☆ ربِّ کریم نے قرآن مجید میں نوے (90) سے زیادہ مقامات پر صبر کا ذکر فرمایا ہے اور اکثر درجات اور بھلائیوں کو صبر سے منسوب کیا ہے اور انہیں صبر کا

پھل قرار دیا ہے اور صابروں (یعنی صبر کرنے والوں) کے لئے ایسے انعامات رکھے ہیں جو کسی اور کے لئے نہیں رکھے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۹۹) عبادات میں سے صبر ہی ہے جس کی نسبت اللہ پاک نے اپنی طرف فرمائی ہے اور صابرین کے ساتھ ہونے کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۰۰﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ (پ ۱۰۰، الانفال: ۲۶)

صبر اور ہمارا معاشرہ

افسوس! آج ہم صبر سے بہت دُور ہو چکے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ ایک تعداد ڈپریشن (Dipration) یعنی ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔ صبر کا دامن چھوڑ بیٹھنے کا ہی نتیجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بلڈ پریشر جیسا مُہلک (یعنی ہلاک کرنے والا) مرض بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ صبر سے دُوری کی وجہ سے بعض انتہائی غصیلے اور جذباتی بد نصیب افراد گھریلو جھگڑوں، تنگدستیوں، قرضداریوں، بیماریوں، مصیبتوں، کاروباری پریشانیوں اور شادی میں رُکاؤٹوں یا امتحان میں ناکامیوں وغیرہ کے سبب پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ (Dipration) کے باعث خود کشی کر ڈالتے ہیں۔ خود کشی اور دیگر کئی گناہوں سے بچنے کا ایک بہترین ذریعہ صبر کی عادت اپنانا ہے۔ آئیے! صبر کا جذبہ بڑھانے اور گناہوں سے خود کو بچانے کے لیے صبر کی فضیلت پر 2 احادیث مبارکہ سنتے ہیں:

(1) رَسُولُ اللَّهِ، مکی مدنی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک فرماتا ہے: جب میں بندہ مومن کی دنیا کی پیاری چیز لے لوں پھر وہ صبر کرے تو اس کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللہ، ۲۲۵/۴، حدیث: ۶۴۲۳)

(2) فرمایا: جس نے مصیبت پر صبر کیا یہاں تک کہ اس (مصیبت) کو اچھے صبر کے ساتھ لوٹا دیا، اللہ

پاک اس کے لئے تین سو (300) درجات لکھے گا، ہر ایک درجہ کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہو گا۔ (ا)

لَجَامِع الصَّغِيرِ لِلشُّيُطِيِّ، ص ۳۱۷ حدیث: (۵۱۳۷)

چُپ رہیں تاں موتی ملیں، صبر کریں تاں ہیرے
پاگلاں وانگوں رولا پائیں ناں موتی ناں ہیرے

مختصر وضاحت: خاموشی اختیار کرو گے تو موتی نصیب ہوں گے اور اگر صبر سے کام لو گے تو بدلے میں ہیرے ملیں گے۔ نادانوں اور بے وقوفوں کی طرح شور مچا دیا تو نہ موتی ملیں گے اور نہ ہی ہیرے نصیب ہوں گے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! صبر کی عادت بنانے کے لیے ضروری ہے کہ غصے کی عادت کو ختم کیا جائے۔ غصہ ہی وہ مرض ہے جو بندے کو صبر اور اس کے اجر سے محروم کر دیتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی بات ہمیں بُری لگے یا ہماری طبیعت کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو غصے میں آنے یا انتقامی کاروائی کا سوچنے کے بجائے مدنی انعام نمبر 28 پر عمل کرتے ہوئے شیطان کے وار کو ناکام بنانے کا ذہن بنانا چاہئے۔ آئیے! مدنی انعام نمبر 28 سنتے اور اس پر عمل کی نیت کرتے ہیں۔

چنانچہ، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی انعام نمبر 28 میں فرماتے ہیں: کیا آج آپ نے (گھر میں یا باہر) کسی پر غصہ آ جانے کی صورت میں چُپ سادھ کر غصہ کا علاج فرمایا یا بول پڑے؟ نیز درگزر سے کام لیا یا انتقام (یعنی بدلہ لینے) کا موقع ڈھونڈتے رہے؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خود کشی کی دوسری وجہ ”معاشی پریشانیاں“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! خود کشی کی طرف لے جانے والے کئی اسباب میں

سے دوسرا بنیادی سبب معاشی پریشانیاں ہیں، بے روزگاری یا قرضداری سے تنگ آکر بھی بعض لوگ خود کشی کی راہ لیتے ہیں۔ آسائشوں، عمدہ غذاؤں، شادیوں وغیرہ کے موقعوں پر فُضول خرچیوں، گھر کی سجاوٹوں، مہنگے مہنگے کپڑوں، گاڑیوں وغیرہ کیلئے زیادہ سے زیادہ رقم کی طلب اور بہت بڑا سرمایہ دار بن جانے کے سنہرے خواب بھی خود کشی کے اسباب ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ”مال“ انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ایک ہے۔ جب تک بقدر ضرورت مال میسر رہے، زندگی مسکراتی ہوئی گزرتی ہے، لیکن جب جیب خالی ہونے لگے اور طلوع ہونے والا سورج ایک نیا خرچہ لئے نمودار ہو تو زندگی کی گاڑی کا پیہر رکنے لگتا ہے۔ ایسے میں کبھی تکمیل ضروریات کے لئے قرض جیسے کانٹے دار درخت تلے بھی پناہ لینی پڑتی ہے۔ (یعنی ضروریات پوری کرنے کے لیے قرض کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے) پھر یہ درخت اپنی جڑیں پھیلا کر اس طرح سے مضبوط کرتا ہے کہ بعض کمزور ذہن کے مالک افراد خود سوزی اور خود کشی کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔ بچوں کے اسکول اور ٹیوشنز کی بھاری بھاری فیسیں، گھر کے بڑھتے ہوئے اخراجات، بجلی اور گیس کے بلز، مالک مکان اور قرض خواہوں کے تقاضے، گھر والوں کے نت نئے مطالبات اور لمبی چوڑی فرمائشیں کبھی بندے کو ایسے بند کمرے میں دھکیل دیتی ہیں کہ جہاں نجات صرف خود کشی کی صورت میں دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔

فکرِ معاش کا علاج قناعت ہے

اگر رہنے سہنے، کھانے پینے وغیرہ میں حقیقی سادگی اپنانے کا مدنی ذہن بن جائے تو قلیل آمدنی پر گزارہ کرنا ممکن ہے اور اس سبب سے شاید کوئی بھی مسلمان خود کشی جیسا حرام اور جہنم میں لیجانے والا کام نہ کرے۔ یاد رکھئے! انسانی خواہشات سمندر سے زیادہ گہری اور زمین و آسمان سے زیادہ وسعت رکھتی ہیں۔ خوش نصیب ہیں، وہ لوگ جو اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے قناعت کا ذہن بناتے ہیں

اور اپنی خواہشات کو قابو کر کے پرسکون زندگی گزارتے ہیں۔ ☆ قناعت اعلیٰ ترین انسانی صفات میں سے ایک بہت پیاری صفت ہے، ☆ قناعت اطمینان اور تسلی کا سرچشمہ ہے، ☆ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو بندے کو دوسروں کی امداد لینے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ ☆ قناعت ایک ایسی دولت ہے جو کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی بندے کو دوسروں کی محتاجی سے بے پروا کر دیتی ہے۔ ☆ قناعت حرص کی آلودگی اور لالچ کے جال سے بچنے کا بہترین ہتھیار ہے۔ ☆ قناعت ایک ایسی صفت ہے جو بندے میں خود داری اور خود اعتمادی کو پیدا کرتی ہے۔ ☆ قناعت انسان کی بلند ہمتی، عالی سوچ، بُزرگی، تقویٰ اور صبر کی علامت بنتی ہے۔ ☆ قناعت کی اہمیت جاننے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اللہ پاک اپنے نیک اور مُقَرَّب بندوں کو ہی یہ پاکیزہ خُصْلَت (Habit) اور عادت عطا فرماتا ہے۔ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِہُمُ السَّلَام، صحابہ کرام عَلَیْہِہُمُ الرِّضْوَانُ اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی مبارک زندگیاں، قناعت کے مدنی پھول چننے کے لیے ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا، بے کسوں کے آسرِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ساری زندگی صبر و قناعت سے بھری ہوئی ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ میں کہیں بھی آرام، عیش اور راحت کا سامان نظر نہیں آتا اور نہ کبھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان چیزوں کے حُصُول کی کوشش کی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مالِ غنیمت پر مُشْتَمِل بڑے بڑے خزانے ملتے، مگر آپ وہ سب مسلمانوں میں تقسیم فرما دیتے، صحابی رسول، حضرت سَیِّدُنَا اُبُو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ہر عیب سے پاک نبی، مکی مدنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گھر والوں نے تین (3) دن تک کبھی بھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ (بخاری، کتاب

الاطعمه، باب وقول اللہ تعالیٰ: کُلُوا۔۔۔ الخ، ۳/۵۲۰، حدیث: ۵۳۷۴)

دو جہاں کے سردار ہونے کے باوجود سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چٹائی پر آرام فرماتے، سرانور رکھنے کیلئے کھجور کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا تکیہ استعمال فرماتے۔ (المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، تکمیل، ج ۵، ص: ۹۶، ملخصاً) کبھی لذیذ اور پُر تکلف کھانوں کی خواہش ہی نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ کبھی آپ نے چپاتی نہیں کھائی، جو کی موٹی موٹی روٹیاں اکثر غذا میں استعمال فرماتے۔ (سیرتِ مُصطفیٰ، ص: ۵۸۵، ۵۸۶ ملخصاً)

سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ قناعتِ مُصطفیٰ کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

گل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اُس عِلم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص ۳۰۴)

اے عاشقانِ رسول! غور کیجئے! ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو جہاں کے خزانوں کا مالک ہونے کے باوجود قناعت سے بھرپور زندگی بسر فرمائی، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے مکی آقا، مدنی و اِتَّصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نقشِ قدم پر چلیں، انہی کی اتباع کریں اور قناعت کرنے والے بنیں۔ قناعت کے کئی دُنوی و اُخروی فوائد ہیں، آئیے! یہ فوائد سننے سے پہلے ”قناعت“ کی تعریف سنتے ہیں کہ ”قناعت“ کہتے کسے ہیں؟

قناعت کی تعریف: خدا کی تقسیم پر راضی رہنا جو کچھ مل جائے اُسی پر اکتفا کرنا قناعت

ہے۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص ۸ بتیگر)۔ قناعت کے بہت سے فوائد ہیں، آئیے! چند ایک سنتے ہیں:

قناعت کے فوائد اور اتباعِ خواہشات کے نقصانات:

- (1) قناعت دل سے دنیا کی مَحَبَّت ختم کر دیتی ہے جبکہ خواہشات کی پیروی کرنے والا، دُنیا کی مَحَبَّت میں گرفتار ہوتا چلا جاتا ہے اور دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے، جو کہ دین کے لیے زہر قاتل ہے۔
- (2) قناعت کرنے والا اسباب سے زیادہ خالق اسباب پر نظر رکھتا ہے، اس طرح وہ غیروں کی محتاجی سے بچ جاتا ہے۔ جبکہ قناعت سے عاری شخص اسباب پر نظریں جما کر انہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے، اسی طرح وہ لوگوں سے اُمیدیں باندھتا اور ان سے توقعات وابستہ کر لیتا ہے۔
- (3) قناعت انسان کو خواہشات کا پیروکار بننے سے بچالیتی ہے اور اس کی برکت سے زندگی سکون اور اطمینان (Satisfaction) سے بسر ہوتی ہے جبکہ خواہشات کی پیروی بے سکونی اور ذہنی دباؤ کو جنم دیتی ہے۔

- (4) سب سے بڑھ کر قناعت کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: اُس شخص کے لیے خوشخبری ہے، جو اسلام کی ہدایت پائے اور اس کی روزی بقدرِ ضرورت ہو اور وہ اس پر قناعت کرے۔ (ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، ۱۵۶/۴، حدیث: ۲۳۵۵)

رہیں سب شاد گھر والے شہا تھوڑی سی روزی پر

عطا ہو دَوْلَتِ صَبْر و قناعتِ یَا رَسُوْلَ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آج ہم قناعت سے بہت دُور ہوتے جا رہے ہیں، شاید اسی لئے تنگی رزق کی شکایت بہت عام ہے، اسی طرح معاشرے میں رشوت، دھوکہ دہی اور لوٹ مار کا بڑھتا ہوا رجحان بھی قناعت سے دُوری کی چغلی کھا رہا ہے۔ غربت، افلاس اور بیروزگاری سے تنگ

آکر خود کشی اور خود سوزی کے واقعات کی وجہ سے ہمارا معاشرہ آئے دن اخبارات کی زینت بنتا ہے، معاشرے کی اس بدترین صورت کی بہت بڑی وجہ قناعت کو عملانہ اپنانا بھی ہے۔ اس لئے قناعت کو اپنا شیوہ بنائیے، ایسا کرنے سے سکون و اطمینان کے ساتھ سعادت مندی آپ کا استقبال کرے گی۔ کیونکہ قناعت تنگدستی کی حالت میں خود کو سنبھالے رکھنے کا بہترین سہارا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مَدَنی کاموں میں سے ایک مَدَنی کام ”صدائے مدینہ“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! قناعت کی دولت پانے اور دیگر نیک کاموں پر عمل کا جذبہ بڑھانے کے لئے عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہ کر ذیلی حلقے کے 12 مَدَنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے 12 مَدَنی کاموں میں سے روزانہ کا ایک مَدَنی کام ”صدائے مدینہ“ لگانا بھی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں مسلمانوں کو نمازِ فجر کیلئے جگانے کو ”صدائے مدینہ“ لگانا کہتے ہیں۔ اس مَدَنی کام کا رسالہ بنام ”صدائے مدینہ“ بھی منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اس کا مطالعہ کیجئے اور اس میں دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق اس مَدَنی کام کو خوب بڑھانے کی کوشش بھی کیجئے۔

☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ”صدائے مدینہ“ کی برکت سے نمازِ تہجد کی سعادت مل سکتی ہے۔ ☆ ”صدائے مدینہ“ کی برکت سے نماز کی حفاظت ہوتی ہے۔ ☆ ”صدائے مدینہ“ کی برکت سے مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نمازِ فجر کی ادائیگی ہو سکتی ہے۔ ☆ ”صدائے مدینہ“ کی برکت سے ”نیکی کی دعوت“ دینے کا ثواب بھی کمایا جاسکتا ہے۔ ☆ ”صدائے مدینہ“ کی برکت سے دعوتِ اسلامی کی نیک نامی اور تشہیر ہوگی۔ ☆ ”صدائے مدینہ“ لگانے والا بار بار مسلمانوں کو حج اور میٹھا مدینہ دیکھنے کی دُعا

دیتا ہے، اللہ پاک نے چاہا تو یہ دُعائیں، اس کے حق میں بھی قبول ہوں گی۔ ☆ ”صدائے مدینہ“ میں پیدل چلنے کی برکت سے صحت بھی اچھی ہوگی۔ ☆ ”صدائے مدینہ“ لگانا مسلمانوں کو نمازِ فجر کے لیے جگانا ہے اور مسلمانوں کو نمازِ فجر کے لئے جگانا سنتِ مصطفیٰ ہے، مسلمانوں کو نمازِ فجر کے لئے جگانا سنتِ حیدری و سنتِ فاروقی ہے، چنانچہ

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نمازِ فجر کے لیے لوگوں کو جگاتے ہوئے مسجد تشریف لاتے تھے۔ (طبقات کبریٰ، ذکر استخلاف عمر، ۲۶۳/۳ مفہوماً) آئیے! بطورِ ترغیب صدائے مدینہ لگانے کی ایک مدنی بہار سنئے اور جھومئے، چنانچہ

صدائے مدینہ کی برکت سے فیضانِ مدینہ کیلئے زمین مل گئی

ایک اسلامی بھائی عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دَعْوَتِ اِسْلَامی کے مدنی قافلے کے ساتھ ایک شہر میں گئے، اذانِ فجر کے بعد وہ صدائے مدینہ لگاتے جا رہے تھے کہ اچانک ایک گھر سے ایک ماڈرن نوجوان ان کے ساتھ شامل ہوا اور اُس نے فجر کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کی۔ بعد میں اُس نوجوان کے والدِ مدنی قافلے والے عاشقانِ رسول سے ملنے آئے۔ یہ صاحبِ ثروت تھے۔ انہوں نے آکر بتایا کہ صدائے مدینہ کی برکت سے ان کا نافرمان ماڈرن (Modern) بے نمازی بیٹا پنج وقتہ نماز پڑھنے لگا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اِس ماڈرن نوجوان کے والد نے مُتَاَثِّر ہو کر اُس شہر میں مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کے لیے زمین عطیہ کر دی۔

لگا فجر میں بھائی گھر گھر پہ جا کر ذرا دل لگا کر ”صدائے مدینہ“
(وسائلِ بخشش مَرَم، ص ۳۶۹)

تیسری وجہ ”مایوسی“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! خود کشی کی ایک اور بنیادی وجہ ”مایوسی“ بھی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ عام طور پر انسان کو سب سے زیادہ عزیز اپنی جان ہوتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ”جان ہے تو جہان ہے“ لیکن اگر گردشِ حالات (یعنی حالات کمزور ہونے) کی وجہ سے زندگی و بالِ جان بن جائے اور اُمید کی کوئی روشن کرن دکھائی نہ دے تو ایک عام آدمی کی قوتِ برداشت جواب دینے لگتی ہے اور اسے زندگی سے راہِ فرار اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

یاد رکھئے! مایوسی بھی خود کشی کی طرف لے جاتی ہے۔ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں، مگر امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے۔ ایک آدھا بھرا ہوا گلاس میز پر رکھا ہو تو ایک اچھی امید والے شخص کو وہ آدھا بھرا ہوا نظر آئے گا جبکہ ایک مایوس شخص کو یہی گلاس آدھا خالی دکھائی دیتا ہے۔ امید اور ناامیدی میں سوچ کا فرق ہوتا ہے، اللہ پاک کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے بندہ ہمیشہ مثبت (Positive) سوچے اور منفی (Negative) سوچ کو قریب مت آنے دے۔ ایک مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ پاک کی رحمت سے امید رکھنے والا ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک میں بھی یہی حکم ہے، چنانچہ پارہ 13، سورہ یوسف آیت 87 میں ارشاد ہوتا ہے:

تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْاَلِيَان: اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ

ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے

مگر کافر لوگ۔

وَلَا تَيْسِّرْ سَوَاحِلَ رَوْحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّ

مِنْ رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾

(پ ۱۳، یوسف: ۸۷)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ پُر امید رہنا مومن کا وصف ہے، لہذا ہمیں کبھی بھی ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ مصیبتوں، پریشانیوں، بے جا مخالفتوں، ظلم کی تیز آندھیوں،

گھریلو ناچاقیوں، معاشی پریشانیوں اور شادی کی رکاوٹوں سمیت کیسی ہی بڑی مصیبت پیش آئے، اُمید کا دامن ہر گز نہیں چھوڑنا چاہئے۔ ان مصائب میں توبہ و استغفار کریں اور اللہ پاک سے دعا کریں۔ وہ مُسَبِّبُ السَّبَابِ ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ خوشیوں کی برسات ہونے لگے گی۔ اِنْ شَاءَ اللہ

دل کا اُڑا چن ہو پھر آباد کوئی ایسی ہوا چلا یارب!

(وسائل بخشش مرتب، ص ۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جو تھی وجہ ”گھریلو ناچاقیاں“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! خود کشی کا ایک بہت بڑا سبب گھریلو شکر رنجیاں (یعنی گھریلو ناچاقیاں) بھی ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے ایک اخبار کی خبر ہے: ایک نوجوان نے روہڑی (باب الاسلام سندھ) تھانے کی حدود میں گھریلو مسائل سے تنگ آ کر خود کشی کر لی۔

گھریلو ناچاقی بہت تباہ کن مرض ہے! لہذا بھلائی اسی میں ہے کہ انسان لڑائی جھگڑوں کے نقصانات کو اپنے پیش نظر رکھے اور لڑنے جھگڑنے سے بچتا رہے۔ بالفرض اگر کوئی بلا وجہ ہم سے جھگڑے بھی تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے غصے پر کنٹرول کرتے ہوئے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے دُور رہیں۔ یاد رہے! جو خوش نصیب حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا نہیں کرتا، اِنْ شَاءَ اللہ اُس کا بیڑا پار ہے، چنانچہ

نبی اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا نہیں کرتا، میں اُس کے لئے جنت کے (اندرونی) گنارے میں ایک گھر کا ضامن ہوں۔ (ابوداؤد، ۲ باب فی حسن

الخلق، ۳۳۲ حدیث: ۴۸۰۰)

فرمایا: بندہ ایمان کی حقیقت میں اُس وقت تک کمال کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک کہ وہ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑانہ چھوڑ دے۔ (موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۱۰۱/۷، حدیث: ۱۳۹)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! شیطان مردود نے ہمیں سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں سے دُور کر کے ہمارے گھروں کا سکون برباد کر دیا ہے، ہمارا نظام زندگی بگڑ کر رہ گیا ہے، گھریلو زندگی کی اسلامی و اخلاقی قدریں پامال ہو گئیں، علمِ دین سے دُوری اور سنت کے مطابق اخلاقی تربیت نہ ہونے کی نخواست کے باعث گھر کے اکثر افراد ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ گھریلو جھگڑوں سے تنگ آ کر کبھی بیوی خود کشی کر لیتی ہے تو کبھی شوہر، کبھی بیٹی خود کشی کر لیتی ہے تو کبھی بیٹا، یوں ہی کبھی ماں تو کبھی باپ۔ گھریلو مسائل کا ایک حل گھروں کے اندر مکتبۃ المدینہ کی طرف سے جاری کردہ مدنی مذاکرہ یا سنتوں بھرا بیان دیکھنا اور فیضانِ سنت کا گھر میں روزانہ درس جاری کرنا اور اپنے گھر میں دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول قائم کرنا بھی ہے۔ جس گھر کا ہر فرد نمازی اور سنتوں کا عادی ہو گا، ایسے داڑھی، زُلفوں اور عمامہ شریف سجانے والے عاشقانِ رسول کے پردہ نشین گھرانوں سے اِنْ شَاءَ اللہ آپ کو کبھی بھی خود کشی کی منحوس خبر سننے کو نہیں ملے گی۔ یہ آفت بے نمازیوں، فیشن پرستوں، فلمیں ڈرامے دیکھنے والوں، گانے باجے سننے والوں، صرف دُنوی تعلیم کو سب کچھ سمجھنے والوں اور بے عملی کی زندگی گزارنے والوں کا حصہ ہے۔ یقین مانیں اگر ہر مسلمان دعوتِ اسلامی والا بن جائے تو اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل و کرم سے مسلمانوں سے خود کشی کی نخواست کا جڑ سے خاتمہ ہو جائے۔ (خود کشی کا علاج، ص ۵۹ تا ۶۲ طحطا)

یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ خود کشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائیگی اور اُس کو ایصالِ ثواب کرنا بھی جائز ہے، چنانچہ دُرِّ مختار میں ہے: جس نے خود کشی کی، چاہے جان بوجھ کر ہی کیوں نہ کی

ہو، اُسے غسل دیا جائیگا اور اُس پر نمازِ (جنازہ) بھی پڑھی جائیگی اسی پر فتویٰ ہے۔ (درمختار، ۱۲۷/۳)
 نیز اُس شخص کیلئے دعائے مغفرت کرنا بھی بالکل جائز ہے۔ (خودکشی کا علاج، ص ۶۲)

مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کے رسالے ”خودکشی کا علاج“ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے اور نیکی کی دعوت کی دھو میں مچاتے رہیے۔ دعوتِ اسلامی کا ایک شعبہ ”مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ“ بھی ہے، جو شب و روز پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُکھیاہی اُمت کی غمخواری کرنے میں مضروفِ عمل ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ غمخواری اُمت کے جذبے کے تحت اس مجلس کی طرف سے ہر ماہ تقریباً دو لاکھ چوبیس ہزار (2,24,000) بیماروں اور پریشان حال لوگوں میں کم و بیش 4 لاکھ سے زائد تعویذات و اُرداِ عطاریہ رِضائے الہی کے لئے بالکل مُفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ تعویذاتِ عطاریہ کی برکتیں فقط کسی مَخْصُوص علاقے یا شہر تک ہی مَحْدُود نہیں بلکہ پاکستان کے سارے صوبوں کے سینکڑوں شہروں میں سینکڑوں بستے لگائے جا رہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک مثلاً ساؤتھ افریقہ، امریکہ، انگلینڈ، بنگلہ دیش اور ہند وغیرہ میں بھی تعویذاتِ عطاریہ کے سینکڑوں بستوں کی ترکیب ہے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو
 (وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۱۵)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی

فضیلت، چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنَّتِ نشان ہے: جس نے میری سُنَّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جَنَّت میں میرے ساتھ ہوگا۔^(۱)

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا جَنَّت میں پڑوسی مجھے تُم اپنا بنانا

عمامہ باندھنے کی سنتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”163 مَدَنی پھول“ سے عمامہ باندھنے کے مَدَنی پھول سنتے ہیں۔ پہلے دو (2) فرائینِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ ہوں: (1) ارشاد فرمایا: عمامے کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عمامے کی 70 رکعتوں سے افضل ہیں۔ (الْفَزْدُوسُ بِمَأْثُورِ الْخَطَّاب، ۲/۲۶۵ حدیث: ۳۲۳۳) (2) عمامے عَرَب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اُس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے۔ (کَنْزُ الْعَمَلِ، ۱۵/۱۳۳، رقم: ۴۱۱۳۸) ☆ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب، ”بہارِ شریعت“ جلد 3 صفحہ 660 پر ہے: عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے، جس نے اس کا الٹا کیا (یعنی عمامہ بیٹھ کر باندھا اور پاجامہ کھڑے ہو کر پہنا) وہ ایسے مَرَض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔ ☆ عمامے کے شملے کی مقدار کم از کم چار انگلی اور ☆ زیادہ سے زیادہ (آدھی پیٹھ تک یعنی تقریباً) ایک ہاتھ (فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۱۸۲) (بچ کی انگلی کے سرے سے لیکر کہنی تک کا ناپ ایک ہاتھ کہلاتا ہے) ☆ عمامہ قبلہ رُو کھڑے کھڑے باندھے۔ (کَشْفُ الْاِتْبَاس، ص ۳۸) ☆ عمامے میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو، نہ چھ گز سے زیادہ اور اس کی بندش گنبد نما ہو (فتاویٰ رضویہ،

۱... مشکاة الصابیہ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ۵۵/۱، حدیث: ۱۷۵

☆ (۱۸۶/۲۲) طبیبی تحقیق کے مطابق دردِ سر کیلئے عمامہ شریف پہننا بہت مفید ہے۔ ☆ عمامہ شریف سے دماغ کو تقویت ملتی اور حاقطہ مضبوط ہوتا ہے۔ ☆ عمامہ شریف باندھنے سے دائمی نزلہ نہیں ہوتا یا ہوتا بھی ہے تو اس کے اثرات کم ہوتے ہیں۔ ☆ عمامہ شریف کا شملہ نچلے دھڑ کے فالج سے بچاتا ہے کیوں کہ شملہ حرام مغز کو موسمی اثرات مثلاً سردی گرمی وغیرہ سے تحفظ فراہم کرتا ہے ☆ عمامہ کے فضائل اور فوائد کے حوالے سے مزید معلومات حاصل کے لئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”163 مدنی پھول“ کا مطالعہ کیجئے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی دو کُتب، بہارِ شریعت حصہ 16 (312 صفحات) اور 120 صفحات کی کتاب ”سُنتیں اور آداب“ اور امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے ”101 مدنی پھول“ اور ”163 مدنی پھول“ ہدیّۃً حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

نَوِيْتُ سُنَّتِ الْعِتِكَاف (ترجمہ: میں نے سُنَّتِ عِتِكَاف کی نیت کی)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دم کیا ہو اپانی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، اَللّٰہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھانی یا سو سکتا ہے)

دُرُودِ پاک کی فضیلت

ہماری شفاعت فرمانے والے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ، معراج کے دُولہا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ پاک کی خاطر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب آپس میں ملیں اور ہاتھ ملائیں اور نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے

ہیں۔ (مُسْنَدُ ابْنِ عَبَّاسٍ، ج ۳ ص ۹۵ حدیث ۲۹۵۱)

کعبے کے بدر الدُجی تم پہ کروڑوں دُرُود طیبہ کے شمسُ الضُّحٰی تم پہ کروڑوں دُرُود

(حدائق بخشش، ص ۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثَوَاب کی خاطر بَیَانِ سُنَّے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفَی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسْلِمَان کی نِیَّتِ اُس کے عمل سے بہتر ہے۔^(۱)

مدنی پھول: جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سُنَّے کی نیتیں

نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بَیَانِ سُنَّوں گا۔ ☆ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا۔ ☆ ضرورتاً سٹ سرک کر دوسرے کے لئے جگہ کشادہ کروں گا۔ ☆ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا۔ ☆ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللہ، تُوْبُوْا اِلَی اللہ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا۔ ☆ اجتماع کے بعد خود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرَادِی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اچھے اعمال تو بے شمار ہیں۔ آئیے! ہم یہاں چند اچھے اعمال کے بارے میں سُنتے ہیں: مثلاً ☆ عِلْمِ دِیْن سیکھنا اچھا عمل ہے، ☆ نماز روزے کی پابندی کرنا اچھا عمل ہے، ☆ درودِ پاک پڑھنا اچھا عمل ہے، ☆ روزانہ فکرِ مدینہ (یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ) کرنا اچھا عمل

۱... معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

ہے، ☆ مدرسۃ المدینہ بالغان میں پڑھنا یا پڑھانا اچھا عمل ہے، ☆ ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنا اچھا عمل ہے، ☆ مدنی مذاکروں میں شرکت کرنا اچھا عمل ہے، ☆ چوک درس دینا اور اس میں شرکت کرنا اچھا عمل ہے، ☆ مدنی درس دینا اور اس میں شرکت کرنا اچھا عمل ہے، ☆ بعدِ فجر مدنی حلقہ لگانا اچھا عمل ہے، ☆ مدنی قافلوں میں سفر کرنا اور سفر کروانا اچھا عمل ہے، ☆ نیکی کی دعوت دینا اچھا عمل ہے، ☆ انفرادی کوشش کرنا اچھا عمل ہے، ☆ گھر میں مدنی ماحول بنانا اچھا عمل ہے، ☆ صدائے مدینہ لگانا اچھا عمل ہے، ☆ حُسنِ اخلاق سے پیش آنا اچھا عمل ہے، ☆ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنا اچھا عمل ہے، ☆ صدقہ و خیرات کرنا اچھا عمل ہے، ☆ ماں باپ کی فرمانبرداری کرنا اچھا عمل ہے، ☆ رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرنا اچھا عمل ہے، ☆ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنا اچھا عمل ہے، ☆ جھوٹ سے بچنا اچھا عمل ہے، ☆ غیبت سے بچنا اچھا عمل ہے، ☆ پُغلی سے بچنا اچھا عمل ہے، ☆ حسد سے بچنا اچھا عمل ہے، ☆ بدگمانی سے بچنا اچھا عمل ہے، ☆ شراب نوشی اور بدکاری سے بچنا اچھا عمل ہے، اَلْغَرَضُ! اچھے اعمال بے شمار ہیں۔ جتنے زیادہ نیک عمل کئے جائیں گے، اللہ پاک کی اتنی زیادہ رحمتیں ہمارا مقدر بنیں گی۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

یاد رکھئے! یہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے، ہم یہاں جو بھی عمل کریں گے، اُس کی سزا یا جزا ہمیں آخرت میں ملے گی، عمل اچھا ہو گا تو اُس کی جزا بھی اچھی ہوگی اور عمل بُرا ہو گا تو اس کا نتیجہ (Result) بھی بُرا ہی ہو گا، آج کے بیان میں ہم اچھے اعمال کی برکتوں کے بارے میں سُنیں گے، عمل کی اہمیت پر بھی کچھ مدنی پھول بیان کئے جائیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اعمال کی جزا کا مدار آخرت پر ہے، لیکن دنیا میں بھی اچھے اعمال کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں، اس سے متعلق کچھ واقعات اور مدنی پھول بھی پیش کئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ شہزادہ اعلیٰ حضرت، حُجَّۃُ الاسلام حضرت

مولانا مفتی حامد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے یوم عرس کی مناسبت سے آپ کی سیرت کی کچھ جھلکیاں بھی بیان کی جائیں گی۔ کاش! پورایان اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ مکمل توجہ کے ساتھ سُننا نصیب ہو جائے۔ اَمِنْ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّيْ اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّد

صَدَقَ وَخِیرَات سے بلائیں مُلتی ہیں

منقول ہے کہ اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت سیدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے ایک اُمّتی کے گھر میں درخت تھا۔ ایک کبوتری نے اس درخت پر گھونسل (Nest) بنالیا، اس میں انڈے دیئے اور کچھ عرصے کے بعد انڈوں سے بچے نکل آئے تو اس شخص کے بچوں کی امی نے کہا: درخت پر چڑھو اور پرندے کے بچوں کو پکڑو، انہیں پکا کر بچوں کو کھلا دیتے ہیں۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ پرندے نے حضرت سیدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں شکایت کر دی کہ آپ کے اُمّتی نے ایسا ایسا کیا ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے بلایا اور آئندہ ایسا کرنے سے روکا اور یہ بھی فرمایا کہ آئندہ ایسا کیا تو سزا ملے گی۔ اس نے آئندہ ایسا نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی اور چلا گیا۔ کچھ عرصے بعد کبوتری نے دوبارہ انڈے دیئے اور بچے نکالے۔ اس شخص کی زوجہ پھر اسے اس پر اُبھارنے لگی۔ اس نے کہا: مجھے حضرت سیدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے منع فرمایا ہے۔ عورت نے کہا: تم کیا سمجھتے ہو کہ حضرت سیدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام تمہارے اور اس کبوتری کے لئے فارغ بیٹھے ہوں گے، پوری دنیا پر ان کی حکومت ہے، وہ اپنی مملکت کے معاملات میں مصروف ہوں گے، جلدی کرو اور کبوتری کے بچوں کو پکڑ لاؤ۔ بیوی کا جواب سُن کر وہ درخت پر چڑھا اور کبوتری کے بچوں کو پکڑ لایا اور پکا کر کھا گیا۔ کبوتری نے

دوبارہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں شکایت کر دی۔ آپ علیہ السلام کو بڑا جلال آیا اور مشرق و مغرب کے کناروں سے دو جنوں کو بلا کر فرمایا: تم دونوں فلاں درخت کے پاس ٹھہرے رہو۔ وہ شخص آئندہ اگر اسی ارادے سے درخت پر چڑھے تو اس کا ایک پاؤں مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف کھینچا، اس طرح اس نافرمان کے دو ٹکڑے کر دینا۔ حکم پاتے ہی دونوں جن مطلوبہ درخت کے پاس پہنچ گئے۔ وہ شخص تیسری مرتبہ درخت پر چڑھنے کے لئے تیار ہوا ہی تھا کہ کسی فقیر نے روٹی مانگی، اس نے اپنی بیوی سے کہا: اس فقیر کو کچھ دے دو۔ عورت نے کہا: میرے دینے کے لیے کچھ نہیں۔ وہ شخص خود کمرے میں گیا، اسے روٹی کا ایک لقمہ ملا، وہی لقمہ اس نے فقیر کو دیا اور درخت پر چڑھ کر بغیر کسی تکلیف کے آسانی کبوتری کے بچوں کو پکڑ لایا۔ کبوتری نے پھر شکایت کی، تو حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دونوں جنوں کو بلا کر ارشاد فرمایا: کیا تم دونوں نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ہم نے ہر گز آپ علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، ہم تو آپ کا حکم پاتے ہی اس درخت کے پاس پہنچ گئے، مگر جب وہ شخص درخت پر چڑھنے لگا تو کسی سائل نے روٹی مانگی، اس نے اسے روٹی کا ایک لقمہ دیا اور پھر دوبارہ درخت پر چڑھنے لگا، ہم اسے پکڑنے کے لئے بڑھے تو اللہ پاک نے دو فرشتے ہماری طرف بھیجے۔ انہوں نے ہمیں گردن سے پکڑا اور مغرب و مشرق کی طرف پھینک دیا۔ اس طرح ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت سے وہ ہلاکت سے محفوظ رہا۔ (عیون الحکایات، ص ۳۹۵)

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا (ذوق نعت، ص ۱۸)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے دو مدنی پھول حاصل ہوئے۔

ایک مدنی پھول یہ حاصل ہوا کہ بندے کو معلوم ہو یا نہ ہو مگر نیک عمل کی برکتیں ضرور ہوتی ہیں۔ ہاں کبھی وہ برکتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور کبھی ظاہر نہیں ہوتیں۔ اس لیے کوئی بھی نیک عمل چاہے کتنا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، ہمیں اسے ترک نہیں کرنا چاہیے۔ نیک اعمال کا اس دنیا میں بھی فائدہ ہوتا ہے مگر ہمیں ہر بار نظر نہیں آتا۔ آخرت میں اللہ پاک کی رحمت سے ضرور اس کا فائدہ ہو گا اور ہمیں نظر بھی آئے گا۔ ایک کامل مسلمان کی نشانی بھی یہی ہے کہ وہ نیک اعمال لوگوں کو دکھانے، دُنیا کا فائدہ پانے یا اپنی واہ واہ کروانے کے لیے نہیں کرتا بلکہ فقط اللہ پاک کی رضا و خوشی اُس کے پیش نظر ہوتی ہے۔ اسی اخلاص کا پھل اسے دنیا میں بھی کبھی نظر آ ہی جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس حکایت میں سنا۔

صدقہ کریں اور کتنا کریں

دوسرا مدنی پھول اس حکایت سے یہ معلوم ہوا کہ صدقہ دینے کی بڑی برکتیں ہیں، صدقہ دینے سے بلائیں ٹلتی ہیں، صدقہ دینے سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور صدقہ دینے سے پریشانیاں ختم ہوتی ہیں، صدقہ دینے سے بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ لہذا راہِ خدا میں دل کھول کر خرچ کرنا چاہیے۔ صدقہ خیرات کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم جب تک امیر و کبیر نہ ہو جائیں، خوب بینک بیلنس (Bank Balance) نہ بنالیں، اچھا گھر، گاڑی اور نوکر چاکر والے نہ ہو جائیں، اُس وقت تک صدقہ ہی نہ کریں بلکہ ہمیں جیسی استطاعت ہے، اُس کے مطابق چھوٹی سی چیز بھی خالص اللہ پاک کی رضا کیلئے خرچ کریں گے تو اس کا فائدہ دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی باعثِ نجات ہو گا جیسا کہ فرمانِ مُصطفیٰ ﷺ ہے: (اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَبْرَةٍ) یعنی آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے (کو خیرات کرنے) کے

(۱) ذریعے۔

اس حدیث پاک میں اُن لوگوں کیلئے ڈھارس ہے، جو معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہونے کے باوجود صدقہ و خیرات تو کرتے ہیں مگر معمولی چیز صدقہ کرنے کی وجہ سے دل چھوٹا کر لیتے ہیں حالانکہ صدقہ چاہے کم ہو یا زیادہ، اگر مالِ حلال سے اخلاص کے ساتھ دیا جائے تو یقیناً ثواب کے لحاظ سے بہت ہی عمدہ ہے۔

میں سب دولت رہ حق میں لٹا دوں شہا ایسا مجھے جذبہ عطا ہو

(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۳۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیک عمل پر آخرت کا مدار ہے

اے عاشقانِ رسول! اس میں کوئی شک نہیں کہ جب موت آتی ہے تو اہل و عیال، رشتہ دار اور دوست احباب سب یہیں رہ جاتے ہیں۔ صرف مُردے کو تنگ و اندھیری قبر میں اتار دیا جاتا ہے۔ ہاں صرف عمل ہی ایسی شے ہے جو قبر میں کام آتا ہے۔ وہ اہل و عیال جنہیں چین کی نیند سُلانے کے لیے اپنی نیندیں قربان کی جاتی ہیں، جن کا مستقبل بہتر کرنے کے لیے اپنی جان و مال کی قربانی دی جاتی ہے، جن کی سہولتوں کے لیے اپنا چین و قرار کھونا پڑتا ہے۔ جیسے ہی زندگی کا سفر ختم ہونے لگتا ہے انہی گھر والوں کو اپنی فکر ستانے لگتی ہے، مستقبل کی غیر یقینی صورت حال انہیں غمگین کر دیتی ہے۔ عمومی صورت حال یہ ہے کہ ہر عزیز اس فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ میرا کیا بنے گا؟ اس بات کی فکر شاید کسی کو نہیں ہوتی کہ مرنے والے کے ساتھ کیا ہو گا؟ بد قسمتی کے ساتھ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ میت ابھی گھر پر رکھی ہوتی ہے اور میت

۱۔ بخاری، کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، ۲/۲۵۷، حدیث: ۲۵۸۰

کے وُزِئاء اس کی جائیداد اور پیسے کی تقسیم کے لیے لڑ رہے ہوتے ہیں، اے کاش! مرنے والے سے عبرت حاصل کرتے ہوئے ہم اپنی موت کی تیاری کرنے میں لگ جائیں۔ اس لیے آج وقت ہے، اپنے آنے والے کل کی فکر کیجئے کرنی چاہئے۔

نیک عمل کی صورت میں برزخ و آخرت میں کام آنے والی نیکیاں اکٹھی کر لینی چاہئیں۔ اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ مرنے کے بعد صُرف اور صُرف نیک عمل کام آئے گا، بلند وبالا کوٹھیاں، عالی شان محلات، اُونچے اُونچے مکانات، مال و دولت کی کثرت، بینک بیلنس، وسیع کاروبار، بڑے بڑے پلاٹ، لہلہاتے کھیت اور خوشنما باغات، ان میں سے کچھ بھی قبر میں ساتھ نہیں جائے گا۔ بلکہ یہ سب کا سب اِدھر ہی رہ جائے گا۔

دَلّا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بُغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
ترا نازک بدن بھائی جو لیٹے بیج پھولوں پر
یہ ہو گا ایک دن بے جاں اسے کیڑوں نے کھانا ہے
تُو اپنی موت کو مت بھُول! کر سامان چلنے کا
زمین کی خاک پر سونا ہے اینٹوں کا سرہانا ہے

نصیحت آموز کلمات

حضرت سیدنا محمد بن حسین رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا ابو معاویہ اسود رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کو آدھی رات کے وقت دیکھا کہ آپ مسلسل رو رہے تھے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ نصیحت آموز کلمات جاری تھے: ☆ خبردار! جس شخص نے دنیا ہی کو اپنا مقصدِ عظیم بنالیا اور ہر وقت اُسے حاصل کرنے میں لگا رہا تو کل بروزِ قیامت اسے بہت زیادہ غم و پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ☆ جو شخص آخرت میں پیش آنے والے معاملات کو یاد رکھتا ہے اور بروزِ قیامت پیش آنے والی سختیوں اور گھبراہٹوں کو ہر دم پیشِ نظر

رکھتا ہے تو اس کا دل دنیا سے اُچاٹ ہو جاتا ہے۔ ☆ اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے راحت و سکون اور عظیم نعمتیں ملیں تو رات کو کم سویا کر اور شب بیداری کو اپنا معمول بنالے۔ ☆ جب تجھے کوئی نصیحت کرے، نیکی کی دعوت دے اور بُرائی سے منع کرے تو اس کی دعوت قبول کر۔ ☆ تُو اپنے پیچھے والوں کے رِزق کی فکر میں غمگین مت ہو، کیونکہ تُو ان کے رِزق کا مکلف نہیں بنایا گیا۔ ☆ تُو اپنے آپ کو اس عظیم دن کے لئے تیار رکھ جب تیرا سامنا اللہ پاک سے ہو گا، تُو اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گا، پھر تجھ سے سوال و جواب ہوں گے، اس سخت دن کی تیاری میں ہر وقت خود کو مشغول رکھ۔ ☆ نیک اعمال کی کثرت کر اور اپنے آخرت کے خزانے کو نیک اعمال کی دولت سے جلد از جلد بھرنے کی کوشش کر۔ ☆ فضول مصروفیات کو ترک کر دے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کر لے ورنہ بعد میں بہت پچھتاوا ہو گا۔ ☆ جس وقت تیری روح نکل رہی ہو گی اور گلے تک پہنچ جائے گی تو تیری تمام پسندیدہ اشیاء جن کی تُو خواہش کیا کرتا تھا سب کی سب دنیا ہی میں رہ جائیں گی اور اس وقت تیری حسرتِ انتہا کو پہنچ چکی ہو گی، لہذا اس وقت سے پہلے آخرت کی تیاری کر لے۔ (عیون الحکایات، ص ۱۵۱)

کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنا لے کوئی نہیں بھروسا اے بھائی! زندگی کا (وسائلِ بخششِ مرمم، ص ۱۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اچھے اعمال کی جزا جنت ہے

اے عاشقانِ اولیاء! واقعی خوش نصیب ہے وہ انسان جو اس فانی دنیا میں نیک اعمال کی صورت میں ہمیشہ رہنے والی آخرت کی تیاری کر جائے، اگر اللہ پاک کی رحمت شامل حال رہے تو نیک

اعمال کی برکت سے قبر بھی بہتر ہوگی، آخرت میں بھی بیڑا پار ہو گا اور اِنْ شَاءَ اللہ ہنستے مسکراتے مکی مدنی آقا، دکھیا دلوں کے آسرِ اَصْلٰی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے پیچھے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر بیان ہوا ہے کہ جو اچھے اعمال کرے گا اُسے جنت ملے گی۔ چنانچہ اللہ پاک پارہ 30 سُورَةُ الْبَيِّنَةِ کی آیت نمبر 7 اور 8 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَاۤ اُولٰٓئِکَ
ہُمْ حَٰزِلُوْاۤ اَلْبَرِیَّۃَ ۝۷ جَزَاۤؤُہُمْ عِنْدَ رَبِّہُمْ
جَنَّتٌ عَدْنٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَاۤ اَلْاَنْہَارُ
خٰلِدِیْنَ فِیْہَاۤ اَبَدًا ۝۸ (پ ۳۰ البینہ: ۷، ۸)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہیں، اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔

اسی طرح پارہ 11، سُورَةُ يُسُفٰی آیت نمبر 9 میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
یَہْدِیْہُمْ رَبُّہُمْ بِاٰیٰتِہُمْ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِہُمْۤ اَلْاَنْہَارُ فِیْ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ ۝۹ (پ ۱۱ یونس: ۹)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! نیک اعمال کی اس سے بڑھ کر اور کیا برکتیں ہو سکتی ہیں کہ بندہ ان کے سبب جنت جیسی عالیشان اور ہمیشہ رہنے والی نعمت بھی پاسکتا ہے۔

یقیناً عقلمند شخص وہی ہے جو جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو اس جہان کی فانی نعمتوں پر ترجیح دے

اور ان نعمتوں کے حصول کی کوشش کرے جو ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ یقیناً دُنیا کی محبت اور مال و زر کی خواہش سے بچ کر جنت پانے کے لیے عمل کرنا انتہائی دشوار مرحلہ ہے۔ لیکن اگر ہم آخرت میں ملنے والی آسانیوں، شادمانیوں اور آسائشوں پر نظر رکھیں گے تو یقیناً ہمارے لیے عمل کرنا آسان ہو گا۔ اس کو یوں سمجھئے کہ اگر ہمارے سامنے 100 روپے اور ایک لاکھ روپے رکھے جائیں اور ان میں سے ایک کو لینے کا اختیار دیا جائے تو یقیناً ہم میں سے ہر شخص ایک لاکھ روپے پر ہی نظر رکھے گا اور ایک لاکھ روپے ہی لینا چاہے گا، 100 روپے کی طرف کوئی بھی عقلمند نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ بالکل اسی طرح دُنیا وَمَا فِيهَا یعنی (دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) اس کی مثال 100 روپے کے نوٹ جیسی ہے۔ جبکہ آخرت میں ملنے والے فائدے اور جنت میں ملنے والی نعمتیں تو ایسی ہیں جن کا کوئی مول ہی نہیں، کیونکہ دُنیا کی عارضی نعمتوں کا جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ آئیے حصولِ ترغیب کے لیے ”جنت کی چند بہاریں“ سنتے ہیں: چنانچہ

جنت کی بہاریں:

اگر جنت کی کوئی ناخُن بھر چیز دُنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان و زمین اُس سے آراستہ ہو جائیں۔ (ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أهل الجنة، ۲۴۱/۴، حدیث: ۲۵۴۷) جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مُشک کے گارے سے بنی ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب أهل الجنة، باب في بناء الجنة وصفها، ۴۲۲/۱۰، حدیث: ۱۸۶۴۲) جنت میں چار دریا ہیں ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا، پھر ان سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جارہی ہیں۔ نہروں کا ایک کنارہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا ہے اور ان نہروں کی زمین خالص مُشک کی ہے۔ (الترغيب والترهيب، کتاب صفة الجنة

والنار، فصل فی انہار الجنة، ۳/۵، الحدیث ۵۷۳۲/۳) جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہو گا۔ (تفسیر ابن کثیر، ۴/۱۶۲) اگر کسی پرند کو دیکھ کر اس کے گوشت کھانے کو جی ہو تو اُسی وقت بھنا ہوا (Roasted)، اُن کے پاس آ جائے گا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب صفة الجنة والنار، ۲/۲۹۲، حدیث: ۷۳) اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو (گی) تو کُوزے خود ہاتھ میں آجائیں گے، ان میں ٹھیک اندازے کے مطابق پانی، دُودھ، شراب، شہد ہو گا کہ ان کی خواہش سے (نہ تو) ایک قطرہ کم (ہو گا اور) نہ زیادہ، بعد پینے کے (وہ کُوزے) خود بخود جہاں سے آئے تھے، چلے جائیں گے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب صفة الجنة والنار، ۲/۲۹۰، حدیث: ۶۱)

گدا بھی منتظر ہے خُلد میں نیکیوں کی دعوت کا خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا (حدائق بخشش، ص ۷۷)

مختصر وضاحت: جنت کا حصول صرف اچھے اعمال پر موقوف نہیں بلکہ فضل الہی پر موقوف ہے، اس لئے یہ احمد رضا اس بات کا منتظر ہے کہ جنت میں اللہ پاک مجھے بھی ان نیکیوں کے ساتھ بخیر و عافیت اپنی مہمان نوازی کا حقدار بنائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے جنت کے طلبگار اسلامی بھائیو! جنت اور اس کی یہ بہترین نعمتیں ہمارا بھی مقدر بن سکتی ہیں، جبکہ ہم اچھے اعمال کے لالچی بن جائیں اور خوب خوب نیکیاں کرنے والے بن جائیں۔ بعض نیک اعمال ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر چھوٹے محسوس ہوتے ہیں، لیکن ان کی ایسی ایسی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ آئیے! اس طرح کی ایک روایت سنتے ہیں:

راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرا دی

اللہ پاک کے ولی حضرت سیدنا منصور رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو رونے لگے اور اتنا بے قرار ہوئے، جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی موت پر بے قرار ہوتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا: حضرت! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ جبکہ آپ نے تو بڑی پاکیزہ اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کی ہے اور اسی سال (80) اپنے رب کریم کی عبادت و بندگی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے گناہوں کی نحوست پر آنسو بہا رہا ہوں، جن کی وجہ سے میں اپنے رب کریم کی رحمت سے دُور ہوں۔ یہ فرما کر آپ دوبارہ رونے لگے۔ پھر کچھ دیر بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا: میرے بیٹے! میرا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دو اور جب میری پیشانی سے قطرے نمودار ہونے لگیں اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں تو میری مدد کرنا اور کلمہ شریف پڑھنا، شاید مجھے کچھ افاقہ ہو جائے اور میرے مرنے کے بعد جب مجھے دفن کرو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو وہاں سے روانہ ہونے میں جلدی نہ کرنا بلکہ میری قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ پڑھنا کہ اس سے مجھے مُنْكَرِ نِکَیْہ کے سوالوں کا جواب دینے میں آسانی ہو سکتی ہے، اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنا: اے مالک! یہ تیرا بندہ ہے، اس نے جو گناہ کئے سو کئے، اگر تُو اسے عذاب دے تو یہ اسی کا حق دار ہے اور اگر تُو اسے معاف کر دے تو یہ تیرے شایانِ شان ہے۔ پھر مجھے الوداع کہتے ہوئے واپس پلٹ آنا۔ آپ کے انتقال کے بعد بیٹے نے آپ کی وصیتوں پر عمل کیا۔ پھر اس نے دوسری رات خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا: ابا جان! کیا حال ہے؟ آپ نے جواب دیا: میرے بیٹے! معاملہ تو اتنا مشکل اور سخت تھا کہ تُو تصور بھی نہیں کر سکتا، جب میں اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حساب کے لئے کھڑا ہوا تو اس نے فرمایا: میرے بندے! بتاؤ! میرے لئے کیا لے کر

آئے ہو؟ میں نے عرض کی: یا اللہ! ساٹھ (60) حج لایا ہوں۔ جواب ملا: مجھے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں۔ یہ سُن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اللہ پاک نے پھر پوچھا: بتاؤ! اور کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کی: ایک ہزار درہم کا صدقہ و خیرات۔ ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک درہم بھی مجھے قبول نہیں۔ میں نے کہا: یا الہی! پھر تو میں ہلاک ہو گیا اور اب میرے لئے تباہی و بربادی ہے۔ تو ربِّ کریم نے فرمایا: کیا تجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ تُو اپنے گھر سے باہر کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں تُو نے ایک کانٹا دیکھا اور لوگوں کو تکلیف سے محفوظ رکھنے کی نیت سے وہ کانٹا راستے سے ہٹا دیا تھا، میں نے تیرا وہی عمل قبول کیا اور اس کی وجہ سے تیری بخشش فرمادی۔ (حکایات الصالحین، ص ۵۱)

گناہگار طلبگارِ عفو و رحمت ہے عذابِ سہنے کا کس میں ہے حوصلہ یارب!

(وسائلِ بخشش مرم، ص ۷۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیک عمل رائیگاں نہیں جاتا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے یہ درس ملا کہ بسا اوقات بظاہر معمول دکھائی دینے والی نیکی بھی بندے کی نجات کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے کسی بھی نیک عمل کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ پاک کی رضا کی خاطر جو بھی نیک عمل کیا جاتا ہے، وہ کبھی ضائع نہیں جاتا۔

اچھے اعمال کی برکتیں

اخلاص سے کئے جانے والے نیک اعمال کی برکت سے بندہ بڑی بڑی مصیبتوں سے بچ جاتا ہے۔

☆ اچھے اعمال کی برکت سے اللہ پاک کی رضا حاصل ہوتی ہے، ☆ اچھے اعمال کی برکت سے جنت کی لازوال نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ☆ اچھے اعمال کی برکت سے عذابِ قبر و حشر سے نجات ملتی ہے، ☆ اچھے اعمال گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہیں، ☆ اچھے اعمال رحمتِ الہی کے نزول کا سبب ہیں، ☆ اچھے اعمال کے بدلے دنیا و آخرت میں اچھا بدلہ ملتا ہے، ☆ اچھے اعمال قبر میں اچھی اور پیاری شکل اختیار کر کے آئیں گے اور راحت و سکون کا باعث بنیں گے، ☆ اچھے اعمال کی وجہ سے انسان لوگوں میں اچھا پہچانا جاتا ہے۔ ☆ اچھے اعمال کی وجہ سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، اس لیے اچھے اعمال کرنے میں دنیا و آخرت میں سلامتی و عافیت بھی ہے اور نجات بھی۔ ☆ اچھے اعمال، مزید اچھے اعمال کی توفیق کا سبب بنتے ہیں۔

بنا دے مجھے نیک نیکوں کا صدقہ گناہوں سے ہر دم بچا یا الہی!

(وسائلِ بخشش مرم، ص ۱۰۵)

دنیا دارِ العمل ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے اور آخرت بدلہ ملنے کا مقام۔ ہم دنیا میں جو اچھا یا بُرا بچ بویں گے، اس کی فصل آخرت میں کاٹیں گے، اچھا یا بُرا بدلہ ملنے کو اردو میں ”جیسی کرنی ویسی بھرنی“، ”جیسا کرو گے ویسا بھرو گے“، ”جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے“ اور ”مُکافاتِ عمل“ جبکہ عربی زبان میں ”کَمَا تَدِينُ تُدَانُ“ کہا جاتا ہے۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

یہی بات ہماری شفاعت فرمانے والے آقا، مالکِ دین و دُنیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: ”اَلْبُدُّ لَا یَبْلُکُ وَالْاِثْمُ لَا یُتْسَى وَالْذِّیَّانُ لَا یَمُوتُ فَکُنْ کَمَا شِئْتَ کَمَا تَدِينُ تُدَانُ“ یعنی نیکی

پُرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا، جزا دینے والا (یعنی اللہ پاک) کبھی فنا نہیں ہوگا، لہذا جو چاہو بن جاؤ، تم

جیسا کرو گے ویسا بھر وگے۔“ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب الاغتیا بوالشتم، ۱۸۹/۱۰، حدیث: ۲۰۴۳۰)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یعنی جیسا تم کام کرو گے، ویسا تمہیں

اس کا بدلہ ملے گا، جو تم کسی کے ساتھ کرو گے وہی تمہارے ساتھ ہوگا۔ (التیسیر، ۲/۲۲۲)

بونے والے جو بویں وہ کاٹیں یہ ہوا تو میں مر مٹا یارب!

(ذوقِ نعت، ص ۸۶)

مختصر وضاحت: یا اللہ اگر قیامت کے دن اعلان ہو گیا کہ جس کا جیسا عمل ہے، اُسی کے مطابق اُس کا

معاملہ کیا جائے گا تو میں کہیں کانہ رہوں گا کیونکہ میرے گناہ میری نیکیوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیجئے

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ ☆ کسی کو تکلیف نہ دیں، ☆ کسی کی

چیز نہ چُرائیں، ☆ کسی کی چیز پر بلا اجازت شرعی قبضہ نہ کریں، ☆ کسی کو دھوکہ نہ دیں، ☆ کسی پر جھوٹا الزام

نہ لگائیں، ☆ کسی کا قرض نہ دبائیں، ☆ کسی کی گھریلو زندگی خراب نہ کریں، ☆ کسی کے بارے میں بدگمانیاں

نہ پھیلائیں، ☆ کسی کا دل نہ دکھائیں، ☆ کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائیاں نہ کریں، ☆ کسی کا مذاق اڑا کر اس کی عزت کا

جنازہ نہ نکالیں، ☆ سازشیں کر کے کسی کی ترقی میں روڑے نہ اٹکائیں ☆ اور کسی کی بُرائیاں لوگوں میں پھیلا

کر اسے بدنام نہ کریں، کیونکہ آج ہم کسی کے ساتھ جیسا کریں گے کل کو وہی ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے

۔ اس کے برعکس اگر ہم ہر ایک کی عزت کا تحفظ کریں گے، ہر امانت کا تحفظ کریں گے اور وقت پر واپس

لوٹائیں گے، ہر ایک سے سچ بولیں گے، ہر ایک کا احترام کریں گے، ہر ایک کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے، ہر ایک کی خیر خواہی کریں گے تو کچھ بعید نہیں کہ ہم سے بھی ہر ایک یہی برتاؤ کرنے لگے۔ یاد رکھئے! جس طرح بُرا عمل بندے پر بُرائی کے دروازے کھول دیتا ہے، اسی طرح اچھا عمل اچھائی کی کئی صورتیں بنا دیتا ہے اور آخر کار اچھے عمل کی جزا ضرور ملتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

روزانہ اچھے اعمال کرنے کا نسخہ!

اے فانی دنیا میں رہنے والے اسلامی بھائیو! زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، ان سانسوں کو غنیمت جانتے ہوئے نیکیوں کے ذریعے اپنی آخرت بہتر بنانے میں لگ جانا چاہئے، سانسوں کی یہ مالانہ جانے کب اچانک ٹوٹ کر بکھر جائے اور خدا نخواستہ ہمیں گناہوں سے توبہ کا وقت بھی نہ مل سکے اور ہماری آخرت برباد ہو جائے۔ لہذا ہمیں بھی اپنی آخرت بہتر بنانے کیلئے روزانہ کچھ نہ کچھ اچھے اعمال کرنے کا ہدف (Target) بنالینا چاہیے تاکہ نیک اعمال کی عادت بن سکے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ مدنی انعامات پر عمل اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مدنی انعامات روزانہ نیکیاں کمانے کا وہ عظیم مدنی نسخہ ہے کہ جس کے ذریعے صبح سے لے کر رات سونے تک اچھے اعمال کرنے کے کثیر مواقع ملتے ہیں۔ مثلاً نمازِ تہجد، نمازِ فجر سے پہلے مسلمانوں کو نماز کیلئے جگانا یعنی صدائے مدینہ لگانا، بعدِ فجر مدنی حلقے میں 3 آیات مع ترجمہ و تفسیر تلاوت کرنا یا سننا، اشراق و چاشت کے نوافل پڑھنا، پانچوں نمازیں باجماعت پہلی صف میں ادا کرنا، نمازِ پنجگانہ کے بعد نیز سوتے وقت کم از کم ایک ایک بار آیتُ الکرسی، سُورۃ اِخلاص اور تسبیحِ فاطمہ

پڑھنا، نیز رات میں سورہ ملک پڑھنا یا سُننا، مدنی درس (درس فیضانِ سنت وغیرہ) دینے یا سننے کی سعادت پانا، مدرسۃ المدینہ (بالغان) میں پڑھنا یا پڑھانا۔ ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع و مدنی مذاکرے میں شرکت، مدنی دورے میں شرکت کے علاوہ دیگر مدنی انعامات پر عمل کے ذریعے ثواب کا ڈھیروں خزانہ حاصل کر سکتے ہیں۔

شیطان کبھی بھی یہ نہیں چاہے گا کہ ہم مدنی انعامات پر عمل کر کے دن بھر میں اتنی زیادہ نیکیاں کرنے میں کامیاب ہوں، وہ اس نیک کام سے روکنے کے لیے لاکھوں جتن کرے گا، طرح طرح کے وسوسوں مثلاً ”میں تو بہت مصروف ہوں“ ”تناؤ وقت کہاں“ ”کل سے کروں گا“ میں مبتلا کر کے بہکانے کی کوشش کرے گا۔ اگر ہم ان وسوسوں پر توجہ دیئے بغیر مدنی انعامات پر کچھ دیر کے لیے غور کریں تو شاید حیران رہ جائیں گے کہ جن مدنی انعامات پر عمل کرنا مشکل (Difficult) لگتا ہے، ان پر عمل کرنا تو بہت ہی آسان ہے، کیونکہ ہمیں روزانہ 72 مدنی انعامات پر عمل نہیں کرنا بلکہ روزانہ جن مدنی انعامات پر عمل کرنا ہے، اس کے تین (3) درجے ہیں۔ پہلا اور دوسرا درجہ 17، 17 اور تیسرا درجہ صرف 16 مدنی انعامات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ 8 مدنی انعامات ایسے ہیں، جن پر ہفتے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے، 6 مدنی انعامات ایسے ہیں، جن پر مہینے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے اور 8 مدنی انعامات، ایسے ہیں جن پر 12 ماہ میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ شیطان ہمیں جن مدنی انعامات پر عمل کرنا دشوار محسوس کروا رہا تھا، ان پر عمل کرنا تو بہت ہی آسان ہے۔ فی زمانہ ایک مسلمان کے لئے مدنی انعامات پر عمل کس قدر ضروری ہے، اس کا اندازہ اسی وقت ہو سکے گا جب ہم مدنی انعامات

کے رسالے کا بغور مطالعہ کریں گے۔ ان مدنی انعامات میں فرائض و واجبات اور سُئِن و مُستحبات پر عمل کی ترغیب کے ساتھ ساتھ کہیں اخلاقیات کے حصول کے مدنی پھول بھی خوشبو پھیلا رہے ہیں تو کہیں گناہوں سے بچنے اور آسانی سے نیکیاں کرنے کے طریقے اپنی برکتیں لُٹا رہے ہیں۔ لہذا اگر ہم بھی گناہوں کی بیماریوں سے چھٹکارا پا کر نیکیوں کے حریص بننا چاہتے ہیں تو آج ہی سے مدنی انعامات پر عمل شروع کر دینا چاہئے، اِنْ شَاءَ اللہ اس کی ڈھیروں برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

آئیے! ہم سب مل کر نیت کرتے ہیں کہ ہم بھی فیضانِ مدنی انعامات سے حصہ پانے کے لیے ہر ماہ مدنی انعامات کا رسالہ حاصل کیا کریں گے، اِنْ شَاءَ اللہ۔ ایک وقت مقرر کر کے روزانہ فکرِ مدینہ کی سعادت حاصل کریں گے، اِنْ شَاءَ اللہ، ہر ماہ پابندی کے ساتھ اپنے ذمہ دار کو مدنی انعامات کا رسالہ جمع بھی کروائیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللہ

مدنی انعامات کے عامل پہ ہر دم ہر گھڑی
یا الہی! خوب برسا رختوں کی تُو بھری
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عالمین مدنی انعامات کے لئے دُعائے عطار

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مدنی انعامات کا سلسلہ کیوں شروع فرمایا، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”مدنی کام میں ترقی، اخلاقی تربیت و تقویٰ ملے، اس غرض سے میں نے ”مدنی انعامات“ کا سلسلہ شروع کیا۔ (جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ، ص ۲۵) جب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں اسلامی بھائی یا اسلامی بہن کا ”مدنی انعامات“ پر عمل ہے، تو دل باغ

باغ بلکہ باغِ مدینہ ہو جاتا ہے یا سُنتا ہوں کہ فلاں نے زبان اور آنکھوں کا یا ان میں سے کسی ایک کا ”قفلِ مدینہ“ لگایا ہے تو عجیب کیف و سُرُور حاصل ہوتا ہے۔ ”مدنی انعامات“ کے مطابق عمل کرنے والوں کو امیرِ اہلسُنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی دعاؤں سے کس طرح نوازتے ہیں، آئیے! ہم بھی سُنتے ہیں: ”اللہ پاک آپ کو مدینہ مُنورہ کے سدا بہار پھولوں کی طرح مسکراتا رکھے، کبھی بھی آپ کی خوشیاں ختم نہ ہوں، حیات و مَمَات (یعنی زندگی و موت)، بَرَزَخ و سَکَرَات (حالتِ نزع) اور قیامت کے ہولناک لمحات میں ہر جگہ مَسَرَّتیں اور شادمانیاں نصیب ہوں، اللہ پاک آپ کی اور تمام قبیلے کی مغفرت کرے، جنتُ الْفِرْدَوْس میں آپ کو اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جوار (پڑوس) عطا فرمائے۔ (جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ، ص ۳۳)

امیرِ اہلسُنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی انعامات پر عمل کرنے والوں کے لیے ولایت کی دُعا فرماتے ہوئے اللہ پاک کی بارگاہِ عالی میں عرض کرتے ہیں۔

تُو ولی اپنا بنالے اس کو ربِّ لم یَزَل
 ”مدنی انعامات“ پر کرتا ہے جو کوئی عمل
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شہزادہ اعلیٰ حضرت کی سیرت کی چند جھلکیاں

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جُمَادِی الْأُولٰی کا مبارک مہینہ اپنی برکتیں لُٹا رہا ہے، اس ماہ کی 17 تاریخ کو آفتابِ شریعت و طریقت، شہزادہ اعلیٰ حضرت، حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت علامہ مولانا مُفتی حامد رضا خان رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ کا یومِ عرس ہے، آئیے اسی مناسبت سے آپ کا ذِکرِ خیر بھی سنتے ہیں۔

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت علامہ مولانا محمد حامد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ربيع الاول 1292ھ مطابق 1875ء میں اپنے دادا جان مولانا مفتی نقی علی خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے گھر بریلی یوپی (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے آپ کا نام ”محمد“ رکھا اور پکارنے کے لئے ”حامد رضا“ تجویز فرمایا۔ عوام **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو ”بڑے مولانا“ کہہ کر پکارتی جبکہ علمائے کرام نے ”حُجَّةُ الْإِسْلَام“ کا لقب دے کر آپ کے علم و فضل کا اقرار کیا۔ (تذکرہ جمیل ص ۶۰۶ الخصا) **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے تمام کتابیں اپنے والدِ گرامی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سے پڑھیں اور اُنہیں (19) سال کی عمر میں عالمِ دین بن گئے۔ (تذکرہ جمیل ص ۱۰۹، ۱۱۰ الخصا) **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے پچاس (50) سال تک فتویٰ نویسی کی۔ (تذکرہ جمیل ص ۱۱۲ الخصا) **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ خانقاہِ قادریہ رضویہ کے سجادہ نشین اور امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے برحق جانشین تھے، **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو اپنے والدِ گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے ساتھ 1905ء میں سفر حج کی سعادت ملی۔ حرین طیبین میں آپ کے علمی اور عملی کارنامے ظاہر ہوئے، عالمِ اسلام میں آپ جانے پہچانے گئے۔ (تذکرہ جمیل ص ۸۶ الخصا) **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نہایت حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے، سرخ و سفید چہرہ اس پر سفید داڑھی جگمگ جگمگ کرتی نظر آتی، آپ کا چہرہ مبارک نورِ مصطفیٰ کے جلووں سے ایسا روشن تھا کہ خواجہ غریب نواز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے عرس کے موقع پر کئی غیر مسلم آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر ہی اسلام لے آئے اور یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق و صداقت اور روحانیت کی تصویر ہیں۔ (تذکرہ جمیل ص ۱۹۸، ۱۹۷ الخصا) **مفتی حامد رضا خان** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ عبادت گزار، شب بیدار اور تہجد گزار بزرگ تھے، اپنے والدِ ماجد امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی موجودگی میں دَارُ الْعُلُومِ منظرُ الاسلام کا سارا انتظام آپ کے سپرد تھا،

دَارُ الْعُلُومِ مَنْظَرُ الْإِسْلَامِ کے آپ نہ صرف مُهْتَمِّم تھے بلکہ شیخ الحدیث اور صدرُ الْمَدَرِّسین کے منصب پر بھی فائز رہے۔ (تذکرہ جمیل ص ۷۳ الطحا) ایک بار مُفتی حامد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو پھوڑے کی تکلیف ہوئی، جس کا آپریشن کرنا ضروری ٹھہرا۔ ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو منع فرمادیا، آپ دُرود و سلام کے ورد میں مشغول ہو گئے، ہوش و حواس کی حالت میں دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا، دُرود شریف کی برکت سے کسی قسم کی تکلیف کا آپ نے اظہار نہ ہونے دیا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص ۴۸۵) اللہ پاک آپ کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مستفیض فرمائے۔ اَمِينَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجلسِ رابطہ بالعلماء

اے عاشقانِ علماء و اولیاء! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی دُنیا بھر میں خدمتِ دین کے کم و بیش 105 شعبہ جات میں سُنّتوں کی دُھو میں مچا رہی ہے، جن میں سے ایک شعبہ ”مجلسِ رابطہ بالعلماء“ بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سُنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی علمائے اہل سنت سے مَحَبّت کے نتیجے میں عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی نے ایک شعبہ بنام ”مجلسِ رابطہ بالعلماء“ بھی قائم کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے عاشقانِ رسول علمائے کرام و مشائخِ عظام (اور مسجدوں کے امام، خطباء، مُدرِّسین) کو عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کی دینی خدمات سے آگاہ کیا جائے، ان سے رابطہ کر کے انہیں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کیا جائے

اور ان سے دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں معاونت حاصل کی جائے۔ ان کی دعائیں لی جائیں اور عاشقانِ رسول مدارس و جامعات میں دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کی ترکیب بنائی جائے۔ ان کے طلبہ کرام اور اساتذہ کرام کو دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع و مدنی مذاکرے میں شرکت کروائی جائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ شہنشاہِ نبوت، مُصْطَفٰ جَانِ رَحْمَت، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔⁽¹⁾

ان کی سنت کا جو آئینہ دار ہے بس وہی تو جہاں میں سمجھدار ہے (وسائلِ بخشش، ص ۴۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سلام کرنے کی سنتیں اور آداب

آئیے! شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”101 مدنی پھول“ سے سلام کرنے کی سنتیں اور آداب سنتے ہیں: ☆ مسلمان سے ملاقات کرتے وقت اُسے سلام کرنا سنت ہے۔ ☆ مکتبۃ المدینہ کی کتاب بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 459 پر لکھے ہوئے جزیے کا خلاصہ ہے: سلام کرتے وقت دل میں یہ نیت ہو کہ جس کو سلام کرنے لگا ہوں اُس کا مال اور عزت و آبرو سب کچھ

۱... مشکاة الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۹۷، حدیث: ۱۷۵

میری حفاظت میں ہے اور میں اُن میں سے کسی چیز میں دخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں۔ (بہار شریعت ۴/۵۹، حصہ ۱۶ ملخصاً) ☆ دن میں کتنی ہی بار ملاقات ہو، ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں بار بار آنا جانا ہو وہاں موجود مسلمانوں کو سلام کرنا کارِ ثواب ہے۔ ☆ سلام میں پہل کرنا سنت ہے۔ ☆ سلام میں پہل کرنے والا اللہ کریم کا مُقَرَّب ہے۔ ☆ سلام میں پہل کرنے والا تکبُّر سے بھی بڑی ہے، جیسا کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باصفا ہے: پہلے سلام کہنے والا تکبُّر سے بڑی ہے۔ (شعب الایمان، کتاب ۶/۴۳۳، حدیث: ۸۷۶۷) ☆ سلام (میں پہل) کرنے والے پر 90 رحمتیں اور جواب دینے والے پر 10 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (کیسائے سعادت، ۱/۳۹۴) ☆ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں۔ ساتھ میں وَرَحْمَةُ اللہ بھی کہیں گے تو 20 نیکیاں ہو جائیں گی اور وَبَرَکَاتُہ، شامل کریں گے تو 30 نیکیاں ہو جائیں گی۔ بعض لوگ سلام کے ساتھ جَنَّتُ الْمَقَام اور دوزخُ الْحَرَام کے الفاظ بڑھا دیتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے بلکہ مَنْ چلے تو مَعَاذَ اللہ یہاں تک بک جاتے ہیں: آپ کے بچے ہمارے غلام۔ ☆ سلام کا جواب فوراً اور اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سُن لے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سُنَّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتُب، بہارِ شریعت حصہ 16 (312 صفحات) اور 120 صفحات کی کتاب ”سُنَّتیں اور آداب“ اور امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے ”101 مدنی پھول“ اور ”163 مدنی پھول“ ہدِیَّۃً حَاصِل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنّتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

نَوْتُ سُنَّتِ الْعِتِّكَافِ (ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخل مسجد ہوں، یاد آنے پر اعتکاف کی نیت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یاد رکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، افطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دم کیا ہو اپنی پینے کی بھی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اگر اعتکاف کی نیت ہوگی تو یہ سب چیزیں ضمناً جائز ہو جائیں گی۔ اعتکاف کی نیت بھی صرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا مقصد اللہ کریم کی رضا ہو۔ ”فتاویٰ شامی“ میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکر اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھانی یا سو سکتا ہے)

دُرود شریف کی فضیلت

ہر عیب سے پاک نبی، مکی مدنی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ کریم کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، تین شخص اللہ پاک کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ (1) وہ شخص جو میرے اُمتی کی پریشانی دور کرے (2) میری سنت کو زندہ کرنے والا (3) مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔ (الْبُدُوْرُ السَّافِرَةُ لِلْسُّیُوْطِی، ص ۱۳۱ حدیث: ۳۶۶)

قلیل روزی پہ دو قناعت، فضول گوئی سے دے دو نفرت

درو پڑھتا ہوں بکثرت، نبی رحمت شفیع اُمت
(وسائل بخشش مرم، ص ۲۰۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیانِ سُننے سے پہلے اُچھی اُچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ“ ”مُسْلِمَانِ کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی... الخ، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)
مدنی پھول: جتنی اُچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔
بیانِ سُننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سُنوں گا ☆ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گا ☆ ضرور تائسٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ☆ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا ☆ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْكُرُوا اللّٰهَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند آواز سے جواب دوں گا ☆ اجتماع کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مُصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً ہر شخص اپنے دشمن سے نفرت کرتا اور اس کے شر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور دشمن جتنا زیادہ مضبوط ہو، اس سے محفوظ رہنے کی اتنی ہی زیادہ احتیاط کی جاتی ہے، اُسی قدر حفاظتی تدابیر بھی زیادہ کی جاتی ہیں، یاد رکھئے! انسان کا سب سے بڑا اور سب سے

خطرناک (Dangerous) دشمن شیطان ہے، اولیائے کرام سے لے کر عام انسان تک ہر ایک سے دشمنی رکھتا اور ان کو بہکانے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے سے کام لیتا ہے، اللہ پاک نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر شیطان کی عداوت اور دشمنی کی پہچان کروائی ہے، آج کے بیان میں شیطان کی انسان سے دشمنی کے متعلق آیات، احادیث مبارکہ، بزرگانِ دین کے واقعات اور شیطان کے وار کو ناکام بنانے کے طریقے بھی سنیں گے۔ کاش! پورا بیان اچھی اچھی نیتوں اور مکمل توجہ کے ساتھ سُننا نصیب ہو جائے۔ آئیے! سب سے پہلے شیطان کی انسان سے دشمنی کا ایک واقعہ سنتے ہیں

چنانچہ

شیطان لعین کے شر سے محفوظ رہنا:

ایک مرتبہ ولیوں کے سردار حضورِ غوثِ پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سفر فرما رہے تھے، اس دوران چند دن آپ نے ایک ایسے مقام پر قیام فرمایا جہاں پانی نہیں تھا، جب غوثِ پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو بارش ہونے لگی جس سے آپ سیراب ہو گئے، پھر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے آسمان پر ایک نور دیکھا، جس سے ایک کنارہ روشن ہو گیا اور ایک شکل ظاہر ہوئی اُس سے یہ آواز آئی: ”اے عبد القادر! میں تیرا رب ہوں اور میں نے تم پر حرام چیزیں حلال کر دی ہیں“ یہ سُن کر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر فرمایا: ”اے شیطان لعین! دُور ہو جا۔“ تو روشن کنارہ اندھیرے میں بدلا اور وہ شکل دُھواں بن گئی۔ پھر شیطان نے یوں وار کیا: اے عبد القادر! تم مجھ سے اپنے علم، اپنے رب کے حکم اور اپنے مراتب کے سلسلے میں سمجھ بوجھ کے ذریعے نجات پا گئے اور میں نے ایسے (70) مشائخ کو گمراہ کر دیا“ انسان کے دشمن شیطان کے اس وار کو بھی ہمارے غوثِ پاک نے یہ فرما کر

ناکام بنادیا: ”یہ صرف میرے رب کا فضل و احسان ہے“ جب آپ رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ سے دریافت کیا گیا، آپ نے کس طرح جانا کہ وہ شیطان ہے؟ آپ رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: اُس کی اس بات سے کہ بے شک میں نے تیرے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ (صراط الجنان، ۵/ ۷۱ بتغیر قلیل)

اے عاشقانِ غوثِ اعظم! بیان کردہ واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ شیطان لعین عام انسانوں سے تو دشمنی رکھتا ہی ہے مگر اللہ والوں سے اس کی دشمنی اور زیادہ سخت ہوتی ہے اور ان کو بہکانے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے کرتا ہے، کئی بار ناکام ہونے کے باوجود بھی مایوس نہیں ہوتا جیسا کہ بیان کردہ واقعہ میں پیرانِ پیر، روشن ضمیر، حضور غوثِ پاک رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ جیسی ہستی کو بہکانے کے لئے یہ حیلہ اپنایا کہ میں نے تمہارے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا تو آپ نے اس کے اس وار کو ناکام بنادیا۔

یہ بھی پتہ چلا کہ کوئی کیسے ہی مرتبے والا بزرگ کیوں نہ ہو، خواہ وہ پیر و فقیر ہو یا عالم و ولی ہو، اس پر اللہ پاک کی لازم کردہ عبادات معاف نہیں ہوتیں۔ ذرا سوچئے! کہ مخلوقات میں سب سے بڑا مقام کس کا ہے؟ یقیناً پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسے نمازی تھے کہ ان کی مثل کوئی نمازی ہو ہی نہیں سکتا، ان کی مثل کوئی عبادت کرنے کا گمان بھی نہیں کر سکتا۔ ان پر تو تہجد بھی فرض تھی، اگرچہ وہ مالکِ شریعت ہیں، مگر ربِّ کریم کے احکام پورے فرمائے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! شیطان انسانوں کا کھلا دشمن ہے، اس بات کا ذکر اللہ پاک نے پارہ 15 سُورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 53 میں فرمایا ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا
تَرْجَمَةُ کنزالایمان: بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

مُبِیَّنًا ﴿۱۵﴾ (بنی اسرائیل: ۵۳)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا! شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ شیطان اس دشمنی کے اظہار کے لئے کئی حربے اور ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی ریاکاری کروا کر نیکیاں برباد کروا دیتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی وسوسے ڈال کر نیکیاں کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی مسلمانوں میں دشمنی اور پُھوٹ ڈلوا کر غیبتوں، تہمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی جھوٹ بُلوا کر آخرت کو تباہ کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی حسد کے کانٹے دل میں چھو کر جہنم کی آگ میں پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی تکبر میں مبتلا کر کے اپنی ازلی دشمنی کا نشانہ (Target) بناتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی حُبِ جاہ (یعنی واہ کی خواہش) کی ہوس میں گرفتار کروا کر نیکیوں کو ضائع کرواتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی مسلمان کے دل میں دوسروں کا بُغض و کینہ (یعنی دل کی چھپی دشمنی) پیدا کر کے اپنا کام نکالتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی ماں باپ کی نافرمانی پر ابھار کر دنیا و آخرت میں ذلیل کرواتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی بیماریوں پر بے صبری و واویلا کرنا کر صبر کے بے حساب ثواب سے محروم کر دیتا ہے۔ ☆ شیطان کبھی نمازوں سے ☆ کبھی فرائض سے ☆ کبھی فرض و لازم علم دین سے دُور کرتا ہے ☆ شیطان کبھی تلاوتِ قرآن سے روکتا ہے تو کبھی نیک اعمال کرنے میں سستی ڈالتا ہے۔ اَلْغَرَضُ! شیطان اپنی دشمنی نکالنے کے لیے طرح طرح سے انسان کو گھیرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہمیں اس کے ہر وار سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

شیطان کے خلاف جنگ جاری رہے گی اِنْ شَاءَ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

آئیے! سب سے پہلے شیطان کے ایک ہتھیار ”ریاکاری“ کے متعلق سنتے ہیں۔

شیطان کا ایک ہتھیار ”ریکاری“

اس میں کوئی شک نہیں کہ اوّل تو شیطان ہمیں نیکیاں کرنے نہیں دیتا اور اگر ہم خوب کوشش کر کے نیک عمل کرنے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو شیطان ہماری عبادت کو، صدقات و خیرات کو مقبول ہونے سے روکنے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیتا ہے اور ہماری عبادت میں کوئی ایسی غلطی کروانے کی کوشش کرتا ہے جو اسے ضائع کر دے یا پھر عبادت کے بعد ہمارے دل میں مشہور ہونے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، کوئی ہماری نیکیوں کا چرچا کرے نہ کرے، ہم خود بلا ضرورت شرعی اپنی نیکیوں کا اظہار کر کے ”اپنے منہ میاں مٹھو“ بننے سے باز نہیں آتے اور یوں شیطان کے پھیلانے ہوئے ریکاری کے جال میں جا پھنستے ہیں۔

ریکاری کی تعریف:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ”نیکی کی دعوت“ کے صفحہ 66 پر تحریر فرماتے ہیں: اللہ پاک کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا (ریکاری ہے)۔ گویا عبادت سے یہ غرض ہو کہ لوگ اُس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ اُن لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اُس کی تعریف کریں یا اُسے نیک آدمی سمجھیں یا اُسے عزت وغیرہ دیں۔ (الذَّوَادِعُ عَنِ اقْتِدَارِ الْكَبَائِدِ، ۱/۸۶)

آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب ”نیکی کی دعوت“ حصہ اوّل، صفحہ 73 سے ریکاری سے متعلق چند مثالیں سنئے ہیں۔ خیال رہے کہ ریکاری ایک ایسا عمل ہے، جس کا سارا دار و مدار نیت پر ہے، لہذا جو مثالیں پیش کی جا رہی ہیں وہ اگرچہ ریکاری ہی کی ہیں لیکن کئی مقامات پر

نِیَّت کے فرق سے احکام میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ آئیے اپنی اصلاح کی نِیَّت سے توجہ کے ساتھ سنئے:

ریکاری کی 10 مثالیں

(1) فنِ قراءت اس لئے سیکھنا کہ لوگ ”قاری صاحب“ کہیں۔ (2) اپنے لئے عاجزی کے الفاظ مثلاً فقیر، گنہگار، ناکارہ وغیرہ اس لئے بولنا یا لکھنا کہ لوگ سادہ مزاج سمجھیں اور عاجزی کی تعریف کریں۔ (3) لوگوں سے اس لئے پُر تپاک طریقے سے ملنا کہ ملنسار اور بااخلاق کہلائے۔ (4) دُعا وغیرہ میں سب کے سامنے رونا آجائے تو اس لئے آنسو پونچھتے رہنا کہ لوگوں پر یہ تاثر قائم ہو کہ یہ ریکاری سے بچنے کیلئے جلدی جلدی آنسو پونچھ لیتا ہے۔ (5) لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کیلئے اس طرح کے جملے کہنا: مجھے گناہوں سے بڑا ڈر لگتا ہے، مجھے بُرے خاتمے کا خوف رہتا ہے، ہائے! اُندھیری قبر میں کیا ہو گا! آہ! قیامت میں حساب کیسے دُوں گا! وغیرہ (6) لوگوں پر اپنی دُنیا سے لاتعلقی اور پارسائی کی چھاپ ڈالنے کیلئے کہنا: میں تو مالداروں اور شخصیات سے ملنے سے بچتا ہوں۔ (7) کسی کی مُصیبت کا سُن کر ہمدردانہ جملے کہنا کہ لوگ رَحْم دل کہیں۔ (8) ہاتھ میں اس لئے تَسْنِیْح رکھنا، اور نمایاں کرنا، یا لوگوں کے سامنے اس لئے ہونٹ ہلا کر یا اُنہیں آواز پہنچے، اس طرح دُرُود و اذکار پڑھنا کہ نیک سمجھا جائے۔ (9) جَلُوت میں (یعنی لوگوں کے سامنے) کھاتے پیتے، اُٹھتے بیٹھتے وغیرہ وغیرہ مواقع پر سُنّتوں کا اچھی طرح خیال رکھنا جبکہ اکیلے میں سُنّتوں کا اہتمام نہ کرنا۔ (10) دعوت میں یادوسروں کی مَوْجُوْدگی میں اس لئے کم کھانا کہ دیکھنے والے اسے سُنّت کی پیروی کرنے والا اور کم کھانے والا تَصَوُّر کریں۔ (نبی کی دعوت، ص ۷۳) اللہ پاک شیطان کے وار ریکاری سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شیطان کے خلاف جنگ جاری رہے گی اِنْ شَاءَ اللہ

سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ کے شہزادے مُفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ عاجزی کرتے اور ہمیں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نَفْسِ بدکار نے دل پہ یہ قیامت توڑی عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا
(سامانِ بخشش، ص ۶۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ریاکاری سے بچنے کے لئے عبادت کے دوران بھی شیطانی وَسْوَسوں سے بچنے کی کوشش کریں، کیونکہ شیطان مُسلسل ہمارے دل میں وَسْوَسے ڈالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، لہذا جس طرح نیک عمل سے پہلے دل میں اخلاص ہونا ضروری ہے، اسی طرح ہر نیکی و عبادت کے دوران اسے قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔

اگرچہ اس طرح سوچنا اور غور و فکر کرنا بہت مُشکل کام ہے مگر ناممکن نہیں، آغاز میں یہ کام بے حد مُشکل محسوس ہوتا ہے، لیکن جب کوشش کر کے ایک عرصے تک اس پر صبر کرے تو اللہ پاک کے فضل و کرم اور حُسنِ توفیق سے یہ کام آسان ہو جاتا ہے، ہمارا کام کوشش کرنا ہے، کامیابی دینے والی ذاتِ رَبِّ کائنات کی ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص ۹۴)

آئیے! اپنے ربِّ کریم کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں اور اخلاص کی بھیک مانگتے ہیں۔

بنادے مجھ کو الہی خُلوص کا پیکر قریب آئے نہ میرے کبھی ریا یارِ ب!
اندھیری قبر کا دل سے نہیں نکلتا ڈر کروں گا کیا جو تُو ناراض ہو گیا یارِ ب!
(وسائلِ بخشش، ص ۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پورا شہر اجڑ گیا

ایک شخص نے شیطان کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنی اُنکلی اٹھائے ہوئے جا رہا تھا۔ اُس نے شیطان سے پوچھا: یہ تم اپنی اُنکلی اٹھائے ہوئے کیوں جا رہے ہو؟ شیطان نے کہا: میں اپنی اُنکلی سے بڑے بڑے کام نکال لیتا ہوں، لوگ جو آپس میں لڑتے جھگڑتے اور فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں، وہ اسی اُنکلی کا کھیل ہوتا ہے۔ اُس شخص نے حیرت سے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ شیطان نے کہا: یہ سامنے جو شہر ہے، اسے میری یہ اُنکلی تھوڑی دیر میں تباہ و برباد کر دے گی اور لوگ لڑنا جھگڑنا خود ہی شروع کر دیں گے۔ شیطان اُس شخص کے ساتھ شہر میں داخل ہوا، ایک بازار میں حلوائی چینی گھول کر اُس کا شیرہ بنانے کے لئے اُسے ایک بڑے برتن میں گرم کر رہا تھا۔ شیطان نے شیرے میں اُنکلی ڈال کر تھوڑا سا شیرہ نکالا اور اُسے دیوار پر لگاتے ہوئے بولا: اب دیکھنا یہ شہر کیسے تباہ ہوتا ہے، چنانچہ دیوار پر لگے ہوئے شیرے پر مکھیاں آکر بیٹھیں، مکھیوں کا ہجوم دیکھ کر ایک چھپکلی اُن پر جھپٹنے کے لئے دیوار پر چڑھی۔ حلوائی کی ایک بلی تھی، اُس بلی نے چھپکلی کو دیکھا تو وہ اُس پر جھپٹنے کے لئے تیار ہو گئی، دو (2) سپاہی بازار سے گزر رہے تھے جن کے ساتھ اُن کا کُتا بھی تھا، کُتے نے بلی کو دیکھا تو ایک دم اُس پر حملہ کر دیا، بلی نے بھاگنے کے لئے چھلانگ لگائی تو سیدھی شیرے کے برتن میں جا گری اور مر گئی۔ حلوائی نے اپنی بلی کو مرتے دیکھا تو کُتے کو مار ڈالا، یہ منظر دیکھ کر سپاہیوں نے حلوائی کو ہلاک کر دیا۔ حلوائی کے عزیزوں کو پتہ چلا تو اُنہوں نے سپاہیوں کو مار ڈالا، جب لشکر کو اپنے دو (2) سپاہیوں کی موت کا علم ہوا تو لشکر نے (غصے میں) آکر پورے شہر کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ (شیطان کی حکایات، ص ۵۰ الخُصّٰ)

نفس و شیطان ہو گئے غالب ان کے چنگل سے تُو چھڑا یارب
(وسائل بخشش مرمم، ص ۷۹)

شیطان کے خلاف جنگ جاری رہے گی اِنْ شَاءَ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے میں جو سبق ہمارے لئے موجود ہے، وہ یہی ہے کہ ہم خود بھی جھگڑوں سے بچیں اور دوسروں کو بھی اس شیطانی کام سے روکنے کی کوشش کریں، کیونکہ بسا اوقات صرف غلط فہمی کی بنیاد پر بہت سے جھگڑے وجود میں آتے، کئی گھر بلکہ کئی خاندان اُجڑ جاتے ہیں، اس لئے اگر کوئی ہمیں لڑوانا بھی چاہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس کو اس کے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیں۔ شیطان کا پسندیدہ کام ہی لوگوں کے درمیان فتنہ و فساد برپا کروانا، اُن میں نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرنا اور انہیں آپس میں لڑوانا ہے، یہ مردود کسی طرح جھگڑے کا ماحول پیدا کر کے خود پیچھے ہٹ کر تماشائی بن جاتا ہے، پھر لڑائی جھگڑے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ کل تک جو ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے کے دعوے کیا کرتے تھے، جو ایک دوسرے کی عزت کے محافظ تھے، جن کی دوستی اور اُن کے اتفاق و اتحاد کی مثالیں دی جاتی تھیں، جنہیں ایک دوسرے کے خلاف ایک لفظ سُنا بھی گوارا نہ تھا، جو ایک دوسرے کے بغیر کھانا تک نہیں کھاتے تھے، جو بُرے وقت میں ایک دوسرے کے مددگار تھے، جو ایک دوسرے کو نیکی کے کاموں کی ترغیبیں دِلایا کرتے تھے، لڑائی جھگڑے جیسے منخوس شیطانی کام کی نحوست کے سبب اُن کے درمیان نفرتوں کی ایسی مضبوط دیواریں قائم ہو جاتی ہیں کہ پھر وہ ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہوتے، بسا اوقات قتل و غارت گری کی ایسی خوفناک آندھی چلتی ہے کہ کئی جانیں ظلم کی اس بدترین

آندھی کی لپیٹ میں آجاتی ہیں۔ یوں سمجھئے کہ جس طرح آگ گھروں، فیکٹریوں، کمپنیوں، گوداموں، جنگلات، گاؤں دیہات اور مختلف چیزوں کو گھنٹوں بلکہ منٹوں میں جلا کر تباہ و برباد کر ڈالتی ہے، اسی طرح ہنستے بستے ملکوں، شہروں، نسلوں، قوموں، گھروں، خاندانوں، اداروں اور تنظیموں کا آمن تہس نہس کرنے اور دلوں میں نفرتوں کا بیج بونے کا سبب بنتے ہیں اور اس میں اکثر شیطان لڑائی جھگڑے کا ہتھیار استعمال کرتا نظر آتا ہے۔

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے لوگوں پر نگاہ ڈالی، تو انہیں ایک دوسرے سے کسی غرض اور سبب کی وجہ سے عداوت و دشمنی کرتے ہوئے پایا اور میں نے اللہ پاک کے اس مقدس فرمان میں خوب غور کیا:

اِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ
تَرْجَمَةُ کنز الایمان: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں پیر اور
دشمنی ڈلوادے۔
وَالْبَعْضَاءُ (پ، المائدہ: ۹۱)

تو مجھے معلوم ہو گیا کہ سوائے شیطان کے کسی اور سے دشمنی درست نہیں۔ (بیٹے کو نصیحت، ۳۲)

لڑنا ہے تو نفس و شیطان سے لڑیے

لہذا ہمیں چاہئے کہ لڑائی جھگڑے سے بچتے ہوئے شیطان کے اس ہتھیار کو ناکام بنائیں اور اپنے مسلمان بھائیوں سے محبت و اخوت اور حسنِ اخلاق اور نرمی و بھلائی سے پیش آئیں۔ یاد رکھئے! جھگڑے کا ایک سبب اعتراض بھی ہے، یہ اعتراض ہی جھگڑا ہے اور اسی اعتراض برائے اعتراض کے بعد ہی بات بگڑتی ہے اور نوبت لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت گری تک جا پہنچتی ہے، لہذا جب بھی کسی کی اصلاح مقصود ہو یا کسی معاملے کی طرف توجہ دلانے کا ارادہ ہو تو اعتراض (Objection) والا رویہ

اپنانے کے بجائے سمجھانے والا انداز اختیار کیجئے۔ نرمی سے اور علیحدگی میں اُس کو اُس کے عیب پر مطلع کرنے کی کوشش کیجئے۔ دوسروں کے سامنے مسلمان بھائی کی اصلاح کرنا اُسے ذلیل کرنے اور لوگوں کی نظروں سے گرانے کے مترادف ہے، جس کے نتیجے میں بات عزتِ نفس پر آجاتی ہے۔ پھر سامنے والا لڑائی کر کے بدلہ لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، لہذا کسی سے بھی جھگڑا نہ کیجئے اور نرمی و محبت اور صبر سے کام لیجئے ☆ ہاں اگر لڑنا ہی ہے تو مردودِ شیطان سے لڑیں، ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو نفسِ امارہ سے لڑائی کریں، ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو گناہوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر کے شیطان کا مقابلہ کیجئے، ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو غیبت و تہمت کے خلاف اعلانِ جنگ کر کے مقابلہ کیا جائے، ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو فلموں ڈراموں سے لڑائی کیجئے، ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو سود کے خلاف لڑائی کیجئے۔ ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو دھوکہ دہی اور ملاوٹ کے خلاف آواز اٹھائیے، ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو بدگمانیوں اور تہمتوں کے خلاف دشمنی کا اظہار کیجئے، ☆ اگر لڑنا ہی ہے تو رشوت اور خیانت کے بڑھتے ہوئے رجحان کی حوصلہ شکنی کیجئے۔ اَلْعَرَضُ! لڑنا ہی ہے تو بُرائیوں سے لڑیے اور معاشرے کو نیکیوں کی طرف لے جایئے۔

ہماری نہ جانے کس کس سے ذاتی دشمنی ہو جاتی ہے، جبکہ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی لڑائی نفس و شیطان سے ہے، چنانچہ بارگاہِ رسالت میں فریاد کرتے ہیں:

نہیں سرکار! ذاتی دشمنی میری کسی سے بھی میری ہے نفس و شیطان سے لڑائی یا رسولِ اللہ (وسائلِ بخشش مرم، ص ۳۵۰)

شیطان کے خلاف جنگ جاری رہے گی اِنْ شَاءَ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! شیطان کی انسان سے دشمنی کا اندازہ اس بات سے

بھی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ انسان کو دنیا میں تو اپنے طرح طرح کے ہتھیاروں اور وسوسوں کے ذریعے گمراہ کرتا ہی ہے، مگر موت کے وقت بھی لوگوں کو بہکانے، گناہوں پر اکسانے اور دولتِ ایمان چھین کر انہیں بھی اپنے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بنانے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے شیطان کو خود توبہ کی توفیق نہیں اس لئے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا توبہ کر کے اس کے ساتھیوں کی فہرست سے نکل کر راہِ جنت کا مسافر بن جائے۔ اسی وجہ سے وہ دنیا میں توبہ سے روکنے، موت کے وقت ایمان چھیننے کی کوشش میں رہتا ہے، آخری سانس تک بہکانے کی کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو کر جہنم کا حقدار بن جائے، شیطان انسان کے دل میں جو وسوسے ڈالتا رہتا ہے، وہ وسوسے بعض اوقات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ انسان کے لئے اپنا دین و ایمان بچانا مشکل ہو جاتا ہے جیسے کبھی تقدیر کے بارے میں وسوسہ، کبھی ایمانیات کے بارے میں وسوسہ، کبھی عبادات کے بارے میں وسوسہ، کبھی طہارت و پاکیزگی کے معاملات کے بارے میں وسوسہ اور کبھی یہ نامراد شیطان اللہ پاک کے بارے میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ آئیے! اس کے متعلق ایک واقعہ سنتے ہیں:

چنانچہ

امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ کی نزاع کا جب وقت آیا، شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے، (یعنی چھین لیا جائے) اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ اُس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مُناظروں مُباحثوں میں گزاری، خدا کو بھی پہچانا؟ آپ نے فرمایا: بیشک خُدا ایک ہے۔ اس نے کہا اس پر کیا دلیل؟ آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی، وہ خبیث مُعَلِّمُ الْمَلٰئِکَوت (یعنی فرشتوں کا استاد) رہ چکا ہے، اس نے وہ دلیل توڑ دی۔ انہوں نے دوسری دلیل قائم کی اُس نے وہ بھی توڑ دی۔ یہاں تک کہ 360 دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس

نے سب توڑ دیں۔ اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس، آپ کے پیر و مُرشد حضرت نجم الدین گبرلی رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہِ کہیں دُور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے، وہاں سے آپ نے آواز دی کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا۔ (آداب مرشد کامل، ص ۸۸ ملخصاً)

بُرے خاتمہ سے بچنے کا طریقہ

اے عاشقانِ اولیاء! معلوم ہوا کہ ایمان کی سلامتی اور خاتمہِ بالخیر کا ایک ذریعہ کسی پیرِ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے دینا بھی ہے کہ مُرشد کی باطنی توجُّہ سے بھی وَسْوَسَہ شیطانی رَفَع دَفَع ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ خاتمہِ بالخیر نصیب ہو جاتا ہے، وَرَنہ شیطاں لعین نَزَع کے عالم میں وساوس کے ہتھکنڈے استعمال کر کے مسلمان کے ایمان کو برباد کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! فی زمانہ شیطانی وسوسوں سے بچنے، ایمان کی سلامتی، نیکیوں پر استقامت پانے، پابندِ سُنَّت بننے اور گناہوں سے سچی نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کا جذبہ اپنے اندر بیدار کرنے کے لئے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے، کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے گناہوں سے نفرت اور نیکیاں کرنے کا ذہن بنتا ہے۔ فی زمانہ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول کسی نعمت سے کم نہیں، لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم نیک بن کر ایمان کی حفاظت کرنے والے بن جائیں تو آج ہی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو جائیے اور سُنَّتوں کی دُھو میں چمانے کے لئے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔

12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”مدنی قافلہ“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”مدنی قافلہ“

”بھی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَدَنی قافلوں کی بَرَکت سے لوگوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ ☆ مَدَنی قافلے میں سفر کرنے سے نیک لوگوں کی صحبت میسر آتی ہے۔ ☆ مَدَنی قافلے کی بَرَکت سے مسجد میں نفلِ اعتکاف کرنے کی سعادت ملتی ہے۔ ☆ مَدَنی قافلے کی بَرَکت سے بے نمازیوں کو نمازوں کی اَہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ☆ مَدَنی قافلے کی بَرَکت سے بہت سے دینی مسائل سیکھنے کی سعادت ملتی ہے۔ ☆ مَدَنی قافلے کی بَرَکت سے مسجدوں میں ذکر و اذکار، دُرس و بیانات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ☆ مَدَنی قافلے کی بَرَکت سے مسجدیں آباد ہوتی ہیں۔

مدنی قافلوں میں سفر کرنے والے خوش نصیب عاشقانِ رسول کے لیے امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے بھی کیسی پیاری پیاری دُعائیں کی ہیں، آئیے! وہ دُعائیں ہم بھی سنتے ہیں، اے کاش! ہم بھی اِن دُعائوں سے اپنا حصہ لینے میں کامیاب ہو جائیں، چنانچہ ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنے والوں کے لیے آپ دُعا کرتے ہیں: یاربِّ المصطفیٰ! جو کوئی ہر شمسی ماہ کے پہلے جمعہ کو تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کے لیے روانہ ہو، اُس کو دیدارِ مصطفیٰ سے مشرف فرما۔

ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنے والوں کے لیے آپ دُعا کرتے ہیں: یا اللہ پاک! جو کوئی انگریزی ماہ کے دوسرے جمعہ کو تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کی ترکیب کرے، اس کا دل نیکیوں میں لگا دے۔

ہر ماہ کے تیسرے جمعہ کو 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنے والوں کے لیے آپ دُعا کرتے ہیں: اے مالکِ کریم! جو کوئی عیسوی ماہ کے تیسرے جمعہ کو مدنی قافلے میں 3 دن کے لیے سفر پر روانہ ہو، اس کو جنت الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پُرس عطا فرما۔

ہر ماہ کے چوتھے جمعے کو 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنے والوں کے لیے آپ دُعا کرتے ہیں:
 مولائے کریم! جو کوئی انگریزی ماہ کے چوتھے جمعے کو تین دن کے مدنی قافلے میں سفر اختیار
 کرے، اُسے شفاعت فرمانے والے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت بروزِ قیامت نصیب فرما۔
 کسی ماہ کا پانچواں جمعہ ہونے کی صورت میں 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنے والوں کے لیے
 آپ دُعا کرتے ہیں: یا اللہ پاک! جو کوئی انگریزی ماہ کا پانچواں جمعہ ہونے کی صورت میں اُس دن
 مدنی قافلے میں سفر کرے، اُس پر جہنم حرام کر دے۔

12 ماہ تک 3 دن کے مدنی قافلوں کے مسافروں کے لیے آپ دُعا کرتے ہیں: یاربَّ
 المصطفیٰ! جو کوئی کم از کم 12 ماہ تک ہر ماہ 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کرے، اُس کو اپنی ذات
 کے سوا کسی کا محتاج نہ فرما۔ امین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

یا خدا ہر گھڑی رُٹ ہو عطار کی
 قافلے میں چلیں قافلے میں چلو

(وسائل بخشش مرم، ص ۶۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں سے اس مدنی کام ”مدنی قافلہ“ کی تفصیلی معلومات جاننے کے لئے مکتبۃ
 المدینہ کے رسالے ”مدنی قافلہ“ کا مطالعہ کیجئے، تمام اسلامی بھائی اس رسالے کا لازمی مطالعہ فرمائیں، یہ
 رسالہ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے پڑھا بھی جاسکتا ہے اور ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔
 اس رسالے میں آپ پڑھ سکیں گے۔ ☆ مدنی قافلہ کیا ہے، ☆ مدنی قافلے میں سفر کی نیتیں،
 ☆ مدنی قافلے کا مختصر جدول، ☆ مدنی قافلے سے متعلق شرعی و تنظیمی احتیاطیں، ☆ مدنی قافلوں کے

متعلق 22 مدنی پھول، ☆ اور بہت سے اہم مدنی پھول، حکایات، روایات اس رسالے میں اپنی بہاریں لٹا رہے ہیں۔ اللہ پاک کو راضی کرنے، علم دین حاصل کرنے اور ثواب کے لیے مدنی قافلوں میں سفر کریں تاکہ ثواب بھی ملے، مدنی قافلے میں سفر سے کبھی ضمناً دُنیوی فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ آئیے! بطور ترغیب مدنی قافلے کی ایک مدنی بہار سُنتے ہیں، چنانچہ

پُرانے مَرَض سے نجات مل گئی

باب المدینہ (کراچی) کے علاقے ناظم آباد کے مقیم ایک عمر رسیدہ اسلامی بھائی تقریباً 19 سال سے سانس کے مَرَض میں مُہْتَلَا تھے۔ بسا اوقات مَرَض کی شدّت کی وجہ سے انہیں شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا، کبھی آدھی رات کو طبیعت بگڑ جاتی تو اُسی وقت ڈاکٹر (Doctor) کے پاس جانا پڑتا۔ الغرض علاج میں کوئی کمی نہ چھوڑی جاتی۔ اُن کی خوش قسمتی کہ ایک مرتبہ عاشقانِ رسول کے ہمراہ تین (3) دن کے مدنی قافلے میں سفر کی سعادت حاصل ہوئی، مدنی قافلے کی بَرَکت سے جہاں اُن کے شب و روز عبادتِ الہی میں گزرے، علم دین حاصل کرنے کا موقع ملا اور وہیں انہیں دیگر بَرَکات بھی نصیب ہوئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مدنی قافلے کے دوران انہیں نہ ہی انجکشن کی حاجت پیش آئی اور نہ ہی کسی ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا بلکہ وہاں ایسا اطمینان اور شُکون ملا کہ جو اس سے پہلے کبھی نہ ملا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مدنی قافلے کی بَرَکت سے اُن کے 19 سال پُرانے مَرَض میں نمایاں کمی آگئی۔

دور بیماریاں اور پریشانیاں ہوں گی بس چل پڑیں، قافلے میں چلو

(وسائلِ بخشش مرم، ص ۶۷۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

شیطان کیوں مردود ہوا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آئیے! شیطان لعین کے بارے میں سنتے ہیں کہ یہ کون تھا اور اس پر یہ زوال کیوں آیا کہ اللہ پاک نے اس کو ہمیشہ کے لئے اپنی پاک بارگاہ سے مردود قرار دے دیا، یاد رکھئے! بد بخت و لعین قرار دیے جانے سے پہلے شیطان خوبصورت، حسین، بہت زیادہ علم رکھنے والا، بہت زیادہ عبادت گزار، ملائکہ کا سردار تھا اور اس کو فرشتوں میں ایک خاص مقام حاصل تھا، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، ابلیس کو خالص آگ سے پیدا کیا گیا۔ (مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب فی احادیث متفرقة، ص ۱۲۲۱، حدیث: ۷۴۹۵) ابلیس جس کو شیطان کہا جاتا ہے، فرشتوں کا سردار بننے سے پہلے یہ چالیس (40) ہزار سال تک جنت کے خزانے کا نگران رہا، اسی (80) ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا، بیس (20) ہزار سال تک فرشتوں کو وعظ سناتا رہا، تیس (30) ہزار سال تک مُقَرَّبِین فرشتوں (جیسے حضرت جبرائیل و حضرت عزرائیل علیہما السلام وغیرہ) کا سردار رہا، 1 ہزار سال تک رُوحَانِیِّین (یعنی سورج چاند سے زیادہ روشن چہرہ والے اللہ پاک کے مخصوص فرشتوں) کا سردار رہا، 14 ہزار سال تک عرش کا طواف کرتا رہا، پہلے آسمان میں اس کا نام عابد، دوسرے میں زاہد، تیسرے میں عارف، چوتھے میں ولی، پانچویں میں تقی، چھٹے میں خازن اور ساتویں آسمان میں عز ازیل تھا جبکہ لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس (یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید) لکھا ہوا تھا اور یہ اپنے انجام سے بے خبر تھا۔ (عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص ۲۵۳ ملاحظہ) جب اللہ پاک نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو کہنے لگا: اے اللہ! تُو نے اسے مجھ پر فضیلت دے دی، حالانکہ میں اس سے بہتر ہوں، تُو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے، میں آگ کا ہو کر اس مٹی سے بنے

ہوئے انسان کو سجدہ کروں؟ تورِ ب کریم نے فرمایا: میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، مگر اس لعین شیطان نے تکبر کی وجہ سے سجدہ نہیں کیا تو فرشتوں نے اللہ کریم کا شکر ادا کرنے کے لئے دوسرا سجدہ شکرانے کے طور پر کیا، لیکن شیطان ان سے بے تعلق کھڑا رہا اور اسے اپنے اس فعل پر کوئی افسوس نہ ہوا، تو اس کے تکبر کرنے کی وجہ سے اللہ پاک نے ہمیشہ کے لئے اسے اپنی بارگاہ سے مردود قرار دے کر نکال دیا اور اس کی صورت مسخ کر دی، خنزیر کی طرح لٹکا ہوا منہ، سر اونٹ کے سر کی طرح، سینہ بڑے اونٹ کی کوہان جیسا، چہرہ ایسے جیسے بندر کا چہرہ، آنکھیں کھڑی، نتھنے حجام کے کوزے جیسے کھلے ہوئے، ہونٹ بیل کے ہونٹوں کی طرح لٹکے ہوئے، دانت خنزیر کی طرح باہر نکلے ہوئے اور داڑھی میں صرف سات بال، اسی صورت میں اسے جنت سے نیچے پھینک دیا گیا اور قیامت تک کے لئے لعنت کا مستحق بن گیا ہے اور تب سے یہ ابلیس، لعین، مردود اور شیطان کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۷۹)

تکبر کی تباہ کاریاں

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے شیطان کے متعلق سنا کہ یہ کتنا بڑا عبادت گزار، علم والا تھا لیکن اس کو ایک گناہ کی وجہ سے بارگاہِ الہی سے مردود قرار دے کر نکال دیا گیا اور وہ گناہ ہے تکبر۔ ☆ تکبر شیطان کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہے، جس کے ذریعے یہ لوگوں سے اپنی دشمنی ظاہر کرتا اور لوگوں کو گمراہ کر کے ان کو اللہ پاک کی ناراضی کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے، یاد رکھئے! ☆ تکبر ہلاکت خیز عادت ہے، ☆ تکبر کرنے والے اللہ پاک کے ناپسندیدہ بندے ہیں، ☆ تکبر کرنے والے بد نصیبوں کے دلوں پر اللہ پاک مہر لگا دیتا ہے، ☆ تکبر کرنے والے قرآنی آیات میں غور و فکر

کرنے اور ان سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں ☆ اور ایسے بد بخت ذلیل و رسوا ہو کر جہنم (Hell) میں داخل کیے جائیں گے، ☆ تکبر کرنے والا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، وہ دوسروں کیلئے پسند نہیں کرتا۔ ☆ تکبر کرنے والا عاجزی جیسی عظیم خوبی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ☆ مسلمانوں سے بغض و کینے کی بدترین خصلت اس کے دل میں اپنی جڑیں مضبوط کر لیتی ہے ☆ تکبر اسے اپنی جھوٹی عزت بچانے کیلئے جھوٹ پر اُکساتا ہے۔ ☆ تکبر کرنے والا غصے سے نہیں بچ پاتا۔ ☆ تکبر کرنے والے کے دل میں مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ نہیں ہوتا۔ ☆ تکبر کرنے والا بدنصیب نصیحت (Advice) قبول کرنا گوارا نہیں کرتا۔ ☆ تکبر کی عادت اُسے نیک کاموں سے دُور اور بُرے کاموں پر مجبور کر دیتی ہے۔ ☆ تکبر کرنے والا نیک لوگوں بلکہ بزرگوں تک کی صحبت سے اپنے آپ کو دُور کر لیتا ہے۔ آئیے! تکبر کی تعریف سنتے ہیں:

تکبر کی تعریف:

خود کو افضل، دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔ چنانچہ ہماری شفاعت فرمانے والے آقا صَدِّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَنَطُ النَّاسِ یعنی تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، ص ۶۱، حدیث: ۹۱)

امام راغب اصفہانی رَحْمَةُ اللہ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ذَلِکَ اَنْ یَّرِیَ الْاِنْسَانُ نَفْسَہُ اَکْبَرَ مِنْ غَیْرِہ یعنی تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔ (الفہرذات للزّاغب، ص ۶۷)

جس کے دل میں تکبر پایا جائے اُسے ”مُتَّکِبِرٌ“ کہتے ہیں۔

تکبر سے بچنے کے طریقے

تکبر سے نجات پانے کے لئے عاجزی کے فضائل کو سامنے رکھئے اور اس طرح ”فکرِ مدینہ“ (یعنی اپنا

محاسبہ) کیجئے کہ جب حشر برپا ہو گا اور ہر ایک اپنے کئے کا حساب دے گا تو مجھے بھی اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا، اگر تکبر کی وجہ سے میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا اور مجھے جہنم میں جھونک دیا گیا تو جہنم کا ہولناک عذاب کیسے برداشت کر پاؤں گا؟ اس طرح اپنا محاسبہ کرنے سے ان شاء اللہ تکبر سے بچنے میں کافی مدد ملے گی۔

اسی طرح تکبر اور دیگر بُرائیوں سے نجات کیلئے دُعا کا سہارا لیجئے کہ دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔ لہذا دُعا کیجئے کہ یا اللہ! میں نیک بننا چاہتا ہوں، تکبر اور دوسری تمام بُرائیوں سے جان چھڑانا چاہتا ہوں، مگر نفس و شیطان نے مجھے دُعا سے روکا ہے، تو ان کے مقابلے میں مجھے کامیابی عطا فرما، مجھے نیک بنا دے، عاجزی کا پیکر بنا دے۔ آئیے! مل کر اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں۔

فخر و غرور سے تُو مولیٰ مجھے بچانا یا رب! مجھے بنا دے پیکر تُو عاجزی کا ایمان پہ رب رحمت دیدے تُو استقامت دیتا ہوں واسطہ میں تجھ کو ترے نبی کا

(وسائل بخشش مرم، ص ۱۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

مجلس تراجم!

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! شیطان کے مکر و فریب اور دیگر گناہوں سے بچنے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی جہاں دنیا بھر میں نیکی کی دعوت کی دھو میں مچا رہی ہے، وہیں 107 شعبہ جات کے ذریعے زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی بھی اصلاح کر

رہی ہے، انہی شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ”مجلس تراجم“ بھی ہے جو امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اور مکتبۃ المدینہ کی کُتب و رسائل کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کی خدمت سرانجام دے رہی ہے تاکہ اُردو پڑھنے والوں کے ساتھ ساتھ دُنیا کی دیگر زبانیں بولنے والے کروڑوں لوگ بھی ان کتابوں سے فیض یاب ہو سکیں اور ان کا بھی یہ مدنی ذہن بن جائے کہ مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہ اِنْتہائی قلیل عرصہ میں اب تک اس مجلس کے تحت دُنیا کی مختلف زبانوں میں امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی بہت سی تصانیف اور مکتبۃ المدینہ کی کُتب و رسائل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ مکتبۃ المدینہ کی کُتب و رسائل کا خود بھی مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں، تقسیم کا سلسلہ بھی جاری رکھیں اور ہو سکے تو نیکی کی دعوت عام کرنے کی نیت سے تحائف (Gifts) میں کتب و رسائل دیتے رہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سُنَّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ شہنشاہِ نبوت، مُصْطَفٰی جانِ رحمت، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔^(۱)

نرمہ لگانے کی سُنَّتیں اور آداب

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آئیے! شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے

رسالے ”101 مدنی پھول“ سے سُرْمہ لگانے کی سنتیں اور آداب سنتے ہیں: فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: تمام سُرْموں میں بہتر سُرْمہ ”اِشْم“ ہے کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اُگاتا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب التحفہ، باب الکحل بالاثمد، ۱۱۵/۲، حدیث: ۳۴۹۷) ☆ پتھر کا سُرْمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سُرْمہ یا کاجل بقصدِ زینت (یعنی زینت کی نیت سے) مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، ۵/ ۳۵۹) ☆ سُرْمہ سوتے وقت استعمال کرنا سنت ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ۱۸۰/۶) ☆ سُرْمہ استعمال کرنے کے تین منقول طریقوں کا خلاصہ پیش خدمت ہے: (۱) کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سلائییاں، (۲) کبھی دائیں (سیدھی) آنکھ میں تین اور بائیں (اُلٹی) میں دو، (۳) تو کبھی دونوں آنکھوں میں دو دو اور پھر آخر میں ایک سلائی کو سُرْمے والی کر کے اُسی کو باری باری دونوں آنکھوں میں لگائیے۔ (شعب الایمان، فصل فی الکحل، ۲۱۸/۵، حدیث: ۶۴۲۸) ☆ اس طرح کرنے سے اِنْ شَاءَ اللہ تینوں پر عمل ہوتا رہے گا۔ ☆ تکریم کے جتنے بھی کام ہوتے سب ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدھی جانب سے شروع کیا کرتے، لہذا پہلے سیدھی آنکھ میں سُرْمہ لگائیے پھر اُلٹی آنکھ میں۔

طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی دو کُتُب، بہارِ شریعت حصہ 16 (312 صفحات) اور 120 صفحات کی کتاب ”سُنَّتیں اور آداب“ اور امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دور سالے ”101 مدنی پھول“ اور ”163 مدنی پھول“ ہدِیَّۃً حَاصِل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنّتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّ اَعْمَلَ مَا اَعُوْذُ بِاَللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کے لیے

ہر شہرعات بعد نماز مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کے لیے اچھی اچھی سنتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ﴿سنتوں کی تربیت کے لیے مَدَنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ﴿روزانہ ”غور و فکر“ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا ہر سالہ پرکر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے سنتے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”مَدَنی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مَدَنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہ۔



فیضانِ مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net